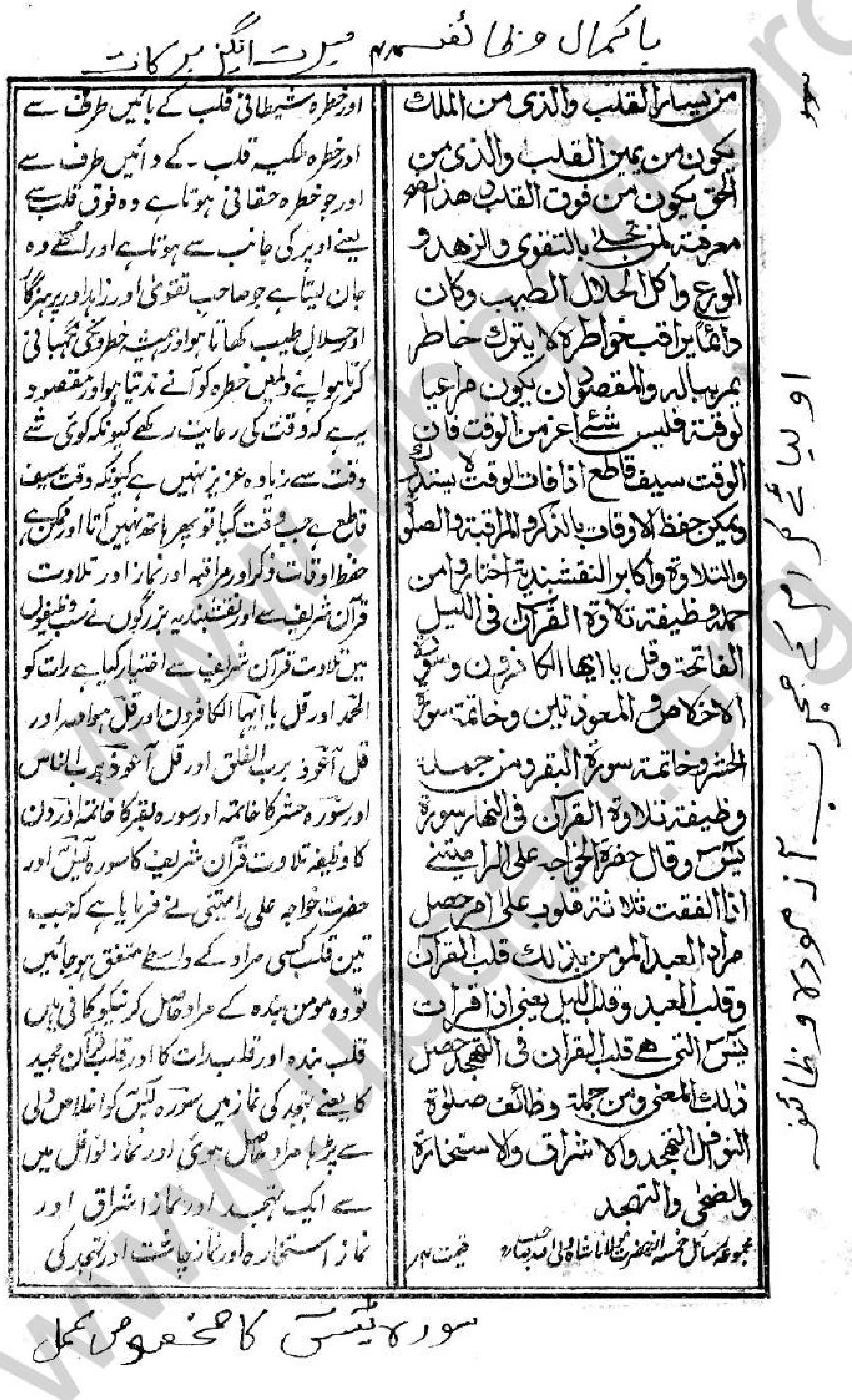

باکمال حضرات نقشبندیہ حیرت انگیز برکات

من يسار القلب والذي من الملك
يكون من يمين القلب والذي من
الحق يكون من فوق القلب هذا هو
معرفة لمن تحلى بالتقوى والزهد و
الورع واكل الحلال الطيب وكان
دائما يراقب خواطره لا يترك خاطر
يمر بباله والمقصود ان يكون مراعيا
لوقته فليس شيء اعز من الوقت فان
الوقت سيف قاطع اذا فات الوقت لا يستدرك
ويمكن حفظ الاوقات بالذكر والمراقبة والصلوة
والتلاوة واكابر النقشبندية اختاروا من
جملة وظيفة تلاوة القرآن في الليل
الفاتحة وقل يا ايها الكافرون وسورة
الاخلاص والمعوذتين وخاتمة سورة
الحشر وخاتمة سورة البقرة ومن جملة
وظيفة تلاوة القرآن في النهار سورة
يٰس وقال حضرة الخواجه على الراميتني
اذا اتفقت ثلثة قلوب على امر حصل
مراد العبد المومن بذلك قلب القرآن
وقلب العبد وقلب الليل يعني ان قرأت
يٰس التي هي قلب القرآن في التهجد حصل
ذلك المعنى ومن جملة وظائف صلوة
النوافل التهجد والاشراق والاستخارة
والضحى والتهجد

مجموعہ رسائل خمسہ از حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قیمت ۴ر

اور خطرہ شیطانی قلب کے بائیں طرف سے
اور خطرہ ملکیہ قلب کے دائیں طرف سے
اور جو خطرہ حقانی ہوتا ہے وہ فوق قلب سے
یعنے اوپر کی جانب سے ہوتا ہے اور اسکو وہ
جان لیتا ہے جو صاحب تقوی اور زاہد اور پرہیزگار
اور حلال طیب کھاتا ہو اور ہمیشہ خطروں کی نگہبانی
کرتا ہو اپنے دل میں خطرہ کو آنے نہ دیتا ہو اور مقصود
یہ ہے کہ وقت کی رعایت رکھے کیونکہ کوئی شے
وقت سے زیادہ عزیز نہیں ہے کیونکہ وقت سیف
قاطع ہے جب وقت گیا تو پھر ہاتھ نہیں آتا اور ممکن ہے
حفظ اوقات ذکر اور مراقبہ اور نماز اور تلاوت
قرآن شریف سے اور نقشبندیہ بزرگوں نے سب وظیفوں
میں تلاوت قرآن شریف سے اختیار کیا ہے رات کو
الحمد اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور
قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
اور سورہ حشر کا خاتمہ اور سورہ بقر کا خاتمہ اور دن
کا وظیفہ تلاوت قرآن شریف کا سورہ یٰس اور
حضرت خواجہ علی رامیتنی نے فرمایا ہے کہ جب
تین قلب کسی مراد کے واسطے متفق ہو جائیں
تو وہ مومن بندہ کے مراد حاصل کرنیکو کافی ہیں
قلب بندہ اور قلب رات کا اور قلب قرآن مجید
کا یعنے تہجد کی نماز میں سورہ یٰس کو اخلاص دلی
سے پڑھا مراد حاصل ہوئی اور نماز نوافل میں
سے ایک تہجد اور نماز اشراق اور
نماز استخارہ اور نماز چاشت اور تہجد کی

اولیائے کرام کے مجرب آزمودہ وظائف

سورہ یٰسین کا مخصوص عمل

www.ubqari.org

اثنا عشر رکعة فان امکن قرأ فی کل رکعة یٰس والا تمها فی ثمانی رکعات علی هذا الترتیب فی رکعة الاولی الی واجر کریم وفی الرکعة الثانیة الی وهم مهتدون فی الرکعة الثالثة الی جمیع لدینا محضرون فی الرکعة الرابعة الی فلك یسبحون وفی الخامسة الی ولا الی اهلهم یرجعون وفی السادسة الی هذا صراط مستقیم وفی السابعة الی فهم لها مالکون وفی الثامنة الی اخر السورة وفیما بقی یقرأ فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص ثلاثا وان لم یحفظ سورة یٰس فیقرأ فی فی کل صلوٰة بعد الفاتحة سورة الاخلاص ثلاثا ولا یصلی المتهجد التهجد اقل من اربع رکعات ووقت التهجد الثلث الاخر کما قال الله تعالی قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا او زد علیه وقال صاحب قوت القلوب قال الله تعالی فتهجد به نافلة لك وقال الله تعالی کانوا قلیلا من اللیل ما یهجعون والهجوع النوم والتهجد القیام فلا یکون التهجد الا بعد النوم وفی کتاب الشعبی لا یکون التهجد الا بعد النوم والتهجد صلوٰة النوم

بارہ رکعتیں ہیں۔ اگر ممکن ہو تو ہر رکعت میں سورہ یٰسین پڑھے اور نہیں تو سورہ یٰسین کو آٹھ رکعتوں میں اس ترتیب سے پورا کرے کہ پہلی رکعت میں واجر کریم تک اور دوسری میں وهم مهتدون تک اور تیسری میں جمیع لدینا محضرون تک اور چوتھی میں فلك یسبحون تک اور پانچویں میں ولا الی اهلهم یرجعون تک اور چھٹی میں هذا صراط مستقیم تک اور ساتویں میں فهم لها مالکون تک اور آٹھویں میں سورہ کے آخر تک اور باقی رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین تین مرتبہ اور جو سورہ یٰسین حفظ نہ ہو تو سورہ فاتحہ کے بعد ساری نماز میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھے اور نماز تہجد چار رکعت سے کم نہ پڑھے اور نماز تہجد کا وقت اخیر تہائی رات ہے جیسا خدا تعالیٰ فرماتا ہے قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا او زد علیه اور صاحب قوۃ القلوب نے کہا ہے کہ خدا فرماتا ہے فتهجد به نافلة لك اور فرمایا ہے کانوا قلیلا من اللیل ما یهجعون اور ہجوع نیند کو کہتے ہیں اور تہجد قیام کو تو تہجد جبتک سوئے نہیں جائز نہیں اور کتاب شعبی میں ہے کہ تہجد نہیں ہوتی مگر بعد سونے کے اور تہجد صلوٰۃ النوم ہے

شان خواجہ
حضرت خواجہ غریب نواز کی شان میں غزلیں اور انکی سوانح عمری نقشہ مزار قیمت

مخصوص نوافل خیر و برکت کا ذکر لکھا ہے

گیارہ رات
سوکر بیچی رات
آدھی رات یا
اس سے کم
تھوڑا سا یا زیادہ

وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم قم من اللیل قدر حلبۃ شاۃ واذا
صلی صلوۃ المذکور جلس التشہد متوجہا
للقبلۃ الی الصبح ویشتغل فی توجہ ومراقبۃ
او ذکرہ وان غلبت النوم نام لکن یقوم قبل
الصبح ویتوضا ثم یصلی سنۃ الصبح فی
بیتہ ویشتغل بالاستغفار بطریق الخفیۃ
کما ہو طریق ہذہ السلسلۃ ویذہب الی المسجد
مستغفرا فی طریقہ واذا صلی الصبح مع الجماعۃ
جلس فی موضعہ مشتغلا بوظیفۃ الباطنۃ
ان وجد الجمعیۃ والا فی بیتہ واشتغل بوظیفۃ
الی ان تطلع الشمس وبعد ذلک یصلی
رکعتین بنیۃ الاشراق وقرأتہا فی کل رکعۃ
بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص ثلاثا ثم بعد
ذلک رکعتین بنیۃ الاستخارۃ ثم یدعو
بدعاء الاستخارۃ وہو ہذا: اللہم
خیرلی واخترلی ولا تکلنی الی اختیاری
اللہم اجعل الخیرۃ فی کل قول وعمل اریدہ
فی ہذا الیوم واللیلۃ اللہم وفقنی
لما تحب وترضی من القول والعمل
فی عافیۃ ویسر۔ واذا کان لہ بعد
ذلک مہم دنیوی کاسباب معیشتہ
توجہ الیہ مع الحضور والیقظۃ ویقرأ
ہذا الدعاء اللہم کن وجہتی فی کل
جہۃ ومقصدی فی کل قصد غایتی

ط [illegible] بقدر [illegible] دو [illegible] ۱۲

اور روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے
قم من اللیل قدر حلبۃ شاۃ اور جب نماز مذکور
پڑھ لے تو بیٹھے جلسہ التحیات کا قبلہ رو ہوکر
صبح تک اور مشغول رہے توجہ میں مراقبہ
میں یا ذکر میں اور جو نیند غلبہ کرے تو سو رہے
مگر صبح سے پہلے اٹھ کھڑا ہو اور وضو کرے
اور سنتیں صبح کی نماز کی اپنے گھر میں
پڑھے اور مشغول ہو استغفار میں بطریق
خفیہ کے جیسا اس سلسلہ کا طریقہ ہے اور
مسجد کو استغفار پڑھتا ہوا جاوے رستے میں
اور جب نماز صبح جماعت سے پڑھ چکے تو
اپنی جگہ میں بیٹھا رہے مشغول وظیفہ باطن میں
جو جمعیت پائے اور نہیں تو اپنے گھر آجاوے
اور مشغول ہو اپنے وظیفہ میں یہانتک کہ آفتاب
طلوع ہو اور اسکے بعد دو رکعت نماز اشراق
پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد
سورہ اخلاص تین بار پھر اسکے بعد دو رکعت نماز
استخارہ پھر اسکے بعد دعائے استخارہ اور وہ یہ
ہے اللہم خیرلی واخترلی ولا تکلنی الی اختیاری
اللہم اجعل الخیرۃ فی کل قول وعمل اریدہ فی
ہذہ الیوم واللیلۃ اللہم وفقنی لما تحب و
ترضی من القول والعمل فی عافیۃ ویسر
اسکے بعد جو اسکو کوئی کام ضروری دنیا کا ہو جیسے
معاش کیلئے اسکے نہ جاوے متوجہ ہو اور حضور کی اور وہ دعا پڑھے
اللہم کن وجہتی فی کل جہتی ومقصدی فی کل قصد غایتی

في كل سعي وملجائي وملاذي في كل قصده
وهو وكيلي في كل امره وتولني تولي محبة
وعناية في كل حال ويكون دائما متوجها
للقلب الصنوبري كما قال تعالى رجال لا
تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله و
اذا فرغ من مهمات الدنيوية توضا
وضوءً جديدا ودخل خلوته اول ما يجلس
يستحضر رؤية شيخه ثم يشتغل بوظيفته من
المراقبة والذكر واما صلوة الضحى فاثنتي عشر
ركعة يقرء في كل ركعة بعد الفاتحة
سورة الاخلاص ثلاثا ولا يصليها اقل
من ركعتين ولا ينبغي ان يصليها في اول
وقت الضحى بل يؤخرها الى ان يمضي ربع
النهار كما جاء في المشكوة عن زيد بن ارقم
انه رأى قوما يصلون الضحى فقال لقد
علموا ان الصلوة في غير هذه الساعة افضل
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
صلوة الاوابين حين ترمض الفصال
رواه المسلم ومعنى الرمض شدة الارض
من وقع الشمس على الرمل وغيره اي
اذا وجد الفصيل حر الشمس والفصيل
ولد الابل وبعد صلوة اذا حضر الطعام
تناوله فان اكله مع الاصحاب كان احسن
والا فمع اهله واولاده ولا ياكل وحده بقدر
الامكان وبعد ذلك يقيل ثم يحضر المسجد

فی کل سعی وملجائی وملاذی فی کل قصدی
وھو وکیلی فی کل امر وتولنی تولی محبۃ
وعنایۃ فی کل حال اور ہمیشہ قلب صنوبری سے متوجہ
رہے جیسا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے رجال لا تلہیہم
تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اور جب دنیاوی کاموں
سے فارغ ہو وضو کرے تازہ اور خلوت میں داخل ہوا ور
پہلے جب بیٹھے اپنے شیخ کی رویت حاضر کرے پھر
مشغول ہو اپنے وظیفہ سے مراقبہ سے یا ذکر سے
اور نماز چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں ہر رکعت میں
سورہ فاتحہ کے بعد تین تین بار سورۂ اخلاص
اور دو رکعت سے کم نہ پڑھے اور اول وقت
چاشت میں نہ چاہیے پڑہنی بلکہ تاخیر کرے اتنی
کہ پہر بھر دن چڑھ جائے اِس واسطے کہ مشکوٰۃ
شریف میں زید بن ارقم سے ہے تحقیق دیکھا انہوں نے
ایک قوم کو کہ وہ نماز چاشت پڑھتے تھے۔ پس کہا اُن
لوگوں نے جانا ہے کہ تحقیق نماز اُس وقت میں اِس
سے بہتر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ نماز اوابین جسوقت کہ گرم ہو فصال پڑہنی چاہیے۔
روایت کی مسلم نے اور رمض کے معنی ہیں شدت گرمی
کی تاب آفتاب سے ریت وغیرہ پر یعنی جسوقت پاوے
فصیل گرمی آفتاب کی اور فصیل اونٹ کے بچہ کو کہتے
ہیں اور بعد نماز کے جو موجود ہو کھانا کھاوے
جو یاروں کیساتھ ملکے کھاوے تو بہت اچھا ہے اور
نہیں اپنے گھروالوں کیساتھ کھاوے بیوی بچوں کے ساتھ
اور حتی المقدور اکیلا نہ کھاوے پھر اسکے بعد قیلولہ کرے یعنی
سو رہے پھر مسجد میں حاضر ہو۔

اول وقت ايضا لصلوة العصر و
يجلس بعد صلوة العصر في مكانه
ويشتغل بوظيفة الباطنة ولا يضيع
هذا الوقت بقدر الامكان و
يحاسب نفسه فيه وحفظ ما بين
العشائين عندهم من اهم المهمات
وبعد صلوة العشاء يقرء في فراشه
قل يا ايها الكفرون وسورة الاخلاص
والمعوذتين والاخر سورة الحشر
واخر سورة البقرة مع الحضور
وينام مشتغلا بالذكر ويقول قبل
نومه هذا الاستغفار ثلاثا استغفر
الله الذي لا اله الا هو الحي القيوم
واتوب اليه وهذا احوال صوفي
ذي الشغل لا الصوفي الفارغ البال فان
ذلك ينبغي له ان يكون في ليله ونهاره
مستغرقا ومستهلكا في الحق سبحانه كما
قال الشيخ ابو العباس القصاب عندي
لا مساء ولا صباح فان باطنه غارق
في لجة الفناء فظاهره حاضر لما يصدر
من الاحوال والافعال واهل الفناء والبقاء
بعد الطلب والمجاهدة تشرفوا بالوصول الى
طمانينة الوجدان والسرور للمشاهدة وهم
في عين المراد وحجبوا عن المراد بغير مراد وراوا المقامات
والكرامات حجابا وابعدوا مشرب القلب عن حظ جسماني وروحاني

اول وقت اور عصر کو بھی اول وقت حاضر ہو
مسجد میں اور نماز عصر کے بعد اپنے مکان میں بیٹھے
اور شغل کرے وظیفہ باطنی کا اور حتی الامکان
اسوقت کو ضائع نہ کرے اور اسمیں اپنے نفس
سے محاسبہ کرے اور مغرب اور عشاء کے درمیان
کے وقت کی حفاظت اولیاء کے نزدیک سب سے
زیادہ ضرور ہے اور عشا کے بعد اپنے بستر میں پڑھے
قل یا ایہا الکفرون اور سورہ اخلاص اور
معوذتین اور آخر سورہ حشر اور آخر سورہ بقر
کا ساتھ حضور کے اور سووے شغل کرتا ہوا ذکر کا
اور سونے سے پہلے یہ استغفار تین بار پڑھے۔
استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم
واتوب الیہ اور یہ حال ہے ایسے صوفی کا
جو کاروبار میں رہتا ہو اس صوفی کا نہیں جو
فارغ البال ہو کہ اسکو چاہیئے کہ وہ رات دن مستغرق
و مستہلک حق میں رہے جیسا کہا ہے شیخ
ابو العباس قصاب نے کہ میرے نزدیک نہ
شام ہے نہ صبح کہ اسکا باطن غرق ہوتا ہے
دریائے فنا میں اور اس کا ظاہر حاضر ہے
واسطے صادر ہونے احوال و افعال کے اور اہل
فنا و بقا بعد طلب و مجاہدہ کے مشرف ہیں وصول
سے طمانیت دل اور سرور اور مشاہدہ کے اور وہ
اپنی عین مراد ہیں اور مراد سے پھر گئے ہیں بغیر مراد کے
اور انہوں نے مقامات و کرامات کو حجاب سمجھا ہے
اور اپنے مشرب کو بہت دور کر دیا ہے تمام حظ جسمانی اور روحانی سے

www.ubqari.org

اولیائے کرام کا مقام فنا

۹ فصل

والوصول الی مرتبۃ الفناء علامۃ الوصول الی حقیقۃ محبۃ الذات و مقام الفناء موهبۃ محضۃ و اختصاص الهی والسنۃ الالهیۃ جاریۃ علی ان العطاء المحض الذی هو حقیقۃ الموهبۃ لا یکون عاریۃ فلذالك کان لا رجوع فیہ ولذالك قالوا الفانی لا یرد الی اوصافہ وقال ذو النون المصری قدس سرہ ما رجع من رجع الا من الطریق وما وصل الیہ احد فرجع عنہ

فصل فی الفناء و البقاء

سئلوا حضرۃ الخواجہ نقشبند قدس سرہ الفنا علی کم وجہ فقال علی وجہین و ان قال الاکابر انہ اکثر من ذلك لکن مرجع الکل الی هذا الوجهین الاول الفناء من وجود الظلمانی الطبیعی والثانی الفناء من الوجود النورانی الروحی والحدیث النبوی ناطق بهذین الوجهین ان للہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ فالفناء الاول هو انہ بواسطۃ ظهور الحق سبحانہ الثانی یذهب بالفناء ایضا ای لا یبقی للوجود الروحانی شعور لان الشعور من صفات الوجود الروحانی لازمها فاذا ذهب الشعور بالشعور لزم ان یذهب الوجود الروحانی فی هذا المقام یکون الروح ذاکرا والقلب ساجدا وصحبۃ السالك فی هذا المقام صحیحۃ اما ترتیبہ و طلبہ للمرید فغیر صحیحۃ و ذکر القلب

اور مرتبہ فنا کا وصول علامت ہے حقیقت محبت ذات کے وصول کی اور مقام فنا محض بخشش اور اختصاص الٰہی ہے اور سنت الٰہی اسطرح جاری ہے کہ عطاء محض کہ بخشش کی حقیقت وہی ہے عاریت نہیں ہوتی تو اسی سبب سے اس میں رجوع نہیں ہے اور اسیواسطے کہا ہے اولیاء نے کہ الفانی لا یرد الی اوصافہ اور کہا ہے ذوالنون مصری قدس سرہ نے ما رجع من رجع الا من الطریق وما وصل الیہ احد فرجع عنہ

فصل فنا اور بقا میں

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے سوال کیا گیا کہ فنا کتنی وجہ پر ہے تو فرمایا دو وجہ پر ہے اگرچہ بزرگوں نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ وجہوں پر ہے لیکن سبکا مرجع ان دو وجہوں پر ہے اول تو فنا وجود ظلمانی طبیعی سے اور دوسری فنا وجود نورانی روحی سے اور حدیث شریف نبوی ان دو وجہوں پر ناطق ہے کہ ان للہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ پس فنا پہلے تو بواسطے ظہور حق سبحانہ کے ہے اور دوسری یہ کہ فنا بھی جاتی رہی یعنی باقی نہ رہی وجود نورانی کیلئے کچھ شعور اسلئے کہ شعور تو وجود روحانی کی صفتوں میں سے ہے اور اسکو لازم ہے کہ جسوقت شعور کا شعور جاتا رہا تو لازم آیا وجود روحانی کا جانا اس مقام میں روح ذاکر ہے اور قلب ساجد ہے اور اس مقام میں سالک کی صحبت صحیح ہے لیکن اسکی ترتیب اور مرید کو اسکی طلب صحیح نہیں ہے اور ذکر قلب

فصل فنا اور بقا میں

هو ان يكون الحضور مع الحق سبحانه والحضور
مع الخلق بالنسبة اليه سواء يعني انه يجمع
هذا مع هذا وذكر اللسان لا يحتاج الى
بيان وذكر الروح هو ان يكون الحضور
مع الحق سبحانه غالبا على الحضور مع الخلق
وذكر السر هو ان لا يكون له حضور مع
غير الحق سبحانه ولا يكون له خبر من الكون
وذكر الخفي هو ان يخفى وجود الروح خفاء
الكون في السر فلا يبقى غير المذكور و
الحاصل ان الغير يذهب بتمام وجه في الخفاء و
في هذا المقام يتحقق السير في الله فان العبد
بعد الفناء المطلق الذي هو فناء الذات و
فناء الصفات يخلع عليه الوجود الحقاني
حتى يتشرف بذلك الوجود بالاوصاف
الالهية ويتخلق بالاخلاق الربانية وفي هذا
المقام يتحقق مرتبة بي يسمع وبي يبصر وبي
يبطش وبي يمشي وبي يعقل فان الذات
والصفات الفانية في هذا المقام تتبدل
بخلعة الوجود الباقي خارجة من قبر الخفاء في
محشر الظهور وتصرفات جذبات الحق حينئذ
تستوي على باطن العبد ويذهب من باطنه
جميع الوساوس والهواجس ويتصرف فيه
الحق حينئذ بصفاته ويعزله بالكلية
عن تصرفه في نفسه بنفسه وفي هذا المقام
يكون العبد محفوظا عن مجاوزة الوظائف

یہ ہے کہ ہو حضور حق سبحانہ کا اور حضور خلق کا
اُس کی نسبت برابر یعنی اُسمیں اُسکے ساتھ وہ ہو
اور ذکر زبان کے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہیں اور
ذکر روح یہ ہے کہ ہو حضور حق سبحانہ کا غالب اوپر
اُس حضور کے جو خلق کیساتھ ہے اور ذکر سر یہ
ہے کہ اُسکو حضور غیر حق سبحانہ کے ہووے ہی نہیں
اور کچھ زمانہ سے خبر نہ ہوا اور ذکر خفی یہ ہے کہ چھپ
جاوے روح کا وجود جیسے سر میں موجودات تو باقی
نہ رہے سوائے مذکور کے اور حاصل یہ ہے کہ غیر بالکل
جاتا رہے ہر طرح سے خفا میں تو اس مقام میں متحقق
ہوتی ہے سیر فی اللہ تو تحقیق بندہ کو بعد فنا مطلق
کے جو ایسی ہے کہ فنا ذات و فنا صفات ہے خلعت
ہوتا ہے وجود حقانی یہانتک کہ مشرف ہوتا ہے۔
اُس وجود سے اوصاف الٰہیہ کے ساتھ اور
متخلق ہوتا ہے اخلاق ربانیہ کیساتھ اور اس مقام
میں متحقق ہوتا ہے بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش
و بی یمشی و بی یعقل کا کیونکہ ذات و صفات فانیہ
اس مقام میں بدل جاتی ہے لباس وجود باقی سے
خارج ہوتی ہیں قبر پوشیدگی سے ظہور کے محشر میں
اور جذبات حق کے تصرف اسوقت برابر ہوتے ہیں
بندہ کے باطن پر اور اُسکے باطن سے جاتی رہتی ہیں
سب وسوسے اور برے خطرے اور اسوقت آپ حق
تصرف کرتا ہے اپنی صفاتوں سے اور معزول کر دیتا
ہے اُسکو بالکل سے تصرف کرنے اپنے میں آپ
تصرف نہیں کرتا اور اسوقت ہو جاتا ہے بندہ محفوظ وظائف

مجھ ہی سے سنتا ہے مجھ ہی سے دیکھتا ہے مجھ ہی سے پکڑتا ہے مجھ ہی سے چلتا ہے مجھ ہی سے سمجھتا ہے ۱۲

الشرعية من الامر والنهي وهو دليل على صحة حال الفناء والبقاء قال الشيخ ابو سعيد الخراز في هذا المعنى كل باطن يخالفه الظهور فهو باطل وبعد التحقيق بالفناء والبقاء يعني السير الى الله والسير في الله الذي هو بعد الفناء وتحقق السير عن الله وبالله الذي هو مقام التنزل الى مبلغ عقول الخلق لدعوتهم الى الحق وهذا مقام الخواص من الانبياء والمرسلين وفي مقام التنزيل هذا يرجعون في كل امر الى الحق متضرعين مستغفرين والاولياء في هذا المقام لهم من متابعة الانبياء نصيب كما قال الله تعالى قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني لان الشيخ كالنبي في قومه وفي هذا المقام طلب المريد والتربية صحيح بشرط اجازة الشيخ وفي هذا المقام كل تصرف بفعله وان كان منسوبا اليه لكنه ليس منه لانه عزل عن تصرفات البشرية بالكلية وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى يمكن ان يكون بهذا المعنى

شرعیہ امر و نہی کے مجاوزت سے اور یہ دلیل ہے صحت حال فنا و بقا کی۔ شیخ ابو سعید خراز نے کہا ہے اسی معنی میں کل باطن یخالفہ الظہور فہو باطل اور بعد تحقق فنا و بقا کے یعنی سیر الی اللہ و سیر فی اللہ کے جو فنا کے بعد ہے متحقق ہوتی ہے سیر عن اللہ اور سیر باللہ کہ وہ مقام تنزل ہے خلق کی عقلوں کی رسائی کا کہ وہ دعوت کرتے ہیں حق کی طرف اور یہ مقام ہے خواص انبیاء اور مرسلین کا اور مقام تنزل میں یہ رجوع ہوتے ہیں ہر امر میں حق کی طرف زاری اور استغفار کرتے ہوئے اور اولیاء کو اس مقام میں انبیا کی متابعت میں حصہ ملا ہے جیسا خدا فرماتا ہے قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی اسواسطے کہ شیخ ایسا ہوتا ہے جیسے نبی اپنی قوم میں اور اس مقام میں مرید کی طلب اور تربیت صحیح ہے بشرط اجازت شیخ کے اور اس مقام میں ہر تصرف اُسکے فعل کا اگرچہ اسکی طرف منسوب ہے لیکن وہ اسکا نہیں اسواسطے کہ وہ تو تصرفات بشریہ سے بالکل معزول ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ممکن ہے کہ اسی معنی میں ہو

جو باطن ظاہر کے خلاف ہے وہ باطل ہے ۱۲

چھٹی فصل مرید کے باطن میں تصرف کرنے اور دفع مرض میں

فصل في التصرف

فصل تصرف میں

في طريق التصرف في باطن المريد ودفع المرض الدخول في حمل الحملة عن الناس

مرید کے باطن میں تصرفات کرنے کے طریق میں اور دفع مرض میں ایسا مرض کہ واقع ہوا ہے لوگوں پر

مرید کے باطن میں تصرف کرنا

له طريقان فالطريق الاول انه اذا وقع لشخص مرض او ابتلى بمعصية فليتوضأ و يصلي ركعتين و يتوجه بالتضرع والانكسار الى الله تعالى و يطلب فيه ان يطهر الشخص المذكور وينقيها المذكور مما عرض له ويزيله عنه والثاني ان يجعل صاحب المرض والمعصية نفسه ويقيمها مقام صاحب العارض المذكور ويشغل خاطره هذا المقدار ويتوجه عنه الى رفع ذلك قبل نزول حضرت عزرائيل فانه بعد نزوله رجوعه خاليا محال ولا بد من بدل فعند ذلك يثبت المريض مكان اعضائه و يتوجه بهمته والمدد في المرض انواع الاول ان يتوجه بهمته الى رفع ذلك المرض ودفعه عنه الثاني ان يحمل ذلك عنه في نفسه الثالث ان يتوجه في دفع الخواطر المتفرقة عنه من غير ان يتعرض لدفع المرض لما فيه من رفع الدرجات لان المرض موجب لتنقية والتصفية القوى الدماغية و اذا انتقى الدماغ صار متعلق هذه القوة الدماغية ذلك النور المطلق البسيط المحيط بجملة الموجودات الذي هو مقوم جميع المكونات والخواطر مانعة لحصول هذا المعنى والتصرف في الطالب الحقيقي هكذا ايضا بان يجلسه في مقابلته ويقول له فرغ نفسك من كل خاطر ثم يتوجه بهمته لرفع الحجاب الظلماني

اُسکے دو طریقے ہیں ایک تو یہ ہے کہ جسوقت کسی کو بیماری ہو یا کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو وضو کرے اور دو رکعتین پڑھے اور اللہ سے بہت عجز و انکسار کیساتھ رجوع ہو اور اُسمیں طلب کرے اللہ سے کہ اُس شخص کو پاک کر دے اُس سے جو اُسے عارض ہوئی ہے اور دُور کر دے اُس سے اور دُوسرا طریق یہ ہے کہ اپنے تئین صاحب مرض و معصیت بنائے اور اُسکی جگہ آپ ہو اور مشغول ہو اسقدر اور متوجہ ہو اُس سے اُسکے دفع کا پہلے نزول حضرت عزرائیل کے کیونکہ جب وہ نازل ہوئی تو اُنکا خالی جانا محال ہے اور ضرور ہے بدل اور اسوقت مریض ثابت کرے اپنے اعضا کی جائے اور متوجہ اپنی ہمت کیساتھ اور بیماری میں مدد بہت طرح ہے اول تو یہ کہ متوجہ ہو ہمت کیساتھ واسطے اُس بیماری کے زائل ہونیکی دوسری طرح یہ ہے کہ اُٹھائے ہوا اُس سے بیماری اپنے اوپر تیسری یہ کہ متوجہ ہو متفرق خطروں کے دفع کرنیکو اور مرض کے دفع سے کچھ متعرض نہو اسلئے کہ بیماری میں درجے بلند ہوتے ہیں اسواسطے کہ بیماری سبب ہے تنقیہ و تصفیہ کا قوائے دماغی کے اور جسوقت پاک اور صاف ہو گیا دماغ تو اُس قوت دماغیہ سے متعلق ہوگا نور مطلق بسیط محیط جمیع موجودات ایسا کہ وہی مقصود ہے تمام کائنات کا اور خطرے مانع ہیں اس امر کے حصول کے اور تصرف کی طالب حقیقی میں اسطرح ہے ایضاً اُسے اپنے سامنے بٹھلائے اور اُس سے کہے کہ کل خطروں سے اپنے نفس کو خالی کر لے پھر متوجہ ہو ہمت کیساتھ

ثم رفع الحجاب النورانی واذا حصلت له
الغیبة لا یتوجه له الا ان حصلت له
عقدة فیزیلها والذی ینسب الی الشخص
من الاحوال الآتیة هو انه اذا حضر اجنبی
وحصل فی الخاطر لایح من الایمان او صلوة
او صوم او تحصیل علم دینی یقولون
حصل منه نسبة الاسلام والدیانة والعلم
والحاصل انه ظهر بسبب هذا الواصل
هذا المعنی وکان وجوده فی الخاطر مقتضیات
انفاسه وان ظهر من وصوله المحبة
والعشق یقولون ظهر منه نسبة الجذبة
وفی معرفة احوال المیت یجلس محاذی القبر
ویقرأ آیة الکرسی مرة وسورة الاخلاص
اثنا عشر مرة ویخلی نفسه من کل خاطر
فکل ما لاح له بعد ذلک فهو منه واذا
وقع من المرید سوء ادب فلا ینبغی
للشیخ ان یسعی فی سلب حاله لکنه یتوجه
بهمته علی الطریق المعهود فی دفع الظلمة
والکدورة عنه او یامره بذکر النفی
والاثبات فترتفع عنه تلک الظلمة
بهذا الطریق بان یلاحظ فی جانب النفی
جمیع المحدثات بنظر الفناء و
فی جانب الاثبات یتصور ذات
المعبود بالحق بالبقاء

جمیل حدیث کلاں سے
مقلد اور غیر مقلد کی اختلافی حدیثیں نہایت تحقیق اور جرح قدح سے لکھی ہیں

پھر حجاب نورانی کے۔ اور جب اُسے غیبت
حاصل ہو جائے تو اُسکے واسطے توجہ نہ کرے
مگر جو کوئی گرہ پڑ جائے تو اُسے کھول دے
اور وہ نسبت کیجاتی ہے کسی شخص کیطرف
احوال آنے والے سے وہ یہ ہے کہ جس وقت
حاضر ہو کوئی اجنبی اور خاطر میں حاصل ہو ایک
چمک ایمان یا نماز یا روزہ یا تحصیل علم دین کی
تو کہتے ہیں۔ اُس سے نسبت اسلام اور دیانت
و علم کی حاصل ہوئی اور حاصل یہ ہے کہ ظاہر
ہوا بسبب اس وصل کے یہ معنی اور ہے وجود اُسکا
خاطر میں اُسکے انفاس کی مقتضیات سے اور
جو اُسکے ملنے سے محبت و عشق ظاہر ہو کہتے ہیں
نسبت جذبہ اُس سے ظاہر ہوئے اور میت کے حال کی
معرفت کیواسطے یوں ہو کہ مقابل قبر کے بیٹھے اور
آیۃ الکرسی ایکبار اور سورہ اخلاص بارہ دفعہ پڑھے
اور اپنے نفس کو سب خطروں سے خالی کرے تو پھر جو کچھ
دل میں جھلکیگا تو وہ اُسی سے ہے اور جب مرید سے کوئی
بے ادبی ہو جائے تو شیخ کو نہیں مناسب کہ اُسکے
سلب حال کیواسطے کوشش کرے لیکن متوجہ ہو اپنی
ہمت سے طریق معلوم کے موافق دفع کرنے میں
اُسکی ظلمت اور کدورت کے یا اُسکو امر کرے
کہ نفی اور اثبات کا ذکر کرے تو اُس سے
اُسکی ظلمت جاتی رہیگی اس طرح سے کہ ملاحظہ کرے جانب
نفی میں تمام محدثات کو فنا کی نظر سے اور جانب اثبات
میں تصور کرے ذات معبود بحق کو ساتھ بقا کے

تحقیق احوال میت

سلب ظلمت مرید

نفی اثبات کا ذکر

فصل آداب میں

فصل في الآداب

الآداب الظاهرة مع الحق سبحانه هي ان يكون قائما بالاوامر والنواهي الشرعية و يكون دائما على الطهارة مستغفرا احتياطا في جميع الامور و يكون متبعا لآثار السلف الصالح عاملا بها وادب الباطن هو ان تحفظ قلبك من خطور الاغيار سواء كان خيرا او شرا فانها في الحجاب سواء وادب النبي صلى الله عليه وآله وسلم على هذا القياس وادب الاولياء هي انك في مجالستهم تحفظ خواطرك ولا تتكلم في حضرتهم بصوت عال ولا تشتغل في حضورهم بصلوة النوافل وان صليت معهم فحسن ولا تتكلم في اثناء كلامهم بل لا تتكلم معهم من غير ان يسئلوك وكل ما يكرهونه اجعله مكروهك ولا تنظر في بيتهم الى اسبابهم وحوائجهم ولا تخطر ببالك رواحك الى شيخ آخر واخذك منه بل اعتقد ان شيخك هذا هو موصلك الى مولاك ولا تعلق قلبك بسواه فان ذلك حجاب لتفرقتك والحاصل ان كل ما يكرهه الطبع الانساني فارفضه وتجنبه فان سوء الادب مع المشائخ خاصية تقتضي سد الطريقة وعدم وصول الفيض

آداب مرید در حق پیر

فصل آداب میں

آداب ظاہر حق سبحانہ کیساتھ یہ ہیں۔ کہ قائم ہووے امر ونہی شریعت پر اور ہمیشہ طہارت سے رہے اور استغفار پڑھتا رہے اور سب امروں میں احتیاط کرتا ہے اور آثار سلف صالح کا پیرو اور تابع رہے اور اسپر عمل کرے اور باطن کا ادب یہ ہے کہ اپنے قلب کی حفاظت کرے کہ اسمیں غیر کا خطرہ نہ آئے خواہ نیک ہو وہ یا بد ہو اسلئے کہ حجاب ہونے میں دونوں برابر ہیں اور آداب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی قیاس پر ہیں اور اولیاء کا ادب یہ ہے کہ ① انکی مجلس میں اپنے خطرونکی حفاظت کرے اور ② انکے حضور میں بلند آواز سے نہ بولے اور ③ انکے حضور میں نماز نوافل نہ پڑھے اور ان کیساتھ اگر پڑھے تو بہت اچھا ہے اور ④ انکے کلام کے درمیان بول نہ اٹھے بلکہ جبتک وہ خود نہ پوچھیں کچھ نہ کہے اور جسکو وہ مکروہ ⑤ جانیں اسے آپ بھی مکروہ سمجھے اور ⑥ انکے گھر میں انکے اسباب اور اخراجوں کیطرف نظر نہ کرے اور دل میں یہ خطرہ نہ لاوے اور شیخ کی خدمت میں ⑦ جاوے اور اس سے فیض حاصل کرے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ یہ تیرا پیر تجھکو پہنچاویگا تیرے مولا کے پاس اور اپنے پیر کے سوا اور سے تعلق نہ کر کیونکہ یہ موجب تیرے تفرقہ کا ہے حاصل یہ ہے کہ جسکو طبیعت انسانی مکروہ جانے اس سے الگ رہے اور بچے اس سے کیونکہ بے ادبی خصوصاً مشائخ کی راہ خدا کی مانع ہے اور اس کے سبب فیض سے محروم رہتا ہے

مریدین کے کیلئے ضروری آداب

وینبغی لك ان لا یکون فی قلبك ونظرك
غیر الحق واسمه وکن دائما مع الحق لا تجد
الغفلة الیك سبیلا وما احسن ما قیل

شعر

اذا کنت فی الوقت عن الحق غافلا
فانت فی الکفر لکن بخفیة
فان دمت فی ذی الحال صاحب غفلة
فانك للاسلام سد بجفوة

وخطور الاغیار من رؤیة الالوان و
الاشکال المختلفة ویکون ایضا من مطالعة
الکتب ومن الصحبة المفرقة فینبغی للسالك
ان یکون ایاما بغیر ملاحظة الاغیار
فی صحبة صاحب دولة تمت له السعادة
الجمعیة لتحصل له ببرکته ملکة الحضور و
الجمعیة فمن ملکة الحضور یحصل الرضاء
والتسلیم اللذان هما نهایة العبودیة
والعبادة وکمال الاسلام فی التسلیم و
التفویض فان صاحب التسلیم لو طوق
فی رقبته طوق اللعنة کابلیس لکان
راضیا به من حیث انه قضاء الحق وتقدیره
کمثل رضاه بایمانه واسلامه لان الطالب الصادق
راض بقضاء الله وقدره لا ینقبض نفسه اذا
وقع للطالب مکروه حصل التفاوت عنده
فهو عبد نفسه فان لم یحصل عنده تفاوت
کان عبده اصل کل امر واساسه

اور تجھے چاہئے کہ تیرے دلمیں اور نظر میں غیر حق
اور اسکے نام کی نہو اور ہمیشہ رہو با خدا کہ
کہ غفلت راہ نہ پاوے اور کیا خوب کہا ہے

شعر

اذا کنت فی الوقت عن الحق غافلا
فانت فی الکفر لکن بخفیة
فان دمت فی ذی الحال صاحب غفلة
فانك للاسلام سد بجفوة

اور غیروں کے خطرہ دیکھنے سے رنگ اور شکلیں
مختلف اور نیز ہوتا ہے کتابوں کے مطالعہ سے اور
ایسی صحبت سے جو تفرقہ ڈالے تو سالک کو چاہئے کہ کچھ دنوں
بے ملاحظہ اغیار کے رہے کسی ایسے صاحب دولت
کی صحبت میں جسکو پوری پوری سعادت ہو جمعیت کی
کہ اسکی برکت سے سالک کو ملکہ حضور اور جمعیت کا حاصل ہو
کیونکہ ملکہ حضور سے حاصل ہوتا ہے رضا و تسلیم جو کہ نہایت
عبودیت کے ہیں اور عبادت کی اور اسلام کا کمال تسلیم میں
ہے اور تفویض میں کیونکہ صاحب تسلیم کے اگر گلے میں
لعنت کا طوق بھی ڈالا جاوے جیسے ابلیس کے تو وہ راضی
ہوگا اس سے اس حیثیت سے کہ وہ قضا ہے حق کی
اور تقدیر الٰہی ہے ایسا جیسے ایمان و اسلام سے
راضی ہے اس لیے کہ طالب صادق راضی ہے قضا و
قدر سے اسکا نفس کچھ نہیں کرتا اور جب طالب کو مکروہ
پہونچے اور اسکا تفاوت ہو تو وہ اپنے نفس
کا بندہ ہے اور جو تفاوت نہ ہو تو وہ اس
کا بندہ ہے۔ ہر امر کی اصل اور بنیاد

لائق ہے ہمیشہ
جگہ نہ پاوے غافل
طرف تیری رستہ
پس تو [illegible]
لیکن چھپا ہوا
پس اگر ہمیشہ رہے تو
بیچ اس حال کے
ہووے غفلت والے
تحقیق تو نے
واسطے اسلام کے
[illegible]
[illegible] اسلام
[illegible]
نہیں حاصل
ہوگا [illegible]

هذا فینبغی لک ایها السالک ان تکون دائما عبدا کما انه تعالی دائما ربا واذا کان فی مدح وذم تفاوت فعابد اصنام لعمری جنانک جملته سر الخواص والعوام قد ذکر والله الموفق الحمد لله رب العالمین والصلوة والتسلیم علی سیدنا محمد سید الاولین والاخرین وعلی آله واصحابه والتابعین لهم باحسان الی یوم الدین انتهی کاتب الحروف گوید که شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن شیخ احمد السهرندی را در بیان اشغال طریقه احمدیه مکاتیب ست بغایت متین از آن جمله سه مکتوب که الثیان آنها را نویسانیده بجانب حضرت والد بزرگوار فرستاده بودند و در آخر آنها بخط خود این عبارت نوشته که مخدوما عرفان پناها هر سه مکتوب این خاکسار را بمطالعه گرامی مشرف سازند وانا الفقیر عبدالاحد عفی الله عنه در این رساله بعینها نقل کرده می شود۔

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله علی کل حال همشیره عزیزه خداپرست از لطائف انسانی پرسیده بودند معلوم نمایند که لطائف پنجگانهٔ انسانی که قلب و روح و سر و خفی و اخفی باشد از عالم امرند مقام آنها فوق العرش ست که بلامکانیست

یہ ہے۔ تو اے سالک تجھے چاہئے کہ تو ہمیشہ بندہ ہو اُسکا جیسے اللہ تعالی ہمیشہ رب ہے اور جب مدح اور مذمت میں فرق ہوا تو عبادت اپنے دل کے بتوں کی کرتا ہے۔ سب سر خواص و عوام کا ذکر کر دیا گیا۔ اور اللہ توفیق دینے والا ہے الحمد للہ رب العلمین والصلوة والتسلیم علی سیدنا محمد سید الاولین والاخرین وعلی آله واصحابه والتابعین لهم باحسان الی یوم الدین انتهی کاتب حروف کہتا ہے کہ شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن شیخ احمد سرہندی کے طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بہت عمدہ مکتوب ہیں اُن میں سے تین مکتوب جو اُنہوں نے لکھوا کر حضرت والد بزرگوار کو بھیجے تھے۔ اور اُن کے آخر اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی تھی۔ کہ مخدوما عرفاں پناہا اِس خاکسار کے تینوں مکتوب اپنے مطالعہ سے مشرف کرنا۔

راقم فقیر عبدالاحد عفا اللہ عنہ

وہ مکتوب اِس رسالہ میں بعینہا نقل کئے جاتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی کل حال ہمشیرہ عزیزہ خداپرست نے لطیفہ انسانی پوچھے تھے۔ سو معلوم کریں۔ کہ پانچ لطیفہ انسانی کہ قلب ① و روح ② و سر ③ و خفی ④ و اخفی ⑤ ہیں عالم امر سے ہیں اِن کا مقام فوق العرش ہے۔ جسے لامکان

مکتوب اول از شیخ عبدالاحد صاحب

لطائف کی اقسام

www.ubqari.org

موصوف عالمِ ارواح نیز آنرا گویند حق جل وعلیٰ بکمال قدرت خویش آن لطائف را تعشق وتعلق ببدن انسانی داده ازآنجا فرود آورده هریکے را بموضعے خاص ازبدن که مناسب آن بود جا داده است قلب را جانب چپ از سینه به پستان جا داده است روح که لطیف تر از قلب ست در مقابل آن بجانب راست او اخفی که لطیف واحسن لطائف است درمیان حقیقی سینه و سر را درمیان قلب واخفی وخفی را درمیان روح واخفی و ولایت هریکے ازین لطائف زیرقدم پیغمبر اولوالعزم است چنانچه ولایت قلب زیرقدم آدم است علےٰ نبینا وعلیه السلام و ولایت روح زیرقدم حضرت ابراہیم است علیٰ نبینا وعلیه السلام و ولایت سر زیرقدم حضرت موسیٰ علےٰ نبینا وعلیه السلام و ولایت خفی زیرقدم حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیه السلام و ولایت اخفی زیرقدم حضرت خاتم الانبیاء علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات۔

باید دانست که تفاوت اقدام اولیا را از راه همیں لطائف است پس هرکه زیرقدم حضرت آدم ست علیه السلام و ولایت وی ولایت قلب است و وی صاحب استعداد یک درجه ولایت است؛

کہتے ہیں وعالمِ ارواح بھی اُسے کہتے ہیں حق جل وعلیٰ بکمال قدرت سے اپنے اُن لطائف کو بدن انسانی سے تعشق اور تعلق دیکر وہاں سے نیچے اوتار کر ہر ایک کو ایک خاص جگہ میں انسان کے بدن میں جو اُسکے مناسب تھا جاے دی ہے قلب کو سینہ کے بائیں طرف پستان میں جائے دی ہے روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اُسکے مقابل دائیں جانب اخفی کہ لطیف اور احسن لطائف ہے درمیان حقیقی سینہ کے سر کو درمیان قلب اور اخفی کے خفی کو درمیان روح اور اخفی کے اور ولایت اسمیں سے ہر ایک لطیفے کے زیر قدم ایک اولوالعزم پیغمبر کے ہے چنانچہ قلب کی ولایت حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اور روح کی ولایت حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اور اخفی کی ولایت حضرت خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے زیر قدم ہے۔

جاننا چاہیے کہ اولیا کے قدموں کے تفاوت انہیں لطیفوں کی راہ سے ہے تو جو زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام کے ہے اُسکی ولایت ولایت قلب ہے اور وہ صاحب استعداد ولایت کے ایک درجہ کا ہے۔

لطائف کا مقام

لطائف کی ولایت انبیاء علیہم السلام کے زیر قدم

لطیفہ قلب کی ولایت

① ۶۲ لطیفہ روح کی ولایت

از درجات خمسہ وکسی کہ زیر قدم حضرت ابراہیم ؑ
است ولایت وی ولایت روحی ست وی را
استعداد دو درجہ است از درجات خمسہ وکسی
کہ زیر قدم حضرت موسیٰ ؑ است ولایت وی
ولایت سرست وی خداوند سہ درجہ
است از درجات مذکور وکسی کہ زیر قدم
حضرت عیسیٰ ؑ ست ولایت وی ولایت خفی
ست ووی مستعد چہار درجہ است از آن
درجات وکسی کہ زیر قدم حضرت سرور عالم
کائنات است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات
ولایت وی ولایت اخفی است کہ اعظم واعلیٰ
واحسن درجات است وصاحب این ولایت
را قابلیت ہر پنج درجہ ولایت ست۔ باید
دانست کہ تفاوت اقدام انبیاء علیہم السلام فیما
بینہم ازین راہ نیست بلکہ از راہ نبوت ست
پس ہر کہ ازین بزرگواران درین راہ پیش قدم
باشد ہمان از دیگران افضل خواہد بود چنانچہ
حضرت موسیٰ ؑ از حضرت عیسیٰ ؑ در مقام نبوت
پیش قدم ست بنابراں از حضرت عیسیٰ ؑ افضل
آمد اگرچہ در مقام ولایت حضرت
عیسیٰ ؑ از حضرت موسیٰ ؑ غالب ست چنانچہ
بالا مفہوم گشت دیگر باید دانست کہ اگر مرشد
ومربی طالب صادق المشرب باشد می تواند
کہ وی را براہے کہ خود قطع منازل نمودہ تسلیک
فرماید وبکمالات ولایت محمدی متحقق سازد

② لطیفہ سر کی ولایت

③ لطیفہ خفی کی ولایت

پانچ درجوں میں سے۔ اور جو حضرت ابراہیم علی نبینا
وعلیہ السلام کے زیر قدم ہے اُس کی ولایت
ولایت روحی ① ہے اور اس کو دو درجوں کی ولایت
کی استعداد ہے پانچوں درجوں میں سے۔ اور جو
زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے اُنکی ولایت
ولایت سری ② ہے وہ ولایت کے تین درجوں کی
استعداد رکھتا ہے درجات خمسہ سے اور جو زیر قدم
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے اُسکی ③ ولایت
خفی ہے اور وہ چار درجہ ولایت کی استعداد رکھتا ہے
اُن درجوں میں سے اور جو حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زیر قدم ہے اُنکی ولایت ولایت اخفی
ہے اعظم واعلیٰ اور احسن سب درجوں کی اور اس ولایت کے
صاحب کو قابلیت پانچوں درجوں کی ولایت کی ہے
اور جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے قدموں کی تفاوت
اُنکے آپس میں اس راہ سے نہیں ہے بلکہ نبوت کی راہ سے
ہے پس جو ان بزرگواروں میں سے اس راہ میں پیش قدم
ہوگا وہی دوسروں سے افضل ہوگا چنانچہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مقام
نبوت میں پیش قدم ہیں۔ اسلئے حضرت عیسیٰ ؑ سے
افضل ہیں اگرچہ مقام ولایت میں حضرت عیسیٰ ؑ حضرت
موسیٰ ؑ سے غالب ہیں جیسا اوپر لکھا گیا۔ دوسرے
یہ امر جاننا چاہئے کہ اگر مرشد ومربی طالب کا صادق
المشرب ہوگا تو اس سے ہوسکتا ہے کہ جس رستے
آپ قطع منازل کئے ہیں اُسی راہ طالب کو بھی چلائے
اور ولایت محمدی کے کمالات کو پہونچائے

مزاج مرشد و مرید میں یکسانیت

۶۳ قلب کا نور ، سر کا نور

وآن مرید اگرچہ خود استعداد فروترین استعداد داشتہ باشد اینجا سخن از حد زیادہ عرض وطول دارد معذور دارند بر وقت دیگر موقوف فرمایند دیگر از الوان وانوار لطائف پرسیدہ بودند معلوم نمایند کہ ہر کس موافق کشف و دید خود چیزے گفتہ ونوشتہ است وبر آن اشیاء ابتناء تعبیر وقائع وتفسیر معاملات نمودہ اما آنچہ از حضرت عالی درجات خود مفہوم نمودہ در صفحہ تحریر می آرد باید دانست کہ نور قلب نور زرد است ونور روح نور سرخ ست ونور سر سفید ونور خفی سیاہ ونور اخفی سبز ظاہر از حقیقت وماہیت نفس پرسیدہ بودند معلوم شریف باد کہ نفس خبیثہ است از عالم خلق ومحل وی دماغ است بالذات بشرارت وخباثت متصف است وخود را در رنگ لطائف لطیفہ نفیسہ وانمودہ است ودعوی ریاست وکیاست کردہ بر تمامی اجزا ولطائف تصرفات فاسد نمودہ وباغوائی ابلیس پر تلبیس علیہ اللعنہ سائر لطائف واجزا را باوصاف ذمیمہ خود متصف ساختہ است واز توجہ بجناب قدس خداوندی محروم داشتہ بخسارت ابدی ومباعدت سرمدی رسانیدہ ہر گاہ عنایت ازلی دستگیری ورہنمونی نمودہ بر شرارت وخباثت وی اطلاع یافتہ واز مکاید ومفاسد وی روئی تافتہ متوجہ بارگاہ قدس گشتہ بسعادت ابدی پیوستہ

اور وہ مرید اگرچہ خود اپنی استعداد کمتر رکھتا ہو یہاں سخن بہت طول وعرض رکھتا ہے کہ حد سے زیادہ ہے معذور رکھیں اور کسی وقت پر موقوف فرمائیں اور انوار لطائف کے رنگ پوچھے تھے سو معلوم کریں کہ ہر شخص نے اپنے کشف ونظر کے مطابق کچھ کہا اور لکھا ہے اور اسکے اوپر بنا تعبیر واقعات اور تفسیر معاملات کی رکھی ہے مگر میں نے اب جو حضرت عالی درجات سے سمجھا ہے لکھتا ہوں جاننا چاہئے کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے ۔ اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ظاہر حقیقت وماہیت نفس جو دریافت کی تھی آپ کو معلوم ہو کہ نفس خبیثہ ہے عالم خلق سے اور اسکا محل دماغ ہے بالذات شرارت وخباثت سے متصف ہے اور اپنے تئیں لطائف کی طرح لطیفہ نفیسہ ظاہر کیا ہے اور ریاست ودانائی کا دعوی کرکے تمام اجزا ولطائف پر تصرفات فاسد کرکے شیطان علیہ اللعن کے بہکانے سے تمام لطائف واجزا کو اپنے اوصاف ذمیمہ سے متصف کر دیا ہے اور درگاہ پاک خداوندی کی طرف متوجہ ہونے سے محروم رکھکر نقصان ابدی کو پہونچایا ہے عنایت ازلی نے جبکی دستگیری ورہنمائی کی اس نے اسکی شرارت وخباثت پر اطلاع پائی اور اسکے فریبوں اور مفسدوں سے مونہہ پھیر کر متوجہ اس درگاہ پاک کا ہوا اور سعادت ابدی کو پہونچا

بیان رنگ لطائف

روح کا نور

بیان حقیقت وماہیت نفس

خفی کا نور ، اخفی کا نور

لطیفہ نفس

و چون نفس مزکّٰی و مطہر گردد و از اوصاف رذائل خود بالکل بیرون آید بہر آئینہ بفضل اللہ سبحانہٗ بمرتبہ عظیم از ولایت و بقرب و مشاہدہ و بمقام رضا مشرف می شود و از جمیع لطائف انسانی بالادست میگردد و سیر وی از ہمہ بلند میرود وی را بعد حصول کمال بر تخت صدر اجلاس میفرمایند و ریاست و کیاست لطائف وے رامی بخشند عجب سری است خبث الاشیاء بعد از تطہیر و تنویر اشرف الاشیاء می گردد اولئك يبدل الله سياتهم حسنات قال علیہ السلام خیارکم فی الجاهلية خیارکم فی الاسلام اذا فقهوا والسلام على من اتبع الهدىٰ

مکتوب دوم از شیخ عبدالاحد صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد چون سالک از حجاب ہستی و خویشتن پرستی بیرون شود دیدہ باطنش بکحل الجواہر معرفت مکتحل گردد لا محالہ آیاتے و کراماتے کہ در نفس وی بحکم و فی انفسکم افلا تبصرون ای فی انفسکم آیات عظیمۃ افلا تبصرون ببصر البصیرۃ مودع است مشاہدہ نماید بعد از آن بمقتضی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ بارگاہ قدس یابد برسے از حقائق و آیات کہ در قالب انسانی تعبیہ نمودہ اند مذکور میگردد بگوش ہوش استماع نمایند بدانند کہ انسان کہ عالم صغیر عبارت ازان است مرکب از اجزاء عشرہ است کہ اصول آنہا

اور جب نفس پاک و مطہر ہوجاتا ہے اور اپنے سب وصف رذائل بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ البتہ اللہ سبحانہٗ کے فضل و کرم سے بڑے مرتبے ولایت کے اور قرب اور مشاہدہ اور مقام رضا کے مشرف ہوتا ہے اور سب لطائف انسانی سے بالادست ہوجاتا ہے اور اسکی سیر سب سے بلند ہوتی ہے اسکو حصول کمال کے بعد تخت صدر اجلاس فرماتے ہیں اور ریاست و کیاست سب لطائف کی اسکو ملتی ہے عجب بھید ہے کہ جو سب سے خبیث زیادہ ہے بعد پاک اور منور ہونے کے اشرف سب سے ہوجاتا ہے اولئك[1] يبدل الله سیاتهم حسنات فرمایا ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیارکم[2] فی الجاهلية خیارکم فی الاسلام اذا فقهوا والسلام علی من اتبع الهدیٰ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اسکے بعد جاننا چاہیئے کہ جب سالک اپنی ہستی اور خود پرستی سے نکل آتا ہے اور اسکے باطن کی آنکھ معرفت کے کحل الجواہر سے سرمہ سا ہوجاتی ہے تو نظر آتیں اور کرامتیں جو اسکے نفس میں چشم بصیرت میں امانت رکھی ہوئی ہے بموجب و فی انفسکم افلا تبصرون ای فی انفسکم آیات عظیمۃ افلا تبصرون کی وہ مشاہدہ کرتا ہے اسکے بعد بمقتضائے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے بارگاہ قدس میں دخل پاتا ہے قالب انسانی میں جو حقائق اور آیتیں تعبیہ ہیں کچھ انمیں سے مذکور ہوتی ہیں بگوش ہوش سے سنو جان لو کہ انسان کہ اسکو عالم صغیر کہتے ہیں اُس اجزاء سے مرکب ہے جنکی اصلیں

---

[1] وہ لوگ ہیں کہ بدل دے گا اللہ تعالیٰ اُنکی برائیوں کو نیکیوں سے ۱۲

[2] جو جاہلیت میں بہتر تھے اچھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں ۱۲

در عالم کبیر ست و عالم کبیر عبارت از مجموعۂ کائنات
است چه خلق چه امر و پنج ازآن از عالم خلق است
که نفس و عناصر اربعه است و پنج ازآن از عالم امر
باشد چنانچه اصول عناصر اربعه در عالم خلق
موجود است ہمچنین اصول لطائف خمسہ مذکورہ
در عالم امر که عبارت از فوق العرش است و
بلامکانیت معروف و متحقق ست و فوق عرش
مجید و تحت اصول دیگر قلب است و لہذا
قلب را برزخ درمیان عالم خلق و امر
فرموده اند چه منتہائے عالم خلق عرش مجید
ست و باین وجه که عرش مجید منتہائے عالم
خلق ست و رو بامر دارد وے را نیز برزخ
گفته اند و فوق اصل قلب اصل روح است
و فوق آن اصل سرّ و فوق آن اصل خفی و
فوق آن اصل اخفی چون حق جل و علیٰ
خواست که انسان را بمقتضائے حکمت بالغه
باین نوع ترکیب دہد بعد از تسویہ قالب
ہریکے ازیں لطائف خمسه را تعلّقے و تعشقے
باین عنصر جسمانی داده از فوق العرش فرود
آورده بمقام خاص که ہر یکے را بآن مقام مناسبت
بود متمکن ساخته لطیفه قلب را دریں مضغه
که در تہ پستان چپ است و قلب
صنوبریش خوانند جا دادند و صنوبری
نقبش برائے آن کنند که وے مانند ثمر
صنوبر مقلوب ست و اصل الاصل این لطیفه

عالم کبیر میں ہے اور عالم کبیر مجموعۂ کائنات
ہے خلق ہو خواہ امر ہو اُن دس میں پانچ تو
عالم خلق سے ہے ایک تو نفس اور چار عناصر اور نیز
پانچ عالم امر سے ہیں جس طور چار عناصر کی اصلیں
عالم خلق میں موجود ہیں اس طور لطائف خمسہ مذکور
کی اصلیں عالم امر میں جو عرش کے اوپر لامکان
مشہور ہے متحقق ہیں اور فوق عرش مجید
اور تحت اور اصول کے قلب ہے اور یہی سبب
قلب کو برزخ درمیان عالم خلق و عالم امر
کے فرمایا ہے اسواسطے کہ عالم خلق کی انتہا عرش
مجید ہے اور اسوجہ سے کہ عرش مجید عالم خلق کی انتہا
و منتہی ہے اور امر کی طرف منہ رکھتا ہے اُسے بھی
برزخ کہتے ہیں اور اصل قلب کی فوق اصل روح ہے
اور اُسکے فوق اصل سر اور اُسکے فوق اصل خفی اور
اُسکی فوق اصل اخفی جب تعالیٰ شانہٗ نے چاہا کہ
انسان کو اپنی حکمت بالغہ کے مقتضا سے اس طرح
سے ترکیب دے تو بعد قالب کے تسویہ کے اِن
لطائف خمسہ سے ہر ایک کو اس عنصر جسمانی سے
تعلق اور تعشق دیکر فوق العرش سے اوتار کر
مقام خاص میں جسکو جس مقام سے مناسبت تھی
متمکن کیا لطیفہ قلب کو اِس مضغہ میں جو زیر
پستان چپ ہے اور اُسے قلب صنوبری
کہتے ہیں جاے دی اور اُسے صنوبری اسواسطے
کہتے ہیں کہ وہ مانند صنوبر کے پھل کے ہی جو اُلٹا
ہوا ہو۔ اور اصل الاصل اس لطیفہ کے

بطور تشفی دیگر انکشاف ہے

لطیفہ قلب کا مقام

لطیفہ قلب کے کمالات

صفت اضافی حق است که عبارت از فعل و تکوین ست کمال این آنست که در فعل حق جل وعلی فانی و مستہلک گردد و بہمان فعل بقا یابد این زمان سالک خود را مسلوب الفعل خواہد یافت و افعال خود را درست منسوب بحق جل علی خواہد ساخت فنا قلب تجلی فعلی کنایہ از ہمین ست نشان آن آنست که تعلق علمی و حسی بغیر حق نماند یعنی قلب ماسوی را مطلقا فراموش سازد بحدیکہ اگر سالہا تکلف نماید یک لحظہ یاد ماسوای نتواند کرد درین ہنگام چنانچہ علم اشیا از وی زائل شدہ محبت اشیا از وی زائل شدہ محبت اشیا بطریق اولی رخت بربستہ باشد و چون سالک بفنا قلب مشرف شد داخل جماعت اولیا گشت و این فنا قلب بی قطع تمام دائرہ امکان کہ عبارت از مرکز فرش تا عرش و از عرش تا تمامہای عالم امر باشد و بی قطع مراتب عشرہ یعنی زہد۔ صبر۔ توکل۔ رضا۔ تسلیم۔ قناعت۔ یاس از ناس۔ فقر۔ فراغ۔ ریاضت کہ صوفیہ علیہ بیان آن فرمودہ اند صورت نہ بندد و نور قلب را نور وز فرمودہ اند ولایت این لطیفہ زیر قدم آدم ست علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام و ہر کہ آدمی المشرب ست وصول وے بجانب قدس از راہ ہمین لطیفہ خواہد بود مگر قسر و کشش پیر کامل و صاحب این مشرب را

صفت اضافی حق کی ہے کہ اُسے فعل اور تکوین کہتے ہیں اسکا کمال یہ ہے کہ حق جل و علی کے فعل میں فانی و نیست ہو جائے اور اسی فعل سے بقا پائے اسوقت سالک اپنے تئیں مسلوب الفعل پائیگا اور اپنے افعال حق جل و علی سے درست نسبت کریگا۔ فنا قلب و تجلی فعلی اسی سے کنایہ ہے اور اسکا نشان یہ ہے کہ علمی و حسی تعلق اسکو غیر حق سے نہو گا یعنی قلب ماسوی کو بالکل فراموش کردیگا یہانتک کہ اگر برسوں تکلف کرے تو بھی ایک لحظہ ماسوا کو یاد نہ کریگا۔ اسوقت جیسا علم اشیا اُس سے زائل ہوگیا ہے محبت اشیا بطریق اولی جاتی رہیگی۔ اور جب سالک فنا قلب سے مشرف ہوا۔ اولیا کی جماعت میں داخل ہوگیا۔ اور یہ فنا قلب بدون طے کرنے تمام دائرہ امکان کے جو مرکز فرش سے عرش تک اور عرش سے تمام عالم امر تک ہے۔ اور بغیر طے کیے مرتب عشرہ کے یعنی زہد۔ صبر۔ توکل۔ رضا۔ تسلیم۔ قناعت یاس لوگوں سے۔ فقر۔ فراغ۔ ریاضت جو صوفیہ علیہ نے انکا بیان کیا ہے حاصل نہیں ہوتی اور نور قلب کو نور وز فرمایا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے زیر قدم ہے۔

اور جو آدمی المشرب ہے۔ اسکا وصول درگاہ قدس کی طرف اسی لطیفہ کی راہ سے ہووےگا مگر زبردستی و کشش پیر کامل سے اور اس مشرب کے صاحب

استعداد حصول یک درجہ از درجات پنجگانہ ولایت خواہد بود مگر بقسر قاسر و لطیفہ روح چون الطف است از قلب مناسبت بآستان زیادہ بود بنابرآن وی را بجانب راست از سینہ دوتہ پستان جا دادہ اند و اصل الاصل این لطیفہ صفات ثبوتیہ حق است و یک گام بحضرت ذات از فعل نزدیکتر است سالک بعد از حصول فنا این لطیفہ کہ مربوط بتجلی صفاتی صفات خود را از خود مسلوب خواہد یافت بلکہ منسوب بجناب قدس خواہد دانست و نور این لطیفہ را نور سرخ فرمودہ اند و ولایت این لطیفہ زیر قدم حضرت ابراہیم است علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام و ہر کہ ابراہیمی المشرب باشد سیر وے بجناب قدس از ہمین لطیفہ خواہد بود بعد از قطع مراتب قلب و صاحب این مشرب را استعداد حصول دو درجہ از درجات ولایت پنجگانہ است الا بقسر قاسر و لطیفہ سر کہ الطف از روح است وی را نزدیک وسط سینہ جانب قلب جا دادند و اصل الاصل وی این شیونات ذاتیہ است کہ گامی از صفات بحضرت ذات نزدیکتر اند و حصول فنا این لطیفہ مربوط بتجلی شیونات است و ولایت این لطیفہ زیر قدم حضرت موسی است علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام و ہر کہ موسوی المشرب باشد وصول او بجناب

استعداد حصول ایک درجہ کی پانچوں درجوں ولایت میں سے ہوگی۔ مگر زبردستی سے کسی زبردست کے اور لطیفہ روح جو بہت لطیف ہے قلب سے اسکو مناسبت استوں سے زیادہ تھی اسواسطے اسکو سینہ کے راستہ کیطرف زیر پستان جائے دی اور اصل الاصل اس لطیفہ کی صفات ثبوتیہ حق ہے اور ایک قدم حضرت ذات کی طرف فعل سے نزدیکتر ہے۔ سالک بعد حصول فنا اس لطیفہ کے ساتھ تجلی و صفاتی کے اپنی صفات کو اپنے سے مسلوب پائے گا۔ بلکہ جناب قدس سے منسوب جانیگا۔ اور اس لطیفہ کا نور سرخ فرمایا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور جو کوئی ابراہیم المشرب ہوگا اُس کی سیر جناب قدس کی طرف اسی لطیفہ سے ہوگی بعد از قطع مراتب قلب کے اور اس مشرب والے کو استعداد حصول دو درجہ کی پنجگانہ مراتب ولایت سے ہوگی مگر زبردستی سے کسی زبردست کے اور سر کا لطیفہ کہ روح کے لطافت سے بہت لطیف تھا اُسکو نزدیک وسط سینہ کے قلب کی جانب جگہ دی اور اصل الاصول شیونات ذاتیہ ہے کہ ایک قدم صفات سے حضرت ذات کیطرف نزدیک ہے اور حاصل ہونا اس لطیفہ کی فنا کا شیونات کی تجلی سے ربط رکھتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور جو موسوی مشرب ہوگا اسکا وصول جناب

لطیفہ روح

لطیفہ روح کا مقام اور کمالات

لطیفہ سر کا مقام

لطائف کی ولایت۔ انبیا علیہم السلام کے
زیر قدم

قدس از راه همین لطیفه خواهد بود اما بعد قطع
لطائف سابق و صاحب این مرتبه را استعداد
حصول سه مرتبه است از مراتب پنجگانه ولایت
الابقسر من القاسر و نور این لطیفه را اسپید
تعین فرموده اند و لطیفه خفی را که سر الطف
است ما بین روح و وسط جا داده اند و اصل الاصل
این لطیفه صفات سلبیه تنزیهیه است که فوق
شیونات ذاتیه اند و حصول فنا این لطیفه
وصول همان صفت است و نور این لطیفه را
نور سیاه تعین نموده اند و ولایت این لطیفه
زیر قدم حضرت عیسی است علی نبینا و علیه السلام
و هر که زیر قدم حضرت عیسی است آه وی بجناب
قدس از همین لطیفه خواهد بود بعد از قطع لطائف
سابق الابقسر من القاسر و صاحب
این مشرب را استعداد حصول چهار مرتبه
است از مراتب پنجگانه ولایت و لطیفه
اخفی که الطف و احسن و اجمل لطائف
عالم امر است و اقرب است بحضرت اطلاق
وی را در وسط حقیقی سینه که مرکز است
و مناسبت تام دارد بحضرت اجمال
جا داده اند و اصل الاصل این لطیفه مرتبه
است که کالبرزخ است در میان مرتبه
تنزیهیه و در میان احدیت مجرده و فنا
این لطیفه هم مربوط به تحقق بهمان مرتبه مقدسه
است و نور این لطیفه نقیه را

لطیفہ خفی کے کمالات اور مقام

لطیفہ اخفی کے کمالات اور مقام

قدس میں اسی لطیفے کی راہ سے ہوگا مگر بعد
قطع پہلے لطیفوں کے اور اس مرتبہ والیکو استعداد تین
مرتبہ کی ہوگی مراتب پنجگانہ ولایت میں سے لیکن زبر
سے کسی زبردست کی اور اس لطیفہ کا نور سفید تعین
فرمایا ہے اور لطیفہ خفی کو کہ سر سے بہت لطیف
ہے درمیان روح اور وسط کے جانے دی ہے
اور اصل الاصل اس لطیفہ کے صفات سلبیہ تنزیہیہ ہے
کہ شیونات ذاتیہ کے فوق ہیں اور حصول اس لطیفہ کی فنا
کا اسی صفت کا وصول ہے اس لطیفہ کا نور
سیاہ تعین کیا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت
حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے
اور جو زیر قدم حضرت عیسیٰ کے ہے اسکو راہ جناب
قدس میں اسی لطیفہ سے ہوگی بعد قطع لطائف
سابق کے مگر بقسر قاسر اور اس مشرب کے
صاحب کو استعداد حصول چار مرتبے کی ہے
پنجگانہ مراتب ولایت میں سے اور لطیفہ اخفی
کہ بہت لطیف اور احسن اور اجمل سب لطائف
عالم امر سے ہے اور بہت قریب ہے حضرت اطلاق کے
اسکو سینے کے وسط حقیقی میں جو مرکز ہے اور
بہت مناسبت رکھتا ہے حضرت اجمال سے
جگہ دی ہے اور اصل الاصل اس لطیفہ کی ایک
مرتبہ ہے مثل برزخ کے درمیان تنزیہیہ
اور درمیان احدیت مجردہ کے اور اس
لطیفہ کی فنا بھی مربوط اسی مرتبہ مقدسہ کے
تحقق سے ہے اور اس لطیفہ کے نقیہ کا نور

سبز بیان فرموده اند و ولایت این لطیفه زیر قدم حضرت رسالت پناه است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صاحب این مرتبہ عالیہ را بالذات استعداد حصول بتمام مراتب پنجگانہ ولایت ہست از زبان الہام ترجمان حضرت قطب الاقطاب سلمہ ربہ شنیدم کہ حضرت مجدد الف ثانی روزے چنین گوہر فشاندند کہ ادائے صلوٰۃ صبح در وقت غلس مثمر فنائے اخفیٰ است باید دانست کہ عروج لطائف خمسہ عالم امر تا دائرہ اولیٰ ولایت کبریٰ است کہ متضمن سہ دائرہ و یک قوس است خواہد بود چون از ان دائرہ معاملہ بالا رود و در دائرہ اصل و اصل الاصل سیر افتد معاملہ با نفس خواہد افتاد و نفس بحصول فنائے اتم و بقائے اکمل و بشرح صدر و اسلام حقیقی و بہ حصول اطمینان و بارتقا بمقام رضا مشرف خواہد شد بعد ازان کہ سیر در ولایت علیا افتد معاملہ با سہ عنصر یعنی ناری و آبی و ہوائی خواہد افتاد و اگر از آنجا بفضل اللہ ترقی واقع شود و در کمالات نبوت سیر واقع بود معاملہ با جزاء ارضی خواہد افتاد و از آنجا اگر ترقی واقع شود خواہ در کمالات رسالت خواہ در حقائق ثلثہ یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ معاملہ با ہیئت وحدانی کہ از مجموع اجزا عشرہ عالم خلق و امر بعد

سبز بیان فرمایا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر قدم ہے اور اس بلند مرتبہ والے کو بالذات استعداد حصول تمامی مراتب پنجگانہ ولایت کی ہے حضرت قطب الاقطاب سلمہ ربہ کے زبان الہام بیان سے میں نے سنا ہے کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی نے ایسا فرمایا کہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھے تو فنائے اخفیٰ حاصل ہوتی ہے۔ جاننا چاہئے کہ لطائف خمسہ عالم امر کا عروج دائرہ اولیٰ ولایت کبریٰ تک جو متضمن تین دائرہ اور ایک قوس کا ہے ہوگا جب اس دائرہ سے معاملہ ترقی کرے اور دائرہ اصل اور اصل الاصل میں سیر کرے۔

نفس سے معاملہ پڑیگا اور نفس کو پوری فنا کامل بقا حاصل ہونے سے کشادگی سینہ اور اسلام حقیقی کا حصول اور اطمینان کے مقام رضا کی ترقی سے مشرف ہوگا اسکے بعد جب ولایت علیا میں سیر ہوگی تین عنصر سے معاملہ پڑیگا یعنی ناری و آبی و ہوائی سے اور اگر وہاں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی ہوئی تو کمالات نبوت میں سیر واقع ہوگی معاملہ اجزائے ارضی سے پڑیگا اور جو وہاں سے ترقی واقع ہوئی تو خواہ کمالات رسالت خواہ حقائق ثلثہ میں یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ میں معاملہ ہیئت وحدانی سے جو مجموع اجزاء عشرہ عالم خلق اور امر سے ہے بعد

از حصول کمالات ہر یک فرادی فرادی حاصل شدہ خواہد انتا و بعد ازان بمعاملہ از عقل و فہم ما و شما برتر ست اللہ سبحانہ و تعالی بمحض عنایت بےغایت خویش ازیں کمالات بہرہ تمام عنایت فرماید انہ قریب مجیب بحمد اللہ سبحانہ کہ بطفیل حضرات عالی درجات قدس اللہ باسرارہم العالیہ باین مراتب مذکورہ و دیگر معاملات کہ نسبت باین معاملات کالسما من الارض بہرہ بقدر استعداد بل فوق الاستعداد کرامت فرمود و این ذرہ را از خاک مذلت برداشتہ ہمعنان آفتاب ساختہ شکر این مرتبہ اگر ہزار سال بصد ہزار زبان بہزاران ادا اظہار نماید یکی از ہزار بر منصہ ظہور نیاورد فللہ الحمد وللہ المنۃ کما یلیق بشانہ و یحری والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ البررۃ النقی اظہار این قسم سخنان اگرچہ موہم افتخار و مباہات ست اما بموجب اظہار النعمۃ من الشکر لاسیما عند الاحباء المخلصین المطلعین علی الاسرار والمشتاقین لمثل ذلک الآثار والاخبار مذکور نمودہ شد ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا بحرمۃ سیدنا محمد النبی الامی العربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[illegible]

مکتوب تیسرا از مولوی عبدالاحد رحمہ در بیان قرب نوافل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اخوی شیخ محمد کبیر معلوم نمایند کہ قرب نوافل عبارت از ان ست کہ سالک خود را فاعل یابد۔

ہونے کمالات جدا جدا ہر ایک کے پڑیگا۔ بعد ازان ہماری تمہاری عقل و فہم سے معاملہ برتر ہے۔ اللہ سبحانہ تعالی محض عنایت بے بہا سے اپنے ان کمالات سے بہرہ پوری عنایت فرمائے۔ انہ قریب مجیب اللہ سبحانہ کا شکر ہے کہ بطفیل حضرات عالی درجات قدس اللہ اسرارہم کے ان مراتب مذکورہ اور اور معاملات سے جن میں ان کی نسبت زمین و آسمان کا فرق ہے اپنی استعداد کے لائق بلکہ استعداد سے زیادہ بہرہ کرامت فرمایا ہے اور اس ذرہ کو خاک مذلت سے اٹھا کر آفتاب کی برابر کر دیا ہے اس مرتبہ کا شکر اگر ہزار سال سو ہزار زبان سے ہزاروں طرح سے ظاہر کرے تو ہزار میں سے ایک بھی نہ کر سکے فللہ الحمد والمنۃ کما یلیق لشانہ و یحری والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ البررۃ التقی اس قسم کی باتوں کو ظاہر کرنے سے اگرچہ فخر و بڑائی کا وہم ہوتا ہے لیکن اظہار النعمۃ من الشکر کے خصوصاً ایسے دوستوں سے جو مخلص و محرم اسرار اور اسکے مشتاق ہوں اس آثار و اخبار کے مذکور کیا گیا ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا بحرمۃ سیدنا محمد النبی الامی العربی صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی میرے بھائی شیخ محمد کبیر معلوم کریں کہ قرب نوافل اسے کہتے ہیں کہ سالک اپنے تئیں فاعل پائے

وحق را آلات چنانچہ بی یسمع و بی یبصر اشارہ است بآن و قرب فرائض عبارت است از آن کہ سالک خود را آلہ یابد و حق را فاعل چنانچہ الحق ینطق علی لسان عمر اشارت ست ازان و این قرب مثمر فناء وجود سالک ست بخلاف قرب سابق و جمع بین القربین آنست کہ سالک خود را درمیان شیخ نیابد نہ فاعل آن آلات چنانچہ بعض اہل دل ازان مقام چنین اشارہ نمودہ اند۔ مصرعہ

عشق ست درمیانہ بما نہد بہانہ

وآیہ کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی گویا مشعر بہر سہ مقام ست چہ ما رمیت رمز از قرب فرائض است و اذ رمیت کنایہ از قرب نوافل ولکن اللہ رمی اشارہ بر جمع بین القربین والسلام علی من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ و آلہ الصلوات والتسلیمات العلی انتہی المکاتیب الثلثہ و در آخر این اوراق شیخ عبدالاحد بخط خود این فائدہ تحریر فرمودند عادت مشائخ کرام آنست کہ سالک مبتدی را اول بذکر قلب مشغول سازند تا جوہر وملکہ شود و بعد ازان ذکر روح فرمایند بعد ازان ذکر اخفی بعد ازان ذکر نفس و محلہا الدماغ بعد ازان اگر خواہند ذکر سر و خفی فرمایند بعد ازان سریان در تمام اعضاء تا حصول ملکہ وسلطان ذکر شود و بیشتر آنست کہ بہ ذکر قلب و روح

اور حق کو اپنے اعضا چنانچہ بی یسمع و بی یبصر اسکا اشارہ ہے۔ اور قرب فرائض اُسے کہتے ہیں کہ سالک اپنے تئیں اعضا پائے۔ اور حق کو فاعل جیسے الحق ینطق علی لسان عمر اس کی طرف اشارہ ہے اور یہ قرب ثمرہ دیتا ہے فناء وجود سالک کا بخلاف پہلے قرب کے اور جمع بین القربین یہ ہے کہ سالک اپنے تئیں درمیان میں کچھ نہ پائے نہ فاعل نہ اعضاء چنانچہ بعض اہل دل نے اس مقام سے ایسا اشارہ کیا ہے مصرعہ

عشق ست درمیانہ برما نہد بہانہ

اور یہ آیہ کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی گویا تینوں مقام کی خبر دیتا ہے کیونکہ ما رمیت قرب فرائض سے ہے اور اذ رمیت کنایہ قرب نوافل سے ہے ولکن اللہ رمی اشارہ جمع بین القربین سے ہے السلام علی من اتبع الہدی والتزم متابعۃ المصطفی علیہ و آلہ الصلوات والتسلیمات العلی وہ تینوں مکتوب ہوچکے اور آخر میں ان ورقوں کے شیخ عبدالاحد نے اپنے ہاتھ سے یہ فائدہ تحریر فرمایا کہ مشائخ کرام کی عادت ہے کہ سالک مبتدی کو اول ذکر قلب سے مشغول کرتے ہیں تا جوہر اور ملکہ ہو جائے اُسکے بعد ذکر روح فرماتے ہیں بعد ازاں ذکر اخفی بعد ازاں ذکر نفس اور اسکی جگہ دماغ ہے اُسکے بعد اگر چاہیں ذکر سر اور خفی فرماتے ہیں بعد ازاں سریان تمام اعضا میں تا حصول ملکہ و سلطان ذکر ہو جائے اور اکثر ایسا ہے کہ ذکر قلب و روح

۱/۱ ہ جلسیلہ از مولوی عبدالاحد صاحب رحمۃ اللہ صاحب

واخفی کفایت کنند وگاه بر قلب تنها اکتفا نمایند اما شرط آنست که ذکر جوہر قلب گردد وبسا دیده شده است که بمجرد ذکر قلب گفتن سلطان ذکر و سریان در سائر اجزا و اعضا متحقق گردیده بالجملہ بقدر استعداد مبتدی سلوک باید نمود والسلام علی من اتبع الهدیٰ انتهی ما اردنا ایراده من کلام الشیخ عبد الاحد قدس سرہ کاتب الحروف گوید ملا محمد ولیل ذکر کرده اند که بجانب امیر موسیٰ بهٹی کوٹی یکی از بزرگان خانوادہ احمدیہ این مکتوب نوشته بودند و امیر موسیٰ آنرا استحسان کردند و یاران خود را گفتند که نقل آنرا نوشته گیرند باسمه سبحانه نحمده ونصلی ونسلم خدام ولایت پناه ہدایت دستگاه سیادت مرتبت نجابت منزلت میر محمد موسیٰ سلمہ ربہ سلام دوستانه وتحیت مخلصانه ازین فقیر حقیر محمد ہادی عفی الله عنه مطالعه فرمایند و در دریوزه گر دعوات سلامتی خاتمه وعفو وعافیت دنیوی و اخروی شمرند فقیر چون ضعف بدن بسیار داشت ازین جهت بدانچه مامور بود نپرداخت الحال بارے تخفیف یافته تحریر می نماید که چون طالب صادق پیش شیخ کامل و مکمل رود اول بذکر قلب که آشیانۂ او بجانب دست چپ است امر فرمایند چون این ملکه شود بذکر روح که بطرف

مکتوب خانوادہ احمدیہ با میر موسیٰ رح

واخفی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور کبھی فقط ذکر قلب پر اکتفا کرتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ذکر قلب کا جوہر ہو جائے اور اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ فقط ذکر قلب کہنے سے سلطان ذکر اور سریان تمام اجزا و اعضا میں متحقق ہوا ہے حاصل یہ کہ بقدر استعداد مبتدی کے سلوک چاہیے کرنا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ تمام ہوا وہ جسکا ہم نے ارادہ کیا تھا شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے کلام سے۔ کاتب الحروف کہتا ہے ملا محمد ولیل نے ذکر کیا ہے کہ امیر موسیٰ بہٹی کوٹی کو ایک نے بزرگوں میں سے احمدیہ خانوادہ کے یہ مکتوب لکھا تھا اور امیر موسیٰ نے اسکی بہت سی تعریف کی اور اپنے یاروں سے کہا اسکی نقل لکھ لو۔ باسمہ سبحانہ نحمدہ ونصلی ونسلم خدام ولایت پناہ ہدایت دستگاہ سیادت مرتبت نجابت منزلت میر محمد موسیٰ سلمہ ربہ سلام دوستانہ اور تحیۃ مخلصانہ اس فقیر حقیر محمد ہادی عفی اللہ عنہ کا مطالعہ فرمائیں اور مانگنے والا دعا سلامتی خاتمہ اور عفو و عافیت دنیا و آخرت کا گنیں فقیر کو جو ضعف بدن بہت تھا اس سبب جس کا امر ہوا تھا وہ نہ بجا لا سکا اب کچھ تخفیف پائی ہے تو لکھتا ہے کہ جب طالب صادق شیخ کامل و مکمل کے روبرو جائے اول ذکر دل کا کہ اسکا ٹھکانا بائیں ہاتھ کی طرف ہے امر فرمائیں جب اسکا ملکہ ہو جائے تو ذکر روح کا کہ اسکی

مرید کس طرح فیض حاصل کرے

راست آشیانہ اوست دلالت فرمایند چون آن ذکر نیز ملکہ شود می باید کہ بذکر سر کہ متصل دل ست لیکن یمین قلب ست حکم فرمایند و چون آن نیز ملکہ شد بذکر خفی کہ پہلوئے روح اما جانب یسار روح مقام دارد مامور سازند و چون آن نیز ملکہ شود بذکر اخفی کہ متوسط ہمہ است و در وسط صدر جائے اوست محکوم سازد و این جوہر اخفی از سایر جواہر عالم امر اعلیٰ است چنانچہ بیاید انشاء اللہ تعالیٰ و چون اخفا نیز بذکر گویا شود امر بذکر نفس نماید کہ دماغ جایگاہ اوست و چون این لطائف ستہ متجر بذکر شدند امر بذکر نفی و اثبات فرماید بطریق معہود و چون بعدد بست و یکبار برسد نصابش تمام شود و فنائے قلب کہ اول قدم ست در اطوار ولایت ظہور فرماید و فنائے قلب اثر آن تجلی افعال ست کہ اصل اوست چہ قلب افعال الٰہی ست و آن مربی ولایت حضرت آدم ست علیٰ نبینا و علیہ السلام پس از آن بقائے قلب پارۂ افعال ایزدی ست جل شانہ کہ ہر ظل را با اصل خود شاہراہ ست بالفنا فیہ والبقا بہ بعد از آن معاملہ فنائے روح ست و بقائے او با اصل خود کہ صفات حق است و صفات مربی ولایت نوحی و ولایت ابراہیمی ست علیٰ نبینا وعلیہما السلام والصلوات کہ ہر دو ولایت مربوط بروح است و با اصل اوست کہ صفات ست باعتبارات مختلفہ کہ ولایت ابراہیمی تفصیلی ست و ولایت

دائیں طرف ہے ارشاد کریں جب اس ذکر کا بھی ملکہ ہو جائے تو ذکر سر جو دل کے متصل ہے لیکن دائیں طرف بتائیں اور جب اسکا بھی ملکہ ہو جائے تو ذکر خفی کا جو روح کے پہلو

میں ہے مگر بائیں طرف روح کے ہے مامور فرمائیں اور جب وہ بھی ملکہ ہو جائے ذکر اخفی کا کہ سب کے درمیان ہے اور وسط سینہ میں اسکی جائے ہے اُسے حکم کریں اور یہ جوہر اخفی تمام جوہروں سے عالم امر کے اعلیٰ ہے چنانچہ آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور جب اخفی کا بھی ذاکر ہو جائے تو ذکر نفس کا حکم کریں کہ نفس کا مقام دماغ ہے اور یہ لطائف ستہ

لطائف ستہ

ذکر سے متجر ہو جائے تو ذکر نفی و اثبات فرمائیں بطریق معلوم اور جب عدد اکیس تک پہنچے اسکے نصاب پورے ہو گئے اور فنائے قلب جو اطوار ولایت میں اول قدم ہے ظہور فرمائے اور فنائے قلب اُس تجلی افعال کا اثر ہے جو اسکی اصل ہے کیونکہ قلب افعال الٰہی ہے اور وہ مربی ولایت حضرت آدم کا ہے علیٰ نبینا و علیہ السلام اسکے بعد بقائے قلب ایک تھوڑا افعال ایزدی ہے جل شانہ اسلئے کہ ہر ظل کو اپنی اصل کے راستہ ہے اُسمیں فنا ہونیکا اور اُس سے باقی ہونیکا اسکے بعد معاملہ فنائے روح ہے اور اسکے بقا اپنی اصل سے کہ حق کے صفات ہیں اور صفات مربی ولایت نوحی و ولایت ابراہیمی ہے علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کہ دونو ولایتیں مربوط روح سے ہیں اور اسکی اصل سے کہ صفتیں ہیں باعتبارات مختلفہ کہ ولایت ابراہیمی تفصیلی ہے اور ولایت

سلسلہ چشتیہ کا طریقہ تعلیم

نوح بآن مجلست و من بعد معاملہ بسر ست
وفنا و بقا باصل اوست کہ شیون ایزد ست
تعالیٰ شانہ و شیون در اصطلاح ما عبارات
مندرجہ حضرت ذات تعالیٰ را گویند کہ معانی
زاید بر ذات نباشد و صفات است آنکہ معانی
زاید بر ذات سبحانہ باشند و در خارج موجود
باشند و ولایت سر ولایت موسوی ست علیٰ
نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام ثم الامر بالخفی
وفنائہ باصلہ وھو التقدیسات والتنزیہات
السبحانیۃ وھذہ الولایۃ ولایۃ عیسویۃ
علیٰ نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام ثم
الامر بالاخفی وفنائہ وبقائہ باصلہ وھو
شان جامع الاسماء والصفات والشیون
والاشارات والتنزیہات والتقدیسات و
ھذہ الولایۃ ولایۃ محمدیۃ علیٰ صاحبھا
الف الف صلوات والسلام ومربی ھذہ
الولایۃ حقیقۃ الحقائق واقرب الولایات
واجمعھا واعلاھا واشرفھا وافضلھا و
مستحق للولایات الخمسۃ ومقتضیۃ لزوال
العین والاثر بامز المعارف وتستتبع المحبوبیۃ
ثم الامر بالنفس وفنائھا ثم وبقائھا الاکمل
ثم الامر باصولھا واصول اصولھا حتیٰ ینتھی
الی الذات تعالیٰ واتی فی ھناک
لیس بالفناء بل بامر آخر

نوحی اُس سے مجمل ہوا اسکے بعد معاملہ سر سے ہی
اور فنا و بقا اُسکی اصل ہے کہ شیون ایزدی ہے
تعالیٰ شانہٗ اور شیون ہماری اصطلاح میں اُسے
کہتے ہیں جو عبارتیں حضرت ذات واجب تعالیٰ میں
مندرج ہوں کہ معانی زاید بر ذات نہ ہوا اور صفات ہیں
اور جو معانی زاید بر ذات سبحانہٗ ہو دیں اور خارج میں
موجود ہو دیں اور ولایت سر ولایت موسوی ہے
علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر معاملہ خفی سے ہے
اور اُسکے بعد فنا و بقا اُسکی اصل سے ہے اور
وہ تقدیس و تنزیہات سبحانیہ ہے اور یہ ولایت
ولایت عیسوی ہے علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
پھر معاملہ اخفی سے ہے اور اُسکی فنا و بقا اُسکی
اصل سے ہے کہ وہ شان جامع اسماء و صفات
اور شیون اور اشارات اور تقدیسات و تنزیہات
ہے اور یہ ولایت ولایت محمدیہ ہے اُنپر ہزار
ہزار درود و سلام اور مربی اس ولایت کا
حقیقۃ الحقائق اور اقرب الولایت اور
اجمع الولات ہے اور اعلیٰ اور اشرف اور
افضل ولایات ہے اور مستحق ولایت خمسہ
ہے اور تقاضا کرنے والی ہے زوال عین کا
اور اثر معرفتوں کا پہنچانے والی ہے اور وہی محبوبیت
ہے پھر معاملہ نفس سے پڑتا ہے اور اُسکی فنا تمام
اور اُسکی بقا بہت کامل ہے پھر معاملہ اُنکی اصلوں سے
اور اصلونکی اصلونسے پڑتا ہے یہانتک کہ منتہی ہوتا ہے
ذات حق تعالیٰ تک اور وہاں ترقی فنا سے نہیں بلکہ

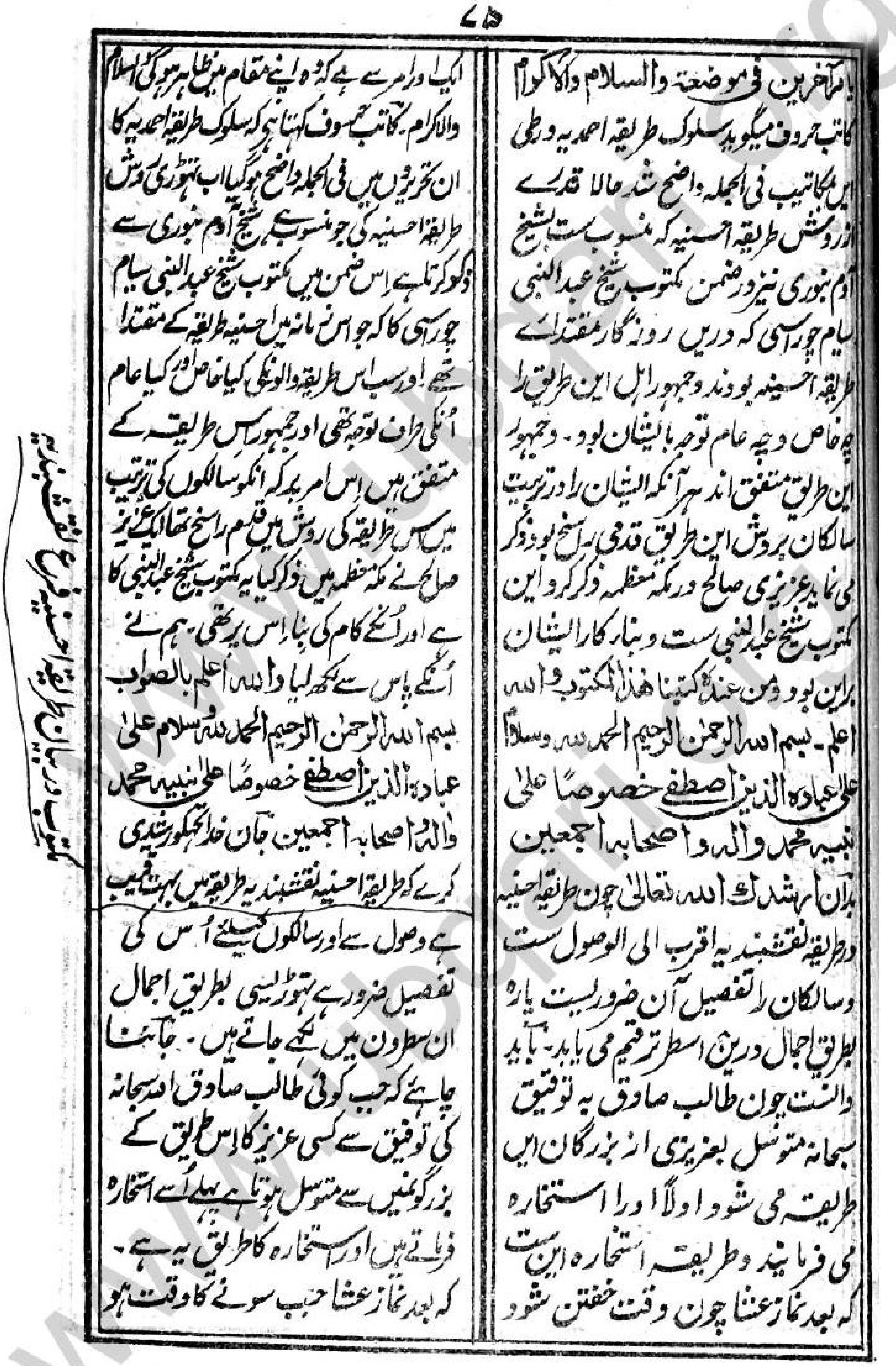

۷۵

مکتوب در بیان طریقہ احسنیہ فرع نقشبندیہ

یا متآخرین فی موضعۃ والسلام والاکرام
کاتب حروف میگوید سلوک طریقہ احمدیہ در طی
این مکاتیب فی الجملہ واضح شد حالا قدرے
از روش طریقہ احسنیہ کہ منسوب ست بشیخ
آدم بنوری نیز در ضمن مکتوب شیخ عبد النبی
سیام چوراسی کہ دریں روزگار مقتدائے
طریقہ احسنیہ بودند وجمہور اہل این طریق را
چہ خاص وچہ عام توجہ بایشان بود۔ وجمہور
این طریق متفق اند بر آنکہ ایشان را در تربیت
سالکان بروش این طریق قدمی راسخ بود ذکر
می نماید عزیزی صالح در مکہ معظمہ ذکر کرد و این
مکتوب شیخ عبد النبی ست وبنار کار ایشان
براین بود ومن عندہ کتبنا ہذا المکتوب واللہ
اعلم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام
علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی
نبیہ محمد والہ واصحابہ اجمعین
بدان ارشدک اللہ تعالیٰ چون طریقہ احسنیہ
در طریقہ نقشبندیہ اقرب الی الوصول ست
وسالکان را تفصیل آن ضروریست پارہ
بطریق اجمال درین اسطر ترقیم می یابد۔ باید
دانست چون طالب صادق بہ توفیق
سبحانہ متوسل بعزیزی از بزرگان این
طریقہ می شود اولا او را استخارہ
می فرمایند وطریقہ استخارہ این ست
کہ بعد نماز عشا چون وقت خفتن شود

ایک ور امر سے ہے کہ وہ اپنے مقام میں ظاہر ہوگی السلام
والاکرام۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ سلوک طریقہ احمدیہ کا
ان تحریروں میں فی الجملہ واضح ہو گیا اب تھوڑی روش
طریقہ احسنیہ کی جو منسوب ہے بشیخ آدم بنوری سے
ذکر کرتا ہے اس ضمن میں مکتوب شیخ عبد النبی سیام
چوراسی کا کہ جو اس زمانہ میں احسنیہ طریقہ کے مقتدا
تھے اور سب اس طریقہ والونکی کیا خاص اور کیا عام
اُنکی طرف توجہ تھی اور جمہور اس طریقہ کے
متفق ہیں اس امر پر کہ انکو سالکوں کی ترتیب
میں اس طریقہ کی روش میں قدم راسخ تھا ایک عزیز
صالح نے مکہ معظمہ میں ذکر کیا یہ مکتوب شیخ عبد النبی کا
ہے اور اُنکے کام کی بنا اس پر تھی ہم نے
اُنکے پاس سے لکھ لیا واللہ اعلم بالصواب
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی
عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی نبیہ محمد
والہ واصحابہ اجمعین جان خدا تجھکو رشیدی
کرے کہ طریقہ احسنیہ نقشبندیہ طریقہ میں بہت قریب
ہے وصول سے اور سالکوں کیلئے اُس کی
تفصیل ضرور ہے تھوڑی سی بطریق اجمال
ان سطروں میں لکھے جاتے ہیں۔ جاننا
چاہئے کہ جب کوئی طالب صادق اللہ سبحانہ
کی توفیق سے کسی عزیز کا اس طریق کے
بزرگوں میں سے متوسل ہوتا ہے پہلے اسے استخارہ
فرماتے ہیں اور استخارہ کا طریق یہ ہے۔
کہ بعد نماز عشا جب سونے کا وقت ہو

و بکلام معاش نماند و وضو تازہ کند بعد
وضو یک صد و یکبار استغفر اللہ ربی من
کل ذنب و اتوب الیہ بصدق تمام بخواند
بنیت آنکہ از جمیع تقصیرات بدنی و روحی
آنچہ از من بوجود آمدہ اند توبہ کردم و از
سر نو مسلمان شدم بعدہٗ برخاستہ دو رکعت
نماز استخارہ باین نیت کہ دو رکعت نماز
استخارہ میخوانم تا حق تعالی مرا بر متابعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خود بواسطہ
حصول رضا پیر خود محکم دارد و در رکعت اول
بعد فاتحہ آیۃ الکرسی یکبار و در رکعت دوم
با فاتحہ قل یا ایہا الکفرون یکبار بخواند و
بخشوع تمام خود را حاضر کند و بگریہ و زاری
بپردازد بعد نماز یک صد و یکبار درود بخواند
بعدہٗ یکصد و یکبار کلمہ تمجید بخواند بعدہٗ تمام
عجز و انکسار دست برداشتہ دعا بخواند۔ بعدہٗ
چون خواب غلبہ کند بر زمین بخسپد و اگر معذور
است اختیار دارد و بعدہٗ آنچہ در خواب بشارت
ظاہر شود پیش مرشد ظاہر کند و اگر در روز
اول بشارت نیابد تا سہ روز استخارہ میکردہ
باشد یا آنکہ بعد استخارہ نظر بر قلب خود کند
اگر قلب خود را بعد استخارہ در اعتقاد محکم
ہمچنان می باید کہ قبل ازین بود ہمین بشارت
ست۔ پس مرشد را باید کہ در خلوت تعلیم
ذکر اسم اللہ نماید کہ اسم ذاتی است

اور کچھ دنیا کا ذکر نہ ہو تازہ وضو کرے وضو
کے بعد ایکسو ایک دفعہ استغفر اللہ ربی من کل
ذنب و اتوب الیہ بہت صدق سے پڑھے
اس نیت سے کہ تمام تقصیرون بدنی اور روحی سے
جو مجھسے ہوئی ہیں میں نے توبہ کی اور نئے سرے
سے میں مسلمان ہوا پھر اُٹھ کر دو رکعت نماز
استخارہ اس نیت سے کہ پڑھتا ہوں دو رکعت نماز
استخارہ کہ حقتعالی مجھکو متابعت پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے بواسطہ حصول رضا اپنے پیر
کے مضبوط رکھے۔ پہلی رکعت میں الحمد کے
بعد آیۃ الکرسی ایکبار اور دوسری رکعت میں
الحمد کے بعد قل یا ایہا الکفرون ایکبار خوب
خشوع کیساتھ اپنے تئین حاضر کرے اور گریہ و
زاری کرے بعد از نماز ایکسو ایکبار درود شریف
پڑھے اور ایکسو ایکبار کلمہ تمجید پڑھے پھر خوب عجز
و انکسار سے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے بعد اسکے
جب نیند غلبہ کرے زمین پر سو رہے اور جو معذور
ہو تو اختیار ہے یعنی زمین پر نسوئے بعد اسکے
جو خواب میں بشارت ہو اپنے مرشد سے ظاہر کرے
اور جو پہلے روز بشارت نہو تو تین دن تک استخارہ
کرتا رہے یا یہ کہ استخارہ کے بعد اپنے قلب پر نظر کرے اگر
اپنے قلب کو استخارہ کے بعد اعتقاد میں ویسا ہی
مضبوط پاتا ہے جیسے پہلے تھا تو یہ ہی بشارت ہے
پھر مرشد کو چاہئے کہ خلوت میں اللہ کا نام
تعلیم کرے جو کہ اسم ذاتی ہے

باین طریق که زبان خود را بکام چسپاند و نظر خیالی را بر قلب صنوبری اندازد و نظر ظاهری به بندد و مقام قلب صنوبری زیر پستان چپ است قدر دو انگشت و یقین بندد که مضغه لطیفه نورانی او را ودیعت نهاوند که قلب میگویند پس خود را متوجه مضغه نماید و از بطن مضغه اسم الله را جل شانه گویاند بنهجی که این اسم را غیر ذات نداند و این هیئت را بوسع خود در نشست و برخاست از دست ندهد بعده مرشد را باید که خود متوجه قلب او شود معنی توجه آنست که همت خود بسوی قلب مرید بگمارد و ذهن قلب خود را بر ذهن قلب مرید تصور نماید بنهجی که خطره دیگر را در میان قلب خود آمدن ندهد و بخشوع تمام بجناب خداوند سبحانه التجا نماید تا نور ذکر در دل سالک قوتی پیدا کند و بجذبه قلبی و همت باطنی قلب مرید را بسوی خود کشد تا یک ساعت کم و زیاده برین حیثیت متوجه حال مرید باشد و ارواح متبرکه اکابر این طریق را شامل حال خود داند و این تصرف از دستان امداد داند فی الحال و فی الاستقبال بعده از مرید استفسار نماید اگر خوب فهمیده است و آرام یافته فاتحه خواند و دست او در دست خود گرفته بیعت نماید و او را بخدا سپارد و آگاه کند که این طریقه احسنیه و طریقه نقشبندیه از حضرت خلیفه زمان حضرت سید ی

مرشد سے توجہ حاصل کرنے کا طریقہ

اس طریقہ سے کہ اپنی زبان کو تالو سے لگائے اور نظر خیالی کو قلب صنوبری پر ڈالے اور نظر ظاہری کو بند کرے اور قلب صنوبری کا مقام زیر پستان چپ ہے قدر دو انگشت کے اور یقین کرے کہ مضغہ لطیفہ نورانی اُسکا امانت رکھا ہے کہ اُسے قلب کہتے ہیں پھر اپنے تئیں مضغہ سے متوجہ کرے اور مضغہ کے باطن سے اسم اللہ جل شانہ کہوائے اسطرح سے کہ اس کو سوائے ذات کے نجانے اور اس ہیئت کو حتی المقدور اُٹھتے بیٹھتے چھوڑے نہیں پھر مرشد کو چاہئے کہ خود متوجہ اُسکے قلب کا ہو۔ توجہ کے یہ معنی ہیں کہ اپنی ہمت مرید کے قلب کی طرف لگائے اور اپنے قلب کا ذہن مرید کے قلب کے ذہن پر تصور کرے اسطرح سے کہ اور کوئی خطرہ اپنے قلب میں نہ آنے دے اور خوب خشوع سے جناب سبحانہ تعالیٰ سے التجا کرے کہ نور سالک کے دل میں قوت پیدا کرے اور جذبہ قلبی اور ہمت باطنی سے مرید کے قلب کو اپنی طرف کھینچے ایک ساعت کم و بیش اسیطور مرید کے حال پر متوجہ رہے اور اس طریقہ کے بزرگوں کی ارواح مبارک کو اپنے شامل حال سمجھے اس تصرف کو اُنکی امداد جانے اب بھی اور آئندہ بھی پھر مرید سے دریافت کرے اگر خوب سمجھ گیا ہو اور آرام پایا ہے فاتحہ پڑھے اور اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کے بیعت کرے اور اُسے خدا کو سونپے اور آگاہ کرے کہ یہ طریقہ احسنیہ نقشبندیہ طریق ہیں حضرت خلیفہ وقت حضرت سید ی

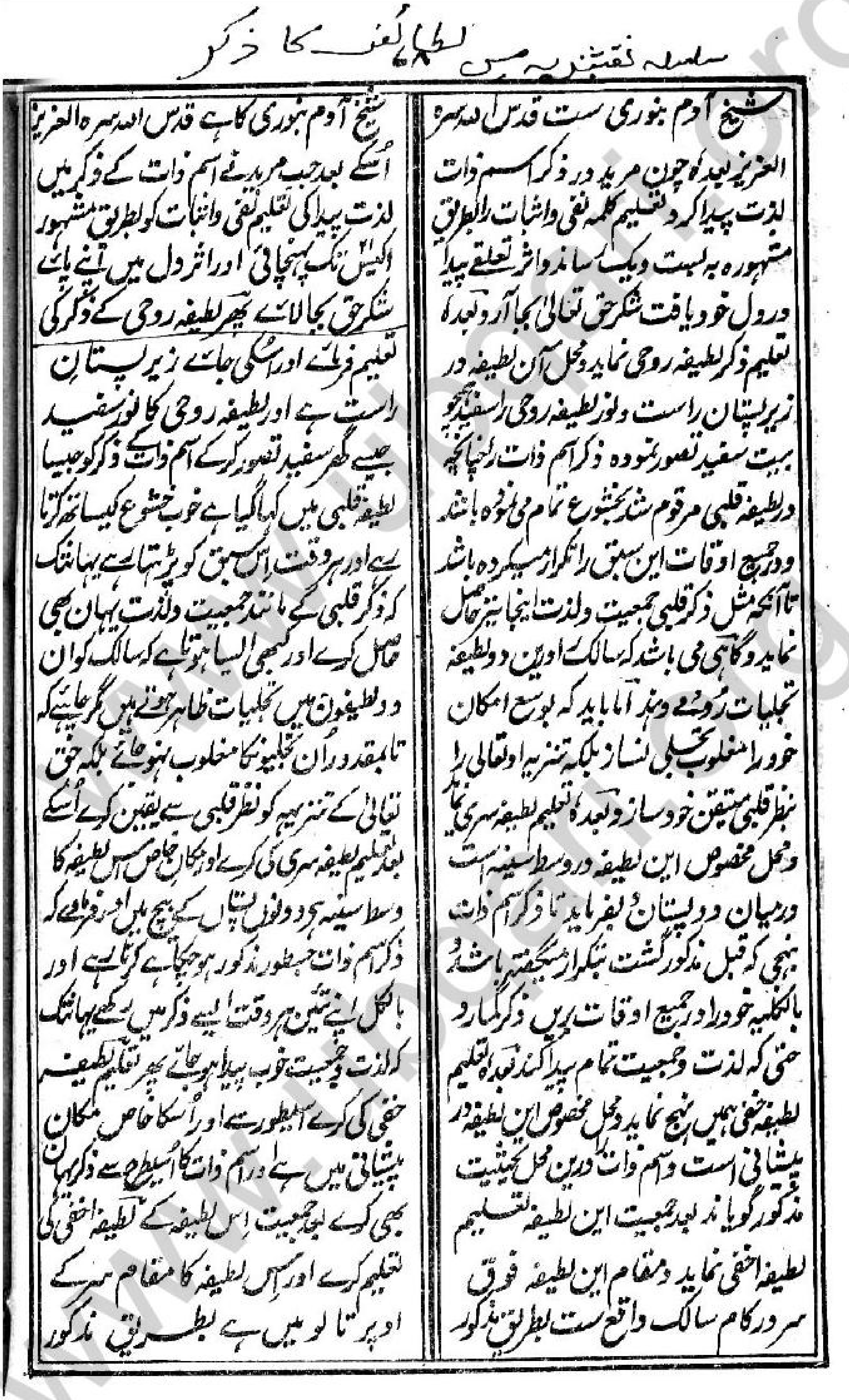

سلسلہ نقشبندیہ میں لطائف کا ذکر

شیخ آدم بنوری ست قدس اللہ سرہ العزیز بعدہ چون مرید در ذکر اسم ذات لذت پیدا کرد تعلیم کلمہ نفی و اثبات را بطریق مشہورہ بہ بیست و یک رساند و اثر تعلقے پیدا در دل خود یافت شکر حق تعالی بجا آرد و بعدہ تعلیم ذکر لطیفہ روحی نماید و محل آن لطیفہ در زیر پستان راست و نور لطیفہ روحی را سفید ہمچو بیت سفید تصور نمودہ ذکر اسم ذات را چنانچہ در لطیفہ قلبی مرقوم شد بخشوع تمام می نمودہ باشد و در جمیع اوقات این سبق را تکرار میکردہ باشد تا آنکہ مثل ذکر قلبی جمعیت و لذت اینجا نیز حاصل نماید و گاہی می باشد کہ سالک را درین دو لطیفہ تجلیات روئے دہند اما باید کہ بوسع امکان خود را مغلوب تجلی نسازد بلکہ تنزیہ او تعالی را بنظر قلبی متیقن خود سازد و بعدہ تعلیم لطیفہ سری نماید و محل مخصوص این لطیفہ در وسط سینہ است درمیان دو پستان بفرماید تا ذکر اسم ذات بہمچو کہ قبل مذکور گشت بتکرار مشغول باشد بالکلیہ خود را در جمیع اوقات درین ذکر گمارد حتی کہ لذت و جمعیت تمام پیدا کند بعدہ تعلیم لطیفہ خفی ہمین نہج نماید و محل مخصوص این لطیفہ در پیشانی است و اسم ذات درین محل بحیثیت مذکور گویاند بعد جمعیت این لطیفہ تعلیم لطیفہ اخفی نماید و مقام این لطیفہ فوق سر در کام سالک واقع ست بطریق مذکور

شیخ آدم بنوری کا ہے قدس اللہ سرہ العزیز اُسکے بعد جب مرید نے اسم ذات کے ذکر میں لذت پیدا کی تعلیم نفی و اثبات کو بطریق مشہور اکیس تک پہنچائی اور اثر دل میں آنے پائے شکر حق بجا لائے پھر لطیفہ روحی کے ذکر کی تعلیم فرمائے اور اُسکی جائے زیر پستان راست ہے اور لطیفہ روحی کا نور سفید جیسے گھر سفید تصور کرکے اسم ذات کے ذکر کو جیسا لطیفہ قلبی میں کہا گیا ہے خوب خشوع کیساتھ کرتا رہے اور ہر وقت اس سبق کو پڑھتا رہے یہانتک کہ ذکر قلبی کے مانند جمعیت و لذت یہاں بھی حاصل کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سالک کو ان دو لطیفوں میں تجلیات ظاہر ہوتے ہیں مگر چاہیے کہ تا بمقدور ان تجلیوں کا مغلوب نہو جائے بلکہ حق تعالی کے تنزیہہ کو نظر قلبی سے یقین کرے اُسکے بعد تعلیم لطیفہ سری کی کرے اور مکان خاص اس لطیفہ کا وسط سینہ ہے دونوں پستان کے بیچ میں اُسے فرماوے کہ ذکر اسم ذات جسطور مذکور ہو چکا ہے کرتا رہے اور بالکل اپنے تئیں ہر وقت اسی ذکر میں رکھے یہانتک کہ لذت و جمعیت خوب پیدا ہو جائے پھر تعلیم لطیفہ خفی کی کرے اسیطور سے اور اُسکا خاص مکان پیشانی میں ہے اور اسم ذات کا اسیطرح سے ذکر یہاں بھی کرے بعد جمعیت اس لطیفہ کے لطیفہ اخفی کی تعلیم کرے اور اس لطیفہ کا مقام سر کے اوپر تالو میں ہے بطریق مذکور

تکرار اسم ذات اینجا نیز لذتے حاصل کند ہمین بیان است حدیث قدسی را کہ فرمودہ ان فی جسد بنی آدم لمضغۃ وفی المضغۃ قلب وفی القلب فواد وفی الفواد سر وفی السر خفی وفی الخفی اخفی وفی الاخفی انا عزیز من واصطلاح ایشان این سیر را سیر لطائف گویند اما بتکرار چون این سیر تمام شود وسالک را موافق استعداد خود اجمال یا تفصیل این سیر دست دہد باید کہ باز او را بر لطیفہ قلبی آرند و تعلیم یادداشت اسمی نمایند زیرا کہ پیش ازین تکرار اسمی نبود و طریق یادداشت اسمی آنست کہ اسم اللہ را از قلب اندرونی کہ آن نور محض است بگوید بنہجی کہ قصد تکرار نکند بلکہ بر اسم اللہ مد دراز کشد مثل آواز آرند مسی و ہمان یک آواز را ہر قدر کہ بمحافظت تواند نگاہدارد و قطع شدن ندہد و اگر قطع شود باز از سر گیرد و برائے قوت یادداشت اسمی نفی و اثبات را نیز ماند و دراز بے حبس دم یا با حبس دم اختیار می کنند چون این نسبت اسمی قوت گرفت کہ در قلب خود بلکہ در جمیع لطائف بلکہ در تمام بدن نورانیت تمام آن آواز محض یکسان می یابد ذکر لطائف کہ بواسطہ جسد بود تمام شد الحال در ذکر لطائف کہ بیواسطہ الفاظ است باید کوشید پس بعد یادداشت اسمی یادداشت مسمی تعلیم باید کرد یعنی

یہاں بھی اسیطرح ذکر کرے یہاں بھی لذت حاصل کرے یہی بیان ہو حدیث قدسی کا جو یہ ہے ان فی جسد بنی آدم لمضغۃ وفی المضغۃ قلب وفی القلب فواد وفی الفواد سر وفی السر خفی وفی الخفی اخفی وفی الاخفی انا اے عزیز انکی اصطلاح مین اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں مگر جب تکرار سے یہہ سیر تمام ہو جائے اور سالک کو اپنی استعداد کے موافق اجمال یا تفصیل اس سیر کی حاصل ہو جائے تو چاہیئے کہ پھر اُس لطیفہ قلبی پر لائین اور تعلیم یادداشت اسمی کریں اسواسطے کہ پہلے اس سے تکرار اسمی نتھی اور یادداشت اسمی کا طریقہ یہ ہے کہ اسم اللہ کو قلب اندرونی سے جو ایک نور محض ہے کہے اسطور کہ قصد تکرار کا نکرے بلکہ اسم اللہ پر مد دراز کھینچے مانند ایک تانبے کے برتن کی آواز کے اور اُسی ایک آواز کو جہانتک ہوسکے محافظت سے نگاہ رکھے اور قطع نہونے دے اور جو قطع ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرے اور یادداشت اسمی کی قوت کیواسطے نفی و اثبات بھی دراز مد کیساتھ حبس دم کیساتھ یا بے حبس دم کے اختیار کرتے ہیں جب یہ نسبت اسمی قوت پکڑے کہ اپنے قلب میں بلکہ جمیع لطائف میں بلکہ تمام بدن میں جو نورانیت کیساتھ اُس آواز محض کو یکساں پائے تو ذکر لطائف جو بواسطہ جسم کے تھا تمام ہوا اب لطائف کو ذکر میں جو بیواسطہ لفظ کے بھی کوشش کرنی چاہیے بعد یادداشت اسمی کے یادداشت مسمی کے تعلیم کرنی چاہیئے یعنی

ع
تحقیق جسد بنی
آدم میں مضغہ
ہے اور مضغہ
میں قلب اور
قلب میں فواد
اور فواد میں سر
اور سر میں خفی
اور خفی میں
اخفی اور اخفی
میں میں یعنی
اللہ تعالیٰ ۱۲

طریقہ ذکر اخفیہ

تصوف کی اہم اصطلاحات کی وضاحت

توحید وجودی

توحید شہودی

محل مخصوصہ قلب را در نظر داشتہ در اندرون لطیفہ کہ امر نورانیست چنانچہ بالا مذکور گشت نظر انداختہ بایمان محض حق سبحانہ وتعالیٰ حاضر بے پردہ یقین نماید اما بہ بے کیفی و بے جہتے وجہات ستہ را از میان نظر براندازند کہ او تعالیٰ حاضر ست بے کیف و بے جہت پس این دانست را ہیچ وقتے از اوقات از دید و دانش نگذارد اگر غفلت رو دہد باز حاضر این معنی گردد حتی کہ نور مشاہدہ از سر تا پا تمام را فرا گیرد و استغراق تمام پیدا کند ہیچی کہ بجز نور حق خود را و غیر خود را ہیچ نیابد درین نسبت اگر اشیاء بغلبہ شہود احاطہ و معیت او تعالیٰ عین حق دریابد این را در اصطلاح این طائفہ توحید وجودی میگویند و اگر اشیاء را گم کرد و مشاہدہ جمال ذو الجلال ورای اشیا حاصل شود و اشیا را از نظر انداخت توحید شہودی میخوانند باید دانست کہ این ہر دو مرتبہ در ولایت خاصہ کہ ولایت اولیاء امت است رو مے نماید و پیش ازین کہ از تجلیات وغیرہ در سیر لطائف تا یاد داشت اسمی پیش می آید در ظل ولایت اولیاء بود اگرچہ اہل ولایت اولیا بہ نسبت اہل ظل آن ولایت کمال تمام دارد اما ہنوز وصول مطلوب حقیقی بے تلبیس اشیاء باشد سالک را باید کہ بدین تجلیات

مکان خاص قلب کو نظر میں رکھکر لطیفہ کے اندرون کہ ایک امر نورانی ہے جیسا اوپر بیان ہوا نظر ڈالکر ایمان محض سے حق سبحانہ تعالیٰ کو حاضر بے پردہ یقین کرے مگر بے کیفی اور بے جہتی اور جہات ستہ کو نظر سے گرادے اور جانے کہ حق تعالیٰ حاضر ہے بیکیف و بے جہت ہیں پس جانے کو کسی وقت اپنی دید و دانش سے نچھوڑے اگر غفلت ہو جائے تو پھر اس امر کو حاضر کرے یہانتک کہ نور مشاہدہ سر سے پاؤں تک گھیرے اور پورا استغراق پیدا ہو ایسا کہ سوائے نور حق کے اپنے تئین اور اپنے غیر کے تئین کچھ نپائے نہی ایک نور حق ہی پائے اس نسبت میں اگر حق تعالیٰ کے احاطہ اور معیت کے شہود کے غلبہ کے سبب اشیاء کو عین حق پائے تو اسکو انکی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں اور جو اشیاء کو گم کیا اور جمال ذو الجلال کا مشاہدہ ورائے اشیاء حاصل کیا اور اشیاء کو نظر سے گرادیا تو توحید شہودی کہتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ یہ دونوں مرتبہ ولایت خاصہ ہیں جسکہ ولایت امت ہی ظاہر ہوتی ہے اور اس سے پہلے جو تجلیات وغیرہ سیر لطائف سے یاد داشت اسمی تک پیش آتی ہیں اولیاء کے ظل ولایت میں ہیں اگرچہ اہل ولایت اولیاء بہ نسبت اس ولایت کے اہل ظل کے کمال تمام رکھتا ہے لیکن ابھی وصول مطلوب حقیقی بے تلبیس اشیاء ہے سالک کو چاہیے کہ ان تجلیات

ومشاہدات لذت یافتہ مستغنی نشود بلکہ طالب ترقی شود بعدہٗ اگر پیر کامل خواہد بود از ورطہ این غلبات بمحض توجہ خود مرید را برآورد و در ذہن کہ از تجلیات ومشاہدات وتوجہات بود خالی خواہد ساخت وتعلیم یافت این انچہ در ذہن از حق ودون حق استقرار می یابد وتصور می پذیرد اگرچہ لطیف والطف باشد درپے رفع آن شود ومراۃ سری را از ظلمت آنہا خالی سازد وبالکلیہ در ہمہ وقت ہمہ را در فقدان توجہ سابقہ برگمارد تا ہیچ در باطن از توجہ الی المطلوب وغیر المطلوب پیدا نشود بلکہ بے توجہی بیقین صاف مطلوب بہند وحتی کہ معلوم ہیچ نماند بجز نور یقین چون درین معاملہ سالک تا زمانی کہ در رفع توجہات است سالک مرتبہ ولایت اخص ست وچون حاجت نفی نماند ومراۃ از آمد و رفت توجہات و تصورات صاف شد وبے توجہی بے تکلفی دست داد وصل بکمالات ولایت اخص شد اما ہنوز توجہ وتصور این وصل معلوم نشد بلکہ مقصود ست کما ذکر فی المکتوب الاول از ولایت بالاصالت خاصہ چہار ملک مقرب ست علیہم السلام وتبعاً نصیبہ اولیاء امت ست اگر مناسبت استعدادی پیدا شود باید دانست کہ در مرتبہ ولایت خاصہ مرتبہ توحید وجودی و توحید

ومشاہدات سے لذت پاکر بے پروا نہ ہوجائے بلکہ ترقی کا طالب ہو اسکے بعد اگر پیر کامل ہوگا تو ان غلبات کے بھنور سے محض اپنی توجہ سے مرید کو نکال لیگا اور ذہن کو ان تجلیوں اور مشاہدوں اور توجہات سے خالی کردیگا اور تعلیم اسکے یافت کی جو ذہن میں حق اور غیر حق کے قرار پکڑتی ہے اور تصور میں آتی ہے اگرچہ لطیف والطف ہی ہو اسکے دفع کے درپے ہو اور آئینہ سری کو اسکے تاریکی سے خالی کرے اور بالکل ہر وقت سب کے فقدان میں توجہ سابقہ کے مقرر کرے تاکہ اسکے باطن میں توجہ الی المطلوب ور غیر مطلوب سے کچھ نہ ہو بلکہ بے توجہی سے بیقین صاف مطلوب کا کرے یہانتک کہ معلوم کچھ نہ رہے بجز نور یقین کے اس معاملہ میں سالک جبتک کہ توجہات کے دفع کرنے میں ہی سالک مرتبہ ولایت اخص کا ہے اور جب حاجت نفی کی نہ رہے اور آئینہ آمد و رفت توجہات وتصورات سے صاف ہوگیا اور بے توجہی بے تکلفی حاصل ہوئی واصل کمالات ولایت اخص کا ہوگیا مگر ابھی توجہ و تصور اس واصل کا معلوم نہیں ہوا بلکہ مقصود ہے جیسے ذکر ہوا پہلے مکتوب میں وہ ولایت بالاصالت خاصہ چار ملائک مقربین علیہم السلام کا ہے اور اولیاء امت کو تبعاً نصیب ہے اگر مناسبت استعدادی پیدا ہوجائے اور جاننا چاہئے کہ ولایت خاصہ کے مرتبہ میں توحید وجودی و توحید

تجلیات

سالکین کے لئے ضروری ہدایت

شہودی کہ بیان کردیم توحید وجودی از نفس لطیفۂ قلبی برمی خیزد وتوحید شہودی از نفس لطیفۂ روحی رومی نماید ونسبت نایافت خاصۂ لطیفہ سری ست واللہ اعلم تاکرا از ہزاران بآن نوازند ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم باید دانست کہ بعد از مرتبہ نایافت حقیقت نایافت رومی نماید وآن آنست کہ چون سالک لطیفہ سری را از تخیلات خالی ساخت واگرچہ تخیل مشاہدہ باشد داخل دائرہ حقیقی شد اما چون از حقیقت این نسبت مطلع نیست ازین جاست کہ از ارباب جہل است پس اگر فضل او تعالی بعد فضل اول دستگیری نمود یکبارگی خود را از جمیع مراتب عنصری ونوری فوق می یابد ومی باید کہ واصل این نسبت حقیقت شود وآن قابلیتی ست از قابلیات نور اول کہ آن نور محمدی ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونیز آن را شہود اول می گویند ونیز می باید بتعلیم مرشد یا نادری بتعلیم غیبی کہ وصول من بامطلوب کہ در ولایت خاصہ بود وتعلم خود بود وخصوصیات علم خود ورنیوالا کہ مرا باین علم نواختہ اند حصول این نعمت بہ علم او تعالی بخصوصیات علم او ورنیوالا علم را از خصوصیات خود وتوقف وتعقل محض ست ہرچہ علم من می داند بخصوصیتی بہرہ از خصوصیا

شہودی کا جو ہمنے بیان کیا ہے توحید وجودی لطیفہ قلبی کے نفس سے پیدا ہوتی ہے اور توحید شہودی لطیفہ روحی کے نفس سے ظاہر ہوتی ہے اور نسبت نایافت خاصہ لطیفہ سری کا ہے واللہ علم کہ کسکو ہزاروں میں سے وہ عنایت ہو ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم جاننا چاہئے کہ بعد مرتبہ نایافت کے حقیقت نایافت پیش آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سالک نے لطیفہ سری کو تخلیات سے خالی کیا اگرچہ مشاہدہ کا ہی تخیل ہو دائرہ حقیقی میں داخل ہوا لیکن اس نسبت کی حقیقت سے مطلع نہیں ہوا اسی سبب سے کہ وہ ارباب جہل سے ہے پس اگر فضل الہی نے اسکی دستگیری کی ایکبارگی اپنے تئیں تمام مراتب عنصری ونوری سے فوق پاتا ہے اور چاہئے کہ اس نسبت کا واصل حقیقت ہو جائے اور وہ ایک قابلیت ہے نور اول کی قابلیات میں سے اور نور اول نور محمدی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُسے شہود اول بھی کہتے ہیں اور مرشد کی تعلیم سے بھی پاتا ہے یا کوئی کوئی تعلیم غیبی سے کہ میرا وصول مطلوب ہے جو ولایت خاصہ میں تھا اپنے علم سے تھا اور اپنے علم کی خصوصیات ہے۔ ان دنوں جو مجھے اس علم سے نوازا ہے اس نعمت کا حصول خدا تعالی کے علم اور خصوصیات سے ہے اب میرے علم کو اپنی خصوصیات توقف اور محض بیکاری ہے جو کچھ میرا علم جانتا ہے ساتھ کسی خصوصیت کے حصہ خصوصیات

علم او تعالی می داند چون فہمید در ہر فتی جمیع مراتب ذاتیہ وصفاتیہ وکمالاتیہ خود را از مظہر ذات وصفات وکمالات او تعالی می بیند وبجز مظہریت محض ہیچ نے یابد من لم یذق لم یدر قضیہ مقرر ست چون ہر مراتبہ ولایت ابتدا و وسط و انتہا دارد پس در ابتدائے مرتبہ علیہ اخیرہ کہ مسمی بولایت انبیا است علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات محض سعی در خلو باطن من حیث حقیقت از یافت حق و دون حق ست و در وسط این مرتبہ خلو سیر ست و اطلاع بر حقیقت خلو و حقیقت اطلاع ست بر حقیقت مظہریت صفات خود مر صفات واجبی را و درین مرتبہ اگرچہ می داند کہ بعلم او تعالی عالم ہستم و ببصر او بصیر و بقدرت او تعالی قادرم الی غیر ذالک اما ہنوز حقیقت نسبت صفات با ذات او تعالی کما حقہ این عارف را مفصلاً و علماً ظاہر نہ گشتہ پس چون خواہد دانست کہ صفات او تعالی زاید بر ذات نیند کہ عالم بعلم و بصیر بہ بصر الی غیر ذالک توان گفت بل ذات بذاتہ علیم ست و علم قابلیت ذاتیہ ذات ست و ذات بذاتہ بصیر ست و بصر قابلیت ذاتیہ او ست کذالک فی جمیع الصفات بی اطلاق عینیت

علم حق تعالی کا جانتا ہے جب سمجھ کر ہر وقت اپنے تمام مراتب ذاتیہ وصفاتیہ وکمالاتیہ کی ذات وصفات وکمالات حق تعالی کا مظہر دیکھتا ہے اور سوا مظہریت محض کے کچھ نہیں پاتا من لم یذق لم یدر قضیہ مقرر و مشہور ہے چونکہ ہر مرتبہ ولایت کا ابتدا اور وسط اور انتہا رکھتا ہے تو بیچ مرتبہ ابتدا بلند اخیرہ کے جسکا نام ولایت انبیا ہے علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات فقط کوشش باطن کے خالی کرنیمیں ہے حقیقت کی رو سے یافت حق اور غیر حق کے اور وسط میں اس مرتبہ کے خلو سیر ہے اور اطلاع حقیقت خلو پر اور حقیقت اطلاع ہے اور حقیقت اپنی مظہریت صفات کے صفات حق تعالی کے واسطے اس مرتبہ میں اگرچہ جانتا ہے کہ اللہ تعالی کے علم سے میں عالم ہوں اور اسکے بصر سے بصیر ہوں اور اسکی قدرت سے قادر ہوں علی ہذا القیاس مگر ابھی تک حقیقت نسبت صفات کیساتھ ذات حق تعالی کے کما حقہ اس عارف کو مفصلا اور علما ظاہر نہیں ہوئی پس جب جانیگا کہ صفات حق تعالی کے ذات پر زاید نہیں ہیں کہ عالم بعلم اور بصیر بہ بصر وغیرہ علی ہذا القیاس کہہ سکے بلکہ ذات بذاتہ علیم ہے اور علم قابلیت ذاتیہ ذات کے ہے اور ذات بذاتہ بصیر ہے اور بصر قابلیت ذاتیہ اسکی ہے کذالک فی جمیع الصفات بی اطلاق عینیت

وغیریت باطلاق محض پس عالم حق ست خود بخود سبحانہ باصر حق است سبحانہ واین عارف را بجز مظہریت ذاتیہ وصفاتیہ وکمالاتیہ امری دیگر نیست وبجز یقین صرف آن زمان نہایت این مرتبہ شرف خواہد یافت اما اجمالاً وتفصیل این مرتبہ کرا نوازند ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ای برادر چند نسبت خلو زیادہ دخل در دائرہ این ولایت بیشتر واز کمالات نبوت انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات چگوید کہ از گفت وشنوشت حقیقت این مرتبہ بیرون اما اینقدر وا می نمایم کہ اگرچہ ولایت انبیا ونبوت ایشان علیہم الصلوات ہر دو در دائرہ اصالت اند وہر دو از ظلیت مبرا اما این قدر ہست کہ در ولایت حصول بحقیقت صفات عز شانہ ودر نبوت حصول بحقیقت ذات ست جل برہانہ بتفاوت درجات استعدادیہ کما قال اللہ تعالی تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدینا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

بیان طریقہ چشتیہ

اما طریقہ چشتیہ را شعب بسیار ست مشہور آنہا سہ شعب است. نصیریہ وسراجیہ وصابریہ واین فقیر را بہر یکے از این سہ ارتباط واقع است پس ارتباط این فقیر از حیثیت بیعت و

۱ [illegible]

وغیریت ساتھ اطلاق محض کے پس عالم حق ہے خود بخود سبحانہ باصر حق ہے سبحانہ اور اس عارف کے واسطے بجز مظہریت ذاتیہ وصفاتیہ وکمالاتیہ کے اور کوئی دوسرا امر نہیں ہے اور بجز یقین صرف کے اس مرتبہ کے نہایت سے اسوقت مشرف ہوگا مگر اجمالاً اور اس مرتبہ کی تفصیل سے جسکو چاہے نوازیں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ای برادر نسبت خلو کے جسقدر زیادہ ہوگی اسیقدر اس ولایت کے دائرہ میں دخل زیادہ ہوگا اور انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات کے نبوت کے کمالات کیا بیان ہوں کہ تقریر و تحریر سے اس نسبت کی حقیقت زیادہ ہے مگر اسقدر ظاہر کیا جاتا ہے اگرچہ ولایت انبیا اور انکی نبوت علیہم الصلوات دونوں دائرہ اصالت میں ہیں اور دونوں ظلیت سے مبرا ہیں مگر اتنا ہے کہ ولایت میں وصول حقیقت صفات عز شانہ کا ہے اور نبوت میں وصول حقیقت ذات جل برہانہ کا ہے استعداد کے درجوں کے تفاوت کیوافق جیسا خدا فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدینا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

بیان طریقہ چشتیہ

اور طریقہ چشتیہ کے شعبے بہت ہیں انمیں تین بہت مشہور ہیں۔ نصیریہ اور سراجیہ وصابریہ اور اس فقیر کو ان تینوں سے ارتباط ہے پس اس فقیر کو ارتباط بیعت اور

۸۵ شاہ صاحب رح کو سلسلہ چشتیہ میں خلافت

تلقین و اجازت و خرقہ و صحبت با والد بزرگوار
خود ست شیخ عبدالرحیم قدس سرہ و ایشان را
خرقہ و اجازت از شیخ عظمت اللہ اکبرآبادی ست
عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبدالعزیز
و ایضاً وصیت و اجازت اشغال از جد
ابوالام خویش ست شیخ رفیع الدین
محمد عن ابیہ الشیخ قطب العالم عن الشیخ
عبدالعزیز عن الشیخ نجم الحق السیہنوی
عن الشیخ عبدالعزیز ثم الشیخ عبدالعزیز
لہ جہتان احدہما عن الشیخ یوسف قاضی
خان عن الشیخ حسن بن طاہر عن السید
راجی حامد شاہ عن الشیخ حسام الدین
المانکپوری عن الشیخ نور قطب العالم عن
ابیہ الشیخ علاؤ الحق عن الشیخ سراج الدین
عثمان الاودھی عن الشیخ نظام الدین
اولیاء و الثانیہ عن السید عبدالوہاب
البخاری عن ابیہ السید محمود عن ابیہ
صاحب راجو قتال عن اخیہ عن السید صدر الدین
عن السید جلال الدین مخدوم
جہانیان عن الشیخ نصیر الدین
چراغ دہلی عن الشیخ نظام الدین اولیا

وایضاً

حضرت ایشان را خرقہ و اجازت و صحبت با سید
عبداللہ متصل ست عن الشیخ

تلقین و اجازت و خرقہ و صحبت کی حیثیت سے
اپنے والد بزرگوار شیخ ① عبدالرحیم قدس سرہ سے ہے اور
انکو خرقہ و اجازت شیخ ② عظمت اللہ اکبرآبادی سے ہے اور
انکو اپنے ③ والد سے اور انکو اپنے ④ والد سے ان کو
شیخ ⑤ عبدالعزیز سے اور نیز وصیت اجازت
اشغال اپنے نانا شیخ ⑥ رفیع الدین محمد سے انکو
اپنے والد شیخ ⑦ قطب العالم سے ان کو شیخ
⑧ عبدالعزیز سے ان کو شیخ ⑨ نجم الحق
سیہنوی سے ان کو شیخ ⑩ عبدالعزیز سے
پھر شیخ عبدالعزیز کو دو جہت سے ہے
ایک شیخ ⑪ یوسف قاضی خان سے انکو شیخ
⑫ حسن بن طاہر سے ان کو سید راجی
حامد شاہ سے انکو شیخ ⑬ حسام الدین مانکپوری
سے انکو شیخ ⑭ نور قطب العالم سے ان کو
اپنے والد شیخ ⑮ علاؤ الحق سے ان کو شیخ
⑯ سراج الدین عثمان اودھی سے انکو شیخ
⑰ نظام الدین اولیا سے اور دوسری جہت
سے سید عبدالوہاب بخاری سے انکو اپنے
⑱ والد ⑲ سید محمود سے انکو اپنے والد راجو قتال
سے انکو اپنے ⑳ بھائی سے اور انکو سید (21) صدر الدین
سے انکو سید (22) جلال الدین مخدوم جہانیاں
سے انکو شیخ (23) نصیر الدین چراغ دہلی
سے انکو شیخ (24) نظام الدین اولیا سے اور نیز

حضرت والد کو خرقہ و اجازت و صحبت
سید عبداللہ ① سے متصل ہے شیخ

اہم

آدم البنوری عن الشیخ احمد السہرندی
عن ابیہ الشیخ عبد الاحد عن الشیخ
رکن الدین عن ابیہ الشیخ عبد القدوس
عن الشیخ محمد بن عارف عن ابیہ الشیخ عارف
عن ابیہ الشیخ احمد عبد الحق عن الشیخ
جلال الدین پانی پتی عن الشیخ شمس الدین
ترک عن المخدوم علی صابر عن شیخہ و خالہ
الشیخ فرید الدین مسعود گنج شکر و این فقیر
را ارتباطے دیگر نیز ہست کہ خال گرامی
این فقیر را خرقہ دادند و فاتحہ خواندند عن ابیہ
عن جدہ عن جد جدہ عن الشیخ نظام الدین
النارنولی عن خواجہ خانو الگوالیاری عن
خواجہ اسمٰعیل بن حسین عن ابیہ خواجہ
حسن سرمست عن ابیہ خواجہ سالار
فاروقی عن شیخہ خواجہ اختیار الدین
عمر عن خواجہ محمد رساوی عن خواجہ
نصیر الدین والمذکور فی الکتاب الاخبار
الاخیار خواجہ خانو اخذ الطریقۃ عن
خواجہ شہاب الدین الناگوری و یقال
از خواجہ شہاب الدین شیخہ بالصحبۃ
والاول شیخہ بالبیعۃ واللہ اعلم
ثم الشیخ نظام الدین اولیا اخذ
الطریقۃ عن الشیخ فرید الدین
مسعود گنج شکر عن خواجہ قطب
الدین بختیار الاوشی عن الخواجہ

آدم بنوری سے ② اُن کو شیخ احمد سرہندی
سے اُن کو اپنے والد ③ شیخ عبد الاحد سے اُن
کو شیخ رکن الدین ④ سے اُن کو اپنے والد
⑤ شیخ عبد القدوس سے ⑥ اُنکو شیخ محمد بن عارف
سے اُن کو اپنے والد ⑦ شیخ عارف
سے اُنکو اپنے ⑧ والد شیخ احمد عبد الحق سے
اُنکو شیخ جلال الدین ⑩ پانی پتی سے اُن کو
شیخ شمس الدین ⑪ ترک سے اُن کو مخدوم
علی صابر سے ⑫ اُن کو اپنے شیخ اور ماموں
شیخ فرید الدین ⑬ مسعود گنج شکر سے اور اس
فقیر کو ایک اور بھی ارتباط ہے کہ فقیر کے
بڑے ماموں ① نے اس فقیر کو خرقہ دیا اور فاتحہ
پڑھی اپنے ② والد سے اور اُنہوں نے اپنے ③ والد سے اور
اُنہوں نے اپنے ④ والد سے اُنہوں نے شیخ
⑤ نظام الدین نارنولی سے ⑥ اُنکو خواجہ خانو گوالیاری
سے اُنکو خواجہ اسمٰعیل ⑦ بن حسین سے اُنکو اپنے
⑧ والد خواجہ حسن سرمست ⑨ سے اُنکو اپنے والد خواجہ
سالار فاروقی سے ⑩ اُنکو اپنے شیخ خواجہ اختیار الدین
عمر سے اُنکو خواجہ محمد ⑪ ساوی سے اُن کو خواجہ
⑫ نصیر الدین سے اور کتاب اخبار الاخیار میں یوں مذکور
ہے کہ خواجہ خانو نے اخذ طریقہ کیا خواجہ شہاب الدین
ناگوری سے اور کہتے ہیں خواجہ شہاب الدین اُن کے شیخ صحبت
ہیں اور پہلے شیخ بیعت ہیں واللہ اعلم پھر شیخ نظام الدین
کو اخذ طریقت ہے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے
اُنکو خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سے اُنکو خواجہ

شاہ صاحب رحمہ اگلا سلسلہ تصوف
شیخ صحبت اور شیخ بیعت

معین الدین حسن السنجری عن خواجہ عثمان ھارونی عن الحاجی شریف زندنی عن خواجہ قطب الدین مودود الچشتی عن ابیہ خواجہ ابی احمد الچشتی عن ابی اسحاق الشامی عن الشیخ علو الدینوری عن خواجہ ھبیرۃ البصری عن خواجہ حذیفۃ المرعشی عن السلطان ابراھیم بن ادھم البلخی عن الشیخ فضیل بن عیاض عن الشیخ عبد الواحد بن زید عن الحسن البصری عن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ستھینہ بکسر سین و سکون تحتیہ و فتح ہا و آخر آن نون است بلدہ است از مضافات دار الخلافہ دہلی راجا بزبان ہند شاہ را گویند و سید حامد شاہ را راجا می گفتند بطریق تعظیم بملاحظہ آنکہ آبا کرام ایشان ریاست دیار مانک پور داشتند مانک پور شہری ست در پورب و اورا کڑہ مانک پور نیز گویند اودھ بفتح الف و بفتح واو و سکون دال ہندیہ کہ اشمام ہا دارد بلدہ ایست عظیم از بلاد پورب سادات بخاریہ قبیلہ ایست عظیمہ از اولاد جعفر بن علی بن الرضا رضوان اللہ علیہم و چون جد ایشان سید جلال الدین چندگاہ در بخارا بودہ است ایشان را جلال الدین بخاری می گفتند و سادات بخاریہ نسبت است

معین الدین حسن سنجری سے اُن کو خواجہ عثمان ہارونی سے اُنکو حاجی شریف زندنی سے اُن کو خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ ابو احمد چشتی سے اُن کو ابو اسحاق شامی سے اُن کو شیخ علو دینوری سے اُنکو خواجہ ہبیرۃ البصری سے اُن کو خواجہ حذیفہ مرعشی سے اُن کو سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی سے اُن کو شیخ فضیل بن عیاض سے اُنکو شیخ عبد الواحد بن زید سے اُن کو حسن بصری سے اُنکو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ستھینہ بکسر سین و سکون تحتیہ و فتح ہا اور آخر اس کے نون ایک شہر ہے دار الخلافہ دہلی کے مضافات سے راجا ہندی زبان میں بادشاہ کو کہتے ہیں. اور سید حامد شاہ کو راجہ کہتے تھے بطریق تعظیم کے اس لحاظ سے کہ اُن کے آباء کرام مانک پور کی ریاست رکھتے تھے مانک پور ایک شہر ہے پورب میں اُسکو کڑا مانک پور بھی کہتے ہیں اودھ بفتح الف و بفتح واو و سکون دال ہندی ہا سے ملی ہوئی ایک بڑا شہر ہے پورب میں سادات بخاریہ ایک قبیلہ ہے بڑا حضرت جعفر بن علی بن رضا رضوان اللہ علیہم کی اولاد سے چونکہ ان کے جد سید جلال الدین کچھ مدت بخارا میں رہے ہیں انکو جلال الدین بخاری کہتے ہیں اور سادات بخاریہ نسبت ہے

شاہ صاحب رح کا سلسلہ چشتیہ ۸۸

بجلال الدین بخاری راجو نامی ست ہندی مشتق از راج بمعنی بادشاہی و قتال بسبب ریاضت نفس سگفتہ چراغ دہلی لقب شیخ نصیر الدین بسبب آنکہ ایشان صاحب ارشاد بودند و دہلی پانی پت شہریست مشہور نزدیک دہلی بجانب لاہور نارنول شہریست از مضافات دہلی گوالیر شہریست از مضافات اکبرآباد و اوش فرغانہ قصبہ ایست از توابع اندجان سنجری بکسر سین و سکون جیم وکسر رائے معجمہ نسبت بسیستان سیستان را بزبان عربی سجستان و سنجر گویند و این تعریب است و ابدال سین برا از تغیرات تعریب است ظاہر نزد فقیر آنست کہ نام وطن خواجہ عثمان ہرنو است و ہارونی نسبت بدست بخلاف قیاس مشہور بزبان مردم چشتی است بکسر جیم فارسیہ ملا عبد الغفور لاری بفتح جیم فارسیہ ضبط کردہ اند سمعان بکسر سین مہملہ و سکون میم و عین مہملہ در شجرات مشائخ چشتیہ شیخ علو ممشاد دینوری می نویسند و مقتضی وے آنست کہ شیخ ممشاد و شیخ علو یک شخص باشد و ظاہر کلام بعضے آنست کہ در سلسلہ شیخ علو است و آن غیر شیخ ممشاد ست علو بکسر عین مہملہ و سکون لام ہبیرہ بضم ہا و فتح موحدہ و سکون تحتیہ و فتح رائے مہملہ مرعشی بفتح میم و سکون رائے مہملہ و فتح عین مہملہ و کسر شین معجمہ نسبت

جلال الدین بخاری سے راجو ہندی نام ہے مشتق راج سے بمعنی بادشاہی کے اور قتال بسبب نفس کے ریاضت کے کہتے تھے چراغ دہلی لقب ہے شیخ نصیر الدین کا اس لئے کہ وہ صاحب ارشاد تھے پانی پت ایک شہر ہے مشہور دہلی سے لاہور کی طرف نارنول ایک شہر ہے دہلی کے مضافات سے گوالیار ایک شہر ہے مضافات اکبرآباد سے اوش فرغانہ ایک قصبہ ہے توابع اندجان سے سنجری بکسر سین و سکون جیم و کسر رائے معجمہ نسبت سیستان اور سیستان کو عربی زبان میں سجستان و سنجر کہتے ہیں اور یہ تعریب ہے اور بدلنا سین کا را سے تعریب کی تغیرات سے ہے۔ ہارونی فقیر کے نزدیک خواجہ عثمان کے وطن کا نام ہرنو ہے اور ہارونی نسبت اس سے ہے بخلاف قیاس لوگوں کے زبان میں مشہور چشتی بکسر جیم فارسی ملا عبد الغفور لاری نے بفتح جیم فارسی لکھا ہے سمعان بکسر سین مہملہ و سکون میم و عین مہملہ مشائخ چشتیہ کے شجروں میں شیخ علو ممشاد دینوری لکھتے ہیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ شیخ ممشاد و شیخ علو ایک شخص ہو اور بعضوں کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ اس سلسلہ میں شیخ علو ہے اور وہ غیر ممشاد ہے علو بکسر عین مہملہ و سکون لام ہبیرہ بضم ہا و فتح موحدہ و سکون تحتیہ و فتح رائے مہملہ مرعشی بفتح میم و سکون رائے مہملہ و فتح عین مہملہ و کسر شین معجمہ نسبت ہے

مرعش شہریست از توابع شام واین فقیر
انتساخ کرد کتاب عزیزیہ راکہ تصنیف شیخ
عبدالعزیز ست و اشغال و اوراد صبح و شام
و اوراد مواہم و رقی و دعاہم درآنجا مذکور
است از خط ملا محمد شاکر کہ اعلم فضلای شہر خود
بودند در زمان خود و از سائر فرزندان شیخ
عبدالعزیز یادت و کثرت تدریس ممتاز
بودند و مطالعہ کردم عزیزیہ را در نسخہ کہ شیخ
یحیٰ جنیدی بخط خود از شیخ عبدالعزیز
نقل کردہ بود واللہ اعلم و حضرت والد
بزرگوار قدس سرہ اجازت آن ہمہ
دادند و انتساخ کردم کتاب مفتاح الفیض
راکہ تالیف شیخ حسن طاہر ست در علم
سلوک و آن کتابے است نفیس در باب
خود از نسخہ کہ پیش اولاد شاہ محمد خیالی یافتم
از تبرکات اجداد ایشان قال الشیخ عبدالعزیز
فی العزیزیہ چون کسی بخواہد کہ کسی را تلقین
ذکر کند باید کہ او را فرماید کہ روزہ دارد
اگر روز پنجشنبہ باشد اولیٰ ست بعدہ او را دہ بار
استغفار و دہ بار درود گویاند و بگوید
ہر عبادتے کہ ہست موقت است مگر
ذکر کہ ہمیشہ شب و روز یاد حق تعالیٰ فرض
عین است کما العطلۃ حرام ؎
یک لحظہ زکوئے یار دورے ؛ در مذہب عاشقان حرام است
و حق تعالیٰ میفرماید یذکرون اللہ قیاما و

مرعش سے کہ ایک شہر ہے توابع شام سے اور
اس فقیر نے نقل کیا ہے کتاب عزیزیہ کو جو تصنیف
شیخ عبدالعزیز کی ہے اور اشغال و اوراد صبح و
شام کے اوراد مواہم کے اور تعویذ اور دعائیں
جو ان میں لکھی ہیں ملا محمد شاکر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی
ہے جو اپنے شہر کے بڑے فضلاؤں میں تھے
اپنے زمانہ میں اور سب فرزندوں سے شیخ عبدالعزیز کے
کثرت تدریس میں زیادہ ممتاز تھے اور عزیزیہ کا
مطالعہ کیا ہے اُس نسخہ میں جو شیخ یحییٰ جنیدی نے
اپنے ہاتھ سے شیخ عبدالعزیز کے نسخہ سے نقل کیا ہے
واللہ اعلم۔ اور حضرت والد بزرگوار قدس سرہٗ نے
اُس سب کی اجازت دی ہے اور میں نے لکھا
ہے کہ کتاب مفتاح الفیض کو جو تالیف شیخ حسن طاہر
کی ہے علم سلوک میں اور وہ اس باب میں بہت
نفیس کتاب ہے اُس نسخہ سے جو شاہ محمد خیالی کی اولاد
کے پاس پایا میں نے تبرکات اجداد سے اُنکے کہا ہے
شیخ عبدالعزیز نے عزیزیہ میں کہ جب کوئی چاہے
کہ کسی کو ذکر تلقین کرے تو چاہیے کہ اسکو فرمائے
کہ روزہ رکھے اگر روز جمعرات ہو تو بہت اچھا ہے
اُسکے بعد اس سے دس دفعہ استغفار اور دس
دفعہ درود شریف پڑھوائے اور کہے جو عبادت
ہے سب کے واسطے وقت مقرر ہے مگر ذکر کہ ہمیشہ
رات دن یاد حق تعالیٰ فرض عین ہے کہ العطلۃ حرام
یک لحظہ زکوئے یار دورے ؛ در مذہب عاشقان حرام است
اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ یذکرون اللہ قیاما و

طریقہ وظیفہ خاندان حضرات چشتیہ

سالکین سلسلہ قادریہ کو ہدایات

www.ubqari.org

سالکین کیلئے ذکر کی ضرورت
۹۰

قعودا و علی جنوبہم یعنی یاد کنند حق
تعالی را ایستادہ و نشستہ و بپہلو غلطیدہ پس
آدمی ازین سہ حال خالی نیست یا بدل یا بزبان
یاد حق لازم ست پس چون ذکر این چنین
عبادتے و حرفتے کہ اصلا ساقط نمے شود
استاد باید کہ او را بیاموزد و گوید کہ دل چپ
سینہ است بصورت صنوبر لقا ست و دو در
دارد یکے بالا دوم پائین و ہر دو در بستہ
شدہ اند برای کشادن در بالا ذکر جہر میفرمایند
و برای کشادن در پائین ذکر خفی یا حبس
نفس می فرمایند و مثل دل ہمچو آئینہ
است کہ زنگار گرفتہ است پس صیقل گری
باید کہ آنرا آن ہنر آموزد و الا آئینہ
را خراب سازد و قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم لکل شئ مصقلۃ و
مصقلۃ القلب ذکر اللہ تعالی و یا مثال
دل ہمچو سنگ آہنی است کہ از و آتش
بدر می آید پس چون آہن زدن و کشیدن
آتش بیاموزد پس آتش بیرون آید و الا
بشکند و مقصود حاصل نہ شود الغرض
از مرشد چارہ نیست چنانچہ حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ از حضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سوال
کردند کہ یا رسول اللہ دلنی الی اقرب الطریق
الی اللہ و افضلہا عند اللہ و اسہلہا

سالکین کو لطائف
میں ذکر کرنا سکھائے ۔
جو بہت نزدیک اللہ کے
اور بہت افضل
اور سہل
بہت آسان ہو

قعودا و علی جنوبہم یعنے اللہ تعالی کا ذکر
کریں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے تو آدمی
ان تین حال سے خالی نہیں یا دل سے یا زبان
سے حق کی یاد لازم ہے تو جب کہ ایسی عبادت
اور حرفت ہے کہ ہرگز ساقط نہیں ہوتی استاد
کو چاہئے کہ اسکو سکھائے اور بتائے کہ دل
سینہ کے بائیں طرف ہے صنوبر کی صورت والا
اسکے دو دروازہ ہیں ایک اوپر کو ایک نیچے کو
اور دونوں دروازہ بند ہیں اوپر کا دروازہ کھلنے
کا ذکر جہر فرماتے ہیں اور نیچے کے دروازہ کھلنے
کا ذکر خفی یا حبس نفس فرماتے ہیں اور دل کی
مثال مثل اس آئینہ کے ہے جسے زنگ لگ گیا
ہے اسکے واسطے صیقل کرنیوالا چاہئے کہ اسکو
وہ سکھائے اور نہیں تو آئینہ خراب
ہو جائے گا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے لکل شئ مصقلۃ و
مصقلۃ القلب ذکر اللہ تعالی یا دل
کی مثال چقماق کی ہے جس سے آگ نکالتے
ہیں تو جب لوہا پتھری پر مارنا سیکھے اور آگ
نکالنی سیکھے اور آگ نکلے اور نہیں تو توڑ ڈالے
اور مطلب بر نہ آئے غرضیکہ مرشد بغیر گذارہ
نہیں چنانچہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ دلنی الی اقرب
الطریق الی اللہ و افضلہا عند اللہ و اسہلہا

۹۱

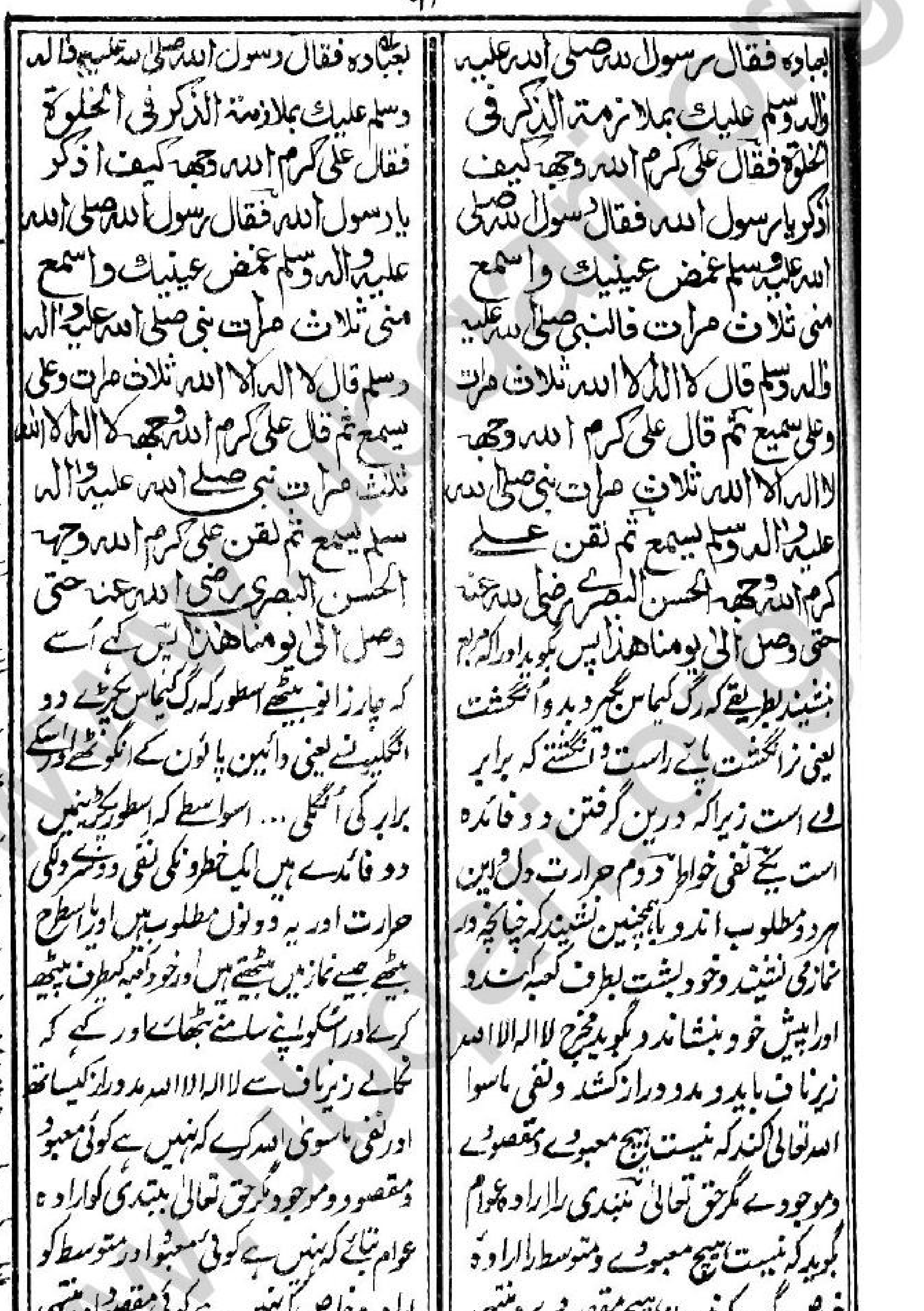

بعبادہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم علیک بملازمۃ الذکر فی
الخلوۃ فقال علی کرم اللہ وجہہ کیف
اذکر یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم غمض عینیک واسمع
منی ثلاث مرات فالنبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال لا الہ الا اللہ ثلاث مرات
وعلی سمیع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ
لا الہ الا اللہ ثلاث مرات نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یسمع ثم نقل علی
کرم اللہ وجہہ الحسن البصری رضی اللہ عنہ
حتی وصل الی یومنا ہذا پس بگوید او را کہ مربع
بنشیند بطریقے کہ رگ کیماس بگیرد بدو انگشت
یعنی نر انگشت پائے راست و انگشتے کہ برابر
وے است زیراکہ درین گرفتن دو فائدہ
است یکے نفی خواطر دوم حرارت دل و این
ہر دو مطلوب اند و یا ہمچنین نشیند کہ چنانچہ در
نماز می نشیند و خود پشت بطرف کعبہ کند و
او را پیش خود بنشاند و بگوید بمخرج لا الہ الا اللہ
زیر ناف باید و مد دراز کشد و نفی ماسوا
اللہ تعالی کند کہ نیست ہیچ معبودے مقصودے
و موجودے مگر حق تعالی مبتدی را ارادہ عوام
بگوید کہ نیست ہیچ معبودے و متوسط را ارادہ
خواص بگوید کہ نیست ہیچ مقصودے و منتہی
را ارادہ اخص الخواص بگوید کہ نیست ہیچ موجودے

بعبادہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم علیک بملازمۃ الذکر فی الخلوۃ
فقال علی کرم اللہ وجہہ کیف اذکر
یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم غمض عینیک واسمع
منی ثلاث مرات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال لا الہ الا اللہ ثلاث مرات وعلی
یسمع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ لا الہ الا اللہ
ثلاث مرات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یسمع ثم نقل علی کرم اللہ وجہہ
الحسن البصری رضی اللہ عنہ حتی
وصل الی یومنا ہذا پس کہے اسے
کہ چار زانو بیٹھے اس طور کہ رگ کیماس پکڑے دو
انگلیوں سے یعنی دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اسکے
برابر کی انگلی ... اسواسطے کہ اس طور پکڑنے میں
دو فائدے ہیں ایک خطروں کی نفی دوسرے دل کی
حرارت اور یہ دونوں مطلوب ہیں اور یا اس طرح
بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور خود کعبہ کی طرف پیٹھ
کرے اور اسکو اپنے سامنے بٹھائے اور کہے کہ
نکالے زیر ناف سے لا الہ الا اللہ مد دراز کیساتھ
اور نفی ماسوی اللہ کرے کہ نہیں ہے کوئی معبود
مقصود و موجود مگر حق تعالی مبتدی کو ارادہ
عوام بتائے کہ نہیں ہے کوئی معبود اور متوسط کو
ارادہ خاص کہ نہیں ہے کوئی مقصود اور منتہی
کو ارادہ اخص الخواص کہ نہیں ہے کوئی موجود

[illegible] یا رسول اللہ [illegible] لا الہ الا اللہ [illegible] اور علی کرم اللہ وجہہ [illegible]

سالکین کیلئے نفی اثبات کی ضرورت

بجاے که خود را نیز نفی کند و تا کتف راست برساند که آن اشارت می کند که غیر حقتعالی را از دل کشیدیم و بس پشت می اندازیم باز دم جدید ستد الا الله را بر دل ضرب شدید کند تا سنگ معنوی شکسته گردد و وقت اثبات مطلوب با خود واند بلکه یافت تصور کند بلکه یقین بداند که هو اثبات می کند و خود را از میان بکشد ؎

یار آمد درمیان ما از میان برخاستیم

اما مقصود کلی آنست که فهم معنی کلمه در دل البته باید تا تحت وعید در نیاید من ذکرنی بالغفلة ذکرته باللعنة واذا ذکر عبدی عبثا اهتز عرشی غضبا مطلوب دیگر آنست که صورت مرشد پیش خود تصور کند بعده ذکر گوید الرفیق ثم الطریق درحق الشان است و برائی نفی خواطر اثری تمام دارد بلکه حضرت سلطان الموحدین و برهان العاشقین حجة المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خان یوسف ناصحی قدس الله سره العزیز چنین می فرمودند که صورت مرشد که ظاهر او دیده میشود مشاهده حق سبحانه و تعالی است در پرده آب و گل و اما صورت مرشد که در خلوت نمودار می شود آن مشاهده حق تعالی ست بے پرده آب و گل که ان الله خلق آدم علی صورة الرحمن و من

جو مجھ کو غفلت سے یاد کرے میں اس کو لعنت سے یاد کروں

اور جب میرا بندہ لہو و لعب سے مجھے یاد کرتا ہے تو عرش غضب سے ہل جاتا ہے ۱۲

تحقیق اللہ نے پیدا کیا آدم کو رحمن کی صورت پر اور جس شخص نے ۱۲

یہاں تک کہ اپنی بھی نفی کرے اور دائیں کندھے تک پہنچائے اور وہ ارادہ کرے کہ غیر حقتعالی کو ہم نے دل سے نکال دیا اور پس پشت پھینکا پھر دم لیلے الا اللہ کی ضرب سخت زور سے دل پر لگائے کہ بت باطن کا ٹوٹ جائے اور وقت اثبات کے مطلوب کو اپنے ساتھ جانے بلکہ پایا تصور کرے بلکہ یقین جانے کہ وہی اثبات کرتا ہے اور اپنے تئیں درمیان سے نکال دے ؎

یار آمد درمیان ما از میان برخاستیم

مگر مقصود کلی یہ ہے کہ کلمہ کے معنی دل میں ضرور سمجھے تا کہ تحت وعید میں نہ آجائے کہ من ذکرنی بالغفلة ذکرته باللعنة واذا ذکر عبدی عبثا اهتز عرشی غضبا اور مطلوب یہ ہے کہ مرشد کی صورت اپنے سامنے تصور کرے اُسکے بعد ذکر کرے الرفیق ثم الطریق انہیں کے حق میں ہے اور نفی خطرات کیلئے بہت اثر رکھتی ہے بلکہ حضرت سلطان الموحدین و برہان العاشقین حجة المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خان یوسف ناصحی قدس اللہ سرہ العزیز ایسا فرماتے تھے کہ صورت مرشد کہ ظاہر دیکھی جاتی ہے مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے آب و گل کے پردے میں اور جو صورت مرشد کہ خلوت میں نمودار ہوتی ہے وہ مشاہدہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہے بے پردہ آب و گل کے ان اللہ خلق آدم علی صورة الرحمن ومن

۹۳ چار ہزار پیران طریقت کا اجماع

ثانی فقد رأی الحق در حق او درست شدہ است

شعر

گر تجلی ذات خواہی صورت انسان بین
ذات حق را آشکارا اندرو خندان بین

ونیز حضرت میفرمودند کہ چہار ہزار پیر طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین اجماع کردہ اند کہ وصول حق تعالیٰ بدو چیز می شود یکے ذکر دوم گرسنگی باز فرمودند کسیکہ ذکر جلی اختیار کند او را بسیار گرسنگی حاجت نیست بلکہ مقدار ربعی از شکم خالی دارد و روغن بخورد تا مغز خشک نشود و خلل در دماغ پیدا نیاید و چون از ذکر جلی فارغ شود یا مانعی پیش آید بذکر خفی کہ پاس انفاس است مشغول شود و دوام شغل مبتدی ہم بذکر خفی کہ پاس انفاس است میسر می آید و طریق او آنست کہ ہر نفسی کہ خارج می شود لا الٰہ بگوید و ہر دمی کہ داخل می شود الا اللہ تصور کند و این دم را ربط بدل است و بسبب آن دل ذاکر میگردد کہ فردائی قیامت پرسیدہ خواہد شد کہ دمہا را کجا صرف کردی پس اگر در یاد حق تعالیٰ صرف کردہ باشد خلاص یابد۔

شعر

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہری ست
کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کاین خزانہ دہی رائیگان بباد
آنگہ روی بخاک تہیدست و بینوا

ثانی فقد رأی الحق اسکے حق میں درست ہوا ہے

شعر

گر تجلی ذات خواہی صورت انسان بین
ذات حق را آشکارا اندرو خندان بین

اور یہ بھی فرماتے تھے کہ چار ہزار پیران طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے اسپر کہ وصول حق تعالیٰ کا دو چیز سے ہوتا ہے ایک ذکر دوسرے بھوکے رہنا پھر فرمایا جو شخص ذکر جلی کرتا ہے اسکو بہت بھوکے رہنے کی حاجت نہیں ہے بلکہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور گھی کھائے کہ مغز خشک نہ ہو جائے اور دماغ میں خلل نہ آجائے اور جب ذکر جلی سے فارغ ہو یا کوئی مانع پیش آئے تو ذکر خفی سے کہ وہ پاس انفاس ہے مشغول ہو اور دوام شغل مبتدی کو بھی ذکر خفی سے کہ پاس انفاس ہے میسر ہوتا ہے اور اسکا طریق یہ ہے کہ جو دم کہ خارج ہو لا الٰہ کہے اور جو دم داخل ہو الا اللہ تصور کرے اور اس دم کو دل سے ربط ہے اور اسکے سبب دل ذاکر ہو جاتا ہے فردائے قیامت کو پوچھا جائیگا کہ اپنے دم کہاں صرف کئے تو جو یاد حق تعالیٰ میں صرف کئے ہونگے خلاصی پائیگا شعر

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہری است
کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کاین خزانہ دہی رائیگان بباد
آنگہ روی بخاک تہیدست و بینوا

ذاکرین کیلئے قلت طعام کی ضرورت

ذاکرین کیلئے ضروری ہدایت

مریدین کیلئے ذکر کی ضرورت ۔ ۹۴

ابو علی دقاق رحمۃ اللہ میگوید کہ ذکر منشور ولایت
است ہر کرا توفیق بر ذکر دادند بدانستیکہ منشور
بدو دادند یعنی بتشریف ولایت انتم اولیاء
حقا مشرف گردانید و از ہر کہ ذکر سلب کردند
بدرستیکہ او را از مقام ولایت معزول کردند
این چنین در باب ذکر گفتہ اند کہ ذکر خدا تعالیٰ
تیغ مریدان ست چون ہمت بر ہلاک دشمن
گمارند و یا دفع بلیۃ خواہند و دل بر آن گمارند
آن دشمن ہلاک شود و آن بلا دفع شود قال
اللہ تعالیٰ واذکر ربک اذا نسیت
یعنی یاد کن پروردگار خود را وقتیکہ فراموش
کنی نفس خود را فراموشی نفس در مخالفت
اوست باید کہ نفس خود مخالفت کند کہ
سر ہمہ عبادتہا ست زیرا کہ ہیچ دشمن قوی
تر از و نیست کما قال المشائخ
رحمہم اللہ مخالفۃ النفس راس
العبادۃ وموافقۃ النفس راس الکفر

شعر

گر حیات خوب خواہی نفس را گردن بزن
زانکہ از نفست قوی تر ہیچ دشمن را نیست

ازینجاست کہ بزرگے فرمود صد ہزار
رمہ گرگ گرسنہ در رمہ گوسفندان آن
نہ کنند کہ یک شیطان کند و صد ہزار شیطان
آن نہ کنند کہ یک ہمنشین بد کند و صد ہزار ہمنشین
بدان نکنند کہ یک نفس در تن آدمی زاد کند

ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ذکر
منشور ولایت ہے جسکو ذکر کی توفیق ملے اُسکو
منشور ولایت مل گیا یعنی خلعت ولایت انتم اولیاء
حقا سے مشرف ہوگیا۔ اور جس سے توفیق ذکر
کی سلب کرے بیشک اُسے مقام ولایت سے معزول
کیا ایسا ذکر کے باب میں فرمایا ہے کہ ذکر خدا تعالیٰ
مریدوں کی تیغ ہے جب دشمن کی ہلاکت کی ہمت کریں
یا دفع بلا چاہیں اور اسطرف دل لگائیں دشمن
ہلاک ہو جاویگا۔ اور دفع بلا ہو جائیگی قال اللہ
تعالیٰ واذکر ربک اذا نسیت یعنی یاد کر اپنے پروردگار
کو جسوقت کہ فراموش کرے تو اپنے نفس کو اور نفس
کی فراموشی اُسکی مخالفت میں ہو جاتی ہے کہ اپنے
نفس سے مخالفت کرے کہ سب عبادتوں کی سردار
ہے اسواسطے کہ کوئی دشمن اُس سے زیادہ
قوی نہیں ہے جیسا فرمایا ہے مشائخ رحمہم اللہ
نے مخالفۃ النفس راس العبادۃ و
موافقۃ النفس راس الکفر شعر

گر حیات خوب خواہی نفس را گردن بزن
زانکہ از نفست قوی تر ہیچ دشمن را نیست

اسی سبب سے ایک بزرگ نے فرمایا ہے
کہ سو ہزار بھیڑیے بھوکے بکریوں کے ریوڑ میں ایسا
نقصان نہیں کرتا جیسا کہ ایک شیطان کرتا ہے
اور سو ہزار شیطان ایسا نہیں کرتے جیسا ایک
بُرا ہمنشین کرتا ہے اور سو ہزار بُرے ہمنشین ایسا
نہیں کرتے جیسا ایک نفس آدمی کے جسم میں

له نفس کی مخالفت عبادت کا سر ہے اور نفس کی موافقت کفر کی بنیاد ہے۔ اگر تو بھی زندگی چاہتا ہے تو نفس کی گردن مار کیونکہ تجھکو نفس سے زیادہ دشمن رکھنے والا اور کوئی نہیں ہے ۔ ۱۲

مخالفت نفس کی ضرورت

۹۵

قال المشائخ رحمہم اللہ النفس ہی الصنم الاکبر ہمبرین معنی بزرگے نیز فرمودہ

شعر

تا یک نفس از نفس تو پیداست ہنوز
برورگہہ دل ز دلو عوغاست ہنوز

قال اللہ تعالی فاذکروا اللہ ذکرا کثیرا یعنی یاد کنید خدائے عزوجل را یاد کردنی بسیار پس یکے از خصائص ذکر آنست کہ ہیچ وقتے منع نیست بلکہ ہمہ اوقات ماجور است نقل است از حضرت بندگی شیخ عبداللہ قدس سرہ العزیز کہ مرا فرمودند کہ پیر دستگیر بندگی حضرت شیخ قطب الدین حاجی قدس سرہ العزیز می گفتند کہ اوائل ذکر جہر دوازدہ سال کردم از شام تا صبح واز صبح تا شام فائدہ کہ در ذکر یافتم در ہیچ عبادت نیافتم چون ختم قرآن میکردم کمتر از سہ ختم نمیکردم و چون نماز می گزاردم کمتر از ہزار رکعت نگذاردم و چون دعوات اسما میکردم کمتر از لک بار نخواندم فاما ثمرہ کہ در ذکر دیدم در ہیچ از آنہا ندیدم و می باید کہ ذاکر از گناہان توبہ کند تا بزبان و دل آلودہ نام حق تعالی نگیرد زیرا کہ وحی کردہ شد با سوئے موسی کہ بگو گنہگاران امت خود را کہ یاد نہ کنید شما مرا بہ آلودگی پس بدرستیکہ من سوگند خوردہ ام بذات خود

قال المشائخ رحمہم اللہ النفس ہے الصنم الاکبر اسی معنی میں کسی بزرگ نے بھی فرمایا ہے

شعر

تا یک نفس از نفس تو پیداست ہنوز
برورگہہ دل زدلو عوغاست ہنوز

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذکروا اللہ ذکرا کثیرا یعنی اللہ کو یاد کرو یاد کرنا بہت پس ذکر کے خصائص میں سے ہے یہ بھی کہ کسی وقت منع نہیں بلکہ سب وقت ثواب پاتا ہے نقل ہے حضرت بندگی شیخ عبداللہ قدس سرہ العزیز سے کہ مجھے فرمایا پیر دستگیر بندگی حضرت شیخ قطب الدین حاجی قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ ذکر جہر بارہ برس صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک کیا میں نے جو فائدہ ذکر میں پایا وہ کسی عبادت میں نہیں پایا جب میں ختم قرآن شریف کرتا تھا تو تین سے کم نہ کرتا تھا اور نماز پڑھتا تھا ہزار رکعت سے کم نہیں پڑھتا تھا اور جب دعوات اسما کرتا تھا تو ایک لاکھ بار سے کم نہ کرتا تھا مگر جو ثمرہ اور فائدہ ذکر میں دیکھا ایسا ان میں کسی میں نہ دیکھا اور چاہیے کہ ذاکر گناہوں سے توبہ کرے تاکہ زبان اور دل آلودہ سے حق تعالیٰ کا نام نہ لے اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ اپنی امت کے گناہ گاروں سے کہو کہ مجھے آلودگی سے نہ یاد کریں میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے

۱۵ [illegible]

[illegible] ہزار رکعت — روزانہ [illegible]

بدرستیکہ کسے کہ یاد کند مرا بہ غفلت یاد کنم من اورا بہ لعنت پس چون گناہگاران یاد کنند مرا بہ غفلت من یاد کنم ایشان را بہ لعنت این وعید است در حق گناہگاری کہ غافل نباشد پس چگونہ حال باشد چون جمع شود غفلت و عصیان کذا فی احیاء العلوم گفت ابویزید رحمۃ اللہ تعالی روزے مر یاران خود را با قیماندہ امشب تا صبح کوشش کردم آنکہ لا الہ الا اللہ بگویم پس قدرت نیافتم بدو گفتہ شد چرا گفت بایزید یاد کردم کلمہ کہ گفتہ بودم در کودکی یاد آمد مرا وحشت آن پس منع کرد مرا از قول لا الہ الا اللہ و چہ عجیب تر است از کسیکہ یاد میکند اللہ تعالی را و حال آنکہ موصوف باشد بچیزے از صفات بشریہ کذا فی العوارف

شعر

ہزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

بعدہ مراقبہ فرمایند بگوید کہ مراقبہ مشتق از رقیب است یعنی رقیب نگہبان یعنی پاسبانی دل کند غیر حق را در دل جا ندہد۔ رباعی

پاسبان دل شو اندر کل حال
تا نیاید ہیچ دزد آنجا محال
ہر خیال غیر حق را دزد دان
این ریاضت سالکان را فرض دان

تحقیق جو مجھے غفلت سے یاد کرے میں اس کو لعنت سے یاد کروں تو جو گناہگار مجھ کو غفلت سے یاد کرینگے میں ان کو لعنت سے یاد کرونگا یہ وعید ہے ان گناہگاروں کے حق میں جو غافل نہیں تو کیا حال ہوگا انکا جو غافل بھی ہوں اور گناہگار بھی ہوں کذا فی احیاء العلوم ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے یاروں سے کہا کہ آج شب کو میں نے صبح تک کوشش کی کہ لا الہ الا اللہ کہوں میں مگر مجھے قدرت نہ ہوئی یاروں نے کہا کیوں کہا کہ لڑکپن میں ایک کلمہ کہا تھا وہ یاد آگیا اس سے وحشت ہوئی اور اسنے نہ کہنے دیا لا الہ الا اللہ اور کیا تعجب ہے اس شخص سے جو اللہ تعالی کو یاد کرے اور حالانکہ موصوف ہو کسی صفات بشریہ سے کذا فی العوارف

شعر

ہزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

بعدہ کہے کہ مراقبہ فرمائیں اس سے کہیں کہ مراقبہ مشتق رقیب سے ہے رقیب معنی نگہبان ہے یعنی دل کی پاسبانی کرے کہ اس میں غیر حق کو جانے نہ دے۔ رباعی

پاسبان دل شو اندر کل حال
تا نیاید ہیچ دزد آنجا محال
ہر خیال غیر حق را دزد دان
این ریاضت سالکان را فرض دان

ع
ہر حال میں تو دل
کا نگہبان رہ تاکہ
کوئی مقصود وہان
نہ آوے سوائے حق کے خیال
خیال غیر حق کو دل سے نکال
سالکوں کے لئے یہ ریاضت
فرض جان ۱۲

مریدین کیلئے مراقبہ کی ضرورت

پس بدل اندیشد اللہ حاضری
اللہ ناظری اللہ شاھدی اللہ معی
ہمیشہ حق تعالی را با خود و خود را با حق تعالی داند
جدائی از خدا محال ست قال اللہ تعالی وفی
انفسکم افلا تبصرون یعنی در دلہائے
شماست پس چرا نمی بیند چہ حق تعالی
لطیف مطلق است ہر چند لطافت بیشتر
احاطت بیشتر قال اللہ تعالی الا انہ بکل
شئ محیط یعنی دانا و آگاہ باش بدرستیکہ
آن حق تعالی بہر شے محیط است چنانچہ
احاطت روح با جسد کہ ہیچ جزوے از اجزائے
جسد نیست کہ روح با آن نیست با آن ہم
نہ متصل است نہ منفصل نہ خارج
است و نہ داخل فائدہ چون خواہد کہ
اربعین نشیند میباید کہ چون پائے راست
درون حجرہ نہد تعوذ و تسمیہ بگوید و
قل اعوذ برب الناس سہ بار بخواند پس
پائے چپ درون حجرہ نہد و بگوید انت
ولیی فی الدنیا والاخرۃ کن لی کما کنت
لمحمد علیہ السلام وارزقنی محبتک اللہم
ارزقنی حبک فی شغفی واجذبنی بجلالک
وجمالک واجعلنی من المخلصین اللہم
امح نفسی بجذبات ذاتک یا انیس
من لا انیس لہ رب لا تذرنی
فردا وانت خیر الوارثین

پس دل میں خیال کرے اللہ حاضر ہے اللہ ناظر ہے اللہ شاہد
ہے اللہ ساتھی ہے ہمیشہ حق تعالی کو ساتھ اپنے اور اپنے
تئیں ساتھ حقتعالی کے جانے جدائی خدا سے محال
ہے کہا اللہ تعالی نے وفی انفسکم افلا تبصرون
یعنی تمہارے دلوں میں ہے کیوں نہیں دیکھتے اسلئے
کہ حقتعالی لطیف مطلق ہے جسقدر لطافت زیادہ اسی
قدر احاطت زیادہ اللہ تعالی نے فرمایا الا انہ بکل
شئ محیط یعنی آگاہ ہو کہ تحقیق حقتعالی ہر شئے کا
محیط ہے جیسے روح کا احاطہ جسم کیساتھ ہے کہ جسم کا کوئی
جزو ایسا نہیں کہ روح ساتھ اسکے نہیں ہے اور وجود
اُسکے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے نہ خارج ہے نہ داخل ہے۔

چلّہ میں بیٹھنے سے پہلے کی ہدایات

فائدہ جب چاہے کہ چلہ میں بیٹھے تو
چاہئے کہ پہلے دایاں پاؤں حجرہ
میں رکھے اعوذ اور بسم اللہ پڑھے
اور قل اعوذ برب الناس تین دفعہ پڑھے
پھر بایاں پاؤں حجرہ میں رکھے
اور کہے انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ
کن لی کما کنت لمحمد علیہ الصلوۃ والسلام
وارزقنی محبتک اللہم ارزقنی حبک فی
شغفی واجذبنی بجلالک وجمالک واجعلنی
من المخلصین اللہم امح نفسی بجذبات
ذاتک یا انیس من لا انیس لہ رب
لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین

کشکول کلیمی فارسی مع ترجمہ اردو از حضرت شیخ کلیم اللہ جہان
آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ اصطلاحات صوفیہ ذکر و شغل کے طریقے وغیرہ بیانات

پس در مصلی بائستد مستقبل قبلہ بست و یک
بار انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض حنیفا وما انا من المشرکین بخواند
پس دو رکعت نماز اجلال اللہ تعالی بگزارد
در رکعت اول بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی و در
رکعت دوم آمن الرسول تا آخر بخواند بعد
فراغ سر بسجدہ نہد و این دعا بخواند
اللھم کن لی انیسا فی خلوتی ومعینا فی
وحدتی اللھم اجعل خلوتی ہذہ موجبۃ
المشاہدتک ووفقنی لما تحب وترضی
اللھم انی اعوذ بک من سخطک واسألک
رضاک اللھم جنبنی از اعبد الھوی
اللھم اکشف الغطاء عن عینی وارفع
الغین عن قلبی حتی اشاہد جمال لا الہ الا
اللہ پس دوگانہ ہائے مذکورین بگزارد و
یک دوگانہ بروح مادر و پدر اگر وفات
یافتہ باشند والا سلامتی ایشان بگزارد
و چہار رکعت بیک سلام نیز بگزارد
و در ہر یکے رکعت بعد از فاتحہ پنجاہ بار
سورہ اخلاص و پنجگان بار معوذتین تا
در پناہ حق تعالی محفوظ ماند و پانصد
بار یا فتاح بگوید بعدہ در ذکر نفی و
اثبات بارادہ خاص الخاص یعنی لا موجود
مشغول شود و گاہ بذکر اسم ذات
با ملاحظہ و مفہوم ملاحظہ و

پھر مصلی پر قبلہ رو کھڑا ہوا اور اکیس بار پڑھے انی
وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض
حنیفا وما انا من المشرکین پھر دو رکعت
نماز اجلال اللہ تعالی پڑھے پہلی رکعت میں
بعد الحمد کے آیۃ الکرسی اور دوسری میں الحمد کے
کے بعد امن الرسول آخر سورۃ تک بعد فراغ سجدے
میں جائے اور یہ دعا پڑھے اللھم کن لی انیسا فی خلوتی
ومعینا فی وحدتی اللھم اجعل خلوتی ہذہ
موجبۃ لمشاہدتک ووفقنی لما تحب وترضی
اللھم اعوذ بک من سخطک واسألک رضاک
اللھم جنبنی از اعبد الھوی اللھم اکشف
الغطاء عن عینی وارفع الغین
عن قلبی حتی اشاہد جمال
لا الہ الا اللہ پھر دوگانہ جن کا
ذکر ہو چکا ہے پڑھے اور ایک دوگانہ
ماں باپ کی روح کو اگر وفات پا گئے ہوں پڑھے
اور نہیں تو ان کی سلامتی کیواسطے پڑھے
اور چار رکعت ایک سلام سے اور پڑھے ہر رکعت
میں بعد سورۃ فاتحہ کے پچاس بار سورۃ
اخلاص اور پانچ پانچ دفعہ معوذتین پڑھے
تاکہ خدا تعالی کی پناہ میں رہے اور پانسو بار
یا فتاح کہے بعدہ ذکر نفی و اثبات ساتھ
ارادہ خاص الخاص یعنے لا موجود کے
مشغول ہو اور کبھی ذکر اسم ذات کرے
ساتھ ملاحظہ اور مفہوم ملاحظہ کے اور

ذکر نفی اثبات اور اسم ذات

ہر رکعت میں ۵۰ بار سورہ اخلاص
کا عمل

مشغول باشد چنانچہ یک لحظہ از ذکر نفی و اثبات خالی نباشد کہ در حال وضو و اکل در تصور آن باشد بہتر موسیٰ علیہ السلام عزت جل جلالہ مناجات کرد کہ الٰہی ہمہ اوقات یاد کردن مے توانم مگر دو وقت در پاخانہ دوم حالت جنابت فرمان شد اذکرنی فی کل حال یعنی یاد کن مرا در ہر حالے پس ہیچ وقت ہم از تصور خالی نباشد کما قالت عائشہ رضی اللہ عنہا کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یذکر اللہ علیٰ کل حال احیان یعنی ذکر بر دو نوع است یکے بدل دوم بزبان اول اعلیٰ است وہمین مراد است بحدیث و قولہ تعالیٰ اذکروا اللہ ذکراً کثیراً و آن آنست کہ فراموش نکند خدائے تعالیٰ را و ہیچ جائے و بود مر نبی را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیبے کامل ازین دو نوع مگر در حالت جنابت و دخول خلا پس بدانستی کہ آن حضرت اقتصار مے کرد در آن دو حال بنوع آنکہ نیست اثر و آن مر جنابت را یعنی بدل یاد مے کرد و ہم ازین جہت وقتیکہ بیرون مے آمدی از خلا مے گفتی غفرانک پس حالت خلا ہمین فکر و خیال شکستگی خود و پاکی حق تعالیٰ کافی ست و این عین ذکر ست بدانکہ ذکر برائے کشف قبور اول چون در مقبرہ در آید دوگانہ بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۂ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند و در دوم اخلاص و الا در ہر دو رکعت پنج پنج بار

واسطے کے مشغول رہے چنانچہ ایک لحظہ ذکر نفی و اثبات سے خالی نہ رہے یہانتک کہ وضو کیوقت اور کھانیکے وقت اسکے تصور میں رہے بہتر موسیٰ علیہ السلام نے حضرت جل جلالہ میں مناجات کی کہ الٰہی میں سب وقت تجھکو یاد کر سکتا ہوں مگر دو وقت ایک تو پاخانہ کیوقت اور ایک جب غسل کی حاجت ہو حکم ہوا اذکرنی فی کل حال یعنی مجھے یاد کر ہر حال میں تو اسوقت بھی تصور سے خالی نہ ہو جیسا فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یذکر اللہ علیٰ کل حال احیان یعنی ذکر دو قسم ہے ایک دل سے دوسرا زبان سے اور پہلا اعلیٰ ہے اور حدیث شریف میں بھی اسی سے مراد ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذکروا اللہ ذکراً کثیراً اور وہ یہ ہے کہ فراموش نہ کرے خدا تعالیٰ کو کسی جا سے اور حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں قسم میں کمال تھا مگر حالت جنابت اور داخل ہونے بیت الخلاء کے سو جان لیا تم نے کہ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قسم پر اختصار کرتے تھے اسی قسم پر جسمیں جنابت کو دخل ہی نہیں یعنی ذکر دل اور اسی سبب سے جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو فرماتے۔ غفرانک پس حالت خلا میں یہی فکر و خیال کہ شکستگی و آسودگی اپنی اور پاکی حقتعالیٰ کے کافی ہے اور یہ عین ذکر ہے ذکر کشف قبور جان کہ ذکر کشف قبور کے واسطے اول جب مقبرہ میں آئے دوگانہ ان بزرگ کی روح کے واسطے پڑھے اگر سورہ فتح یاد ہو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری میں سورہ اخلاص اور نہیں تو ہر رکعت میں پانچ پانچ بار

سورہ فتح اور اخلاص کا عمل

اخلاص بخوانند و بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشینند و یکبار آیۃ الکرسی و بعضے سورتہا کہ وقت زیارت می خوانند چنانچہ سورۂ ملک و غیر ذالک بعدہ قل گویند پس از فاتحہ یازدہ بار سورہ اخلاص بخوانند و ختم کنند و تکبیر گویند و بعدہ ہفت کرت طواف کنند و در آن تکبیر بخوانند و آغاز از راست بکنند بعدہ طرف پایان رخسارہ نہند و باید نزدیک روے میت بنشینند و بگویند یارب بست و یکبار و بعدہ اول طرف آسمان بگویند یا روح در دل ضرب کنند یا روح الروح مادام کہ انشراح یابد این ذکر بکنند انشاء اللہ تعالی کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید و اما طریق ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم کہ از بعض اولاد شیخ نظام نارنولی رسیدہ آنست کہ چون مہمے پیش آید مرد بانت وضو کردہ صاف شدہ رو بقبلہ بنشیند اول دہ مرتبہ درود بخوانند بعد از آن سیصد و شصت بار این دعا لا ملجا و لا منجا من اللہ الا الیہ بخوانند پس از آن سیصد و شصت مرتبہ سورۂ الم نشرح خوانند پس باز دعا مذکور سیصد و شصت بار بخوانند پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموما بخوانند و حاجت از خدا تعالی سوال نمایند ہمین طور ہر روز بخوانند باشند انشاء اللہ تعالی در ایام معدودہ مقصود بحصول انجامد اما طریقہ سہروردیہ در دیار ہندوستان از جہت مخدوم بہاؤ الدین زکریا شائع شدہ و در خراسان از جہت شیخ نجیب الدین برغش و این فقیر را

ترانہ کلیمی حصہ اول و دوم حمد و نعت میں قوالی کی بجائے زیادہ غزلیں ہیں اور

طریقۂ ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم

طریقۂ سہروردیہ

اخلاص پڑھے اور پھر قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے اور ایک بار آیۃ الکرسی و بعضی سورتیں جو زیارت کے وقت پڑھتے ہیں۔ جیسے سورہ ملک اور اسکے سوا بعدہ قل کہے بعد فاتحہ کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر کہے بعد سات دفعہ طواف کرے اور اسمیں تکبیر پڑھے اور شروع داہنی طرف سے کرے پھر پاؤں کی طرف رخسارہ رکھے اور نزدیک میت کے منہ کے بیٹھے اور کہے یارب اکیس دفعہ بعدہ اول طرف آسمان کے کہے یا روح اور دل میں ضرب کرے یا روح الروح جبتک کہ انشراح پائے یہ ذکر کرے انشاء اللہ تعالی کشف قبور و کشف ارواح حاصل ہوگا۔ اور طریقہ ختم خواجگان چشت قدس اللہ سرہم کہ بعض اولاد شیخ نظام الدین نارنولی سے اسطرح پہنچا ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آئے وضو کرے رو بقبلہ بیٹھے اول دس مرتبہ درود شریف پڑھے اسکے بعد تین سو ساٹھ بار یہ دعا پڑھے لا ملجا و لا منجی من اللہ الا الیہ بعد اسکے تین سو ساٹھ بار الم نشرح پڑھے پھر تین سو ساٹھ دفعہ وہی دعا مذکور پڑھے پھر دس دفعہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی شیرینی پر فاتحہ عام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالی سے عرض کرے اسی طرح روز کرے انشاء اللہ چند یوم میں مقصد حاصل ہوگا۔ بیان طریقہ سہروردیہ۔ یہ طریقہ ملک ہندوستان میں مخدوم بہاؤ الدین زکریا کی جہت سے شائع ہوا ہے اور خراسان میں شیخ نجیب الدین برغش کی جہت سے اور اس فقیر کو

۱۰۱ حضرت شاہ صاحب رحمہ کا سلسلہ سہروردیہ

بہر یکے ازین شعبہا ارتباط واقع است پس ارتباط این فقیر با والد خودست شیخ عبد الرحیم قدس اللہ سرہ عن الشیخ عظمۃ اللہ الاکبر آبادی عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبد العزیز عن السید عبد الوہاب البخاری عن السید صدر الدین راجو قتال عن اخیہ السید جلال الدین مخدوم جہانیان عن الشیخ رکن الدین ابی الفتح عن ابیہ الشیخ صدر الدین عن ابیہ الشیخ بہاء الدین زکریا عن الشیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی وایضا این فقیر خرقہ از دست ابو طاہر مدنی پوشیدہ عن ابیہ عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبد الوہاب الشعراوی وہو لبسہا من ید شیخ الاسلام زکریا بن محمد الانصاری وارخی لہ العذبیۃ بلباسہ لہا من ید الشہاب احمد من الفقیہ علی بن محمد الدمیاطی الشہیر بالزلبانی بلباسہ من ید الزین بن ابی بکر بن محمد الخوافی صاحب الوصایا القدسیۃ بلباسہ لہا من ید الشیخ نور الدین بن عبد الرحمن المصری بلباسہ لہا من ید الشیخ جمال الدین یوسف الکورانی بلباسہ لہا من الشیخین حسام الدین التمشیری ونجم الدین الاصفہانی بلباسہما عن الشیخ نور الدین عبد الصمد النطنزی بلباسہ لہا عن الشیخ نجیب الدین علی بن بزغش بلباسہ لہا

ان دونون شعبوں سے ارتباط ہے پس ارتباط اس فقیر کو اپنے والد ① شیخ عبد الرحیم قدس سرہ سے انکو ② شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی سے انکو اپنے والد ③ سے انکو اپنے دادا ④ شیخ عبد العزیز سے انکو ⑤ سید عبد الوہاب بخاری سے انکو ⑥ سید صدر الدین راجو قتال سے انکو اپنے بھائی ⑦ سید جلال الدین مخدوم جہانیان سے انکو شیخ رکن ⑧ الدین ابو الفتح سے انکو اپنے والد ⑨ شیخ صدر الدین سے انکو اپنے والد ⑩ شیخ بہاؤ الدین زکریا سے انکو ⑪ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے

اور ایضاً اس فقیر نے خرقہ شیخ ابو طاہر مدنی کے ہاتھ سے پہنا ہے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے شیخ احمد شناوی سے انہوں نے اپنے والد اُن کے دادا شیخ عبد الوہاب شعراوی سے اور انہوں نے خرقہ پہنا ہاتھ سے شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری کے ورخی لہ العذبیۃ بلباسہ لہا شہاب احمد کے ہاتھ سے فقیہ علی بن محمد دمیاطی عرف زلبانی سے انہوں نے ہاتھ سے ابوبکر بن محمد خوافی صاحب وصایا القدسیہ کے انہوں نے ہاتھ سے شیخ نور الدین عبد الرحمن مصری سے انہوں نے شیخ جمال الدین یوسف کورانی کے انہوں نے شیخ حسام الدین تمشیری و نجم الدین اصفہانی کے ہاتھ سے انہوں نے شیخ نور الدین عبد الصمد طنزی کے انہوں نے شیخ نجیب الدین علی بن بزغش سے انہوں نے

شاہ صاحب رحم کا اگلا سلسلہ طریقہ

شاہ صاحب کا سلسلہ ۱۰۲ سہروردیہ

من العارف باللہ الشیخ شہاب الدین عمر السہروردی روح اللہ روحہ وارواحہم ورحمنا بہم فقد حصل لہا جہتان فی الخرقۃ السہروردیۃ واللہ اعلم والشیخ عارف باللہ الشیخ شہاب الدین عمر السہروردی لہ جہتان احدہما انہ لبس الخرقۃ عن عمہ القاضی وجیہ الدین عمر بن محمد المعروف بعمویہ بلباسہ لہا من والدہ المعمر محمد عمویہ بن عبد اللہ سعد ومن الشیخ اخی فرج الزنجانی ید احدہما مشارکۃ للاخر بلباسہ من الشیخ احمد الاسود الدینوری بلباسہ من ممشاد الدینوری وبلباس اخو الفرج الزنجانی لہا عن ابی العباس النہاوندی بلباسہ من ابی عبد اللہ محمد بن حنیف الشیرازی بلباسہ من ابی محمد رویم بن احمد البغدادی بلباسہما اعنی ممشاد و رویم من السید الطائفۃ ابی القاسم الجنید البغدادی والثانیۃ انہ اخذ التلقین عن عمہ ابی نجیب السہروردی عن الشیخ احمد الغزالی عن الشیخ ابی بکر النساج عن الشیخ ابی القاسم الکرکانی عن الشیخ ابی العثمان المغربی عن ابی علی الکاتب عن ابی علی الرودباری عن ابی القاسم الجنید البغدادی فی النفحات نقلا عن الفرغانی شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نسبت خرقہ را تا ابوالقاسم جنید بیش اثبات نکردہ است

عارف باللہ شیخ شہاب عمر سہروردی روح اللہ روحہ وارواحہم ورحمنا بہم تیں تحقیق حاصل ہوئی خرقہ سہروردیہ کی تیسری جہت واللہ اعلم۔ اور شیخ عارف باللہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے لیے دو جہتیں ہیں ایک تو انہوں نے پہنا خرقہ اپنے چچا قاضی وجیہ الدین عمر بن محمد عرف عمویہ سے انہوں نے اپنے والد معمر محمد عمویہ بن عبد اللہ سعد سے اور شیخ اخی فرج زنجانی دونوں کے ہاتھ مشارکت میں انہوں نے اپنے والد شیخ احمد اسود دینوری سے انہوں نے ممشاد دینوری سے اور اخو الفرج زنجانی سے انہوں نے ابو العباس نہاوندی سے انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن حنیف شیرازی سے انہوں نے ابو محمد رویم بن احمد بغدادی سے اور ممشاد اور رویم نے سید الطائفہ القاسم جنید بغدادی سے اور دوسری جہت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی یہ ہے کہ انہوں نے تلقین پائی اپنے چچا ابو نجیب سہروردی سے انہوں نے شیخ احمد غزالی سے انہوں نے شیخ ابو بکر نساج سے انہوں نے شیخ ابو القاسم گرگانی سے انہوں نے شیخ ابو عثمان مغربی سے انہوں نے ابو علی کاتب سے انہوں نے ابو علی رودباری سے انہوں نے ابو القاسم جنید بغدادی سے نفحات میں فرغانی سے نقل ہے کہ شیخ الشیوخ شیخ سہاب الدین سہروردی نے نسبت خرقہ ابو القاسم جنید تک کی ہے آگے نہیں کی

www.ubqari.org

وازجنید تا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بصحبت نسبت داده است نه بخرقه اما شیخ مجدالدین بغدادی در کتاب تحفة البررة آورده است که نسبت خرقه ها متصل است به پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحدیث درست متصل مفیض انتہی اقول والحق ما قاله السہروردی واین فقیر اوراد واشغال واعمال طریقہ سہروردیہ اخذ کرده در ضمن عوارف المعارف عن الشیخ ابی طاہر عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی عن احمد القشاشی عن احمد الشناوی عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبد الوہاب الشعرانی عن الزین زکریا عن الحافظ شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی عن ابی الحسن بن ابی المجد الدمشقی عن التقی سلیمان بن حمزة المقدسی عن الشیخ القدوة الشیخ شہاب الدین عمر السہروردی در ضمن وصایائے قدسیہ رسالہ شیخ زین الخوافی بالسند المذکور الی الشیخ زین الدین دمیاط بکسر الدال المہملة وقیل بکسر الذال المعجمة وسکون المیم وتخفیف التحتیة بلد مشہور مصر کوران بضم الکاف العجمیة قبیلة من الاکراد نطنزی بفتح نون وطائے مہملة

مکتوبات کلیمی فارسی جو حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر خانگی حالات اور کلمات قدسیہ قیمت ۶/

اور جنید سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحبت سے نسبت دی ہے خرقہ سے نہیں دی مگر شیخ مجدالدین بغدادی نے کتاب تحفة البررہ میں لکھا ہے کہ نسبت خرقہ متصل ہے پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حدیث درست متصل مفیض سے انتہی میں کہتا ہوں حق وہی ہے جو سہروردی نے کہا ہے اور اس فقیر نے ورد و وظیفہ و شغل و اعمال طریقہ سہروردیہ کے اخذ کئے ضمن میں عوارف المعارف کے شیخ ابو طاہر سے انھوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انھوں نے احمد قشاشی سے انہوں نے احمد شناوی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے انکے دادا سے انہوں نے شیخ عبدالوہاب شعراوی سے انھوں نے زین زکریا سے انہوں نے حافظ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی سے انہوں نے ابوالحسن بن ابوالمجد دمشقی سے انہوں نے تقی سلیمان بن حمزہ مقدسی سے انہوں نے شیخ پیشوا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اور وصایا قدسیہ کے ضمن میں رسالہ شیخ زین خوافی کا سند مذکور سے شیخ زین الدین تک دمیاط بکسر دال مہملہ اور بعضوں نے کہا ذال معجمہ اور سکون میم اور تخفیف یائے تحتیہ ایک شہر مشہور ہے گوران بفتح کاف عجمیہ ایک قبیلہ ہے کردوں میں سے نطنزی بفتح نون و طائے مہملہ

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی

www.ubqari.org

وسکون نون وکسر زائے معجمہ بزغش بضم بائے موحدہ وسکون زائے معجمہ وضم غین معجمہ وشین معجمہ بضم عین مہملہ وضم میم مشددہ وسکون واو وتشدید یائی تحتیہ کذا قال ملا عبدالغفور وفیہ نظر بل الظاہر نظر تخفیف الیاء التحتیہ مثل راہویہ حمدویہ و غیرہما اخی فرج بفتح فاو فتح راء مہملہ وجیم زنجانی بفتح زائے معجمہ وسکون نون و فتح جیم والف ونون مکسورہ ویائی نسبت ونفحات ابوالعباس نہاوندی را شاگرد جعفر خلدی گفتہ است و وی شاگرد جنید بغدادی است خلد بضم الخاء محلہ بغداد قال الشیخ زین الدین الخوافی فی کتاب الوصایا القدسی ومنہا انہم یوذعون الاوقات ویصرفون کل وقت بما ہو اللائق بہ فاذا طلع الصبح الصادق ینبغی ان یجددوا الشہادۃ ویقولوا اللہم انی اصبحت اشہدک واشہد حملۃ عرشک وملائکتک وانبیائک ورسلک وجمیع خلقک بانک انت لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت مرتہنا بعملی فلا فقیرا فقر منی

وسکون وکسر زائے معجمہ بزغش بضم بائے موحدہ وسکون زائے معجمہ وضم غین معجمہ وشین معجمہ عمویہ بضم عین مہملہ وضم میم مشددہ وسکون واو وتشدید یائے تحتیہ ایسا کہا ہے ملا عبدالغفور نے اور اس میں کلام ہے بلکہ ظاہر تخفیف یائے تحتیہ کی ہے مانند راہویہ ومدویہ وغیرہما کے اخی فرج بفتح فاو فتح راء مہملہ وجیم زنجانی بفتح زائے معجمہ وسکون نون وفتح جیم والف ونون مکسورہ ویائے نسبت اور نفحات میں ابوالعباس نہاوندی کو شاگرد جعفر خلدی کا لکھا ہے اور وہ شاگرد جنید بغدادی کے ہیں۔ خلد بضم خائے معجمہ ایک محلہ ہے بغداد میں کہا ہے شیخ زین الدین خوافی نے کتاب وصایا، قدسی میں ومنہا العصم یعنی وہ اپنے اقات کو ضبط کرتے ہیں اور صرف کرتے ہیں ہر وقت اپنا جو اسوقت کے لائق ہو جب صبح صادق طلوع ہوتی ہے چاہئے کہ تجدید کرے شہادت کی اور کہیں اللہم انی اصبحت اشہدک واشہد حملۃ عرشک وملائکتک وانبیائک ورسلک وجمیع خلقک بانک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت مرتہنا بعملی فلا فقیرا افقر منی

[illegible]

[illegible] ۱۰۵ [illegible]

اللھم لا تشمت بی عدوی ولا تسؤلی صدیقی
ولا تجعل مصیبتی فی دینی ودنیائی ولا تجعل
الدنیا اکبر ھمی ولا مبلغ علمی ولا تسلط علیّ من
لا یرحمنی اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وسلم
ثم یقول اللھم ما اصبح لی من نعمۃ او باحد
من خلقک فمنک وحدک لا شریک لک
فلک الحمد ولک الشکر ثلاث مرات ثم یقول
اللھم لک الحمد حمدا دائما مع دوامک ولک الحمد
حمدا خالدا مع خلودک ولک الحمد حمدا لا منتھی
لہ دون مشیتک ولک الحمد حمدا لا جزاء لقائلہ
الا رضاک ولک الحمد طرفۃ عند کل عین و
تنفس کل نفس ولک الحمد حمدا یوافی
العمل ویکافی مزیدک ثم یقولوا سبحان اللہ
وبحمدہ عدد خلقہ ورضاء نفسہ وزنۃ عرشہ
ومداد کلماتہ ما تیسر وان وجدوا فرصۃ یقولوا
سبحان اللہ وبحمدہ اضعاف ما سبح ویسبح
جمیع خلقہ وکما یحب ربنا ویرضی وکما ینبغی
لکرم وجہ ربنا وعز جلالہ ولا الہ الا اللہ
اضعاف ما ھللہ ویھللہ جمیع خلقہ وکما یحب
ربنا ویرضی وکما ینبغی لکرم وجہ ربنا وعز جلالہ
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اضعاف
ما مجدہ ویمجدہ جمیع خلقہ وکما یحب ربنا ویرضی
وکما ینبغی لکرم وجہ ربنا وعز جلالہ

اللھم لا تشمت بی عدوی ولا تسؤلی صدیقی
ولا تجعل مصیبتی فی دینی ودنیائی ولا تجعل
الدنیا اکبر ھمی ولا مبلغ علمی ولا تسلط علیّ من
لا یرحمنی اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وسلم
پھر کہے اللھم ما اصبح بی من نعمۃ او باحد من
من خلقک فمنک وحدک لا شریک لک
فلک الحمد ولک الشکر تین مرتبہ کہے پھر کہیں
اللھم لک الحمد حمدا دائما مع دوامک ولک الحمد
حمدا خالدا مع خلودک ولک الحمد حمدا لا منتھی
لہ دون مشیتک ولک الحمد حمدا لا جزاء لقائلہ
الا رضاک ولک الحمد طرفۃ عند کل عین و
تنفس کل نفس ولک الحمد حمدا یوافی
العمل ویکافی مزیدک پھر کہے سبحان اللہ
وبحمدہ عدد خلقہ ورضاء نفسہ وزنۃ عرشہ
ومداد کلماتہ جسقدر میسر ہوسکے جو فرصت پائیں کہیں
سبحان اللہ وبحمدہ اضعاف ما سبح ویسبح
جمیع خلقہ وکما یحب ربنا ویرضی وکما ینبغی
لکرم وجہ ربنا وعز جلالہ ولا الہ الا اللہ
اضعاف ما ھللہ ویھللہ جمیع خلقہ وکما یحب
ربنا ویرضی وکما ینبغی لکرم وجہ ربنا وعز جلالہ
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اضعاف
ما مجدہ ویمجدہ جمیع خلقہ وکما یحب ربنا ویرضی
وکما ینبغی لکرم وجہ ربنا وعز جلالہ

---

[1] الٰہی میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ کیجیو اور میرے دوست کو کبھی کبیدہ نہ کیجیو اور مجھے کوئی دین و دنیا کی مصیبت نہ کیجیو اور نہ میرے بڑے مقصود دنیا کیجیو اور نہ میرے مبلغ علم کو اور مجھ پر ایسے کو تسلط نہ کیجیو جو مجھ پر رحم نہ کرے الٰہی محمد و آل محمد پر درود و سلام بھیج [2] الٰہی مجھ پر نعمت ہے

اور اسکی تمام خلقت اور جیسا اسکو دوست ہے اور پسند ہے اور جیسا چاہئے اس کے بزرگ ذات کو اور بزرگ جلال کو اور نہ گناہ سے بچتا ہے اور نہ عبادت کی قوت ہے مگر ساتھ اللہ بلند عظیم ہی کے دوچند اس سے جو اسنے بزرگی کہی ہے اور اسکی بزرگی کرتی ہے تمام خلقت اسکی اور جیسے اسے محبوب ہے جیسے رب کے وجہ کریم کو اور اسکے اور رب کے بزرگ جلال کو ۱۲

[illegible]

ثم یصلوا سنة صلوة الصبح رکعتین یقرء فی الاولی بعد الفاتحة قل یا ایها الکافرون وفی الثانیة قل هو الله ثم یقولو سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم وبحمده استغفر الله مائة مرة او ما تیسر ثم یصلی علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم ما تیسر ثم یقرء الدعا الماثور بین السنة والفرض اللهم انی اسئلک رحمة من عندک تهدی بها قلبی وتجمع بها امری وتلم بها شعثی وتصلح بها دینی وتقضی بها دینی وتحفظ بها غایبتی وترفع بها شاهدی وتبیض بها وجهی وتزکی بها عملی وتلهمنی بها رشدی وترد بها الفتی وتعصمنی بها من کل سوء ذکره فی العوارف ثم یصلی الفرض بالجماعة ثم یقرء اوراد التی تتضمن الفوائد الکلیة معروفة محفوظة للفقراء ویتعلم منهم ثم یقرء حزب المعهود ثم یشتغل بذکر لا اله الا الله علی وجه الذی تلقن وکما قیل له بان حروف الذکر تاخذ بجمیع مخارج الحروف ویقول بهمة قویة بطا بطا واسه الی فوق سره ویخرج لا اله من ذلك الموضع

پھر پڑھیں دو رکعت سنت نماز صبح کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکفرون اور دوسری میں قل ہو اللہ پھر کہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ ایک سو دفعہ یا جسقدر ہو سکے پھر درود پڑہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسقدر ہو سکے پھر پڑہیں دعاء ماثورہ درمیان سنت وفرض کے اللهم انی اسئلک رحمة من عندک تهدی بها قلبی وتجمع بها امری وتلم بها شعثی وتصلح بها دینی وتقضی بها دینی وتحفظ بها غایبتی وترفع بها شاهدی وتبیض بها وجهی وتزکی بها عملی وتلهمنی بها رشدی وترد بها الفتی وتعصمنی بها من کل سوء اسکو عوارف میں ذکر کیا ہے پھر فرض جماعت سے پڑھے جنمیں فائدے ہوں کلیہ اور وہ مشہور ہیں اور فقرا کو یاد ہیں اُنسے سیکھے پھر پڑھے حسب معمول پھر مشغول ہو لا الہ الا اللہ ذکر سے جس طرح تلقین کیا ہے اور جیسا کہدیا ہے اُس سے کہ حروف ذکر کے مخرجوں سے کے نکالے اور خوب ہمت سے گہے سر کو جھکائے اوپر ناف کے اور وہاں سے لا الہ نکالے

حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے جید بزرگ اور متبحر عالم اور عالی قدر مصنف تھے سواء السبیل کلیمی معہ ترجمہ اردو آپکی معرکۃ الآرا تصنیف ہے جسمیں ذات وصفات وجود وشہود علم وحقیقت روحی مسئلہ قدم وحدوث کلام الٰہی وغیرہ مشکل اور دقیق مسائل کو خوبی اور اختصار کیساتھ بیان فرمائے ہیں جو دیکھنے تعلق رکھتا ہے نیز معترضین کیطرف سے فرضی اعتراضات کرکے نہایت معقول جوابات دیئے ہیں قیمت ایکروپیہ

وهو محل ظهور النفس مادا لا اله الى المنكب الايمن ناظرا بقلبه الى كبرياء الله وعظمته لتصفو النفس ويميل راسه الجانب الايسر ويضرب الا الله بالشد القوى على القلب اللحمى الصنوبرى الشكل المودع فى الجانب الايسر تحت الثدى الايسر بجنب عظمة الصدر بحيث تؤثر فى القلب ولتصل حرارة نار الذكر الى القلب وتذوب الشحمة التى فوق القلب ولها رائحة مخصوصة حين الاحتراق والذوبان وتتبع تلك النار نور فللذكر نار ونور ناره تخلى ونوره يحلى فاذا اثر ناره ونوره فى جو القلب فى الدم الغليظ الذى فى وسط القلب وهو منبع الحيوة الحيوانية ومنه تجرى انهار الدماء فى الشرائين الى الاعضاء تصرف فى البخار اللطيف الذى يركب الدم السارى فى الاعضاء وذلك البخار هو الروح الحيوانى وهو النفس الانسانية التى هى مركب الروح الانسانى فاذا تصرف الذكر فى ذلك البخار فقد تصرف فى النفس والنفس سارية فى جميع البدن

وصیت نامہ مع شرح حضرت شاہ صاحب کی تصنیف ہے مسلمانوں کے لائق عمل وصیتیں اور اسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی قلمبند تشریح قیمت ۲

اور وہی جگہ ہے ظہور نفس کی کھینچکر لائے لا الٰہ کو دائیں مونڈھے تک نظر کرتا ہوا اپنے دل سے اللہ کی کبر و عظمت کو تاکہ صاف ہووے نفس اور میل دے سر کو بائیں طرف اور الا اللہ کی ضرب خوب شدت سے قلب لحمی صنوبری پر کہ بائیں طرف بائیں پستان کے نیچے سینے کے برابر ہے لگائے ایسی کیفیت سے کہ قلب میں اثر ہو اور ذکر کے آگ کی حرارت قلب کو پہنچے اور پگھل جائے چربی جو دل پر ہے اور اُس کی ایک خاص بو ہے جلنے کے وقت اور پگھلنے کے وقت اور اس آگ کے پیچھے نور ہے تو ذکر کے لئے نار بھی ہے نور بھی ہے اُسکی نار خالی کر دیتی ہے اور اس کا نور آراستہ کر دیتا ہے تو جب اثر ہوتا ہے نار اور نور کا قلب کے درمیان بیچ گاڑھے خون کے جو وسط قلب میں ہے اور وہ منبع ہے حیات حیوانی کا اور وہیں سے جاری ہیں نہریں خون کی شرائین میں سب اعضا کی طرف تو وہ نار تصرف کرتی ہے بخار لطیف میں جو مرکب کرتا ہے خون سرایت کرنیوالے کو اعضا میں اور وہ بخار ہے روح حیوانی ہے اور وہی نفس انسانیہ ہے جو مرکب ہے روح انسانی کا لیکن جس وقت تصرف کیا ذکر نے اُس بخار میں تو بیشک تصرف کیا نفس میں اور سارے بدن میں سرایت کئے ہوئے ہے

فيتحلل اعضاء البدن بتاثير الذكر وتتاثر النفس بنار الذكر ونوره وكما قلنا ان ناره تخلي ونوره تحلي تتبدل ظلمات النفس بالانوار فتزول عنها الاخلاق المذموم وتتحلى بالاخلاق المحمودة فيتخلص القلب من ظلمات النفس ويزداد القلب نورا على نور فيستعد بفيضان انوار صفات الرب تعالى وعلى قدر الملازمة تظهر النتيجة وسيجيء مزيد بيان الذكر وانواره واحوال تقلبات القلب وآثار تغيراته ان شاء الله تعالى وينبغي ان يحضر النفس على القلب ويجعل هاء الا الله دائرة يطبقها على دائرة القلب بالقوة ويكون جانب الاثبات اكثر ملاحظة من جانب النفي وينوي المبتدي بكلمة لا اله الا الله لا معبود غير الله والمتوسط ينوي لا مطلوب ولا مراد او لا مقصود الا الله واذا وجد في القلب محبة مخلوق ممن ليس واسطة بينه وبين الله تعالى ينوي لا محبوب الا الله وينبغي ان يكون صادقا في المعاني الثلاثة في النفي والاثبات

پس تحلیل ہوتے ہیں اعضاء بدن کے ذکر کی تاثیر سے اور نفس متاثر ہوتا ہے نار ذکر سے اور نور ذکر سے اور جیسا ہم نے کہا ہے کہ اس کی نار خالی کرتی ہے اور اس کا نور آراستہ کرتا ہے بدل جاتی ہیں نفس کی ظلمتیں انوار سے اور بری عادتیں زائل ہو جاتی ہیں اور آراستہ ہو جاتا ہے اچھے اخلاق سے تو خالص ہو جاتا ہے قلب ظلمات نفس سے اور زیادہ ہوتا ہے قلب کا نور علی نور پس مستعد ہو جاتا ہے فیضان انوار کا صفات الٰہی کے اور بمقدار ملازمت کے نتیجہ ظاہر ہوتا ہے اور قریب آئیگا زیادہ بیان ذکر کا اور اس کے انوار اور احوال تقلبات اور تغیرات کا انشاء اللہ تعالیٰ اور چاہئے کہ حاضر کرے نفس یعنی دم کو اوپر قلب کے اور الا اللہ کے ہا کو ایک ایسا دائرہ کرے کہ قلب کے دائرہ پر پورا ہو جائے قوت سے اور اثبات کی جانب ملاحظہ زیادہ نفی کی جانب کے ملاحظہ سے اور نیت کرے مبتدی کلمہ لا الہ الا اللہ سے لا معبود غیر اللہ اور متوسط نیت کرے لا مطلوب یا لا مراد یا لا مقصود الا اللہ اور جس وقت اپنے دل میں مخلوق کی محبت پائے جو اللہ اور اسکے درمیان واسطہ نہ ہو تو نیت کرے لا محبوب الا اللہ اور چاہئے کہ سچا ہو تینوں معنی میں منتج نفی اور اثبات کے

تخلص همة نفسه من المتعلقات بالكائنات والميل الى المشتبهات و المستلذات التي هي المعبودات الباطلة ومن الميل الى المشكوفات الكونية والكرامات العيانية فلا طائل تحتها ويطلب الحق وحده وينزه طلبه من المزج بهوى النفس فان الميل الى الكشوفات الكونية والكرامات من جملة هوس النفس وهوها ومن التفت اليها وكان مقصد ومطمح نظره في ذكره تلك فهو مدرج فيما بين الممكورين بل ان وقعت بلا طلب يخاف عليه من الاستدراج قال بعض الكبار اذا دخل شخص سالك في بستان وقال طيور اشجار ذلك البستان بالسنتهم السلام عليك يا ولي الله فان لم يفطن انه مكر به فقد مكر بها وهو لم يشعر وجميع المرشدين نفروا المريدين من الميل الى الكرامات العيانية وقالوا انها حيض الرجال ثم اذا تنور القلب بانوار الوحدانية المودعة في ملازمة ذكر لا اله الا الله وانعكست تلك الانوار على صفحات الكائنات من جميع الاقطار يرى الذاكر ان هذه الوجودات ما كانت حقيقية وانما هي مجازية ممكنة غير واجبة ويشاهد الوجود الحق الواجب الازلي الابدي

خالص کرے اپنی ہمت سے اپنے نفس کو متعلقات دنیا سے اور مشتبہات اور مستلذات سے بچے کہ یہی ہیں معبود باطل اور رغبت نہ کرے کشف وکرامات کی طرف حق کو طلب کرے تنہا اور پاک کرے طلب کو ہوائے نفس سے کیونکہ کشف وکرامات بھی نفس کی ہوا وخواہش کی قسم سے ہیں اور جسنے انکی طرف التفات کیا اور اسکو مدنظر ذکر میں اور اسکا مقصد فکر سے بھی ہو تو وہ ممکورین میں درج ہے بلکہ اگر واقع ہو بلا طلب اسکے تو اس پر استدراج کا خوف ہے بعضے بزرگون نے کہا ہے کہ سالک جب باغ میں جائے اور درختوں کے پرند اس باغ میں اپنی زبان میں کہیں سلام علیک یا ولی اللہ تو وہ اگر نہ جانے کہ یہ مکر ہے تو تحقیق اسکے ساتھ مکر ہے اور اسے شعور نہین اور سب مرشد مریدون کو نفرت دلاتے رہے ہیں کرامات عیانیہ کی رغبت سے اور کہا ہے کہ کرامات مردون کا حیض ہے پھر جب منور ہو جاتا ہے قلب انوار وحدانیت سے جو امانت ہے ملازمت ذکر میں لا الہ الا اللہ کے اور منعکس ہوتے ہیں انوار مخلوقات پر سب طرف سے تو دیکھتا ہے ذکر کہ وجودات جو یہ ہین ان کی حقیقت نہین یہ سب مجازیہ ممکنہ غیر واجبیہ ہیں اور مشاہدہ کرتا ہے وجود حق کا جو واجب ازلی ابدی ہے۔ تو

ثم به يقول لا اله الا الله وينوي لا موجود الا الله اي الوجود الحقيقي لا يزال يكرر لا اله الا الله بهذا المعنى حتى يضمحل جميع ظلمات الكائنات في نظر شهوده و يظهر نور التوحيد وههنا مزال الاقدام تتبين من بعد ان شاء الله تعالى وبعض الذاكرين فهم من قول المشائخ بحصر النفس على القلب لوصول اثر حرارة النفس الى القلب ان لا يتنفس الذاكر ويضبط نفسه حتى بعضهم يعدون عدد الانفاس كم انضبطت فقد توهموا ذالك فليس المراد من حصر النفس ما توهموا ان ذالك صفة الهنود من الجوكية المرتاضين ولهم فيها مقاصد دنيوية فيحترز السالك من ذالك فيفعل بما قلنا ويخلي النفس بروح ويجيء بلا اعتداد وبهم المبتدي لا يقدر على ملاحظة معنى الاحسان مع ملاحظة معنى الذكر محضر بالبال ولا معنى الذكر ويجرد على قلبه مرارا حتى اذا اثر معنى الذكر في القلب فح ملاحظة معنى الاحسان بذكر كانه يراه ثم اذا برق بارق من سحاب الكرم ولمع من ضياء الشمس الغيب

خیر المجالس ترجمہ اردو نزہۃ المجالس۔ دو جلدوں میں ہے
آٹھ سو صفحات ہیں وعظ و نصیحت کی بےنظیر کتاب ہے
جسمیں مسائل ضروریہ نہایت واضح طور پر بیان کئے ہیں
قیمت ہر دو جلد ساڑھے چار روپے چونکہ ضخیم کتاب ہے محصول کیلیے ۱۲ [illegible] آنے جائیں

اس حال میں کہے لا الہ الا اللہ اور نیت کرے لا موجود الا اللہ یعنے وجود حقیقی ہمیشہ تکرار کرے لا الہ الا اللہ کی اسی معنے سے یہانتک کہ مضمحل ہو جاوے ظلمات کائنات کی اسکی نظر شہود میں اور ظاہر ہو نور توحید کا اور یہاں پاؤں پھسلنے کی جاے ہے سو انشاء اللہ بعد میں بیان ہوگی اور بعض ذاکرین یہ سمجھے ہیں مشائخ کے اس قول سے کہ حصر نفس کرے قلب پر واسطے وصول حرارت نفس کے قلب کی طرف کہ ذاکر سانس نہ لے اور سانس کو ضبط کرے یہان تک کہ بعضے گنتے ہیں کہ سانس کتنے ضبط ہوئے سو یہ انکو وہم ہوا ہے حصر نفس سے یہ مراد نہیں جو انکو وہم ہوا بلکہ یہ تو ہندوؤں کے جوگیوں کا کام ہے جو ریاضت کرتے ہیں انکو اس میں دنیا کے مقصد ہیں۔ سالک کو چاہئے اس سے احتراز کرے اور وہی کرے جو ہم نے کہا ہے اور سانس کو چھوڑ دے راحت میں اور شمار نہ کرے پھر مبتدی قدرت نہیں رکھتا کہ ملاحظہ کرے معنی احسان کیساتھ ملاحظہ معنے ذکر کے بس خیال کرے ولیکن اول معنے ذکر کے اور اسے بار بار دل میں گذارے یہانتک کہ جب اثر کر جاوے معنے ذکر کے قلب میں تو اسوقت ملاحظہ کرے معنی احسان ذکر کے کانہ یراہ پھر جب چمکے بجلی ابر کرم سے اور آفتاب غیب کی شعاعیں

توجه بسره للمشاهدة من غير
تحديق النظر اليه بل بطرق
اجلالا وتعظيما ونعم ما قال
بعض المشاهدين اشتياق
فاذا بدا طرقت من اجلاله
فذكره في ذلك الوقت المشاهدة و
قد قال سبحانه اذا رايتني فلا تذكرني
واذا لم ترني فلا تفارق اسمي ولم يكن هذا
المقام مقام بسط هذا المعنى وكانت
موعودة لما يجئ بعد ان شاء الله تعالى ولكن
الكلام يجر الكلام ثم اذا ذكر ذكرا كثيرا وارتفعت
الشمس قدر رمح او رمحين وحصل له الكلال
يترك الذكر فيراقب المذكور ويلاحظ
اولا نظره تعالى اليه عن جميع جوانب ذرات
وجوده ويجعل ذاته محاطا بنظره تعالى
فانه في الجهة والله سبحانه منزه عن
الجهة فلا يمكن له ان يتوجه الى جهة
ما ولكن اذا لاحظ نظره تعالى اليه
عن جميع جوانبه يصغر وجوده
وكلما يصغر وجوده يبيعه ذلك
النظر وهو يفر الى جواره حتى لا يبقى
له مفر وان الى ربك يومئذ مستقر
ثم اذا ارتفعت الجسمية في تلاشت
الجهات فيلاحظ۔ قرة العين
فی تفضیل الشیخین شاہ صاحب کی وفضائل شیخین میں بےنظیر کتاب ہے

اُسوقت متوجہ ہو اپنی سر سے واسطے
مشاہدہ کے سوا خوب طرح دیکھنے کے بلکہ
سر جھکا وے واسطے بزرگی اور تعظیم کے اور
کیا خوب کہا ہے بعضے مشاہدہ کرنیوالوں نے
کہ میں اُن کا مشتاق تھا جب وہ ظاہر ہوا
میں نے سر جھکا لیا اُسکے جلال سے اُسکی تعظیم کے
واسطے اور تحقیق کہا ہے اللہ تعالیٰ نے
جب تو مجھے دیکھے تو مرا ذکر نہ کر اور جب نہ دیکھے
تو میرے نام سے جدا نہ ہو اور یہ مقام ان باتوں
کے ذکر کا نہ تھا اُنکا تو وعدہ ہی آگے بیان
کرنیکا ہے انشاء اللہ تعالیٰ لیکن بات میں بات نکل آتی
ہے پھر جب اُسنے ذکر بہت کیا اور آفتاب بلند ہوا قدر
ایک نیزہ کے یا دو نیزہ کے اور اسکو ماندگی ہوئی
تو ترک کرے ذکر کو اور مراقبہ کرے مذکور کا اور ملاحظہ کرے
پہلے اللہ تعالیٰ کی نظر اپنی طرف اپنے وجود کے ذرہ ذرہ
کیطرف اور اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں احاطہ کیے
ہوئے جانے کیونکہ یہ جہت میں ہے اور اللہ تعالیٰ جہت سے منزہ
ہے تو ممکن نہیں متوجہ ہو کسیطرف لیکن جب ملاحظہ کرے گا
نظر اللہ تعالیٰ کی اسکی طرف سب جانب سے صغیر معلوم ہوگا
وجود اپنا اور جب صغیر معلوم ہوا اپنا وجود پیچھے ہوگی
اُسکی وہ نظر اور وہ بھاگے گا اسکے وجود کیطرف یہاں
تک کہ اسکے واسطے باقی نہیں رہے گا کوئی ٹھکانا بھاگنے کا
وان الی ربک یومئذ المستقر پھر جب
اُٹھ جائیں گے جسمیت اور نابود ونیست
ہو جائیں گے جہتیں تو ملاحظہ کرے گا۔

قرب الصفات ولا یحتاج الی التکلفات فعوالم الارواح منزہ عن الجہات فیدرك قربہ تعالیٰ بالمعنی والصفۃ ثم یترقی الی ما فوق ذلك ثم اذا تحرك الخواطر یدعوا ھذہ الدعاء اللھم انی اعوذبك من تفرقۃ القلب اللھم اجعلنی فارغ القلب مجموع اللھم بحیث لا یخطر فی قلبی سواك یحفظ منھم ثم یصلی رکعتی الاشراق یقرء فی الاولیٰ بعد الفاتحۃ اللہ نور السموات والارض الیٰ بکل شیء علیم وفی الثانیۃ اذن اللہ ان ترفع الیٰ بغیر حساب ثم یذکر مرات ویدعو ثم یشتغل بقرءۃ القرآن بالتامل والاتعاظ والترتیل والاحتفاظ کانہ یقرأ علی اللہ وکان اللہ یتکلم مع حاضر القلب داعیا مصفیا متادبا متخشعا ویقرأ مقدار حزب او حزبین ولا یکون فی قید الاکثار بل فی قید الاتعاظ والاعتبار فرب قاری القرآن والقرآن یلعنہ لانہ لا یصحح الحروف ولا یراعی الوقوف ولا یتعظ بمواعظ ولا یتفکر فی امثالہ ومزاجرہ

قرب صفات کو اور تکلفات کی کچھ حاجت نہیں رہنے کی اور عالم ارواح منزہ ہیں جہتوں سے تو ادراک کریگا قرب اللہ تعالیٰ کا ساتھ معنے اور صفت کے پھر ترقی کریگا اس کے فوق کی طرف پھر جب حرکت کرینگے خطرے یہ دعا پڑھے اللھم انی اعوذ بك من تفرقۃ القلب اللھم اجعلنی فارغ القلب مجموع اللھم بحیث لا یخطر فی قلبی سواك پھر پڑھے نماز اشراق دو رکعت پہلی میں الحمد کے بعد اللہ نور السموات والارض بکل شیء علیم تک دوسری میں اذن اللہ ان ترفع بغیر حساب تک پھر کئی دفعہ ذکر کرے اور دعا مانگے پھر مشغول ہو تلاوت قرآن شریف سے فکر کے ساتھ اور نصیحت ماننے کے ساتھ اور ترتیل کیساتھ اور حفاظت و ادب کے ساتھ اس طور کہ گویا اللہ تعالیٰ کے آگے پڑھ رہا ہوں اللہ سن رہا ہے قلب کو حاضر کرکے دعا کرتا ہوا اور صفا حال اور ادب کرتا ہوا اور خشوع کرتا ہوا اور پڑھے مقدار ایک سیپارہ یا دو سیپارہ کے اور بہت سا پڑھنے کا خیال نہ کرے بلکہ نصیحت و عبرت کا خیال رکھے کیونکہ بہت قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انکو لعنت کرتا ہے اسلئے کہ وہ حروف صحیح نہیں کرتے اور نہ وقفوں کی رعایت کرتے ہیں اور نہ عبرت پکڑتے ہیں اور نہ اسکی مثلوں میں اور نہ زجروں

حیات باقیہ اردو۔ ہندوستان میں نقشبندیہ خاندان کے سرتاج بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی پاک زندگی کے صحیح اور تاریخی واقعات اور اخلاق حالات اختصار کیساتھ قلمبند کئے گئے ہیں قیمت آٹھ آنے

ثم اذا فرغ من التلاوة يصلي صلوة الضحى ركعتين او اربعا يقرأ فيها بعد الفاتحة والضحى والم نشرح وفي الاربع اياهما والسورتين قبلهما والشمس والليل و يقتصر على هذا المقدار ثم اذا كان محتاجا اليه لتعليم يخلص النية ويخلص من شوائب النفس ويعلم الله من العلوم التي تقدم ذكرها ثم اذا كان محتاجا اليه وان كان ذكيا قابلا لاستخراج من الكتاب والسنة من الاصطلاحات ايضا قدر ما يحتاج اليه لا الفضول ولا الزوائد مما يفتخر به على القرآن ويتقرب به الى السلطان نعوذ بالله من الخذلان والخسران ثم قال فاذا فرغ من الاكل بالنية التي تقدمت وبالوصف الذي ذكر وراعي الادب كما ذكرنا ينام قيلولة عونا على قيام الليل فاذا استيقظ قام وتوضأ وصلى ركعتين شكرا لله تعالى ويشتغل بالذكر الى ان تزول الشمس فاذا زالت يصلي اربع ركعات تطوعا بسلام واحد شافعيا كان او حنفيا كذا صلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقرأ فيهما بعد الفاتحة ما تيسر له حزبا او اكثر او اقل وان لم يحفظ القرآن يقرأ في كل ركعة ثلاث مرات آية الكرسي ثم يصلي

مخصوص سورتوں کے باکمال نوافل

پھر جب تلاوت سے فارغ ہو نماز چاشت پڑھے دو یا چار رکعتیں انہیں الحمد کے بعد والضحی والم نشرح پڑھے۔ اور جو چار پڑھے تو اور دو سورتین جو انسے پہلے ہیں والشمس اور واللیل پڑھے۔ الحمد کے بعد اور اسقدر پر بس کرے جو لوگ اس سے حاجت رکھتے ہوں علم پڑھنے کی نیت خالص کریں اور نفس کی آسودگیوں سے پاک ہوں اور اللہ کیواسطے پڑھاوے وہ علم جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور جو ہو ذکی قابل کہ قرآن و حدیث سے اصطلاحیں نکالے تو جسقدر کی حاجت ہو اور فضول اور زوائد نہ ہو۔ کہ اپنے ہمسروں پر فخر کرے اور اس سے بادشاہ کا تقرب حاصل کرے نعوذ باللہ من الخذلان والخسران پھر کہا ہے کہ جب فارغ ہو کھانے سے اس نیت سے اور اس وصف سے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے تو سو رہے قیلولہ کرے کہ رات کو جاگنے میں مدد ملے پھر جب جاگے اٹھے تو وضو کرے اور دو رکعتین شکر اللہ کی پڑھے۔ اور ذکر سے مشغول ہو یہاں تک کہ آفتاب کو زوال ہو پھر جب آفتاب زائل ہو چار رکعتیں نفل ایک سلام سے پڑھے خواہ شافعی مذہب ہو خواہ حنفی ہو اس طور سے پڑھی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں پڑھے۔ بعد فاتحہ کے جسقدر ہو سکے ایک سیپارہ یا زیادہ یا کم اور جو قرآن حفظ نہ ہو تو ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین دفعہ آیۃ الکرسی پھر پڑھے

سالکین کیلئے دیگر ۱۴ معمولات

سنة الظهر اربعا ثم يصلي الفرض بالجماعة ثم يصلي السنة ركعتين. ثم يصلي ركعتين اخرين ثم اذا كان له همّ معيشتي او مطالعة او كتابة يشتغل به الى العصر ثم يصلي سنة العصر اربع ركعات ثم يصلي الفرض مع الجماعة ثم يقرأ الحزب المعهود من الاذكار ثم يشتغل بذكر لا اله الا الله كما ذكرنا الى وقت الغروب وان فرغ والشمس بعد ها غربت يشتغل بالتسبيح والاستغفار ثم يصلي المغرب بالجماعة ويصلي ركعتي السنة ثم يصلي ركعتين لبقاء الايمان يقرأ في كل منهما بعد الفاتحة اية الكرسي مرة وقل هو الله احد والمعوذتين كل واحدة مرة ثم اذ سلم يصلي على النبي صلى الله عليه واٰله وسلم عشر مرات ثم يدعوا بهذا الدعاء ثلث مرات اللهم اني استودعك ديني فاحفظ علي في حياتي وعند وفاتي وبعد مماتي ليثبته الله تعالى على الايمان ويامنه من النزع والخذلان كذا افادنا شيخنا قدس الله سره ثم اذ كان طالب العلم يشتغل فيما بين العشائين بالمطالعة او التكرار ولا يتكلم في هذا الوقت فان الكلام فيه يكدر القلب ويذهب بنضارة الوقت

چار سنت ظہر کی۔ پھر فرض جماعت کیساتھ پھر دو رکعتین سنت پڑھے۔ پھر دو رکعتین نفل پڑھے۔ پھر جو اُس کو کاروبار معاش کا ہو یا مطالعہ کتاب کا ہو۔ یا کتابت کرنی ہو اُس سے مشغول ہو عصر کی نماز تک۔ پھر چار سنتیں عصر کی پڑھے۔ پھر فرض پڑھے جماعت سے۔ پھر اپنا وظیفہ معمولی اذکار میں سے پڑھے پھر مشغول ہو ذکر لا الٰہ الا اللہ سے جیسے ہم ذکر کر چکے ہیں غروب آفتاب تک اور جو پہلے فارغ ہو جائے تو مشغول ہو تسبیح و استغفار سے پھر مغرب کی نماز پڑھے پھر دو سنتیں پڑھے پھر دو رکعتیں بقاء ایمان کیواسطے پڑھے الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک دفعہ دونوں میں اور قل ہو اللہ احد اور معوذتین بھی ایک ایک دفعہ دونوں رکعتوں میں پھر سلام پھیر کر دس بار درود شریف پھر تین بار یہ دعا مانگے اللھم انی استودعک دینی فاحفظ علی فی حیاتی وعند وفاتی وبعد مماتی۔ تاکہ ثابت رکھے اُسکے تئیں اللہ تعالیٰ اوپر ایمان کے اور امن میں رکھے جانکنی اور عذاب و رسوائی سے ایسا ہی افادہ فرمایا ہے ہمکو ہمارے پیر قدس اللہ سرہ نے پھر جبکہ طالب علم ہو تو مطالعہ میں مشغول ہو مغرب سے عشاء تک یا تکرار علم میں اور کلام نہ کرے اسوقت میں کہ اسوقت میں بات کرنے سے قلب مکدر ہوتا ہے اور تر و تازگی وقت کی جاتی رہتی ہے

الٰہی میں امانت رکھتا ہوں تیرے پاس اپنے دین کو پس تو حفاظت کر میری زندگی میں اور وقت مرنے کے اور بعد مرنے کے ۱۲

فلا یصفو الی آخر اللیل وکذا فیما بعد العشاء الآخر لا یتکلم البتۃ الا اذا عرض عارض شرعی فذالک لا یضرہ اذا کان مقتصرا علی قدر الحاجۃ وان لم یکن طالب العلم فالاولی لہ الاشتغال بذکر لا الٰہ الا اللہ علی الوصف الذی تعلم فان الذکر فی ھذا الوقت یصفی قلبہ عما طرء علیہ من امور الطبیعۃ فی النھار فلیتھیأ بالصفاء للحضور فی ما یعمل باللیل ثم یصلی سنۃ العشاء اربعا ثم یصلی الفرض بالجماعۃ ثم یصلی اربعا السنۃ وان شاء رکعتین ثم عاد الی منزلہ یصلی اربع رکعات بسلام واحد یقرء بعد الفاتحۃ فی الاولی آیۃ الکرسی فی الثانیۃ آمن الرسول الی آخرہ فی الثالثۃ اول سورۃ الحدید الی علیم بذات الصدور فی الرابعۃ آخر سورۃ الحشر من لو انزلنا ثم یشتغل بالذکر ویراعی الوظیفۃ علی ما شاھد اعنی یقرأ سورۃ الفاتحۃ ثلاث مرات ثم یشتغل بالذکر مع الفقراء ان کانوا والا وحدہ ثم اذا وجد قلبہ الحظ و مل النفس یراقب المذکور ثم اذا تحرکت الخواطر یدعو الدعاء المذکور ویشتغل بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مائۃ مرۃ ثم یصلی

تو صاف نہیں ہوتا۔ قلب آخر شب تک اور اسی طرح نماز عشا کے بعد بھی نہ باتیں کرے مگر شرعی عارضے سے کیونکہ اس سے نقصان نہیں اگر بقدر حاجت ہو اور جو طالب العلم نہ ہو تو اس کو یہی اولیٰ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو اسی طور سے جو سیکھا ہے کیونکہ اسوقت ذکر قلب کو صاف کرتا ہے امور طبیعہ سے جو دن میں گذرے ہیں۔ تو آمادہ ہو جائے صفا کیساتھ واسطے حضور کے جو عمل شب کو کریگا۔ پھر چار سنتیں عشا کی پڑھے پھر جماعت سے فرض پڑھے۔ پھر چار سنتیں اور چاہے دو سنتیں پھر جب اپنے مکان کو پھر آئے چار رکعت پڑھے ایک سلام سے الحمد کے بعد پہلی میں آیۃ الکرسی اور دوسری میں آمن الرسول آخر سورۃ تک اور تیسری میں اول سورہ حدید سے علیم بذات الصدور تک اور چوتھی میں آخر سورہ حشر کا لو انزلنا سے پھر ذکر سے مشغول ہو اور رعایت رکھے وظیفہ کی جیسا مشاہدہ کیا ہے۔ یعنی سورہ فاتحہ تین بار پڑھے پھر ذکر سے مشغول ہو ساتھ فقراء کے جو ہوں نہیں تو اکیلا ذکر کرے پھر جس وقت اسکا قلب حظ پائے اور نفس ملول ہو مراقبہ مذکور کرے پھر جب خطرے حرکت کریں تو وہی دعا پڑھے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھر درود شریف پڑھے۔

على جبرئيل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل وحملة العرش والملائكة المقربين وعلى جميع الانبياء و المرسلين ثلث مرات على ما رأى في مجالس الفقراء ثم يستغفر الله سبعين مرة يلاحظ في الاستغفار فتراته وغفلاته اليومية والسابقة ثم يدعو ويقرأ شيئا من القرآن بوالديه ثم لشيخه ولاستاد ثم لاصحابه واخوانه وبروح ارواح المؤمنين والمؤمنات تكبيرا ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وآله وسلم على ما رأى من الفقراء ثم اذا كان طالب العلم وكان الفصل شيئا يشتغل بالمطالعة الى غلبة النوم وان كان سالكا يشتغل بذكر لا اله الا الله الى غلبة النوم فاذا غلبت النوم لا يدفعه الآن لانه يضر في تهجده ينام بنية العون على العبادة والابقاء لحق النفس حاضر القلب ناظرا الى نظر الله تعالى اليه مستحييا منه ان يمد رجليه بين يديه عاجلا نفسه كانها تموت مسلما روحه الى الله تعالى ممتثلا امره تعالى قم الليل الا قليلا ويقرأ آية الكرسي و آمن الرسول وآخر سورة الكهف من ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات

جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل حاملین عرش اور ملائکہ مقربین اور تمام انبیا مرسلین پر تین مرتبہ جیسا دیکھا ہے مجلسوں میں فقرا کے پھر ستر دفعہ استغفار پڑھے اور خیال کرے اپنی سستی اور غفلت روز کی یا پہلے پھر د مانگے اور کچھ پڑھے قرآن شریف میں سے والدین اور پیر واستاد اور اپنے یاروں ا بھائیوں کے واسطے اور سب مومنین اور مومنات کی روح کو بخشے ثواب تکبیرا اور درو شریف پڑھے جیسے دیکھا ہے فقرا سے پھر طالب علم نیند کے غلبہ تک مطالعہ کرے اور سالک ہو تو ذکر لا الہ الا اللہ سے مشغول ہو نیند کے غلبہ تک اور جب نیند غلبہ کرے تو اُسکو دفع نہ کرے نہیں تو تہجد کو ضرر کرےگی سے نیت کرکے عبادت پر مدد کی اور نفس کے حق ادا کرنے کی حاضر ہو دل سے اور اللہ تعالی کے نظر کرنے کو دیکھتا ہو اور اس سے شرماتا ہو کہ اُس کے سامنے پانوں پھیلا ایسی صورت سے جیسے مرتا ہے اور روح کو اللہ کو سونپتا ہے اسکا حکم بجا لاتا ہے کہ قم اللیل الا قلیلا اور پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور آخر سورہ کہف ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سے

گلدستہ آسیہ۔ میلاد شریف میں نثر فصیح وسلیس نظم دلکش معہ چند معجزات رسول صلعم قیمت تین آ

يشهد ويقول باسمك اللهم وضعت
لبي وبك ارفعه اللهم قني عذابك يوم
عبادك ويكون في همته ان يقوم
يقول اللهم ايقظني في احب الاوقات
يك واشغلني بطاعتك فيه فاذا انتبهه
الله تعالى ينبغي ان يقوم ويذكر الله تعالى
ويقول الحمد لله الذي احيانا بعد ما اماتنا
ورد الينا ارواحنا واليه البعث والنشور
ويسبح الله تعالى ويستغفره ويتوضأ
ويصلي ركعتين ثم ينظر الوقت فان كان
عين يرى فضل الله تعالى ومنته عليه
الايقظ في وقت يقدر على استيفاء
حق التهجد فليبتدئ بالتهجد يصلي ركعتين
باية الكرسي وآمن الرسول ثم يسبح مرارا
ويذكر مرارا ويصلي على النبي صلى الله
عليه وآله وسلم ثم يصلي ركعتين طويلتين
يقرأ فيهما سورتي السجدة والدخان ثم يصلي
اخريين بسورة يس وانا فتحنا وسورة
الزمر او سورة الحديد او اي سورة شاء
ثم يصلي اخريين بسورة الملك والمزمل ثم
يصلي اخريين بسورة طه تماما او بعضا ثم يوتر
بسبح اسم وقل يا ايها الكفرون وقل هو الله احد
ويجمع في دعاء القنوت بين قول الحنفية و
الشافعية ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وآله
وسلم ثم يشتغل بالذكر على ما تعلم الى السحر الاولى

اور کلمہ شہادت پڑھے اور کہے باسمک
اللّٰھم وضعت جنبی وبک ارفعہ
اللھم قنی عذابک یوم تجمع عبادک اور اس
کے ارادہ میں ہو کہ اوٹھیگا اور کہے گا اللھم
ایقظنی فی احب الاوقات الیک
واشغلنی بطاعتک فیہ پھر جب اسکو
بیدار کر دے اللہ تعالیٰ تو چاہیئے کہ کھڑا ہو جائے
اور اللہ کا ذکر کرے اور کہے الحمد للہ الذی
احیانا بعد ما اماتنا ورد الینا ارواحنا
والیہ البعث والنشور اور سبحان اللہ
کہے اور استغفار پڑھے۔ اور وضو کرے اور دو
رکعتیں پڑھے پھر وقت پر نظر کرے اگر ایسا وقت
ہے کہ تہجد ادا کر سکتا ہے تو شروع کرے تہجد
دو رکعتیں پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول
کے ساتھ پھر سبحان اللہ کہے کتنی دفعہ اور ذکر
کرے کتنی بار اور درود شریف پڑھے پھر
دو رکعتین پڑھے بڑی دونوں میں سورہ سجدہ
اور سورہ دخان پڑھے پھر دو اور پڑھے سورہ
یٰس اور انا فتحنا اور سورہ [illegible] سورہ حدید
یا جونسی سورۃ چاہے پھر اور دو رکعتیں پڑھے
سورہ ملک اور سورہ مزمل پھر دو اور رکعتیں
سورہ طٰہٰ تمام یا کسی قدر پھر وتر پڑھے سبح اسم اور
قل یا ایہا الکفرون وقل ہو اللہ اور جمع کرے دعا
قنوت میں حنفیہ وشافعیہ کا قول پھر درود شریف
پڑھے پھر ذکر سے مشغول ہو جو جانتا ہے اول سحر تک

ر ۱ الٰہی تیرے نام سے میں لیٹا ہوں اور تیرے ہی نام سے اٹھونگا الٰہی بچا مجھ کو عذاب سے اس دن کہ جس دن جمع کرے تو بندوں کو ۱۲

ر ۲ الٰہی بیدار کر مجھکو اچھے وقت میں اور مشغول رکھ مجھکو عبادت میں اس وقت ۱۲

ر ۳ سب تعریف اسی کے لئے ہے جس نے زندہ کیا ہمکو مرنے کے پیچھے اور پھیر دی روحیں ہماری اور اسی کی طرف ہے اور نشور ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

وهو السدس الباقی من اللیل ثم یستغفر الله لنفسه ولوالدیه ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات والاحیاء منهم والاموات فیکون مودیا بهذا الاستغفار جمیع حقوق المومنین والمومنات ثم اذا قرب الصبح یدعو بدعوات یلیق باصحاب المحبة وارباب الهمم العلیة فان ذلك الوقت وقت خاص یستجاب فیه الدعوات فیدعو بما یلهمه الله تعالی بمقتضی مقامه ویحترز طالب الحق فی الادعیة عن الطلبات الدنیئة جدا والدعاء لامتثال امره اذ قال ادعونی استجب لکم وللتمکن فی اظهار الذلة والافتقار اذ قال بمقتضی کرمه وجوده علی لسان نبیه صلی الله علیه وآله وسلم من لم یسأل الله من فضله غضب علیه والا فکرمه ولطفه کاف وجوده وغناه واف وجدنا ولم نك شیئا واسبغ علینا نعمه ظاهرة وباطنة من غیر استحقاق ولا سابقة خدمة وطاعة فهو الان یمن علینا وفی الاتی یمن علینا ان شاء الله تعالی بفضله وکرمه ولکن

اور وہ چھٹا حصہ شب کا باقی ہے مغفرت چاہے اللہ سے اپنے لئے اور اپنے والدین اور جمیع مومنین ومومنات کے اور مسلمین و مسلمات زندہ اور اموات کیواسطے تو ادا ہوجاتے ہیں اس استغفار سے جمیع حقوق مومنین ومومنات کے پھر جب صبح قریب ہو تو دعائے ایسی جو لائق ہو اصحاب محبت اور عالی ہمتوں کے کیونکہ یہ وقت وقت خاص دعا کے قبول کا ہوتا ہے۔ تو دعا کرے وہ جو اللہ کی طرف سے الہام ہو موافق اپنے مقام کے اور طالب حق کو چاہئے دعا میں بچے ایسی دعاؤں سے جو کمینہ ہیں بہت اور دعا اس کے فرمان بجالانے کے واسطے ہے کہ اس نے فرمایا ہے۔ ادعونی استجب لکم اور واسطے تمکن اور اپنی ذلت ومحتاجی ظاہر کرنیکو کیونکہ اس نے اپنے کرم وبخشش کی راہ سے کہا ہے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر جو اللہ سے نہ سوال کرے اس شخص سے خدا غصہ ہوتا ہے۔ اور نہیں تو اسکا لطف وکرم کافی ہے۔ اور اس کی بخشش وغنا وافی ہے ہم کو ہست کردیا حالانکہ ہم کچھ بھی نہ تھے اور ہم پر بڑی نعمتیں ظاہر وباطن کی فراخ کیں ہمارا کچھ استحقاق نہ تھا نہ کوئی سابقہ خدمت عبادت کا اب بھی اسکا ہم پر احسان ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بفضلہ وکرمہ۔ لیکن اس کی

مناقب فخریہ فارسی۔ حالات، کرامات، ملفوظات حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی قدس سرہ العزیز قیمت ۴ؔ

مقتضی حکمتہ ان یتعبد بالطاعات وعبادات واذکار وادعیۃ واستغفار یزیدنا بفضلہ من فضلہ ومن ظهر علیہ اسرار صفاتہ الازلیۃ الابدیۃ عرف ان الامور التی وقعت وتقع فی جمیع الکائنات والاوامر والنواهی التی صدرت فی التعبدات هی مقتضیات الصفات الثابتۃ للذات ازلا وابدا فلا یطلب الحجۃ والبرهان واظهر التسلیم والاذعان یصل ان شاء اللہ تعالی الی مراتب کمال الایمان والاحسان والعرفان ثم اذا طلع الصبح الصادق یفعل ویقول ما تقدم ذکرہ والحمد للہ علی التوفیق۔ اما طریقہ کبرویہ شعب وبسیار است اشہر آنہا امروز در ترکستان وکشمیر وغیرہ آن شعبہ امیر سید علی ہمدانی است ونادر ترین آنہا خرقہ کبرویہ است از جہت خواجہ نقشبند نسب هذہ لفقیر الخرقۃ من الشیخ ابی طاهر وهو لبسها من ابیہ بلباسہ من الشیخ احمد القشاشی بلباسہ لها من الشیخ احمد الشناوی بلباسہ لها من ید ابیہ من ید جدہ بلباسہ لها من الشیخ عبد الوهاب الشعراوی بلباسہ لها من شیخ الاسلام زین الدین ذکریا بلباسہ لها من الشمس محمد بن عمر الواسطی

حکمت کا مقتضا ہے کہ اُسکی طاعات و عبادات کریں اور ذکر اور دُعائیں اور استغفار تاکہ ہم کو زیادہ کرے اپنے فضل سے اور جس پر ظاہر ہوئے اسرار اُسکی صفات ازلیہ ابدیہ کے وہ پہچانتا ہے۔ کہ جو امور واقع ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہونگے تمام کائنات میں اور جو جو امر اور نہی صادر ہوئے عبادت میں وہ مقتضا ہے۔ اُس کی صفات کا جو اُس کی ذات کے واسطے ہیں ازلًا اور ابدًا تو وہ حجت اور برہان نہیں طلب کرتا اور تسلیم و یقین ظاہر کرتا ہے۔ انشاء اللہ مراتب کمال ایمان و احسان و عرفان کو پہنچیگا۔ پھر جب صبح صادق ہوا کرے تو وہی کرے اور کہے جسکا ذکر ہو چکا ہے۔ والحمد للہ علی التوفیق۔ اور طریقہ کبرویہ کے شعبے بہت ہیں۔ اُن میں بہت مشہور ترکستان و کشمیر وغیرہ میں امیر سید علی ہمدانی کا شعبہ ہے اور بہت نادر اُن کا خرقہ کبرویہ ہے خواجہ نقشبند کی جہت سے اِس فقیر نے یہ خرقہ پہنا ہے شیخ ابو طاہر کے ہاتھ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے انہوں نے شیخ احمد شناوی سے انہوں نے اپنے والد کے ہاتھ سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے شیخ عبد الوہاب شعراوی سے انہوں نے شیخ الاسلام زین الدین زکریا سے انہوں نے شمس محمد بن عمر واسطی سے

سلسلہ [illegible] نمبر ۱۰۶۔ طریقہ کبرویہ

وهو من أبي العباس احمد الزاهد وهو
من الشهاب الدمشقي وهو من عبد الرحمن
الشرقي وهو من احمد الرودباري وهو من
رضي الدين علي بن سعيد الغزنوي المعروف
بلالا وهو من المجد البغدادي وهو من
الشيخ نجم الدين الكبرى وايضا لبسها الشيخ
ابو طاهر من ابيه الشيخ ابراهيم الكردي
من القشاشي من الشناوي من السيد
غضنفر بن جعفر النهرواني نزيل مدينة
المشرفة من الشيخ تاج الدين عبد الرحمن
بن مسعود الكازروني عن الحافظ نور الدين
احمد الطاؤسي قال لبستها تبركا من
المحقق الشريف السيد علي الجرجاني وهو من
خواجه علاؤ الدين العطار سمرقندي وهو
من خواجه بهاؤ الدين محمد المشهور بنقشبند
وهو من الشيخ سلطان الدين وهو من الشيخ
احمد مولانا وهو من الشيخ باباكمال الجندي
وهو من الشيخ المقتدي نجم الدين الكبرى
وايضا اخذ هذا الفقير الطريقة ولبس الخرقة
عن ابيه الشيخ عبد الرحيم عن السيد
عبد الله عن الشيخ ادم البنوري عن الشيخ
احمد السرهندي عن الشيخ يعقوب الصرفي
الكشميري عن الشيخ حسين الخوارزمي
عن الشيخ حاجي محمد بن صديق الخبوشاني
عن الشيخ شاه علي بيداوزي

اُنہوں نے ابوالعباس احمد زاہد سے اور اُنہوں
نے شہاب دمشقی سے اُنھوں نے عبدالرحمٰن
شرقی سے اُنہوں نے احمد رودباری سے
اُنہوں نے رضی الدین علی بن سعید غزنوی سے
جو لالا مشہور ہیں اُنھوں نے محمد بغدادی سے
اُنہوں نے شیخ نجم الدین کبری سے اور نیز
شیخ ابوطاہر نے پہنا اپنے والد شیخ ابراہیم کردی
سے اُنہوں نے قشاشی سے اُنہوں نے
شناوی سے اُنہوں نے سید غضنفر بن جعفر
نہروانی نزیل مدینہ مشرفہ سے اُنہوں نے شیخ تاج الدین
عبدالرحمٰن بن مسعود گازرونی سے اُنہوں نے
حافظ نورالدین احمد طاؤسی سے کہا پہنا میں نے
تبرکاً محقق شریف سید علی جرجانی سے اُنہوں نے
خواجہ علاؤالدین عطار سمرقندی سے اُنہوں نے
خواجہ بہاؤالدین محمد مشہور نقشبند سے اُنہوں نے
شیخ سلطان الدین سے اُنہوں نے شیخ احمد مولانا
سے اُنہوں نے شیخ باباکمال حیدی سے اُنہوں
نے شیخ مقتدا نجم الدین کبری سے اور نیز اس فقیر
نے یہ طریق حاصل کیا۔ اور خرقہ پہنا اپنے والد شیخ
عبدالرحیم سے اُنہوں نے سید عبداللہ سے اُنہوں نے
شیخ آدم بنوری سے اُنہوں نے شیخ احمد سرہندی
سے اُنہوں نے شیخ یعقوب صرفی کشمیری
سے اُنہوں نے شیخ حسین خوارزمی سے
اُنہوں نے شیخ حاجی محمد صدیق خبوشانی
سے اُنہوں نے شاہ علی بیدوازی سے

عن الشيخ رشيد الدين محمد بيدا وازى
عن السيد عبد الله برزش آبادی عن الشيخ اسحق
الختلانی عن الامیر سید علی الهمدانی ثم
الامير السيد علي الهمداني اخذ الطريقة عن
الشيخ شرف الدين محمود بن عبد الله المزدقانی
والشيخ تقي الدين علي الدوستي السمناني كلاهما
عن الشيخ علاء الدين ولد احمد بن محمد السمناني عن
الشيخ نور الدين عبد الرحمن الكسرفنی
الاسفرائنی عن الشيخ جمال الدين احمد
الجوزفانی عن الشيخ رضي الدين علي لالا
عن الشيخ نجم الدين الكبرى ثم الشيخ
المقتدى نجم الحق والدين ابو الجناب
احمد بن عمر بن محمد الخوارزمي الخيوقي المعروف
بالكبرى الموصوف بشيخ ولي تراش له
جهتان احدهما انه صحب ولبس الخرقة
تبركا واخذ الطريقة عن الشيخ عمار بن ياسر
عن الشيخ ابي النجيب عبد القاهر بن عبد الله
السهروردي عن ابيه عن عمه عمر بن محمد
عن ابيه محمد بن عويه عن احمد بن اليسار
عن ممشاد الدينوري عن ابي القاسم الجنيد بسنده
المذكور والثانية انه صحب ولبس خرقة
الاصل واخذ الطريقة عن الشيخ اسمعيل
القصري وهو من الشيخ محمد بن المالكيل وهو
من الشيخ داؤد بن محمد المعروف بخادم الفقراء
وهو من الشيخ ابي العباس بن ادريس وهو

اُنھوں نے شیخ رشید الدین محمد بیداوازی سے
اُنھوں نے سید عبد اللہ برزش آبادی سے
اُنھوں نے شیخ اسحق ختلانی سے اُنھوں
نے امیر سید علی ہمدانی سے پھر امیر سید علی ہمدانی
نے حاصل کیا طریقہ شیخ شرف الدین محمود بن عبد اللہ
مزدقانی سے اور شیخ تقی الدین علی دوستی سمنانی
سے۔ اور اُن دونوں نے شیخ علاؤ الدین ولد احمد
بن محمد سمنانی سے اُنھوں نے شیخ نور الدین عبد الرحمن
کسرفنی اسفرائنی سے اُنھوں نے شیخ جمال الدین
احمد جوزفانی سے اُنھوں نے شیخ رضی الدین لالا علی سے
اُنھوں نے شیخ نجم الدین کبری سے پھر شیخ مقتدا
نجم الحق والدین ابو الجناب احمد بن عمر بن محمد خوارزمی
خیوقی معروف کبری مشہور شیخ ولی تراش کو
دو جہتوں سے ہے۔ ایک تو اُنھوں نے صحبت
پائی اور خرقہ پہنا اور حاصل کیا طریقہ شیخ عمار بن
یاسر سے اُنھوں نے شیخ ابو نجیب عبد القاہر بن
عبد اللہ سہروردی سے اُنھوں نے اپنے والد سے
اُنھوں نے اپنے چچا عمر ابن محمد سے اُنھوں نے اپنے والد
محمد بن عویہ سے اُنھوں نے احمد بن یسار سے
اُنھوں نے ممشاد دینوری سے اُنھوں نے ابو القاسم
جنید سے ساتھ سند مذکور کے اور دوسری جہت یہ
کہ اُنھوں نے صحبت پائی اور اصل خرقہ پہنا اور طریقہ
حاصل کیا شیخ اسمعیل قصری سے اُنھوں نے محمد بن المالکیل
سے اُنھوں نے شیخ داؤد بن محمد معروف خادم الفقراء سے
اور اُنھوں نے شیخ ابو العباس بن ادریس سے اور اُنھوں نے

من الشیخ ابی القاسم بن رمضان و هو من الشیخ ابی یعقوب النهرجوری و هو من الشیخ ابی یعقوب السوسی و هو من الشیخ عبد الواحد بن زید و هو من الشیخ کمیل بن زیاد و هو من سیدنا علی رضی الله عنه و قدس الله اسرارهم و رحمنا بهم آمین۔ طاؤسی بسند ابی طاؤس التابعی المشهور۔ کسرفنی بفتح کاف و کسر سین مهملة و فا و نون معرب جوربان بضم جیم و سکون واؤ و رای مهملة و بای عجمیه۔ ابو الجناب بفتح جیم و تشدید نون و بای موحده۔ خیوقی بکسر خای معجمه و سکون یای تحتیه و فتح واؤ و کسر قاف۔ قصری بفتح قاف و سکون صاد مهمله و کسر رای مهمله۔ شیخ نجم الدین کبری خرقهٔ اصل از دست شیخ اسمٰعیل قصری پوشیده است مراد از خرقهٔ اصل آنست که نه از جهت تبرک بوده باشد۔ محمد بن مانکیل بسکون لام و کسر کاف و سکون یاء مثناة تحتیه۔ کاتب حروف گوید در بعض مانکیل بجای لام یافته می شود۔ و نهرجوری بفتح نون و سکون ها و فتح را مهمله و ضم جیم و سکون واو و کسر را مهمله و یای تحتیه۔ سوسی بواو میان دو سین مهمله اول مضموم و ثانی مکسور منسوب بسوس شهریست بمغرب

شیخ ابوالقاسم بن رمضان سے۔ اور انہوں نے شیخ ابو یعقوب نہرجوری سے اور انہوں نے شیخ ابو یعقوب سوسی سے اور انہوں نے شیخ عبدالواحد بن زید سے اور انہوں نے شیخ کمیل بن زیاد سے اور انہوں نے سیدنا علی سے رضی اللہ عنہ و قدس اللہ اسرارہم و رحمنا بہم آمین۔ طاؤسی نسبت طاؤس تابعی مشہور ہیں۔ کسرفنی بفتح کاف و کسر سین مہملہ و فا و نون ہے۔ جوربان بضم جیم و سکون واؤ و رائے مہملہ و بائے عجمیہ ہے۔ ابوالجناب بفتح جیم و تشدید نون و بائے موحدہ ہے۔ خیوقی بکسر خائے معجمہ و سکون یائے تحتیہ و فتح و کسر قاف ہے۔ قصری بفتح قاف و سکون صاد مہملہ و کسر رائے مہملہ ہے۔ شیخ نجم الدین کبری نے خرقہ اصل شیخ اسمٰعیل قصری کے ہاتھ سے پہنا ہے اور خرقہ اصل سے مراد یہ ہے کہ تبرک کی جہت سے نہ ہو۔ محمد بن مانکیل بہ سکون لام و کسر کاف و سکون یائے مثناۃ تحتیہ و لام ہے۔ کاتب حروف کہتا ہے بعض نسخوں میں مانکیل یعنی نون بجائے لام اول کے لکھا ہوا ہے۔ نہرجوری بفتح نون و سکون ہا و فتح رائے مہملہ و ضم جیم و سکون واؤ و کسر رائے مہملہ و یائے تحتیہ ہے۔ سوسی بواؤ میان دو سین مہملہ اول مضموم و ثانی مکسور نسبت ہے سوس سے کہ ایک شہر ہے مغرب میں

www.ubqari.org

یا شہرے سوس نام کہ در وے قبر دانیال پیغمبر است شیخ مجد الدین بغدادی در کتاب تحفۃ البررۃ آوردہ است کہ نسبت خرقہا متصل است بہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحدیث درست متصل مستفیض و فرمودہ است کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرقہ پوشانید۔ امیر المومنین علی را کرم اللہ وجہہ و تمام این سلسلہ را ذکر کردہ است قلت والمحققون من اہل الحدیث ینکرون ہذا الاتصال من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومع ذالک فلم یزالو بنسبونہ الی ابی القاسم الجنید البغدادی ومن فی طبقتہ واللہ اعلم انبانی السید الوالد اجازۃً قال انبانی الشیخ عظمۃ اللہ الاکبرابادی اجازۃً عن ابیہ عن جدہ عن الشیخ عبد العزیز الدھلوی انہ قال منقول است از حضرت مولانا نور الحق والدین جعفر نور اللہ مرقدہ کہ کیفیت اوراد و اوقات سلسلہ کامل المحقق الصمدانی علی الثانی امیر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز آنست کہ چون سپیدی صبح صادق بدمد دو رکعت نماز سنت بامداد بگزارد و چون سلام بدہد این تسبیح را صد بار بخواند کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ

نقل است از حضرت کہ در منشیات خود نوشتہ اند کہ در آنوقت کہ بسرندیب بزیارت قدم گاہ

یا وہ شہر سوس نام کہ جس میں قبر ہے دانیال پیغمبر کی۔ شیخ مجد والدین بغداوی نے کتاب تحفۃ البررۃ میں لکھا ہے کہ خرقون کی نسبت متصل ہے۔ پیغامبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حدیث درست متصل مستفیض سے اور فرمایا ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرقہ پہنایا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو اور تمام اس سلسلہ کا ذکر کیا ہے میں کہتا ہوں اور محققین اہل حدیث نے انکار کیا ہے اس اتصال کا نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے اور باوجود اسکے ہمیشہ نسبت اسکی کرتے ہیں ابو القاسم جنید بغدادی تک اور جو انکے طبقہ میں ہیں واللہ اعلم۔ خبر دی مجھکو حضرت والد نے اجازت کی۔ کہا خبر دی مجھکو شیخ عظمۃ اللہ اکبر آبادی نے اجازت کی اپنے والد سے انکے دادا شیخ عبد العزیز دہلوی سے کہ انہوں نے فرمایا کہ منقول ہے حضرت مولانا نور الحق والدین جعفر نور اللہ مرقدہ سے کہ کیفیت اوراد اور اوقات سلسلہ کامل محقق صمدانی علی ثانی امیر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز کی یہ ہے۔ کہ جب صبح صادق طلوع ہو دو رکعت نماز سنت فجر پڑھے۔ جب سلام پھیرے اس تسبیح کو ایک سو دفعہ پڑھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ

نقل ہے اُن حضرت سے کہ اپنے منشیات میں لکھا ہے کہ جب میں سرانديب میں واسطے زیارت قدم گاہ

طریق وظائف کبرویہ

[illegible]

۲۴ | خواب میں زیارت

آدم صفی رفتم چون نزدیک آن قدم گاہ رسیدم سحرگاہ واقعہ عظیم شد کہ جمع کثیر از مشائخ کبار بدیدن این درویش آمدند ویکے ازان جملہ شیخ نجم الدین کبری بود قدس سرہ العزیز درآنحالت از شیخ سوال کردم از اذکار کدام فاضل تر ست کہ بمواظبت آن قربت بندہ بحق میسر شود شیخ فرمود کہ در جملہ اخبار وارد ہ واحادیث صحیحہ نظر کردم آن عظمتی کہ درین تسبیح یافتم در ہیچ کلام نیافتم چون بخود باز آمدم این حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخاطر آمد کہ کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن وھما سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ در فتوحات آوردہ است کہ ہر کہ بامداد صد بار این تسبیح بگوید ویرا ہیچ گناہ نماند واین از وصایائے مشائخ است کہ ہر کہ مداومت نماید برکت وصفائی آنرا مشاہدہ خواہد کرد چون صد بار بخواند **ایضاً** این دعا را کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت می کند کہ میان سنت وفریضہ بامداد بخواند اللھم انی اسئلک رحمۃ تا آخر بخواند بعدہ فریضہ نماز بامداد بگذارد چون سلام دہد باوراد فتحیہ خواندن مشغول شود

آدم صفی علیہ السلام کے گیا جب وہاں قدمگاہ کے پہونچا صبحکو واقعہ عظیم یعنی خواب دیکھا کہ بہت سے مشائخ کبار اس فقیر کے دیکھنے کو آئے ہیں انہیں میں سے شیخ نجم الدین کبری بھی تھے قدس اللہ سرہ العزیز میں نے اس حال میں شیخ سے سوال کیا کہ کونسا ذکر بہت افضل ہے کہ اُسپر مواظبت کرنے سے بندہ کو حق تعالی کا قرب میسر ہو جائے شیخ نے فرمایا کہ سب اخبار وارد ہ اور صحیح حدیثوں کو میں نے غور سے دیکھا جو عظمت کہ اس تسبیح میں پائی کسی میں نہ پائی جب میں ہشیار ہوا تو یہ حدیث حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے یاد آئی۔ کلمتان[لہ] خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن وھما سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ سچے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات میں لکھا ہے کہ جو کوئی اسے سو دفعہ صبحکو یہ تسبیح پڑھے اُسکا کوئی گناہ نہ رہے اور یہ مشائخ کے وصایا میں سے ہے کہ جو کوئی اسے سو دفعہ ہمیشہ پڑھا کرے اس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کرے گا

ایضاً اس دعا کو جو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھے اللھم انی اسئلک رحمۃ آخر تک پڑھکر پھر فرض صبح کے پڑھے جب سلام پھیرے اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو

[لہ] کلمات جو زبان پر ہلکے ہیں میزان پر بھاری ہیں اللہ کو پیارے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم الخ ۱۲

فتوحات مکیہ کا حوالہ

کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل
جمع شدہ است و فتح ہر یک ازان در کلمہ بودہ
است ہر کہ از سر حضور ملازمت نماید برکت و
صفائی آن مشاہدہ خواہد نمود و از ولایت
ہزار و چہار صد ولی نصیب یابد واللہ ولی
التوفیق اکنون اگر فضائل و خواص این اوراد
گفتہ شد تطویل انجامد چرا کہ آن حضرت در مدت
عمر خود معمورہ عالم را سہ نوبت سیر کردہ اند ہزار چہار
صد ولی کامل را یافتہ اند و چہار صد از ایشان در یک
مجلس سلطان محمد خدائے بندہ دیدہ اند و از ہر ولی در وقت
وداع دعائے در رقعہ التماس نمودہ اند و آن
رقعہا را بر جامہ خود مرقع کردہ اند و آن ادعیہ
و اذکار را کہ بے اختیار بر زبان ایشان جاری
مے شد جمع ساختہ اند این اوراد شدہ است منقول
است از ہمان حضرت کہ چون دوازدہم بار بزیارت
کعبہ رفتم بمسجد اقصیٰ رسیدم حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را واقعہ دیدم کہ بجانب
این درویش مے آیند برخاستم پیش رفتم و سلام
گفتم از آستین مبارک خود جزوی بیرون
آوردند و این درویش را فرمود کہ خذ ہذہ
الفتحیۃ یعنی بگیر این فتحیہ را چون از دست
مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس۔ جلد مجلد

کہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے
جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی انہیں سے ایک کلمہ
میں ہوئی ہے جو حضوری کیساتھ اپنے پر لازم کر
لے اسکی برکت اور صفائی مشاہدہ کریگا۔ اور
ایکہزار چار سو ولی کی ولایت سے حصہ پائیگا واللہ
ولی التوفیق اب اگر فضائل اور خواص اس اوراد
کے بیان کئے جائیں تو بہت طویل ہو جائے اس واسطے
کہ آن حضرت نے اپنی ساری عمر میں معمورۂ عالم
کی تین مرتبہ سیر کی ہے اور خود دہ سو ولی کامل سے
ملے ہیں اور ان میں سے چار سو کو ایک مجلس میں
سلطان محمد خدا کے بندے نے دیکھا ہے اور ہر ولی
سے رخصت کیوقت دعا اور رقعہ کی التماس کی ہے
اور ان رقعوں کو اپنے جامہ پر مرقع کیا ہے اور ان دعاؤں کو
اور ذکروں کو جو بے اختیار انکی زبان پر جاری ہوتے تھے
جمع کیا ہے یہ اوراد ہو گیا ہے منقول ہے انہیں حضرت سے
کہ جب بارہویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا مسجد
اقصیٰ میں پہونچا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اس درویش کیطرف
تشریف لائے ہیں میں اٹھا اور آگے گیا اور سلام
کیا آپنے اپنی آستین مبارک سے ایک جزو نکالا اور
اس درویش سے فرمایا کہ خذ ہذہ الفتحیۃ یعنی
اس فتحیہ کو لے جب میں نے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے

ایک ہزار چار سو ولی کی ولایت کا حصہ | اور اد فتحیہ کے حق میں بشارت

؎ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف حسنین شاہ و صاحب نے وہ تمام حدیثیں جمع کی ہیں جو حضور صلعم نے خلفاء اربعہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل میں فرمائی ہیں معہ ترجمہ

باکمال ولی کو ایصال ثواب ۱۲۶

گرفتم و نظر کردم ہمیں اوراد بود و بدین اشارت اوراد فتحیہ نام کردہ شد واللہ الہادی الی صراط مستقیم فذکر الاوراد الفتحیۃ بتمامہا وجدت بخط سیدی الوالد قدس سرہ ختم میر سید علی ہمدانی اول نیم شب برخیزد و وضو تازہ کند و دو رکعت نفل ادا نماید و در ہر رکعتے بعد فاتحہ یازدہ بار سورۂ اخلاص بعد از سلام ہزار بار بگوید بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد ازاں ہزار بار بخواند یا خفی الالطاف ادرکنی بلطفک الخفی بعدہ ہزار بار و یکبار یا بدوح بخواند و سر بگریبان فرو برد و مراقبہ کند بہ بیند از عالم غیب چہ چیز مشاہدہ می شود بعد از فراغ دوگانہ ثواب امیر سید علی ہمدانی بخواند۔ انتہی

فصل

اما طریقہ مدینیہ را شعب بسیار است و اشہر آنہا در مغرب شعبہ مغاربہ ہست و در حضرموت شعبہ عیدروسیہ از جہت سید عبد اللہ عیدروس کبیر و این فقیر را ارتباط بہر یکے واقع شدہ اخذ کردم این طریق را از شیخ ابو طاہر عن شیخی الحرم المکی الشیخ احمد النخلی و الشیخ عبد اللہ بن سالم البصری عن الشیخ عیسی المغربی عن شیخہ سعید بن ابراہیم الجزائری المفتی الشہیر بقدورہ عن الشیخ المحقق سعید بن المصری عن الولی الکامل احمد محی الوہرانی عن شیخ الاسلام العارف باللہ سیدی ابراہیم التازی عن شیخ الطریقۃ

سے اور نظر کی تو یہی اوراد تھے اس اشارہ سے انکا نام فتحیہ رکھا گیا۔ واللہ الہادی الی صراط مستقیم پس ذکر اوراد فتحیہ کا تمام ہوا اور حضرت والد قدس سرہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا طریق ختم میر سید **علی ہمدانی** کا۔ اول آدھی رات کو اٹھے اور وضو تازہ کرے اور دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد گیارہ دفعہ سورہ اخلاص بعد سلام کے ہزار دفعہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اسکے بعد ہزار دفعہ پڑھے۔ یا خفی الالطاف ادرکنی بلطفک الخفی اسکے بعد ایک ہزار اور ایک مرتبہ یا بدوح اور سر گریبان میں جھکائے اور مراقبہ کرے دیکھے عالم غیب کیا چیز مشاہدہ ہوتی ہے جب اس سے فارغ ہو دوگانہ پڑھے اسکا ثواب سید علی ہمدانی کو بخشے۔ انتہی۔

فصل

طریقہ مدینیہ کے شعبے بہت ہیں ان میں بہت مشہور مغرب میں شعبہ مغاربہ ہے اور حضرموت میں شعبہ عیدروسیہ ہے۔ سید عبد اللہ عیدروس کبیر کی جہت سے اور اس فقیر کو ہر ایک سے ارتباط ہے حاصل کیا میں نے اس طریقہ کو شیخ ابو طاہر سے انہوں نے دو شیخوں حرم مکے سے شیخ احمد نخلی سے اور شیخ عبد اللہ بن سالم بصری سے انہوں نے شیخ عیسی مغربی سے انہوں نے اپنے شیخ سعید بن ابراہیم جزائری مفتی عرف قدورہ سے انہوں نے شیخ محقق سعید بن مصری سے انہوں نے ولی کامل احمد محی ہرانی سے انہوں نے شیخ الاسلام عارف باللہ سیدی ابراہیم تازی سے انہوں نے شیخ الطریقہ

طریقہ ختم میر سید علی ہمدانی

سلسلہ عیدروسیہ

سیدی صالح بن موسیٰ الزواوی عن
الشیخ معمر محمد بن مخلص عن الشیخ
مغلطائی بن قلیج عن ابی عبد اللہ العریان
عن والدہ الشیخ جماعة الطویل النامدی عن
شریف ابی محمد الناجوری عن القطب
ابی محمد صالح عن قطب الطریقة الشیخ
ابی محمد بن المغربی۔ ایضاً اخذ کرد این فقیر طریقه
را از شیخ ابو طاهر عن الشیخ احمد النخلی المکی
عن السید عبد الرحمن بن علی باعلوی تلمیذ
السید عبد اللہ بن علوی الحداد وخرج
ابنته عن السید عبد اللہ بن علوی حداد
وانتسابه فی الطریقة الی السید محمد
بن علوی نزیل مکة عن السید عبد اللہ
بن علی صاحب الرهط عن الشیخ بن عبد اللہ
العیدروس المقبور باحمد آباد عن والدہ
السید عبد اللہ بن الشیخ عن عمه السید
ابی بکر العیدروس صاحب عدن
عن ابیه القطب السید عفیف
الدین عبد اللہ العیدروس الکبیر
الذی ینسب الیه الشعب العید
روسیة عن عمه السید عمر المحضار
عن والدہ السید عبد الرحمن بن
محمد السقاف عن ابیه محمد بن علی مولی
الدویلة عن ابیه علی بن علوی
عن ابیه علوی بن محمد عن ابیه

سیدی صالح بن موسیٰ زواوی سے انہوں نے
شیخ معمر محمد بن مخلص سے انہوں نے شیخ مغلطائی
بن قلیج سے انہوں نے ابو عبداللہ عریان سے
انہوں نے اپنے والد شیخ جماعت طویل نامدی
سے انہوں نے شریف ابو محمد ناجوزی سے انہوں
نے قطب ابو محمد صالح سے انہوں نے قطب الطریقہ
شیخ ابو محمد بن مغربی سے اور نیز حاصل کیا یہ طریقہ
اس فقیر نے شیخ ابو طاہر سے انہوں نے شیخ احمد نخلی
مکی سے انہوں نے سید عبدالرحمٰن بن علی باعلوی
شاگرد سید عبداللہ بن علوی حداد اپنے داماد سے انہوں
نے سید عبداللہ بن علوی حداد سے اور انکی نسبت طریقہ
میں ہے سید محمد بن علوی نزیل مکہ کی طرف انہوں
نے سید عبداللہ بن علی صاحب الرہط سے انہوں نے شیخ
بن عبداللہ عیدروس سے جنکی قبر احمد آباد میں ہے انہوں نے
اپنے والد سید عبداللہ بن شیخ سے انہوں نے اپنے چچا
سید ابوبکر عیدروس صاحب عدن سے انہوں
نے اپنے والد قطب سید عفیف الدین عبداللہ
عیدروس سے اور وہ بزرگ جن کی طرف
نسبت کیا جاتا ہے شعبہ عیدروسیہ انہوں
نے اپنے چچا سید عمر محضار سے انہوں نے
اپنے والد سید عبدالرحمٰن بن محمد سقاف
سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی مولیٰ
دویلہ سے۔ انہوں نے اپنے والد علی بن
علوی سے انہوں نے اپنے والد علوی
بن محمد سے انہوں نے اپنے والد

دیگر سلاسل طریقت

محمد بن علي وهو جد آل سادة باعلوي عن الشيخ ابي مدين المغربي بواسطة رجلين الشيخ عبد الله الصالح المغربي والشيخ عبد الرحمن المقعد المغربي وكان الشيخ ابو مدين ارسل الشيخ عبد الرحمن ليلبس الفقيه المقدم محمد بن علي فمرض بمكة فارسل الشيخ عبد الله الى حضرموت فالبسه الخرقة ثم الشيخ المقعدي ابو مدين شعيب بن حسن المغربي اخذ الطريقة ولبس الخرقة عن شيخه ابي يعزا عن الشيخ علي بن حرزهم عن الفقيه الحافظ القاضي ابي بكر محمد بن عبد الله بن محمد المعاضري المعروف بابي بكر بن العربي الاندلسي الاشبيلي عن الامام حجة الاسلام ابي حامد محمد الغزالي عن امام الحرمين عبد الملك عن والده الشيخ ابي محمد عبد الله بن يوسف الجويني عن الشيخ العالم العارف ابيطالب المكي محمد بن علي بن عطية الحارثي عن ابي بكر دلف بن جحدر الشبلي عن السيد الطائفة ابي القاسم جنيد لبغدادي ولمحمد بن علي الفقيه المقدم طريقة اخرى هي طريقة الاباء والجدود وهي انه اخذ عن ابيه علي وهو اخذ عن والده محمد صاحب مرباط عن ابيه

محمد بن علی سے کہ وہ جد ہیں آل سادہ باعلوی کے انہون نے شیخ ابو مدین مغربی سے بواسطہ دو شخصون کے ایک شیخ عبداللہ صالح مغربی اور ایک شیخ عبد الرحمن مقعد مغربی اور شیخ ابو مدین نے بھیجا تھا شیخ عبد الرحمن کو کہ خرقہ پہنائے فقیہ مقدم محمد بن علی کو سو وہ بیمار ہو گئے مکہ میں تو بھیجا شیخ عبداللہ نے حضرموت کی طرف تو ان کو خرقہ پہنایا پھر شیخ مقعدی ابو ابو مدین شعیب بن حسن مغربی نے طریقہ اخذ کیا اور خرقہ پہنا اپنے شیخ ابو یعزا سے انہون نے شیخ علی بن علی حرزہم سے انہون نے فقیہ حافظ قاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ بن محمد معافری عرف ابو بکر بن عربی اندلسی شبیلی سے انہون نے امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی سے انہون نے امام الحرمین عبد الملک سے انہون نے اپنے والد شیخ امیر محمد عبداللہ بن یوسف جوینی سے انہون نے شیخ عالم عارف ابو طالب مکی محمد بن علی بن عطیہ حارثی سے انہون نے ابو بکر دلف بن جحدر شبلی سے انہون نے سید طائفہ ابو القاسم جنید بغدادی سے اور محمد بن علی فقیہ مقدم کو دوسری جہت سے طریقہ کی کہ وہ آبائی واجدادی ہے اور وہ یہ ہے کہ انہون نے طریقہ اخذ کیا اپنے والد علی سے اور انہون نے اپنے والد محمد صاحب مرباط سے انہون نے اپنے والد

علی خالع قسم عن ابیہ علوی عن ابیہ محمد عن ابیہ علوی عن ابیہ عبداللہ عن والدہ المہاجر فی اللہ احمد عن ابیہ عیسی عن ابیہ محمد عن ابیہ علی العریضی عن ابیہ الامام جعفر الصادق وکذلک لابی مدین طریقۃ اخری ترجع الی النوری وہی ان الشیخ ابا مدین اخذ الطریقۃ عن الشیخ ابی یعزا بتنور وہو عن الشیخ ابی شعیب ایوب السارہ بن سعید الصہاجی وہو عن الشیخ عبدالجلیل وہو عن الشیخ ابی الفضل الجوہری وہو عن والدہ ابی عبداللہ الحسین الجوہری وہو عن الشیخ ابی الحسین النوری المعروف بابن البغوی رفیق الجنید وہو عن السری وایضاً لبس الشیخ ابو مدین عن الامام ابی بکر الطرطوسی عن الشاشی عن الشبلی عن الجنید وکذلک للامام حجۃ الاسلام طریقۃ اخری من جہۃ ابی علی الفارمدی وکذلک لابی طالب المکی طریقۃ اخری علیہا اعتمد صاحب النفحات وہی انہ اخذ الطریقۃ عن ابی الحسن محمد بن ابی عبداللہ احمد عن ابیہ ابی عبداللہ احمد بن سالم البصری

خالع قسم سے اُنہوں نے اپنے والد علوی سے اُنہوں نے اپنے والد محمد سے اُنہوں نے اپنے والد علوی سے اُنہوں نے اپنے والد عبداللہ سے اُنہوں نے اپنے والد مہاجر فی اللہ احمد سے اُنہوں نے اپنے والد عیسیٰ سے اُنہوں نے اپنے والد محمد سے اُنہوں نے اپنے والد علی عریضی سے اُنہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق سے اور اسیطرح ابومدین کا طریقہ دوسرا ہے کہ رجوع ہوتا ہے نوری کی طرف اور وہ یہ ہے کہ شیخ ابومدین نے اخذ طریقہ کیا شیخ ابویعزا بتور سے اور اُنہوں نے شیخ ابوشعیب ایوب سارہ بن سعید صہاجی سے اُنہوں نے شیخ عبدالجلیل سے اُنہوں نے شیخ ابوفضل جوہری سے اُنہوں نے اپنے والد ابوعبداللہ حسین جوہری سے اُنہوں نے شیخ ابوحسین نوری عرف ابن البغوی رفیق جنید سے اُنہوں نے سری سے اور نیز خرقہ پہنا ابومدین نے امام ابوبکر طرطوسی سے اُنہوں نے شاشی سے اُنہوں نے شبلی سے اُنہوں نے جنید سے اور اسی طرح امام حجۃ الاسلام کا دوسرا طریقہ ہے جہت سے ابوعلی فارمدی سے اور اسیطرح ابو طالب مکی کا طریقہ دوسرا ہے جس پر اعتماد کیا ہے صاحب نفحات نے اور وہ یہ ہے کہ اُنہوں نے اخذ کیا طریقہ ابوالحسن محمد بن ابو عبداللہ احمد بن سالم بصری سے

بیجل حدیث عرف گلزار آسیہ اردو ـ مولوی عبدالرب صاحب مرحوم واعظ خوش بیان دہلوی نے مقلد غیر مقلد کی اختلافی حدیثیں جمع کی ہیں

سند کتاب قوت القلوب

شاہ صاحب رح کی سند اجازت

عن سهل بن عبد الله التستري
والشيخ ابو طالب المكى هو صاحب
كتاب قوة القلوب قالوا
لم يصنف فى الاسلام مثله فى
دقائق الطريقة قلت هذا الكتاب
هو اصل التصوف وكل ما صنف فى السلوك
فهو مخرج على قوت القلوب مثل
الاحياء وغنية الطالبين والعوارف
واسنادى فى كتاب قوت القلوب
الى اخذته اجازة عن الشيخ ابو طاهر
عن الشيخ احمد النخلى عن الشيخ محمد بن
العلاء البابلى عن احمد بن عيسى بن
جميل الكلبى عن على بن ابى بكر القرافى عن
ابى الفضل جلال الدين سيوطى عن
الشهاب احمد بن محمد الحجازى عن ابى اسحاق البرهان
التنوخى عن ابى العباس احمد بن
ابيطالب الحجازى عن عبد العزيز بن
دلف عن ابى الفتح محمد بن يحيى البروانى
عن ابى على محمد بن محمد بن عبد العزيز
المهدوى قال اخبرنا عمر بن ابيطالب
قال اخبرنا والدى ابو طالب المكى
فذكره مزيد بزائ معجمه امبله بفتح
الف وكسر ميم وسكون تحتيه بعد آن
لام است كذا ضبطنا اللفظتين عن
ابى طاهر مراغى بغين معجمه وفتح

اُنہوں نے سہل بن عبد اللہ تستری سے اور شیخ
ابو طالب مکی ہیں۔ صاحب کتاب قوت القلوب
لوگوں نے کہا ہے کہ کوئی تصنیف اسلام میں
اسکی مثل نہیں۔ دقایق طریقہ میں میں کہتا
ہوں یہی کتاب اصل تصوف ہے سوائے
اسکے اور جو کتابیں سلوک میں تصنیف ہوئیں
اس سے نکالی گئیں جیسے احیا اور غنیۃ الطالبین
اور عوارف اور میری اسناد قوت القلوب کی
ہے کہ میں نے حاصل کی اجازت شیخ ابو طاہر ① سے انہوں
نے شیخ احمد نخلی ② سے اُنہوں نے شیخ محمد بن ③ علاء
البابلی سے اُنہوں نے احمد ④ بن عیسیٰ بن جمیل کلبی سے
اُنہوں نے علی بن ⑤ ابی بکر قرافی سے اُنھوں
نے ابو الفضل ⑥ جلال الدین سیوطی سے اُنہوں
نے شہاب ⑦ احمد بن محمد حجازی سے اُنھوں
نے ابو اسحاق ⑧ برہان تنوخی سے اُنہوں نے
ابو العباس ⑨ احمد بن ابو طالب حجازی سے
اُنہوں نے عبد العزیز ⑩ بن دلف سے اُنہوں
نے ابو الفتح ⑪ محمد بن یحیی بروانی سے اُنھوں
نے ابو علی ⑫ محمد بن محمد بن عبد العزیز مہدوی
سے کہا خبر دی ہم کو عمر ⑬ ابن ابی طالب
نے کہا خبر دی ہم کو ہمارے والد ابو طالب ⑭
مکی نے پھر ذکر کیا۔ مزید زا معجمہ سے ہے
آمبلہ بفتح الف وکسر میم وسکون تحتیہ بعد اسکے
لام ہے اسی طور ضبط کئے ہیں ہم نے دونوں
لفظ ابو طاہر سے مراغی بغین معجمہ و فتح

میم نسبت بمراغہ شہریست بہ آذربیجان فاروث بوزن فاروق آخر آن مثلثہ است قریہ ایست درمیان واسط بصرہ قال الیافعی فی سنۃ ۷۲۸ ان الزواوی نسبۃ الی الزواوہ قبیلۃ کبیرۃ ذات بطون و افخاذ مسکنہا اعمال اوسیقیہ انتہی۔ وھط بفتح واو و سکون ہا آخر آن طاء مہملہ است دیہیست نزدیک عدن۔ عدن بفتحتین شہریست از یمن بر ساحل بحر عتیروس بتحتیہ و مثناۃ از اسماء شہریست مشتق از عترسہ بمعنی اخذ بعنف و شدت و آن لقب شیخ عبد اللہ است۔ ثم قیل عیدروس فجعلت التاء دالا و ہو بعین مہملۃ ثم بیاء مثناۃ ساکنۃ و بدال مہملۃ فراء مضمومۃ فواو ساکنۃ فسین مہملۃ۔ محضار بکسر المیم و سکون الحاء المہملۃ و فتح الضاد المعجمۃ آخرہ راء مہملۃ لقب بالمحضار لسرعۃ حضورہ عند الاستغاثۃ بہ۔ سقاف بسین مفتوحۃ فقاف مشددۃ مفتوحۃ آخرہ فاء لقب بالقاف للمبالغۃ فی سرحالہ مولی الدویلہ یعنی صاحب الشہر کہف المقدم یعنی ہو مقدم التربۃ در مقبرہ نخست اورا زیارت می کنند بعد ازان سائر

میم نسبت ہے مراغہ کیطرف وہ ایک شہر ہے آذربیجان میں فاروث بروزن فاروق آخر میں ثا مثلثہ ایک قریہ ہے درمیان واسط اور بصرہ کے کہا ہے یافعی نے ۷۲۸ھ میں کہ زواوی نسبت ہے زواوہ کی طرف وہ ایک بڑا قبیلہ ذات بطون و افخاذ ہے اور اسکا مسکن اعمال اوسیقیہ ہے انتہی۔ وہط بفتح واو و سکون ہا آخر اسکے طار مہملہ ایک گاؤں ہے نزدیک عدن کے عدن ایک شہر ہے یمن میں سے کنارہ پر دریا کے عتیروس بتحتیہ اور مثناۃ شہر کے ناموں میں سے مشتق ہے عترسہ سے بمعنی اخذ بعنف و شدت کے اور وہ لقب شیخ عبد اللہ کا ہے پھر بولنے میں عیدروس تا دال ہو گئی ہے اور وہ بعین مہملہ اور یار مثناۃ ساکنہ اور دال مہملہ اور رائی مضموم پھر واؤ ساکن حار مہملہ و فتح ضاد معجمہ آخر اسکے رائے مہملہ لقب ہے بسبب جلدی حاضر ہونے کے وقت فریاد کے۔ سقاف بسین مفتوح و قاف مشددہ مفتوحہ آخر اسکے فا لقب ہے صیغہ مبالغہ سے بیچ سرحال کے مولی الدویلہ یعنی صاحب شہر کہف المقدم یعنی مقدم التربت مقبرہ میں پہلے انکی زیارت کرتے ہیں اسکے بعد باقی

تحقیق الرؤیا عربی مع ترجمہ دو ورق اس رسالہ میں شیخ نے صاحب خواب کے متعلق عجیب و غریب بحث کی ہے اور خواب کی ماہیت اور تحقیق اس شرح و بسط سے کی ہے کہ آجتک دیکھنے میں نہیں آئی تھی

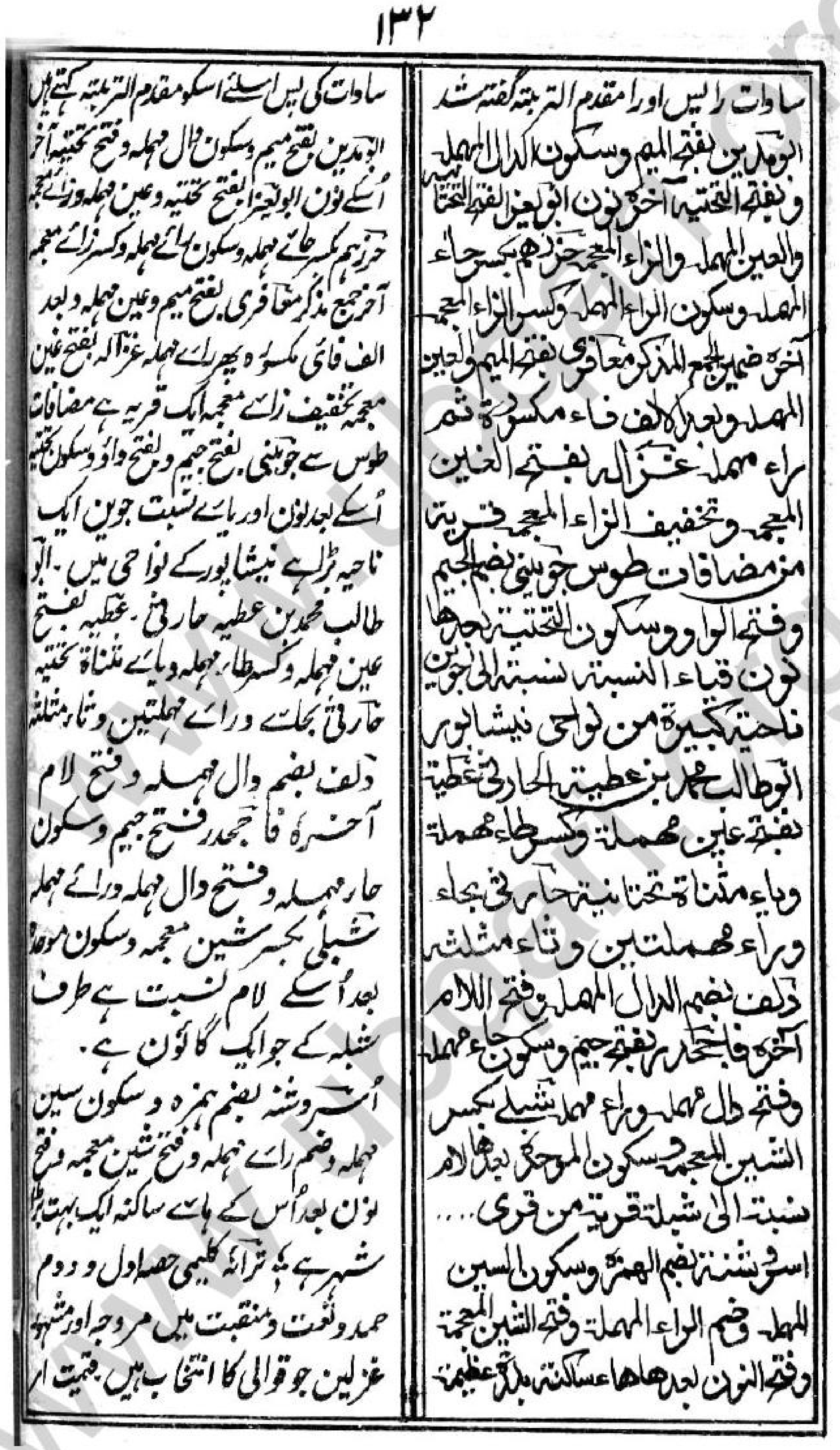

ساوات رالیس اور امقدم التربۃ گفتہ شد
ابومدین بفتح المیم وسکون الدال المہملہ
وبفتح التحتیہ آخرہ نون ابو یعزا بفتح التحتانیہ
والعین المہملہ والزاء المعجمہ حرزہم بکسر حاء
المہملہ وسکون الراء المہملہ وکسر الزاء المعجمہ
آخرہ ضمیر الجمع المذکر معافری بفتح المیم والعین
المہملہ وبعد الالف فاء مکسورۃ ثم
راء مہملہ غزالہ بفتح الغین
المعجمہ وتخفیف الزاء المعجمہ قریۃ
من مضافات طوس جوینی بضم الجیم
وفتح الواو وسکون التحتیۃ بعدہا
نون فیاء النسبۃ نسبۃ الی جوین
ناحیۃ کبیرۃ من نواحی نیشاپور
ابوطالب محمد بن عطیۃ الحارثی عطیۃ
بفتح عین مہملۃ وکسر طاء مہملۃ
وباء مثناۃ تحتانیۃ حارثی بحاء
وراء مہملتین وثاء مثلثہ
دلف بضم الدال المہملۃ وفتح اللام
آخرہ فا جحدر بفتح جیم وسکون حاء مہملہ
وفتح دال مہملہ وراء مہملہ شبلی بکسر
الشین المعجمہ وسکون الموحدۃ بعدہا لام
نسبۃ الی شبلۃ قریۃ من قری ....
اسروشنۃ بضم الہمزۃ وسکون السین
المہملہ وضم الراء المہملۃ وفتح الشین المعجمۃ
وفتح النون بعدہا ہاء ساکنۃ بلدۃ عظیمۃ

ساوات کی ہیں اسلئے اسکو مقدم التربۃ کہتے ہیں
ابومدین بفتح میم وسکون دال مہملہ وفتح تحتیہ آخر
اُسکے نون ابو یعزا بفتح تحتیہ وعین مہملہ وزائے معجمہ
حرزہم بکسر حائے مہملہ وسکون رائے مہملہ وکسر زائے معجمہ
آخر جمع مذکر معافری۔ بفتح میم وعین مہملہ وبعد
الف فائی مکسورہ پھر رائے مہملہ غزالہ بفتح غین
معجمہ بتخفیف زائے معجمہ ایک قریہ ہے مضافات
طوس سے جوینی۔ بفتح جیم وبفتح واؤ وسکون تحتیہ
اُسکے بعد نون اور یائے نسبت جوین ایک
ناحیہ بڑا ہے نیشاپور کے نواحی میں۔ ابو
طالب محمد بن عطیہ حارثی۔ عطیہ بفتح
عین مہملہ وکسر طاء مہملہ ویائے مثناۃ تحتیہ
حارثی بحائے ورائے مہملتین وثاء مثلثہ
دلف بضم دال مہملہ وفتح لام
آخرہ فا جحدر فتح جیم وسکون
حاء مہملہ وفتح دال مہملہ ورائے مہملہ
شبلی بکسر شین معجمہ وسکون موحدہ
بعد اُسکے لام نسبت ہے طرف
شبلہ کے جو ایک گاؤن ہے۔
اُسروشنہ بضم ہمزہ وسکون سین
مہملہ وضم رائے مہملہ وفتح شین معجمہ وفتح
نون بعد اُس کے ہائے ساکنہ ایک بہت بڑا
شہر ہے۔ ترانۂ کلیمی حصہ اول و دوم
حمد و نعت ومنقبت میں مروجہ اور مشہور
غزلیں جو قوالی کا انتخاب ہیں۔ قیمت ۱ر

وراء سمرقند من بلاد ماوراء النهر صاحب مرباط اى مدينة ظفار القديمة لانه قطن بها في القاموس مرباط كمحراب بلد بساحل الهند خالع قسم اشترى ارضا بعشرين الف دينار وسماها قسم باسم ارض بالبصرة كانت لاهله وغرس بها نخلا ثم صارت قرية ثم انتقل منها الى قرية اخرى فقيل له خالع قسم عريض مصغرا اسم وادى قريب المدينة المشرفة نسب اليها على العريضي نقلنا هذه السلسلة العيدروسية وضبط اكثر ما فيها من الاسماء المبهم عن النفحات القدسية فى الخرقة العيدروسية للسيد عبد القادر العيدروس وعن المشرع المرودى فى آل باعلوى للسيد محمد شبلى اخبرنا الشيخ ابو طاهر اخبرنا الشيخ احمد النخلى قال اجازني بقراءة هذا الدعاء خلف كل صلوة من الخمس السيد عبد الرحمن بن على باعلوى تلميذ السيد عبد الله الحداد وزوج ابنته عن شيخه السيد عبد الرحمن بن علوى الحداد باعلوى وهو هذا يا الله يا لطيف يا رزاق يا قوى يا عزيز اسئلك تألها اليك واستغراقا فيك وفنائك

سمرقند کے اُسطرف ما وراء النہر کے شہروں میں سے صاحب مرباط یعنی شہر ظفار قدیمہ قاموس میں کہا ہے مرباط بروزن محراب ایک شہر ہے کنارہ ہند کے خالع قسم نے خرید کی تھی ایک زمین بیس ہزار دینار کو اور قسم نے اسکا نام وہی رکھا جو بصرہ میں اُسکے کنبے کے لوگوں کے زمین کا تھا اور وہاں درخت لگائے پھر وہ قریہ ہوگیا پھر منتقل ہوا اُس سے دوسرے قریہ کیطرف تو لوگ کہنے لگے خالع قسم عریض مصغر نام ہے ایک وادی کا جو قریب مدینہ مشرفہ کے ہے اُسکی طرف منسوب ہیں علی عریضی ہمنے نقل کیا یہ سلسلہ عیدروسیہ سید عبد القادر عیدروس کا اور ضبط اسماء مبہم کئے نفحات قدوسیہ سے خرقہ میں عیدروسیہ سید عبد القادر کے اور مشرع مرودی کے بیچ آل باعلوی کے سید محمد شبلی کے خبر دی ہمکو شیخ ابو طاہر نے انکو شیخ احمد نخلی نے انہوں نے کہا ہمکو اجازت دی اس دعا کے پڑھنے کی پانچوں نمازوں کے بعد سید عبد الرحمن بن علی باعلوی شاگرد سید عبد الله حداد اور اُن کے داماد نے اپنے شیخ سید عبد الله بن علوی حداد باعلوی سے اور وہ یہ ہے۔

یا الله یا لطیف یا رزاق یا قوی یا عزیز اسئلک تألها الیک واستغراقا فیک وفناء بک

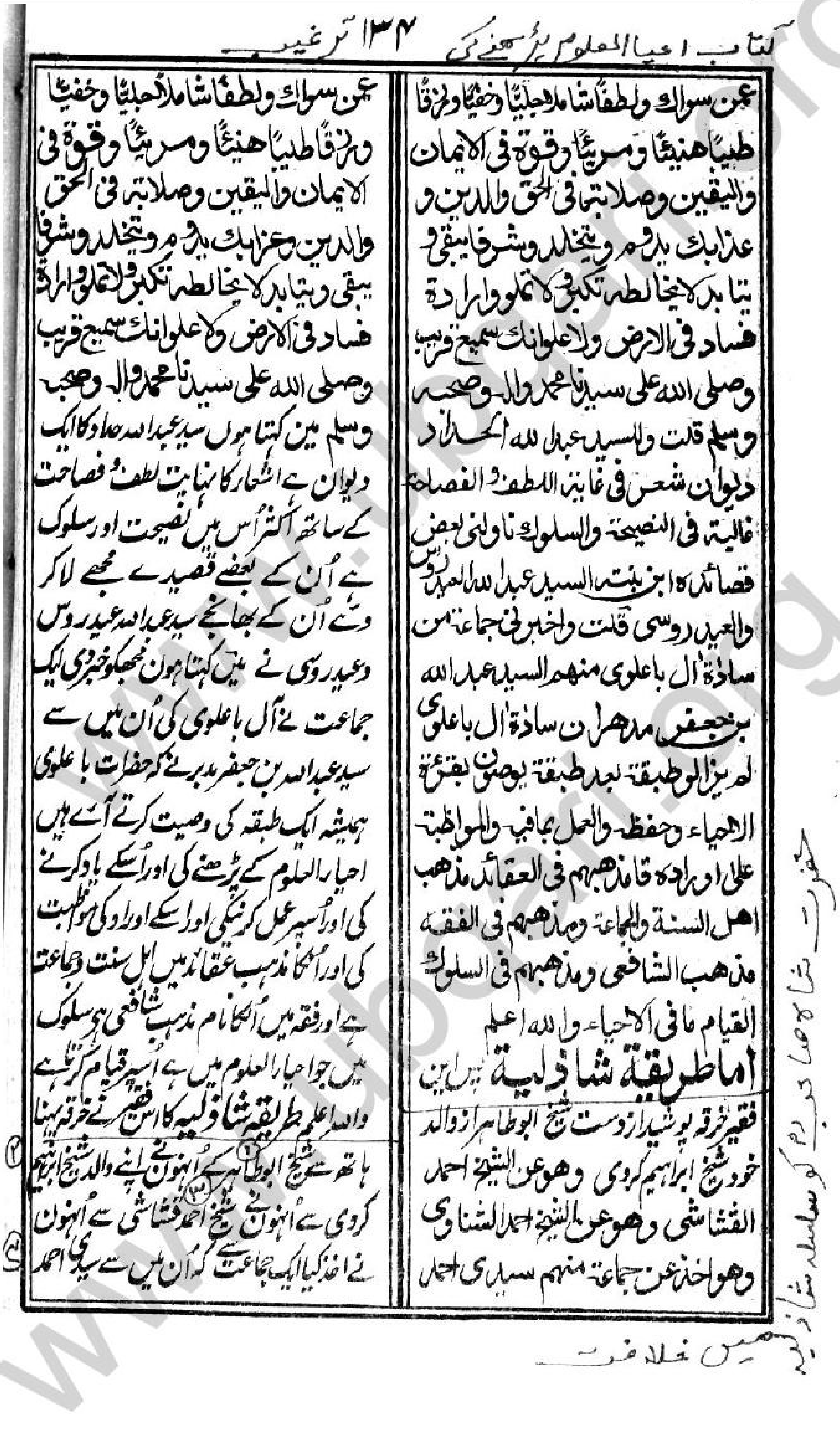

عمن سواك ولطفا شاملا جليًا وخفيًا ورزقا طيبًا هنيئًا ومريئًا وقوة فى الايمان واليقين وصلابة فى الحق والدين وعذابك يدوم وتخلد وشرفا يبقى ويتابد لايخالطه تكبر ولا علو وارادة فساد فى الارض ولاعلو انك سميع قريب وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه وسلم قلت والسيد عبد الله الحداد ديوان شعر فى غاية اللطف والفصاحة غالية فى النصيحة والسلوك ناولنى بعض قصائده ابن بنته السيد عبد الله العيدروس والعيدروسى قلت واخبرنى جماعة من سادة ال باعلوى منهم السيد عبد الله بن جعفر مدهر ان سادة ال باعلوى لم يزالو طبقة بعد طبقة يوصون بقرءة الاحياء وحفظه والعمل بمافيه والمواظبة على اوراده فامذهبهم فى العقائد مذهب اهل السنة والجماعة ومذهبهم فى الفقه مذهب الشافعى ومذهبهم فى السلوك القيام مافى الاحياء والله اعلم

اما طريقة شاذلية پس این

فقیر خرقہ پوشید از دست شیخ ابوطاہر از والد خود شیخ ابراہیم کروی وهو عن الشيخ احمد القشاشى وهو عن الشيخ احمد الشناوى وهو اخذ عن جماعة منهم سيدى احمد

عمن سواك ولطفا شاملا جليًا وخفيًا ورزقا طيبًا هنيئًا ومريئًا وقوة فى الايمان واليقين وصلابة فى الحق والدين وعزابك يدوم وتخلد وشرفا يبقى ويتابد لايخالطه تكبر ولا علو وارادة فساد فى الارض ولا علو انك سميع قريب وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه وسلم میں کہتا ہوں سید عبداللہ حداد کا ایک دیوان ہے اشعار کا نہایت لطف و فصاحت کے ساتھ اکثر اس میں نصیحت اور سلوک ہے اُن کے بعضے قصیدے مجھے لاکر دئے اُن کے بھانجے سید عبداللہ عیدروس وعیدروسی نے میں کہتا ہوں مجھکو خبر دی ایک جماعت نے آل باعلوی کی اُن میں سے سید عبداللہ بن جعفر مدہر نے کہ حضرات باعلوی ہمیشہ ایک طبقہ کی وصیت کرتے آئے ہیں احیاء العلوم کے پڑھنے کی اور اُسکے یاد کرنے کی اور اُسپر عمل کرنیکی اور اُسکے اوراد کی مواظبت کی اور اُنکا مذہب عقائد میں اہل سنت وجماعت ہے اور فقہ میں اُنکا امام مذہب شافعی ہے سلوک میں جو احیاء العلوم میں ہے اُسپر قیام کرتا ہے واللہ اعلم طریقہ شاذلیہ کا اس فقیر نے خرقہ پہنا

(۲) ہاتھ سے شیخ ابوطاہر کے (۱) اُنہوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اُنہوں نے (۱۰) شیخ احمد قشاشی سے اُنہوں (۴) نے اخذ کیا ایک جماعت سے کہ اُن میں سے سیدی احمد

حضرت ۱ [illegible] سلسلہ شاذلیہ [illegible] میں خلافت

بن قاسم العلامة والولی الکبیر سیدی
حسن الانجیهی والشیخ ابراهیم العلقمی
وسیدی محمد بن زین الدین کلهم صحبوا الشیخ
الاسلام کمال الدین الطویل وتادبوا
بادابه ولبسوا منه فهو صحب العلامة محمد
بن محمد بن الجزری وهو صحب واخذ الخرقة
عن التاج السبکی وهو صحب واخذ عن
سیدی احمد بن عطاء الله الاسکندری صاحب
الحکم وهو صحب واخذ عن سیدی ابی العباس
المرسی وهو صحب واخذ ولبس عن القطب
ابی الحسن الشاذلی ولبس الشیخ ابوطاهر الخرقة
واخذ التلقین عن الشیخ الحرم احمد النخلی والشیخ
عبدالله بن سالم عن الشیخ عیسی المغربی عن الشیخ
ابی عثمان سعید بن ابراهیم الجزائری وایضا
لبس الشیخ ابا طاهر خرقة شیخه بالکتابة والاجازة
الشیخ محمد بن محمد بن سلیمان المغربی نزیل مکة طلب الشیخ
ابراهیم منه الخرقة لاولاده فارسلها الی المدینة
لهم وکتب لهم بالاجازة لما تصحح له روایة ولم
یجمع الشیخ ابوطاهر معه بلباسه من ید
شیخه ابی عثمان الجزائری بلباسه لها من ابی
عثمان المغربی بلباسه لها من ابی العباس احمد
حجی الوهرانی بلباسه لها من ابی سالم سیدی
ابراهیم التازی بلباسه لها من صالح بن موسی
الزواوی من ابی عبدالله محمد بن
محمد بن مخلص الطیبی

بن قاسم علامہ وولی کبیر سیدی حسن الانجیہی
اور شیخ ابراہیم علقمی اور سیدی محمد بن زین الدین ان سب
نے صحبت پائی ہے شیخ الاسلام کمال الدین طویل ⑤
کی۔ اور آداب یافتہ ہوئے ہیں اُن کے آداب
سے اور خرقہ پہنا ہے ان کے ہاتھ سے اور وہ صحبت
میں رہے ہیں علامہ محمد بن محمد جزری ⑥ کے اور
اُنہوں نے صحبت پائی ہے اور اخذ خرقہ کیا
ہے تاج سبکی ⑦ سے اور اُنہوں نے سیدی احمد ⑨
بن عطاء اللہ اسکندری ⑨ صاحب حکم سے اور انہوں نے
سیدی ابوالعباس ⑩ مرغشی سے اور اُنہوں نے قطب
ابوالحسن شاذلی ⑪ سے اور شیخ ابوطاہر نے خرقہ پہنا اور
اخذ تلقین کیا شیخ حرم شیخ احمد نخلی سے اور شیخ عبداللہ
بن سالم سے اور اُنہوں نے شیخ عیسیٰ مغربی سے
اُنہوں نے شیخ ابوعثمان سعید بن ابراہیم جزائری سے
اور نیز پہنایا ابوطاہر کو شیخ نے خرقہ اپنے شیخ کا کتابت
اور اجازت کیساتھ شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی نزیل مکہ
سے طلب کیا تھا شیخ ابراہیم نے اُنسے خرقہ اپنی اولاد
کیواسطے اُنہوں نے خرقہ بھیجا ان کیواسطے طرف مدینہ
کے اور اجازت لکھی جسوقت صحیح ہوئی یہ روایت اور
مجتمع نہیں ہوئے شیخ ابوطاہر اُنسے خرقہ پہننے میں اُنکے
شیخ ابوعثمان جزائری کے ہاتھ سے خرقہ پہنے کو ابو
عثمان مغربی سے اُنہوں نے پہنا ابوالعباس
احمد حجی وحراق سے اُنہوں نے ابوسالم سیدی
ابراہیم تازی سے اُنہوں نے صالح بن موسیٰ زواوی
سے اُنہوں نے ابوعبداللہ محمد بن محمد بن مخلص طیبی سے

ن۔ المرسی

شاہ صاحب کے مرشد کا دوسرا سلسلہ شاذلیہ

عن الشيخ علاء الدين مغلطائي عن السيد
زين الدين أبي بكر والسيد أبي عبد الله بن
السيد أبي الحسن الشاذلي وهما عن القطب
أبي الحسن الشاذلي ثم القطب نور الدين
أبو الحسن علي بن عبد الله بن عبد الجبار
الشهير بالشاذلي أخذ الطريقة ولبس
الخرقة عن شيخه عبد السلام بن مشيش
وهو عن السيد عبد الرحمن بن زيات
المدني وهو عن الشيخ تقي الدين الصوفي
المعروف بالفقير مصغر وهو عن الشيخ
فخر الدين وهو عن الشيخ أبي الحسن علي وهو
عن الشيخ تاج الدين محمد وهو عن الشيخ شمس الدين
محمد وهو عن الشيخ زين الدين محمد القزويني
وهو عن الشيخ أبي إسحاق إبراهيم البصري وهو
عن الشيخ أبي القاسم المرواني وهو عن الشيخ فتح
السعود وهو عن الشيخ سعيد القيرواني وهو عن
الشيخ أبي محمد جابر وهو عن السيد الشهيد الإمام
حسين بن علي وهو عن أبيه الإمام أمير المؤمنين
علي بن أبي طالب وهو عن السيد المرسلين
وشفيع المذنبين وقائد الغر المحجلين محمد رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم و این فقیر حزب
البحر اخذ کرد از شیخ ابو طاهر عن الشیخ احمد
النخلي عن الشيخ محمد بن العلاء عن سالم السنهوري
عن النجم الغيطي عن شيخ الاسلام زكريا

سلسلہ حزب بحر

اُنہوں نے شیخ علاؤ الدین مغلطائی سے اُنہوں
نے سید زین الدین ابوبکر اور سید ابو عبد اللہ
بن سید ابوالحسن شاذلی سے اور ان دونوں نے
قطب ابوالحسن شاذلی سے پھر قطب نور الدین
ابوالحسن علی بن عبد اللہ بن عبد الجبار مشہور شاذلی
نے اخذ طریقہ کیا اور خرقہ پہنا اپنے شیخ عبد السلام
بن مشیش سے اور اُنہوں نے سید عبد الرحمٰن بن
زیات مدنی سے اُنہوں نے شیخ تقی الدین صوفی
عرف بفقیر مصغر اور اُنہوں نے شیخ فخر الدین سے
اُنہوں نے شیخ ابوالحسن علی سے اُنہوں نے شیخ
تاج الدین محمد سے اُنہوں نے شیخ شمس الدین
محمد سے اُنہوں نے شیخ زین الدین محمد قزوینی سے
اُنہوں نے شیخ ابو اسحاق ابراہیم بصری سے اُنہوں
نے شیخ ابوالقاسم مرونی سے اُنہوں نے شیخ فتح السعود
سے اُنہوں نے شیخ سعید قیروانی سے اُنہوں نے شیخ
ابو محمد جابر سے اُنہوں نے سید شہید امام حسین بن علی
سے اُنہوں نے اپنے والد امام امیر المومنین علی ابن
ابیطالب سے اُنہوں نے سید المرسلین شفیع المذنبین
قائد الغر المحجلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اور اس فقیر نے حزب البحر اخذ کیا شیخ ابوطاہر
سے اُنہوں نے شیخ احمد نخلی سے اُنہوں نے شیخ
محمد بن علاء سے اُنہوں نے سالم سنہوری سے
اُنہوں نے نجم غیطی سے اُنہوں نے
شیخ الاسلام زکریا سے

الطاف القدس فارسی مع ترجمہ اردو۔ حضرت شاہ صاحب نے تصوف کی تمام اصطلاحوں کا بیان کیا ہے قیمت ۱۸

۱۳۷ [illegible] سلسلہ شطاریہ

عن العز عبد الرحیم بن فرات عن التاج عبد الوهاب بن علی السبکی عن والدہ التقی علی بن الکافی السبکی عن الشیخ احمد بن عطاء اللہ عن الامام الشیخ ابی العباس احمد بن عمر المرسی عن ابی الحسن الشاذلی واخذ کردہ حکم ابن عطاء این سند الشیخ احمد بن عطا واخبرنی الشیخ ابو طاهر قال اخبرنا الشیخ احمد النخلی قال اخبرنی الشیخ یحیی الشاوی بتلقینه عن الشیخ سعید الجزائری عن الشیخ سعید المقری عن الولی الکامل احمد حجی عن العارف باللہ سیدی ابراهیم بقراءۃ اربع سورۃ من القرآن فی کل یوم ولیلة وهی اقرء باسم ربک الذی خلق وانا انزلناہ فی لیلة القدر واذا زلزلت الارض زلزالها ولایلاف قریش

طریقہ شطاریہ

واما طریقہ شطاریہ در دیار هندین بجهت است جهت شیخ محمد غوث گوالیری وبحقیقت پیش از شیخ محمد غوث گوالیری چندان این طریقہ شهرت نداشت واول کسیکه این طریقہ در هندوستان ازوے جاری شد عبد اللہ شطاری ست واول کسیکه این طریقہ ابتدا کرد شیخ خدا قلی ماوراء النهری ست بالجملہ این فقیر خرقہ از دست شیخ ابو طاهر کردی پوشید اینها بعمل آنچه در جواهر خمسہ است اجازت داد عن ابیه الشیخ ابراهیم الکردی عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد شناوی عن سید

اُنہوں نے عز عبد الرحیم بن فرات سے اُنہوں نے تاج عبد الوہاب بن علی سبکی سے اُنہوں نے اپنے والد تقی علی بن کافی سبکی سے اُنہوں نے شیخ احمد بن عطاء اللہ سے اُنہوں نے امام ابو العباس احمد بن عمر مرسی سے اُنہوں نے ابو الحسن شاذلی سے اور اخذ کیا حکم اس عطا کا اسی سند سے شیخ احمد بن عطا سے اور مجکو خبر دی شیخ ابو طاہر نے کہا خبر دی ہمکو شیخ احمد نخلی نے کہا خبر دی مجھے شیخ یحیی شناوی نے اسکی تلقین کی شیخ سعید جزائری نے اُنہوں نے شیخ سعید مقری سے اُنہوں نے ولی کامل احمد حجی سے اُنہوں نے عارف باللہ سیدی ابراہیم سے واسطے پڑھنے چار سورتیں قرآن کے ہمیشہ شب و روز میں اور وہ یہ ہیں۔ اقرا باسم ربک الذی خلق۔ انا انزلنا فی لیلۃ القدر۔ اذا زلزلت الارض زلزالہا ولایلاف قریش

طریقہ شطاریہ

اور طریقہ شطاریہ کی اس ملک میں بھی ایک جہت ہے شیخ محمد غوث گوالیری سے ور فی الحقیقت شیخ محمد غوث گوالیری سے پہلے کچھ اس طریقہ کی شہرت نہ تھی اور ہندوستان میں جو پہلے ہوا عبد اللہ شطاری سے ہوا اور جس نے پہلے یہ طریقہ جاری کیا وہ شیخ خدا قلی ماوراء النہری ہیں غرض اس فقیر نے خرقہ شیخ ابو طاہر کردی کے ہاتھ سے پہنا اور اُنہوں نے اسکے عمل کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں ہیں اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اُنہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اُنہوں نے شیخ احمد شناوی سے

صین خلاف ضب

جواہر خمسی کی اجازت [illegible]

۱۳۸

خرقہ طریقت

صبغۃ اللہ عن الشیخ وجیہ الدین العلوی الکجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیری وایضاً البسہ الشیخ ابو طاہر عن الشیخ احمد العلی عن السید میر کلان عن الشیخ عیسی السندی البرہانپوری عن الشیخ لشکر محمد عن الشیخ محمد غوث ثم الشیخ محمد غوث صاحب الجواھر الخمسۃ وناشر الطریقۃ الشطاریۃ اخذھا عن الشیخ ظہور عن الشیخ ہدیۃ اللہ سرمست عن الشیخ محمد عاشق عن الشیخ محمد قاضی عن الشیخ عبد اللہ شطار عن الشیخ محمد عارف عن الشیخ محمد عاشق عن الشیخ خدا قلی لما وراء النہری عن ابی الحسن الخرقانی عن ابی مظفر ترک الطوسی عن الشیخ ابی یزید العشقی عن الشیخ محمد المغربی تلقن من روحانیۃ سیدنا الامام جعفر الصادق بسند السابق این فقیر در سفر حج چون بہ لاہور رسید دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری یافت ایشان اجازت دعائی سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ وسند خود بیان کردند ایشان درین زمانہ یکے از اعیان مشائخ طریقہ حنفیہ وشطاریہ بودند وچون کسے را اجازت میدادند اورا دعوت رجعت نمی شد رحمۃ اللہ تعالی

سند قال الشیخ المعمر الثقہ حاجی محمد سعید اللاھوری اخذ الطریقۃ الشطاریۃ واعمال الجواھر الخمسۃ من السیفی وغیرہ عن الشیخ محمد اشرف اللاھوری عن الشیخ عبد الملک عن الشیخ ابا یزید الثانی

صبغۃ اللہ سے انہوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے انہوں نے شیخ محمد غوث گوالیری سے اور نیز پہنایا یہ خرقہ شیخ ابو طاہر نے شیخ احمد علی سے انہوں نے سید میر کلان سے انہوں نے شیخ عیسی سندی برہانپوری انہوں نے شیخ لشکر محمد سے انہوں نے شیخ محمد غوث سے پھر شیخ محمد غوث گوالیری صاحب جواہر خمسہ اور رواج دینے والے طریقہ شطاریہ کے نے اخذ کیا طریقہ شیخ ظہور سے انہوں نے شیخ ہدیۃ اللہ سرمست سے انہوں نے شیخ محمد قاضی سے انہوں نے شیخ عبد اللہ شطاری سے انہوں نے شیخ محمد عارف سے انہوں نے شیخ محمد عاشق سے انہوں نے شیخ خدا قلی ماوراء النہری سے انہوں نے ابو الحسن خرقانی سے انہوں نے ابو المظفر ترک طوسی سے انہوں نے شیخ ابو یزید عشقی سے انہوں نے شیخ محمد مغربی سے انہوں نے تلقین پائی روحانیت سے شیخ ابو یزید بسطامی کے انہوں نے تلقین پائی روحانیت سے سیدنا امام جعفر صادق کے بموجب سند سابق کے اور نیز یہ فقیر حج کے سفر میں جب لاہور پہونچا اور دست بوسی شیخ محمد سعید لاہوری کی حاصل کی۔ انہوں نے دعائی سیفی کی اجازت بلکہ اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ کے بیان کی اور یہ اس زمانہ میں بہت ہم بڑے مشائخ طریقہ حنفیہ وشطاریہ کے تھے اور جب کسی کو اجازت دیتے تھے اسکو دعوت کی رجعت نہ ہوتی تھی رحمۃ اللہ تعالی۔

سند کہا ہے شیخ معمر ثقہ حاجی محمد سعید لاہوری نے کہ میں نے اخذ کیا طریقہ شطاریہ اور اعمال جواہر خمسہ سیفی وغیرہ شیخ محمد اشرف لاہوری سے انہوں نے شیخ عبد الملک سے انہوں نے شیخ بایزید ثانی سے

اگلا سلسلہ شطاریہ

م الشیخ ابی یزید البسطامی تلقن من روحانیۃ

سند دعائی سیفی و جواہر خمسہ

شاہ صاحب رحمہ کو دعائے سیفی اور جواہر خمسہ کی اجازت

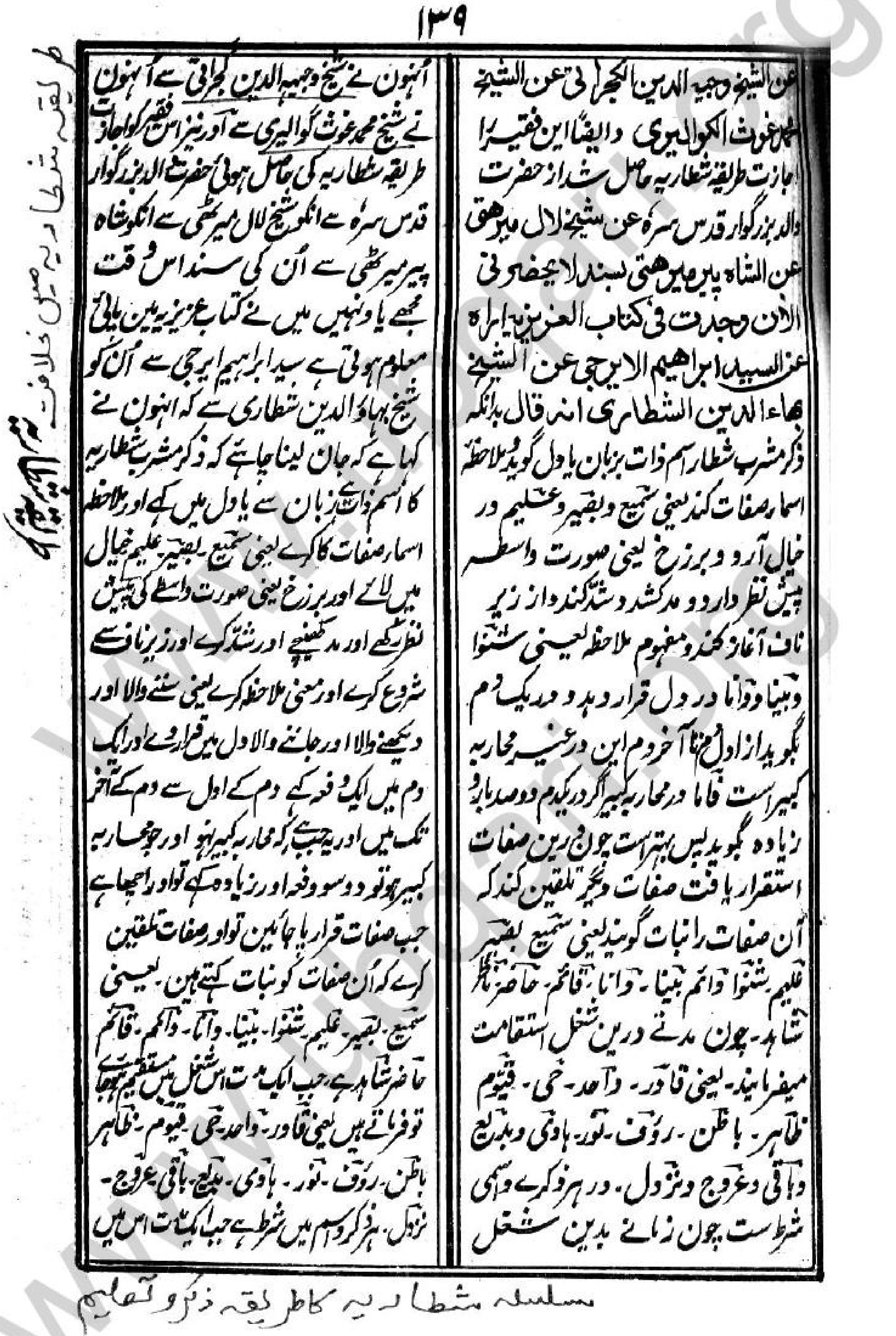

۱۳۹

عن الشیخ وجیہ الدین الگجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیری وایضاً این فقیر را اجازت طریقۂ شطاریہ حاصل شد از حضرت والد بزرگوار قدس سرہٗ عن شیخ لال میرٹھی عن الشاہ پیر میرٹھی بسند لا یحضرنی الآن وجدت فی کتاب العزیزیہ اراہ عن السید ابراہیم الایرجی عن الشیخ بہاء الدین الشطاری انہ قال بدانکہ ذکر مشرب شطار اسم ذات بزبان یا دل گوید و ملاحظہ اسماء صفات کند یعنی سمیع و بصیر و علیم در خیال آرد و برزخ یعنی صورت واسطہ پیش نظر دارد و مد کشد و شد کند و از زیر ناف آغاز کند و مفہوم ملاحظہ یعنی شنوا و بینا و دانا در دل قرار دہد و در یک دم بگوید از اول دم تا آخر دم این در غیر محاربہ کبیر است فاما در محاربہ کبیر اگر در یکدم دو صد بار و زیادہ بگوید پس بہتر است چون درین صفات استقرار یافت صفات دیگر تلقین کند کہ آن صفات را نبات گویند یعنی سمیع بصیر علیم شنوا دائم بینا۔ دانا۔ قائم۔ حاضر ناظر شاہد۔ چون مدتے درین شغل استقامت میفرمایند۔ یعنی قادر۔ واحد۔ حی۔ قیوم ظاہر۔ باطن۔ رؤف۔ نور۔ ہادی و بدیع و باقی و عروج و نزول۔ در ہر ذکرے ہمی شرط ست چون زمانے بدین شغل

انہون نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے انہون نے شیخ محمد غوث گوالیری سے اور نیز اس فقیر کو اجازت طریقہ شطاریہ کی حاصل ہوئی حضرت والد بزرگوار قدس سرہٗ سے انکو شیخ لال میرٹھی سے انکو شاہ پیر میرٹھی سے اُن کی سند اس وقت مجھے یاد نہیں میں نے کتاب عزیزیہ میں پائی معلوم ہوتی ہے سید ابراہیم ایرجی سے اُن کو شیخ بہاؤ الدین شطاری سے کہ انہون نے کہا ہے کہ جان لینا چاہیے کہ ذکر مشرب شطاریہ کا اسم ذات ہے زبان سے یا دل میں کہے اور ملاحظہ اسماء صفات کا کرے یعنی سمیع بصیر علیم خیال میں لائے اور برزخ یعنی صورت واسطے کی پیش نظر رکھے اور مد کھینچے اور شد کرے اور زیر ناف سے شروع کرے اور معنی ملاحظہ کرے یعنی سننے والا اور دیکھنے والا اور جاننے والا دل میں قرار دے اور ایک دم میں ایک دفعہ کہے دم کے اول سے دم کے آخر تک میں اور یہ جب ہے کہ محاربہ کبیر نہو اور جو محاربہ کبیر ہو تو دو سو دفعہ اور زیادہ کہے تو اور اچھا ہے

جب صفات قرار پا جائیں تو اور صفات تلقین کرے کہ اُن صفات کو نبات کہتے ہین۔ یعنی سمیع۔ بصیر۔ علیم۔ شنوا۔ بینا۔ دانا۔ دائم۔ قائم حاضر شاہد ہے۔ جب ایک مدت اس شغل میں مستقیم ہو جاتے تو فرماتے ہیں یعنی قادر۔ واحد۔ حی۔ قیوم۔ ظاہر باطن۔ رؤف۔ نور۔ ہادی۔ بدیع۔ باقی۔ عروج۔ نزول۔ ہر ذکر دوم میں شرط ہے جب ایک مدت اس میں

طریقہ شطاریہ میں خلافت

سلسلہ شطاریہ کا طریقہ ذکر و تعلیم

www.ubqari.org

سلسلہ شطاریہ کے ۳ مراقبہ ۱۴۰ حاشیہ

استقامت گرفتہ باشد بعدہٗ ملفوظات تلقین کنند یعنی العلی الاعلی العظیم الاعظم الکبیر الاکبر القریب الاقرب اللطیف الالطف الکریم الاکرم النور الانور العلیم الاعلم بعد ازان بہ محاربہ کبیر شغل کناند کہ دم گرفتہ باشد تمام با تصور ملاحظہ چندان ذکر گوید کہ خوئے از اندام طریق باران روان شود و گوینده ذکر بیہوش گردد و فائدہ آنست کہ آنچہ بگرسنگی و بیداری بسیار حاصل میشود آن ہمہ بدین حاصل میشود و این مقدار کافی ست باقی از مرشد معلوم گردد بدانکہ مراقبہ بر سہ طریق است اول آن کہ بجلسہ صلوٰۃ بنشینی والتزام علم بدین کنی کہ باری تبارک و تعالیٰ بینا و شنوا و داناست و چون ازین علم لمحہ غافل شوی مراقب نباشی و درین مراقبہ رابطہ شیخ لازم گیرد و در نماز و تلاوت و جمیع احوال ملازم ازین علم باشد و چون درین استقامت شود در مراقبہ ثانی کہ آنرا مشاہدہ نیز گویند شروع کنی و این ہم بر آن ہیئت مذکورہ بنشینی و روے را بجانب دل مائل گردانی و چشم را بندی و بہ چشم باطن سوئے دل نگری و تصور کنی کہ خدای عزوجل را می بینی و چون این شغل بکمال رسد حجاب تشبیہ برخیزد و بہ تحقیق بدانی کہ خدا تعالیٰ را می بینی پس ازین ترقی کن در مراقبہ ثالث کہ آنرا معاینہ نیز نامند مشغول شود آن آن ست کہ بر صفات مسطورہ بہ نشینی الا آنکہ نظر سوئے آسمان داری و چشم

[illegible]

دوسرا مراقبہ مشاہدہ

تیسرا مراقبہ معاینہ

مستقیم ہوجائے تو ملفوظات تلقین فرمائیں یعنی العلی الاعلی العظیم الاعظم الکبیر الاکبر القریب الاقرب اللطیف الالطف الکریم الاکرم النور الانور العلیم الاعلم اسکے بعد محاربہ کبیر کا شغل کرائیں کہ دم روک کر خوب شدت سے ساتھ تصور ملاحظہ کے اتنا ذکر کرے کہ بدن سے پسینہ مینہ کیطرح برسنے لگے اور ذکر کرنیوالا بیہوش ہوجائے اور فائدہ یہ ہے کہ جسقدر بھوکے رہنے سے اور بہت جاگنے سے حاصل ہوتا ہے وہ سب اس سے حاصل ہوجاتا ہے اور اسقدر کافی ہے باقی مرشد سے معلوم ہوجائیگا۔ جاننا چاہئے کہ مراقبہ تین طور پر ہیں ایک تو یہ کہ اسطرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور اس علم کو لازم کرے یعنی یقین سے یوں جانے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا اور جانتا ہے اور جب اس علم سے ایک لمحہ بھی غافل ہو تو مراقبہ نہیں اور اس مراقبہ میں ربط شیخ لازم ہے اور نماز و تلاوت اور تمام احوال کو لازم جانے اور جب اسمیں استقامت ہوجائے۔ دوسرا مراقبہ جسے مشاہدہ بھی کہتے ہیں شروع کرے۔ اور اسمیں بھی اسی شکل سے بیٹھے اور منہ دل کے وسط کی طرف جھکائے اور آنکھیں بند کرے اور چشم باطن سے دل کو دیکھیں اور تصور کرے کہ خدا عزوجل کو دیکھتا ہے۔ اور جب یہ شغل کمال کو پہنچ جائے حجاب تشبیہ کا اٹھ جائیگا تو تحقیق جانیگا کہ خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہے پھر اس سے ترقی کرے تیسرے مراقبہ میں کہ اسے معائنہ بھی کہتے ہیں اس میں مشغول اور وہ یہ ہے کہ اسی طور سے بیٹھے مگر نظر آسمان کی طرف کرے اور آنکھیں

فرازکردہ بر ہیئت مختصر تصور کنی کہ روح از قالب بیرون رفت و از سماوات گزشت و بمعاینہ حق تعالیٰ مشغول شد اگر کسے برین استقامت یابد رشتہ سبز پیدا آید یکجانب رشتہ بالائے ہفتم آسمان باشد و دوم جانب رشتہ در دل او باشد و اعلیٰ مرتبہ طریق است و مشغولی کہ مشائخ می گویند ہمین است و درین واسطہ درست نیست۔

بیان سبحہ

واما سبحہ فناولنی ھا السید عمر ابن بنت الشیخ عبد اللہ البصری المکی قال ناولنی ھا جدی الشیخ عبد اللہ ناولہ ایاھا شیخہ محمد بن محمد بن سلیمان المغربی وقال ناولنی ایاھا ابو عثمان الجزائری عن ابی عثمان المقری عن سیدی احمد حجی عن سیدی ابراھیم التازی عن ابی الفتح المراغی عن ابی العباس احمد بن بجو الرداد عن مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد الفیروز ابادی اللغوی عن جمال الدین یوسف بن محمد الدمیری عن تقی الدین بن ابی الثنا محمود بن یعلی عن مجد الدین عبد اللہ بن ابی الجیش المقری عن ابیہ عن ابی الفضل محمد بن ناصر عن ابی محمد عبد اللہ السمرقندی عن ابی بکر محمد بن علی السلامی الحداد عن ابی نصر عبد الوھاب بن عبد اللہ بن عمر عن ابی الحسن علی بن الحسن بن القاسم الصوفی

اونچی کرے اسی طرح جیسے مرنے کے وقت یہ خیال کرے کہ میری روح قالب سے نکل گئی اور آسمانوں سے گذر گئی اور حق تعالیٰ کے معاینہ میں مشغول ہوئی اگر کسی کو اس پر استقامت حاصل ہو گئی تو ایک دھاگہ ظاہر ہوگا اس کا ایک سرا ساتویں آسمان پر ہوگا اور دوسرا سرا اُسکے دل میں۔ اور اعلیٰ مرتبہ اور مشغولی جو مشائخ کہتے ہیں یہی ہے اور اس میں واسطہ درست نہیں۔

تسبیح کی سند

وہ مجھکو دی ① سید عمر شیخ عبد اللہ بصری مکی کے نواسے نے کہا مجھکو دی میرے نانا ② شیخ عبد اللہ نے اُن کو دی اُنکے ③ شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی نے اور کہا مجھکو دی ④ ابو عثمان جزائری نے اُن کو ملی ⑤ ابو عثمان مقری سے اُن کو ⑥ سید احمد حجی سے اُنکو ⑦ سید ابراہیم تازی سے اُنکو ⑧ ابو الفتح مراغی سے اُنکو ⑨ ابو العباس احمد بن ابو بکر رداد سے اُنکو ⑩ مجد والدین محمد بن یعقوب بن محمد فیروز آبادی لغوی سے اُنکو ⑪ جمال الدین یوسف بن محمد دمیری سے اُنکو ⑫ تقی الدین بن ابو ثنا محمود بن یعلی سے اُنکو ⑬ مجد والدین عبد الصمد بن ابو الجیش مقری سے اُنکو اپنے ⑭ والد سے اُنکو ⑮ ابو الفضل محمد بن ناصر سے اُنکو ⑯ ابو محمد عبد اللہ سمرقندی سے اُنکو ⑰ ابو بکر محمد بن علی سلامی حداد سے اُنکو ابو نصر عبد الوہاب بن عبد اللہ بن عمر سے اُنکو ابو الحسن علی بن حسین بن قاسم صوفی سے

شا لا صاحب ؒ کی تسبیح کی سند

قال سمعت ابا الحسن المالکی وقد رأيته وفی یدہ سبحة فقلت یا اوستاذ انت الی الآن مع السبحة یقول کذا رائیت استاذی الجنید وفی یدہ سبحة فقلت یا استاذی وانت الی الآن مع السبحة فقال کذا رائیت استاذی سری بن المفلس السقطی وفی یدہ سبحة فقلت یا استاذ وانت مع السبحة فقال کذا رائیت اُستاذی معروف الکرخی وفی یدہ سبحة فسألت عما سألتنی عنہ فقال کذا رائیت استاذی بشر الحافی وفی یدہ سبحة وسألت عما سألتنی عنہ فقال رأیت استاذی عمر المکی وفی یدہ سبحة فسألته عما سألتنی عنہ فقال رأیت استاذی الحسن البصری وفی یدہ سبحة فقلت یا استاذ مع عظم شانك وحسن عبادتك وانت الی الآن مع السبحة فقال لی هذا شیٔ کنا استعملناه فی البدایات ماکنا نترکه فی النهایات انا احب ان اذکر الله بقلبی و یدی ولسانی قال الشیخ ابو العباس الرداد تبین من قول الحسن البصری السبحة کانت موجودة متخذة فی عهد الصحابة لقوله هذا شیٔ کنا استعملناه فی البدایات و بدایت الحسن من غیر شك کانت مع اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فانه ولد

اُنہوں نے کہا میں نے سنا ہے حسن مالکی سے اور تحقیق میں نے دیکھا انکو تسبیح انکے ہاتھ میں ہے تو میں نے کہا اے حضرت ابھی تک آپ تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں کہا اُنہوں نے یونہی دیکھا تھا اپنے حضرت جنید کو اور اُنسے کہا تھا حضرت ابھی تک آپ تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں اُنہوں نے کہا میں نے ایسا ہی دیکھا تھا اپنے مرشد سری بن مفلس سقطی کو اور اُنکے ہاتھ میں تسبیح تھی تو میں نے کہا اے حضرت ابھی تک آپ تسبیح رکھتے ہیں اُنہوں نے کہا میں نے ایسا ہی دیکھا تھا اپنے مرشد معروف کرخی کو اور اُنکے ہاتھ میں تسبیح تھی اور میں نے یونہی پوچھا تھا جسطرح تم نے مجھسے پوچھا تو اُنہوں نے کہا ہم نے یونہیں دیکھا تھا اپنے مرشد بشر حافی کو اُنسے یونہی دریافت کیا جیسے تم نے مجھسے اُنہوں نے کہا میں نے دیکھا اپنے حضرت عمر مکی کو اُنکے ہاتھ میں تسبیح تھی میں نے سوال کیا اسی طرح جسطرح تم نے مجھسے۔ اُنہوں نے کہا میں نے دیکھا اپنے استاد حسن بصری کو اُن کے ہاتھ میں تسبیح تھی میں نے کہا اے حضرت آپ باوجود ایسی عظمت شان اور ایسی نیک عبادت کی اور ابھی آپکے ہاتھ میں تسبیح ہے اُنہوں نے کہا کہ یہی ایک ایسی شئے ہے کہ ہم ابتدا میں اسکا استعمال کرتے تھے تو ہمنے نہایت میں بھی نہ ترک کیا میں دوست رکھتا ہوں اس امر کو کہ ذکر اللہ دل سے کروں اور ہاتھ سے اور زبان سے شیخ ابوالعباس رداد فرماتے ہیں کہ حسن بصری کے قول سے روشن ہوا کہ تسبیح موجود و متخذ تھے اصحابہ کے عہد میں جو اُنہوں نے کہا یہ ایسی شئے ہے کہ ہم ابتدا میں کیا کرتے تھے اور ابتدا حسن البصری کی بیشک تھی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ کیونکہ وہ یقینی پیدا ہوئے۔

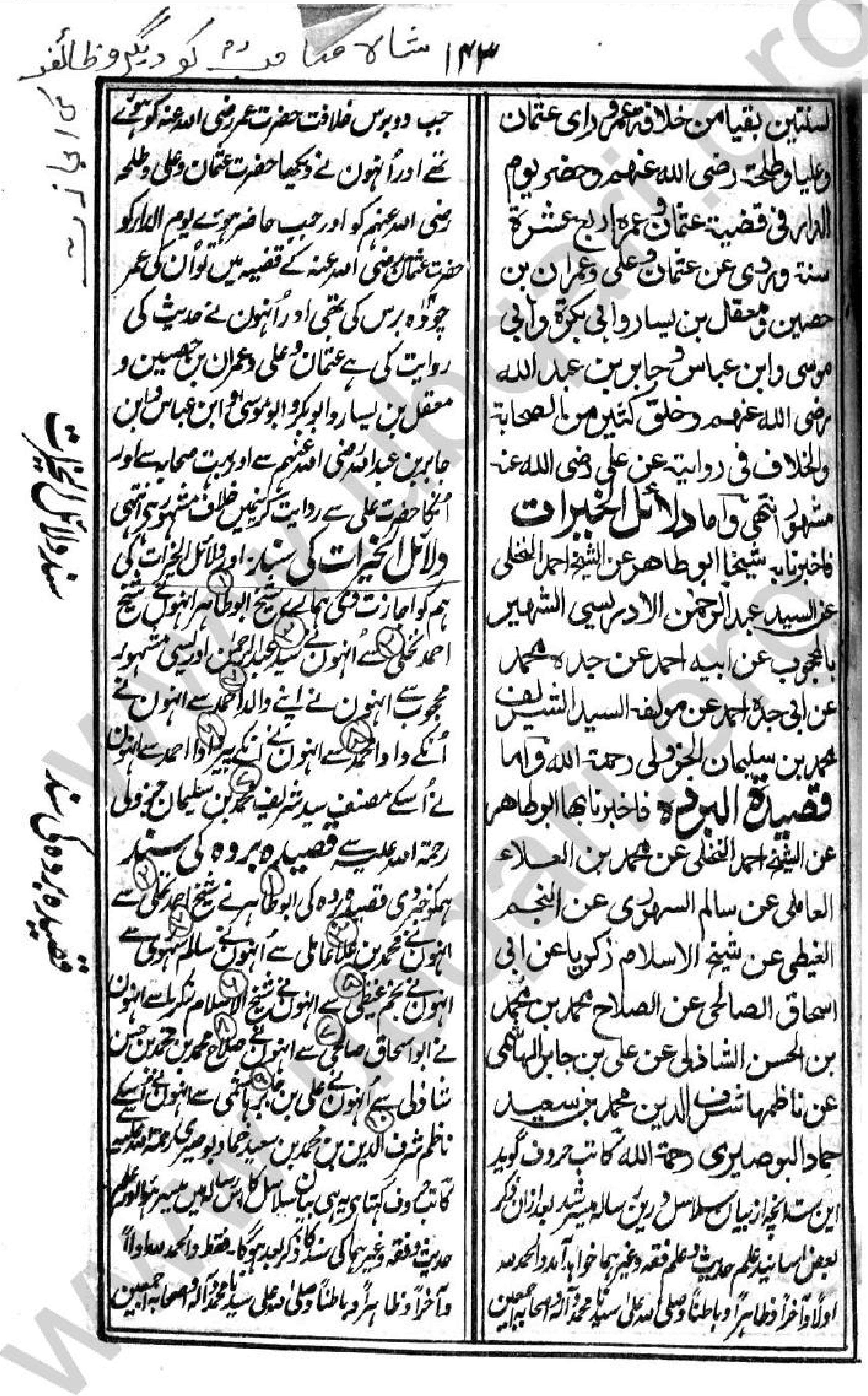

۱۴۳ مشائخ صحاح صلی کو دیگر وظائف

لسنتين بقيا من خلافة عمر ورای عثمان وعليا وطلحة رضي الله عنهم وحضر يوم الدار في قضية عثمان وعمره اربع عشرة سنة وروى عن عثمان وعلي وعمران بن حصين ومعقل بن يسار وابي بكرة وابي موسى وابن عباس وجابر بن عبد الله رضي الله عنهم وخلق كثير من الصحابة والخلاف في روايته عن علي رضي الله عنه مشهور انتهى واما **دلائل الخيرات** فاخبرنا به شيخنا ابو طاهر عن الشيخ احمد النخلي عن السيد عبد الرحمن الادريسي الشهير بالمحجوب عن ابيه احمد عن جده محمد عن ابي جده احمد عن مولفه السيد الشريف محمد بن سليمان الجزولي رحمة الله واما **قصيدة البردة** فاخبرنا بها ابو طاهر عن الشيخ احمد النخلي عن محمد بن العلاء العاملي عن سالم السنهوري عن النجم الغيطي عن شيخ الاسلام زكريا عن ابي اسحاق الصالحي عن الصلاح محمد بن محمد بن الحسن الشاذلي عن علي بن جابر الهاشمي عن ناظمها شرف الدين محمد بن سعيد حماد البوصيري رحمة الله كاتب حروف گوید این ست آنچه از بیان سلاسل درین رساله میسر شد بعد ازان ذکر بعض اسانید علم حدیث و علم فقه وغیرهما خواهد آمد والحمد لله اولاً وآخراً وظاهراً وباطناً وصلی الله علی سیدنا محمد وآله واصحابه اجمعین

جب دو برس خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئے تھے اور انہوں نے دیکھا حضرت عثمان و علی و طلحہ رضی اللہ عنہم کو اور جب حاضر ہوئے یوم الدار کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قضیہ میں تو ان کی عمر چودہ برس کی تھی اور انہوں نے حدیث کی روایت کی ہے عثمان و علی و عمران بن حصین و معقل بن یسار و ابو بکرہ و ابو موسیٰ و ابن عباس و ابن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے اور بہت صحابہ سے اور انکا حضرت علی سے روایت کرنے میں خلاف مشہور ہے انتہی

دلائل الخیرات کی سند: اور دلائل الخیرات کی ہم کو اجازت دی ہمارے شیخ ابو طاہر نے انہوں نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے سید عبد الرحمن ادریسی مشہور محجوب سے انہوں نے اپنے والد احمد سے انہوں نے انکے دادا محمد سے انہوں نے انکے پردادا احمد سے انہوں نے اسکے مصنف سید شریف محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ سے

قصیدہ بردہ کی سند: ہمکو خبر دی قصیدہ بردہ کی ابو طاہر نے شیخ احمد نخلی سے انہوں نے محمد بن علا عاملی سے انہوں نے سالم سنہوری سے انہوں نے نجم غیطی سے انہوں نے شیخ الاسلام زکریا سے انہوں نے ابو اسحاق صالحی سے انہوں نے صلاح محمد بن محمد بن حسن شاذلی سے انہوں نے علی بن جابر ہاشمی سے انہوں نے اسکے ناظم شرف الدین بن محمد بن سعید حماد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ سے کاتب حروف کہتا ہے یہ ہی بیان سلاسل کا اس رسالہ میں میسر ہوا اور علم حدیث و فقہ وغیرہما کی سند کا ذکر بعد ہوگا۔ فقط والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

سند دلائل الخیرات

قصیدہ بردہ کی سند

دیگر تصنیفات خاندان ولی اللّٰہی جو مشتہر سے مل سکتی ہیں۔ اور جنکا حق طبع فقیر کی ملکیت ہے کوئی تاجر کتب یا صاحب مطبع بلا اجازت تحریری کتب ذیل کے چھاپنے کے مجاز نہیں۔ تھوڑے نفع کو زیادہ تصور فرمائیں اور بجائے فائدہ کے نقصان نہ اٹھائیں۔ ہاں جسقدر جلدیں مطلوب ہوں فقیر سے طلب فرمائیں۔ تاجران کتب کیساتھ خاص رعایت کیجائیگی **فقیر** سید عبدالغنی جعفری کلیمی ولی اللّٰہی نواسہ جانشین حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و نواسہ و سجادہ نشین حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ و مالک مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی۔ سیلان پریڈ دہلی۔

تصانیف حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب مورث اعلیٰ	
انفاس رحیمیہ فارسی	۳ر
ارشاد رحیمیہ فارسی	۴ر
تصانیف جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم	عہ
الطاف القدس فارسی معہ ترجمہ اردو	۸ر
اچھا عقیدہ معہ صحیح فی حسن العقیدہ	۱ر
تاویل الاحادیث عربی معہ ترجمہ اردو	۸ر
تفہیمات الٰہیہ عربی و فارسی	۶ر
در الثمین فی مبشرات النبی الامین مترجم	اعہ
سطعات معہ حزب اللطیف فارسی	۲ر
مجموعہ رشاد علی اسم الاسناد عربی	۴ر
فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود عربی معہ ترجمہ اردو	۳ر

وصیت نامہ مشرح قاضی صاحب	۲ر
تمہ رسائل انسان العین وغیرہ	۴ر
فیوض الحرمین معہ ترجمہ سطوت الکونین	۱۲ر
ہوامع شرح حزب البحر فارسی	۶ر
ہوامع شرح حزب البحر اردو	۶ر
سر المکتوم فی اسباب تدوین العلوم	۶ر
تصانیف طبیب الامت حضرت مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر خورد حضرت شاہ صاحب ممدوح رح	
بحار باب فارسی	۴ر
بحار باب اردو	۱۴ر
تکملہ ہندی فارسی در علم طب	۶ر
تکملہ ہندی اردو در علم طب	۲ر
تصانیف جد امجد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
عزیز الاقتباس فی فضائل	
اخیار الناس فارسی معہ ترجمہ اردو	

خلفاء اربعہ و اہلبیت کے فضائل	۳ر
عجالہ نافعہ در اصول حدیث	۲ر
تحقیق الرؤیا مترجم	۳ر
عملیات مجربہ خاندان عزیزیہ	۸ر
کرامات عزیزی ہر سہ حصہ اردو	۶ر
میزان العقائد عربی محشی	۳ر
مجموعہ خمسہ رسائل اردو	۴ر
کتب مطبوعہ غیر جو فرمائش پر ہمسے مل سکتی ہیں بذریعہ کارڈ طلب فرمائیں	
الانصاف معہ ترجمہ کشاف	۱۰ر
شرح رباعیتین	[illegible]
قصیدہ اطیب النغم فی مدح سید العجم	۴ر
قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین فارسی	عار
بستان المحدثین فارسی	۸ر
سر الشہادتین معہ ترجمہ اردو	۲ر
تحفہ اثنا عشریہ فارسی سے الضیاء اردو	للعہ

سواء السبیل کلیمی معہ ترجمہ اردو۔ جد امجد ولی نعمت حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بیش بہا تصنیف، ذات و صفات باری تعالیٰ میں عجیب و غریب مضامین اور اسکے ضمن میں متعدد مختلف صوفیانہ معلومات کا خزینہ ہدیہ ایک روپیہ

سید عبدالغنی جعفری سجادہ نشین درگاہ کلیمی درمیان جامع مسجد و لال قلعہ دہلی

دس روپیہ انعام ۔ اُن مہربان کو دیا جائیگا۔ جو سجادہ صاحب سے کتابیں طلب فرمائیں۔ لیکن ڈاکخانہ کی غفلت سے کسی دوسرے شخص کی غلط سلط کتابیں پہنچ جائیں۔ ایسے پارسل کے آنے پر اسکا نمبر اور ڈاکخانہ کا نام ثبوت کیلئے لیکر اُسکے لینے سے انکار کر دیجئے۔ اور فوراً بذریعہ رجسٹری اطلاع دیجئے۔

تحفہ ہندی ۔ در علم ویدک بزبان فارسی معہ ترجمہ اُردو مصنفہ حضرت مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر خورد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اس کتاب میں باکمال مصنف نے یہ خوبی رکھی ہو کہ اُن ہندی دواؤں کے نام معہ افعال و خواص و ماہیت تحریر فرمائے ہیں۔ جنکا پتہ قرابادین میں ہو نہ تحفہ میں۔ اور پھر از سر تا پا جمیع امراض کے نسخے ہندی دواؤں سے ایسے مجرب و مستند لکھے ہیں کہ اُنکے استعمال سے بہت جلد شفا ہو جاتی ہے۔ اور مزید خوبی یہ ہے۔ کہ وہ سب دوائیں کم قیمت اور ہر ایک قصبہ میں بھی مل جاتی ہیں۔ آخر کتاب میں کچھ کشتہ جات اور کیمیات متفرقہ مجربہ کا بیان ہے، جا بجا مبتغی لکھا جاتا ہے کہ ہر شخص بلا امداد حکیم اپنا اور کنبہ کا خود علاج کر سکتا ہے قیمت ۸

تحقیق الرؤیا عربی معہ ترجمہ اُردو۔ از حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خواب کے متعلق عجیب غریب بحث اسکی دیکھنے اور تحقیق اس شرح و بسط کی ہو کہ آجتک نہ چھپنے ہوئی نہیں فی الواقع ہندوستان میں ایسا مضمون کا پہلا رسالہ ہے۔ اس کی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ قیمت تین آنہ

وصیت نامہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ معہ شرح قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ وصیت نامے اردو جگہ بھی چھپے ہیں مگر یہ شرح قاضی صاحب جیسے متبحر عالم و فاضل کی قابل دید ہے کیونکہ جو شرح کے اس بعض فقرہ کو سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں قیمت ۲

انتباہ

فی سلاسل اولیاء اللہ معہ ترجمہ اردو کتاب کی خوبی تو آپکے مطالعہ سے معلوم کی۔ کہ کیسی ضروری اور مفید تصنیف ہے یہی وجہ ہے کہ جلد ہی دوبارہ طبع کرانیکی ضرورت محسوس ہوئی چونکہ ترجمہ اور طباعت میں زر کثیر صرف ہوا ہے اسلئے صاحبان مطابع اور تاجران کتب مطلع رہیں۔ کہ اس کتاب کے حقوق طبع والد ماجد سید شاہ عبد الغنی صاحب جعفری سجادہ نشین کلیمی کیلئے محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب بلا اجازت صریح اسکی طبع کے مجاز نہیں۔ ہاں جتنی جلدیں مطلوب ہوں بہ پتہ ذیل سے طلب فرمائیں تاجران کتب کیساتھ خاص رعایت کیجائیگی پانچ جلدیں یکمشت طلب کرنے پر ایک جلد مفت دیجائیگی۔ المعلن سید صاحبزادہ جعفری خلف الرشید شاہ صاحب موصوف

غنچہ مراد اسلام یعنی سوانح عمری نواب میر صدر الدین حسین خانصاحب کی [illegible]۔ اس کتاب کے مصنف منشی ہاشم حسین صاحب چشتی لکھتے ہیں کہ یہ کتاب ہمارے علمائے بزرگ کو عالم بنا سکھائیگی اسکو پڑھکر نواب اور رؤسا صحیح معنوں میں نواب اور رئیس کہلائینگے قومی ہمدردوں کو اسکا مطالعہ ہمدردی سکھائیگا۔ اتفاق کسے کہتے ہیں اخلاق کیسے ہوتے ہیں۔ ترقی کی کیا صورتیں ہیں ہمارے زوال کے کیا اسباب ہیں۔ یہ سب کچھ اس سوانح عمری سے معلوم ہو جائیگا۔ کاغذ عمدہ چھپائی صاف اور دیدہ زیب کہ بچے اور مستورات تک اپنی علمی لیاقت بڑھا سکیں۔ باوجود ان تمام اوصاف کے قیمت ایک سو بارہ صفحات کی بسبب نفع خلائق صرف چار آنہ

ترانہ کلیمی حصہ اول و دوم۔ حمد و نعت و منقبت میں قوالی کی مشہور غزلوں کا بہترین مجموعہ قابل دید قیمت ایک آنہ۔

خط و کتابت و ترسیل زر بنام سید عبد الغنی جعفری سجادہ نشین کلیمی درمیان جامع مسجد و لال قلعہ دہلی

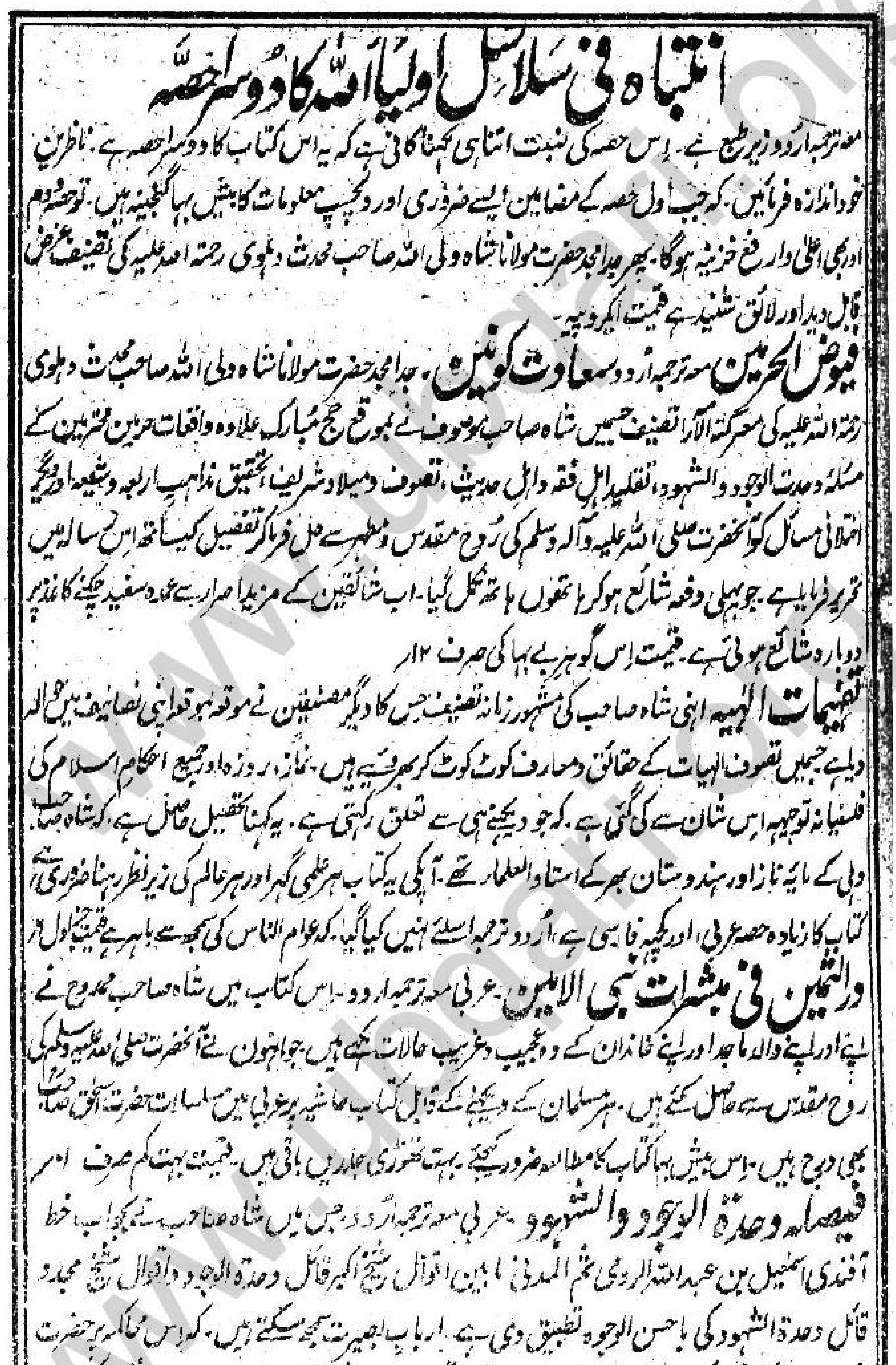

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کا دوسرا حصہ

معہ ترجمہ اردو زیر طبع ہے۔ اِس حصہ کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ یہ اس کتاب کا دوسرا حصہ ہے۔ ناظرین خود اندازہ فرمائیں۔ کہ جب اول حصہ کے مضامین ایسے ضروری اور دلچسپ معلومات کا بیش بہا گنجینہ ہیں۔ تو حصۂ دوم اور بھی اعلیٰ وارفع خزینہ ہوگا۔ پھر جدامجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بغرض قابل دید اور لائق شنید ہے قیمت ایک روپیہ۔

فیوض الحرمین معہ ترجمہ اردو **وسعادت کونین**۔ جدامجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآرا تصنیف جسمیں شاہ صاحب موصوف نے بموقع حج مبارک علاوہ واقعات حرمین محترمین کے مسئلہ وحدت الوجود والشہود، تقلید اہل فقہ و اہل حدیث، تصوف و میلاد شریف، تحقیق مذاہب اربعہ و شیعہ اور دیگر اختلافی مسائل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس ومطہر سے حل فرماکر تفصیل کیساتھ اس رسالہ میں تحریر فرمایا ہے۔ جو پہلی دفعہ شائع ہوکر ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب شائقین کے مزید اصرار سے عمدہ سفید چکنے کاغذ پر دوبارہ شائع ہوئی ہے۔ قیمت اس گوہر بے بہا کی صرف ۱۲ ار

تفہیمات الٰہیہ انہی شاہ صاحب کی مشہور زمانہ تصنیف جس کا دیگر مصنفین نے موقعہ بموقعہ اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے۔ جسمیں تصوف الہیات کے حقائق ومعارف کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں۔ نماز، روزہ اور جمیع احکام اسلام کی فلسفیانہ توجیہ اس شان سے کی گئی ہے۔ کہ جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ کہ شاہ صاحب دہلی کے مایۂ ناز اور ہندوستان بھر کے استاد العلماء تھے۔ آپکی یہ کتاب ہر علمی گھر اور ہر عالم کی زیر نظر رہنا ضروری ہے کتاب کا زیادہ حصہ عربی اور کچھ فارسی ہے، اردو ترجمہ اسلئے نہیں کیا گیا۔ کہ عوام الناس کی سمجھ سے باہر ہے قیمت جلد اول ۲ر

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ عربی معہ ترجمہ اردو۔ اس کتاب میں شاہ صاحب ممدوح نے اپنے اور اپنے والد ماجد اور اپنے خاندان کے وہ عجیب وغریب حالات لکھے ہیں۔ جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس سے حاصل کئے ہیں۔ ہر مسلمان کے دیکھنے کے قابل کتاب۔ حاشیہ پر عربی میں الہامات حضرت اسحٰق صاحب بھی درج ہیں۔ اس بیش بہا کتاب کا مطالعہ ضرور کیجئے۔ بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ قیمت بہت کم صرف ا مر

فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود عربی معہ ترجمہ اردو جس میں شاہ صاحب نے جواب خط آفندی اسمٰعیل بن عبداللہ الرومی ثم المدنی ما بین اقوال شیخ اکبر قائل وحدۃ الوجود واقوال شیخ مجدد قائل وحدۃ الشہود کی باحسن الوجوہ تطبیق دی ہے۔ ارباب البصیرت سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس معاملہ پر حضرت شاہ صاحب کا فیصلہ کیسا مدلل اور قابل دید ہوگا۔ قیمت [illegible] سید عبدالغنی جعفری سجادہ نشین پھلتی

www.ubqari.org

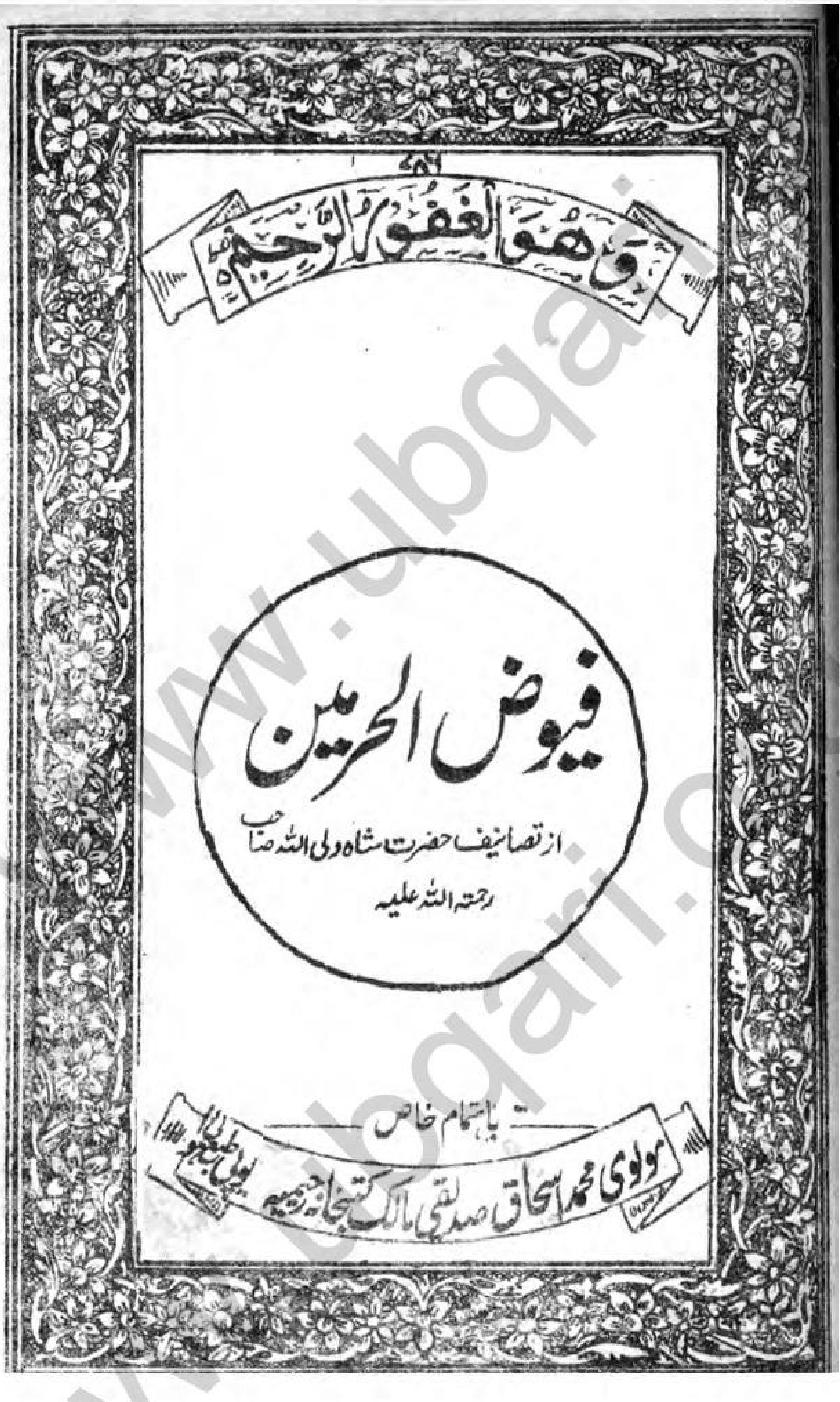

۷۸۶

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

فیوض الحرمین

از تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام خاص

مولوی محمد اسحاق صدیقی مالک کتبخانہ رحیمیہ [illegible]

www.ubqari.org

شاہ صاحب بڑے کو مبارک بشادمی

مبارک ہو اور آپ کو فضل عز فرمانا

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انی احمدك واثنی علیك وابوء الیك بالتقصیر
فی الحمد والثناء واستغفرك واستعینك واعلم
لا یغفر الذنوب الا انت ولا یغنینی غیرك فی الشدة
والرخاء واوجه وجهی الیك واسلم نفسی الیك
وصلوتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شراکة
الشرکاء واعوذ بك من شرور نفسی ومن سیئات
اعمالی والح علیك فی سوال الهدایة الی احسن الافعال
ومکارم الاعمال واعتقد انه لا یعیننی من ھذا
ولا یهدینی الا الذی فطرنی وفطر الارض
والسماء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له
واشهد ان محمدا عبده ورسوله افضل الرسل
والانبیاء صلی الله علیه وعلیهم وعلی اله واصحابه
ما تناقب الملوان وما اظلت الخضراء واقلت الغبراء
اما بعد فیقول العبد الضعیف ولی الله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تیری حمد
ثنا میں قاصر ہوں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھی سے
مدد مانگتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہیں
بخشتا اور بغیر تیرے کوئی میری مدد نہیں کر سکتا رنج و راحت
میں تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تجھی کو اپنے تئیں سونپتا
ہوں تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی
اور موت تیرے ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے
اپنے نفس کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اور کمال عجز سے
سوال کرتا ہوں کہ اچھے خصائل اور نیک اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے
کہ کوئی نہیں ہے جو ان سے بچاوے اور بھلائیوں کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا
کیا اور زمین و آسمان کو بنایا اور گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود
نہیں وحدہ لاشریک ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں
رسولوں میں افضل اور سب نبیوں سے بزرگ اللہ کا درود ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر
جب تک رات دن کا آنا جانا رہے اور آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے اما بعد کہتا ہے بندہ ضعیف ولی اللہ

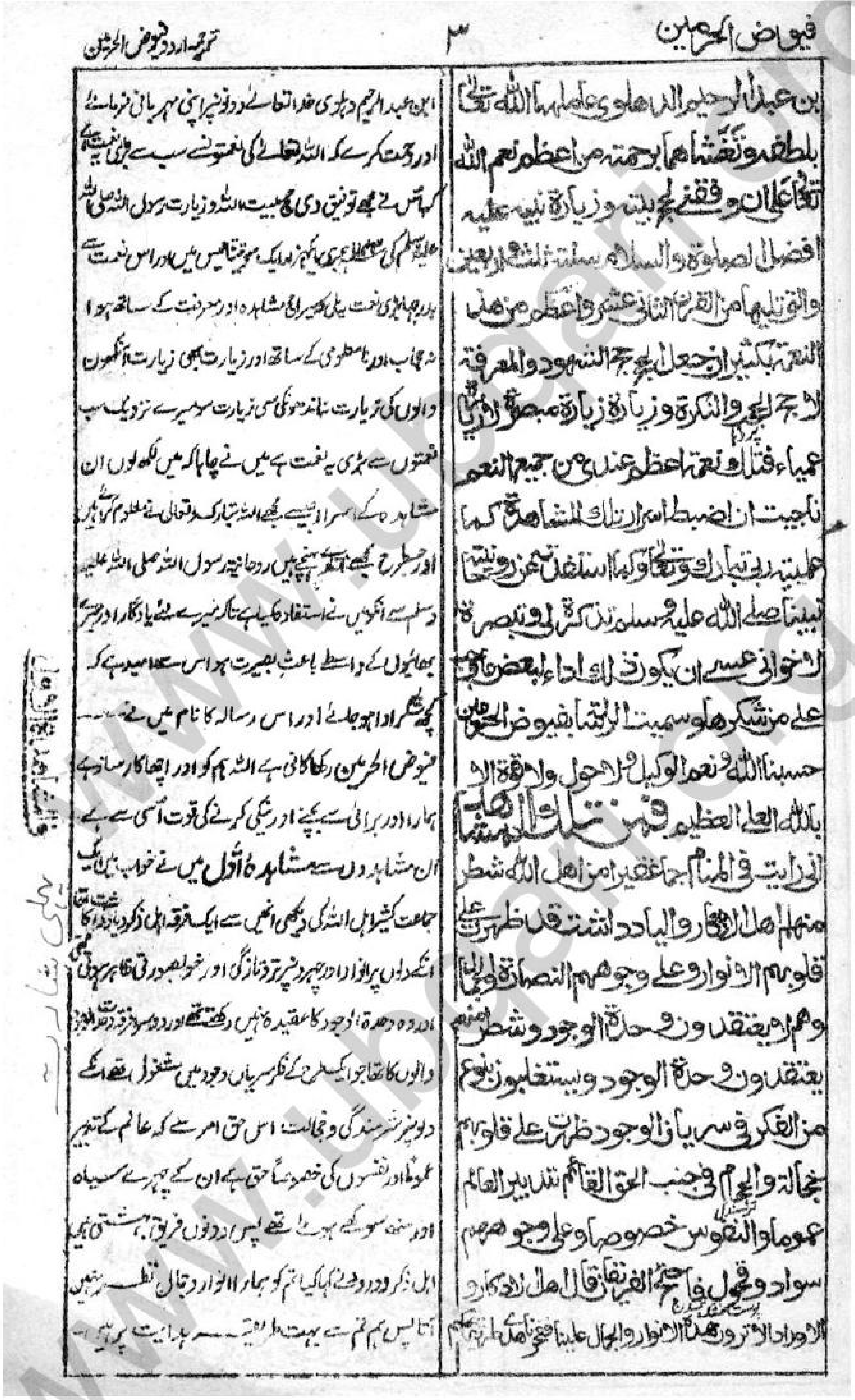

فیوض الحرمین ۳

بن عبد الرحيم الدهلوي عاملهما الله تعالى
بلطفه وتغشاهما برحمته من اعظم نعم الله
تعالى علي ان وفقني لحج بيته وزيارة نبيه عليه
افضل الصلوة والسلام سنة ثلث واربعين
والتي تليها من القرن الثاني عشر واعظم من هذه
النعمة بكثير ان جعل لي حج الشهود والمعرفة
لا حج الحجب والنكرة وزيارة مبصرة لا زيارة
عمياء فتلك نعمة اعظم عندي من جميع النعم
فاحببت ان اضبط اسرار تلك المشاهدة كما
علمنيه ربي تبارك وتعالى وكما استفدت من روحانية
نبينا صلى الله عليه وسلم لتكون تذكرة لي وتبصرة
لاخواني عسى ان يكون ذلك اداء لبعض ما يجب
علي من شكرها وسميت الرسالة بفيوض الحرمين
حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا
بالله العلي العظيم فمن تلك المشاهدات
اني رايت في المنام جماعة كثيرا من اهل الله شطر
منهم اهل الاذكار والاوراد اشتهر قد ظهرت على
قلوبهم الانوار وعلى وجوههم النضارة والجمال
وهم لا يعتقدون وحدة الوجود وشطر منهم
يعتقدون وحدة الوجود ويشتغلون بنوع
من الفكر في سريان الوجود ظهرت على قلوبهم
الخجالة والوجوم في جنب الحق القائم بتدبير العالم
عموما والنفوس خصوصا وعلى وجوههم
سواد وقحول فاختصم الفريقان فقال اهل الاذكار
والاوراد الا ترون هذه الانوار والجمال علينا فهو علامة ان الحكم

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

ابن عبد الرحیم دہلوی خدا تعالےٰ دونوں پر اپنی مہربانی فرمائے
اور رحمت کرے کہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے
کہ اس نے مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں اور ایک سو چوالیس میں اور اس نعمت سے
بدرجہا بڑی نعمت یہ ہوئی کہ میرا حج مشاہدہ اور معرفت کے ساتھ ہوا
نہ حجاب اور نا معلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت آنکھوں
والوں کی تھی زیارت نابینا کی سی زیارت نہ تھی میرے نزدیک سب
نعمتوں سے بڑی یہ نعمت ہے میں نے چاہا کہ میں لکھ لوں ان
مشاہدوں کے اسرار جیسے مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے معلوم کرائے ہیں
اور جس طرح مجھے استفاضے پہنچے ہیں روحانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے انھوں نے استفادہ کیا ہے تاکہ میرے واسطے یادگار اور میرے
بھائیوں کے واسطے باعث بصیرت ہو اس سے امید ہے کہ
کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام میں نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہم کو اور اچھا کارساز ہے
ہمارا اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے
ان مشاہدوں سے مشاہدہ اوّل میں نے خواب میں ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی انھیں سے ایک فرقہ اہل ذکر و اوراد کا تھا
انکے دلوں پر انوار اور چہرہ پر تروتازگی اور خوبصورتی ظاہر ہوتی تھی
اور وہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور دوسرا فرقہ وحدۃ الوجود
والوں کا تھا جو ایک طرح کے فکر سریان وجود میں مشغول رہتے تھے
دونوں پر شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم کی تدبیر
عموما اور نفسوں کی خصوصا حق ہے ان کے چہرے سیاہ
اور سخت سوکھے ہوئے تھے پس دونوں فریق بحث کرنے لگے
اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تم کو ہمارے انوار و جمال نظر نہیں
آتا پس ہم تم سے بہت اچھے ہیں ہم ہدایت پر ہیں

وقال اهل وحدة الوجود اليس ان اضمحلال الموجودات
في الوجود الحق امر حق مطابق للواقع
فعلمنا ما جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما
كثر التشاجر بينهم حكموني ورفعوا الي مشاجراتهم
فقمت بين هؤلاء وهؤلاء ثم قلت من العلوم
الصادقة ما تهذب النفس ومنها ما
لا تهذب النفس وذلك لان الله تعالى خلق
النفوس باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب
من العلوم الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت
واذا لم تستغرق فيه لم تهذب ولم تصلح فهذه
المسئلة وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا
ليست هي مشربكم وانما مشربكم التوجه الى
الحقيقة الجامعة بحسب تضرعات الملأ الاعلى اما
اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة
لكنهم لم يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت
نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من
الكمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان
اصابوا في المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من
الحق لانهم لما سرحوا افكارهم في مرعى السريان ضاع
من ايديهم التعظيم والهيبة والتذلل التي عرفت
بها الملأ الاعلى ربها وورثتها من فوق الافلاك
بحكم الفطرة فامتلأ العالم بمعرفتهم وما
ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ
ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة
الوجود وسريان الوجود في العالم نطقتم

اور وحدۃ الوجود والوں نے کہا کیا سب موجودات کی ہستی حق
کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق کے مطابق واقع نہیں
پس ہمیں وہ راز معلوم ہو گیا جس سے تم جاہل رہے
پس ہمکو تم پر فضیلت ہے جب انمیں تنازع بڑھ گیا تو انھوں نے مجھکو منصف
بنایا اور اپنا جھگڑا میرے سامنے پیش کیا پھر میں ان دونوں فرقوں
میں منصف بنا اور کہا کہ بعض علوم صادقہ ایسے ہیں جیسے نفس مہذب
ہوتا ہے اور بعض ایسے ہیں جیسے نفس تہذیب نہیں پاتا اسواسطے
کہ اللہ تعالی نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا
کی ہیں اور علوم حقہ میں سے ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اسمیں
مستغرق ہو جائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو
اسمیں مستغرق نہو تو مہذب نہیں ہوتا ہے اور نہ اصلاح
پاتا ہے سو یہ مسئلہ اگرچہ علوم حقہ میں سے ہے لیکن تم
سب کا یہ مشرب نہیں اور تمھارا مشرب بتضرع در حقیقت جامعہ
کیطرف متوجہ ہوتا ہے موافق تضرع فرشتوں کے سو نور والا فرقہ
اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا
اور اسکے نفس مہذب ہو گئے اور سنور گئے اور جس کمال
کیواسطے پیدا ہوئے تھے اسکو پہنچ گئے لیکن وحدۃ الوجود والے
اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے پر اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب
انھوں نے اپنا فکر سریان وجود میں صرف کیا تعظیم و ہیبت شیوہ تھا
سے جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وہ وارث ہوئے
اسکے فوق افلاک کے بحکم فطرۃ جس سے عالم انکی معرفت سے پر ہو گیا اور
جو نہ وارث ہوئے اس کے انکے نفس مہذب نہ ہوئے اور نہ وہ
اسکو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے تھے سو اے
وحدت الوجود اور سریان الوجود فی العالم کے قائلو تم نے ظاہر کر دیا
تمھارے اس راز کو اس عزہ نے جس کے لائق یہ علم نہیں

بهذا السر جزء ليس من شانه هذا العلم واما الجزء الذي مشربه هذا العلم فانه خرس فيكم مستور لا يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وهي العناصر الفلكية فارقى ما يليق بها من الكمال انما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه غضاضة يالم يخالطه النشاة المشتركة ففهموا هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا من الاسرار التي اختصني ربي بها احكم بها بينكم فيما اختلفتم فيه فالحمد لله رب العلمين ثم انتبهت

مشهد آخر رايت ببصر روحي ان التدلي هو شئ واحد متصل في ذاته سار في كل العالم كان العالم ستارة فوقه وهو الداخل فيه وفطنت حينئذ بان هذا التدلي اذا توجه اليه العارف وابصره ببصر روحه وفني فيه قوي تاثيره وارشاده وصح له التصرف في الخلق بالحق وهذا التدلي له وجهان فوجه يجئ من الوجود الخارجي وهذا كانه نور منطبع في الواح النفوس يعني بالنور والوجه الثاني يجئ من الوجود الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم المتدلي ولاجله يقال ان النقشبندية ادرجت النهاية في البداية فمن وصل الى الذات بواسطة هذا التدلي لم يعلم الاختيار والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر لا ساحل له

معرفة عظيمة ادراك الحق المتدلي الى عباده باعظم التدليات ان

و مشاهدة الذات المتدلی

معرفة عظيمة

لیکن وہ جزو جسکا مشرب یہ علم ہے پس وہ تم میں گونگا اور مسخ بندہ ہے اور وہ اس راز کو نہیں جانتا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزاء فاطنہ اس کمال کے ہیں بالکل نہیں اس بھید کے لئے وہ شخص لائق ہے جسمیں یہ جز بہت راسخ ہو اور اس کو نشا نکر دیں پس ظہور رات گھیر لینے والے پس وہ دونوں فریق سمجھ گئے اور یقین کر لیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا اس اسرار سے جس میں تمھارا اختلاف تھا اس میں میں نے منصفی کر دی والحمد للہ رب العالمین پھر میری آنکھ کھل گئی

مشہد میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو دیکھا کہ وہ ایک شئی واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت کی ہوئی ہے گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے اس وقت میں نے جانا کہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنی روح کی آنکھ سے اسکو دیکھے اور اسمیں فنا ہو جائے تو اسکے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اسکا تصرف خلقت میں حق طور پر صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو جہتیں ہیں۔ ایک وجود خارجی کیطرف سو یہ ایک نور منطبع ہے الواح نفوس میں اسکا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے یہ ذات کیساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلی ہے۔ نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہیں کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے جو شخص اس تدلی کے وسیلہ سے واصل بذات ہوتا ہے نہیں جانتا سوا اختیار اور ارادہ کے اور اپنے تئیں ڈوبا ہوا جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار میں۔ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

معرفتہ عظیمہ خدا تعالے کا ادراک جو اپنے بندوں پر اعظم تدلیات کے ساتھ متدلی ہے۔ اگر

[illegible]

كان يبصر الروح فهو من مقامات الكمل وان كان يعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذا استماع كلامه ان كان يسمع الروح فهو من مقامات الكمل وان كان يعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام

تحقيق شريف اعلم ان النفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان ههنا لطيفتين احديهما القيومية الالهية المتعلقة بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة ولها في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صورة مجردة من مبدا الصور وهو العلم وان تفضي الى شيء من الاشياء وتتصل به وهذا الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح الافلاك والملائكة وعلى ارواح من مضى من الصالحين وكلما ينزل لون من رؤية الروح ربها الى النسمة ومن النسمة الى جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رايت ربي وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب ما ادعاه ابن عباس رضي الله عنهما مرفوعا

روح کی آنکھ سے ہے تو یہ کاملوں کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اسمیں عام بھی شریک ہیں اور اسی طرح اس کا کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اسمیں عام بھی داخل ہیں

تحقیق شریف جاننا چاہیے کہ نفس ناطقہ کیواسطے سوا ان جوارح محسوسہ کے آنکھ اور کان اور زبان ہے اسکی تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہیں ایک تو قیومیہ الٰہیہ جو بدن سے متعلق ہے اور اسمیں حلول کیے ہوئے ہے روح سے قطع نظر سو معرفت اشیاء میں اسکی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ مبدء صور سے کوئی صورت مجردہ اسپر افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسرے یہ کہ کسی شئے کا اشیاء میں سے افاضہ ہوے اور اس سے متصل ہو جاوے اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار کیا جاوے تو اسکو بصر کہیں گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جاوے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ اعتبار کریں گے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتیں کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہوں انکی ارواح سے باتیں کرتا ہے اور کبھی روح کو جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اس سے نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے چشم بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بن جاتا ہے اسوقت فرد کہنے لگتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اسکا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب

روح کی روحانی دنیا ابلیس مجسم اور کہاں ہوتا ہے

روح کا نیک ارواح سے ملاقات کرنا لون بمعنی رنگ ۱۲

النبی صلی الله علیه وسلم ربه ومن هذا الباب
كلام موسی علیه السلام واتصلت یوما بروح
الشمس ورأیتها وسمعت منها فقلت عجبا
لك ترین الناس یستضیؤا منك ثم استفادوا
منك الغلبة والظهور علی اطوار شتی ثم انهم
ینكرون علیك ویزورونك وانت لا تنقمین منهم
ولا تغضبین علیهم قالت الیس ان تكبرهم وتبجحهم
بانفسهم متشعبة من ابتهاجی بنفسی فانا
فی كل ذلك لا التفت الی صورة التكبر وانما
التفت الی حقیقة الابتهاج وانما الكل ابتهاج
بنفسی فهل یجوز لاحد ان یغضب علی كمال
نفسه وینتقم من نفسه ثم افضی الی الی
الشمس فرأیتها فیاضا بالطبع والجبلة وكذا
كل فلك ورأیت ارواح الافلاك ملتئمة
ومتوفقة فی علومها وهممها **زیادة
ایضاح** ان شئت تحقیق حقیقة هذا
الوجدان فاصغ لما القی الیك اعلم ان علم
النفس الناطقة اعنی بها نورا بسیطا هو تقلید
القیومیة الجسد واحد وتنزل الطبیعة
الكلیة التی هی النقطة الفعالة فی الخارج
بصورة خاصة بمعلوم ای معلوم كان انما یكون
عندنا باتحاد المدرك والمدرك ثم ادراكها
اما ان یكون لنشأة كلیة تشمل النفس
او تشمل جسدها كالصورة الانسانیة
او الحیوانیة او الارض والماء وسائر العناصر او القوة

کو دیکھا اور اسی قبیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا :
اور ایک روز میں روح آفتاب سے متصل ہوا میں نے اسے دیکھا
اور اس سے سنا میں نے کہا بڑا تعجب ہے کہ جو لوگ تجھ سے روشنی طلب
کرتے ہیں اور فائدے اٹھاتے ہیں تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے
دیکھتے ہیں پھر تیرے منکر ہیں اور تجھ سے مقابلہ کرتے ہیں اور
تو کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غصہ ہوتا ہے تو اس
نے کہا کیا ان کا تکبر اور ان کی اپنے نفسوں سے
خوشی میری جان کی خوشی کا شعبہ نہیں ہے میں ان سب
حالتوں میں صورت تکبر کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا اور یہی
التفات شادمانی کی حقیقت کی طرف ہے اور یہ سب خوشیاں
میرے ہی نفس کی شادمانی ہیں تو پھر کیا کوئی اپنے کمال نفس
پر غصہ ہوا کرتا ہے یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا۔
میں نے اسے دیکھا کہ وہ بالطبع والجبلی فیاض ہے اور اسی
طرح تمام افلاک اور میں نے دیکھا کہ ارواح افلاک متوافق اور
ملے ہوئے ہیں اپنے علموں اور ہمتوں میں **زیادہ ایضاح** اگر
تو چاہے اس وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو میں کہوں
جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے مراد نور بسیط
ہے وہ مقید ہوتا ہے قیومیت کا ایک جسم
واحد کے لئے اور تنزل طبیعت کلیہ کا کہ وہ
ایک نقطہ فعالہ ہے خارج میں کسی معلوم خاص
کی صورت میں گو کوئی معلوم ہو ہمارے نزدیک
مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے۔
پھر اس کا ادراک یا واسطے نشأ کلیہ کے ہوگا۔
جو نفس کو شامل ہو یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قدرت

زیادۃ ایضاح

www.ubqari.org

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص
قسيم لهذه النفس الدراكة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة ان تنجر الى نقطة هي بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتبقى بها وتفنى
عن غيرها فتنحفظ هذه النقطة بنفسها
وتنجلي لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا نتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر الثاني فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرات الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها
من القوى او من جهة اكثر القوى على غيرها اذا
لم يكن هذه القوة منفردة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والمحبة
ولهما ان تتجرد نفس الى قوة مودعة فيها
غالبة او مغلوبة وهذا في الكمل او القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة للمؤثرة بحاسة تلك القوة
واتصلت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة القوى
الاخرى بحيث انها مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اس کا ادراک کسی ایسی خاص شے کیلئے
ہوگا جو اس نفس دراکہ کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو کے
نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہی تو ادراک نفس کی صفت
کیواسطے اس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے اس نقطہ کیطرف کہ
وہ اس حقیقت شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اسکے ساتھ
اور فانی ہوگی اسکے غیر سے اسوقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اس حقیقت
کے سب احکام اور تجلی ذوقی تحقیقی طور پر روشن ہوجائینگے۔
اس صورت میں ہمارا یہ قول کہ مدرک اور مدرک ایک ہوجاتے ہیں
ایسی ہی معنی مراد ہیں اور اگر ہوگا امر ثانی تو ادراک کی صفت کیواسطے
اس حقیقت قسیمہ یہاں یہ ہوگی کہ اسکے ساتھ جمع ہو کسی حضرت
میں حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اس جزء کی جہت سے جو اس نفس پر غالب ہے اور
اس قوۃ پر جو دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر
قوتوں کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے میں غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کنہ ان دو وجہوں
کا یہ ہے کہ نفس میں جو ایک قوت امانت ہے غالب یا مغلوب
نفس اسکی طرف یکسو ہوجاوے سو یہ کاملوں میں ہے
یا قوت غالبہ یہ غیر کاملوں میں ہے اور یہاں ایک اور نفس ہے
جس میں یہ قوت ہے لیکن اسکے احکام کا ظہور یہاں بہت
کم اور ضعیف ہوتا ہے پہلے نفس سے پس ادراک کیا مؤثر
نے مؤثر کو اور مؤثر نے مؤثر کو اس قوت کے حس سے اور یہ
اس سے ملگئے تو ظاہر ہوئے وہ احکام جو نہ تھے
اور کبھی یہ قوۃ جو اس نفس میں ہے دوسری قوتوں
سے پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود
ہوجاتی ہے اُن میں ـــــــــ

www.ubqari.org

فتنعزل عن احكامها وآثارها وانما يبقى حكم القوة الغالبة فيقال اثرت هذه النفس في تلك النفس وافادتها تلك الكيفية والحق انها ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجها الى جزء منها او قوة مودعة فيها حتى تلاشت احكام سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة والاستتباع من هذه في المحبة والتبعية من تلك لا بد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل من جهة قوة وجزء ولا في جميع المواطن بل في موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك في هذه الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول عن غيرها وثانيها ان ترجع كل نفس الى ملاحظة نفسها مغمورة في معنى الاتحاد فتتلون باقتضاء اليها مع انفكاكها وشعور انها ليست هي من جميع الوجوه بل في وجه دون وجه وهذه الحالة تسمى بالرؤية وثالثها ان يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم هذه القوة وتصير كالمستترة وحينئذ تظهر لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى الاتحاد وبالنسبة الى الرؤية فيكون افضاءها من جهة الغالبة وقبولها من جهة المغلوبة فيقال كلمت نفس زيد نفس عمرو وسمعت

تو معزول ہو جاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالبہ باقی رہ جاتی ہے اسوقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس میں اثر کیا اور اس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور صحیح یہ ہے کہ اس نفس نے کچھ خارج سے نہیں حاصل کیا بلکہ اپنے ہی جزو کی طرف توجہ کی ہے اور اپنی ہی اس قوۃ کی طرف جو اس میں امانت تھی اسقدر کہ سب قوتوں اور اجزا کے احکام نابود ہو گئے تو اسوقت غلبہ اور استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی تو ضرور ہے دو نفسوں کا اتحاد سو مطلق نہیں بلکہ قوۃ اور جزو کی جہت سے اور ہر جگہ نہیں بلکہ طبیعۃ کلیہ کے کسی جائے میں۔ اور اسکے یہی معنی ہیں جو ہم نے کہا مدرک اور مدرک ایک ہو جاتے ہیں اس صورت میں اور جب تم نے یہ جان لیا تو جان لو کہ اس نفس کیواسطے بہ نسبت اسکے حالات اور اوضاع ہیں اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہو جانا اس میں اور اسکے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ نفس رجوع ہو طرف ملاحظہ اس کی نفس کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد میں پس رنگا جاوے بسبب ملجانے کے اس سے باوجود کسی قدر جدا ہونے اور شعور اس بات کے کہ وہی نہیں ہو گیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے اس حال کو رویت کہتے ہیں تیسرا یہ کہ غالب ہو جائیں سب احکام اسی طرح کہ غائب ہو جائے اس قوۃ کا حکم اور یہ قوت چھپ جائے اور اسوقت ظاہر ہوگی ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت اتحاد اور بہ نسبت رویت کے تو افضا ہوگا غالبیت کی جہت سے اور قبول کسیقدر مغلوبیت کی جہت سے تو کہیں گے زید کے نفس نے کلام کیا عمرو کے نفس سے اور اس نے اسکا

هذه كلامها ورابعها ان تغيب احكام تلك
القوة غيبوبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال
طفيف مكتف باحكام اضداد تلك القوة
متميزا عنها فيقال حينئذ حصلت صورة
في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة
في المرآة فهنا اربع حالات ولكل حكم فكن من
المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة
جلية من شانها الاتصال بالفعل فان قيس الى
السمع يسمى ذوقا او الى البصر يسمى بصيرا او الى
الذوق يسمى ذوقا او الى اللمس يسمى لمسا ولعله
الذي يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام
لكل حاسة فاحتلام البصر روية النقطة الجوالة
دائرة فالدائرة ليست في الخارج انما هو من
احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق
ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات
فتنفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس
ان يقرب من الانسان انسان يرغب فيه ولما
يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام
السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة
القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ
ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت
الحق فهذه الحاسة هي التي تتم بها ادراكات الحس
الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما
استقلت هذه الحاسة وابدعت من خيال الغرض
موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

لطیفہ نسمیہ

ارواح کا جسم سے جدا ہونا

کلام سننا اور چوتھا یہ کہ اس قوۃ کے احکام بہت شدت
سے غائب ہو جائیں اسکی نسبت ایسی کچھ نہ ہوئی مگر ایک خیال
خفیف مخفوظ اس قوۃ کی ضدوں میں اور اس سے جدا اسوقت
کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہو گئے ذہن
میں جیسے آئینہ میں صورت منتقش ہو جاتی ہے تو یہ چار
حال ہوئے اور ہر ایک کیلئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے
کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس میں حاسہ
جلیہ ہے وہ فعل سے متصل ہوا کرتا ہے اسوقت اگر کان کا
قیاس کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائیگا
یا ذوق کی طرف تو نام اسکا ذوق ہوگا جو لمس کیطرف تو وہ
لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہ ہی ہے جو حس مشترک ہے جسے ایسی
حس مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کا احتلام
کہ وہ نقطہ جوالہ کو دائرہ جانے سو دائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں
وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا احتلام یہ کہ کسی مرغوب شے کو
دیکھ کر منہ میں پانی بھر آئے اور قوۃ لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے
آدمی قریب ہو اور وہ اس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے
بدن ملے اسکے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا راگ
کے سر اور اشعار کے وزن جانتے پس نسمہ قویہ جو اس ظاہر کے
طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ و سامعہ و ذائقہ و لامسہ
سے لذت اٹھاتا ہے اور اگر سچ پوچھے تو اس مشترک سے
تمام حواس ظاہر اور ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں
اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی ہیں
بسا اوقات یہ حاسہ یہ حاسہ مستقل ہوتا ہے اور
خیال غرض سے اپنے موافق موجودات مثالیہ
پیدا کرتے ہیں جیسے جن اور ملائکہ متشکل ہو

الجن والملائكة. **مشهد آخر** رأيت لكل من شعائر الله نورا يعلوه فطنت بحقيقة انما حقيقة النور مناسبة الشئ بالروحانيات وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسة روحه ادراكا انطباعيا بان ينشرح وينفسح ويزداد مناسبة بالروحانيات والناس اذا توجهوا الى شعائر الله صاروا احزابا حزب انما ينتفع بنيتها وعزيمتها حيث فعلوا هذا الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتحصر بالنور فتغلب قوته الملكية على البهيمية وحزب تمعن في هذا النور فتدرك التدلى الذى هو اصل هذه الشعائر فيبهت امره.

مشهد عظيم وتحقيق شريف اطلعني الحق تعالى على حقيقة التدلى العظيم الجليل المتوجه الى نوع البشر المراد منه تيسير اقترابهم الى الله المتمثل في عالم المثال المتفسر تارة بالانبياء عامة ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين خاصة وتارة بالكتب الالهية عامة والقرآن العظيم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالكعبة فعرفت هذا التدلى الوحدانى في ذاته المتبرز في برزات كثيرة بحسب المعدات الخارجة اعني اوضاع البشر وعاداتهم

ہوتے ہیں۔ **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شعائر عبادت کا نور بلند ہوتا ہے اور میں نے دریافت کی حقیقت اس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ ہے اس میں جو روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک کر لیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہو جاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اللہ کیطرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو گروہیں بنجاتے ہیں ایک وہ گروہ ہے کہ اپنی نیت اور عزیمت کے سبب نفع پائے یعنی جو کام کرے اللہ کیواسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے ایک وہ گروہ ہے کہ اسکی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے پس وہ نور سے معلوم کرتا ہے اسکی قوۃ ملکیہ غالب آجاتی ہے قوۃ بہیمیہ پر ایک دیگر گروہ ہے جو اس نور میں غور کرے اور ادراک کرے وہ تدلی جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہو جائے۔

مشہد عظیم و تحقیق شریف حق تعالے نے مجھے مطلع کیا اس تدلی عظیم و جلیل کی حقیقت پر جو نوع بشر کیطرف متوجہ ہے مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہونا ہے وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال میں متفسر ہے کبھی عموماً دوسرے نبیوں اور خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و علیہم اجمعین پر اور کبھی متفسر ہے کتب آسمانی سے عموماً و خصوصاً قرآن عظیم سے اور متفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ پس میں پہچانا اس تدلی وحدانی فی ذاتہ کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں موافق معدات خارجیہ یعنی انسان کی وضعوں اور عادتوں کے

والمشاهدة الثالث ۴۳

ومشاهدة الرابع ۴۴

ومركوزا اذهانهم انهم اذا انتقلوا الى البرزخ كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم معهم لا تفارقهم فيعدون في خطيرة القدس لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلى الجليل ثم ينزل في العالم الجسماني متى اراد الله وقوعها استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية والسفلية واطلعني على حكمة الانفسار وعلى تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت لذلك فنحن نبين لك ان شاء الله هذه الحقيقة الوحدانية وكيفية انفسارها اعلم ان الشخص الاكبر لما تقرر في الخارج كان اول شئ منه ان عرف ربه واخبت له فكانت في مداركه صورة علمية لها وجهان وجه يحذو حذوه في الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات والروح والروحانيات ووجه يحذو بحذو الوجود الذهني ويصير نفس المعلوم وهذا الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل وعز وهذا نصيب الشخص الاكبر من معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل من في جوفه وحيزه فانما نصيبه من معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلى في منزل مقيد فينزل هنالك بقدر المتجلى له وفيه ويراعى في هذا التنزل احكام الجانبين فهذه معرفة عظيمة عض عليها بنواجذك

اور جو انکے ذہنوں میں مقرر رہتی ہیں یعنی کہ جب برزخ میں جائیں تو وضعیں اور عادتیں اور علوم انکے ساتھ ہوں انسے جدا نہوں آمادہ کریں خطیرۃ القدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونیکے واسطے اس تدلی جلیل سے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا چاہے اور مستعد ہو واسطے اس کے عالم موافق اوضاع علویہ اور سفلیہ کے اور حق تعالے نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر اور ایک کو دوسرے سے پہچاننے پر اس خصوصیت سے جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اسکے لئے ہم بیان کرینگے تجھ سے انشاء اللہ تعالے اس وحدانیہ کی حقیقت اور اسکے انفسار کی کیفیت جان تو کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اس نے پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اس سے تو اس کے مدارک میں صورت علمیہ تھی جسکی دو جہتیں ہیں ــــ ایک اس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جائے اور اس جہت آخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالے سے اور یہ نصیب میں ہے شخص اکبر کے اپنے رب کی معرفت کے سبب اور اس کے لئے مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ اسکے جوف اور حیز میں ہے پس صرف اس کے نصیب میں اپنے رب کی معرفت سے تنزل ہے تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید میں پس یہاں نازل ہوتی ہے بقدر متجلی لہ اور فیہ کی اور رعایت کیجاتی ہے اس تنزل میں احکام جانبین کی پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو ڈاڑھوں سے پکڑلے

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح ظاهرة او خفية كان اول امر ظهر من احكامه انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله ومبداء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان صورة خاصة في مداركه وهذا معرفة اخرى ثم لما انحازت المثل وهي التي تدعى بارباب الانواع تعين لكل نوع احكامه متميزة عن احكام نوع اخر وكان ذلك في المثال وكان منها الانسان فتميز من سائر الانواع بقسط من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الانحصارية كما ان صاحب الموسيقي يتفحص عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا نغمة لا يزيد ولا ينقص ثم يقول لو اناركبنا نغمة بنغمة حصل لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم يركب الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم الالحان محصورة في عدد خاص فيحفظها ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر لحنا هذا اليوم في تلك الساعة في ذلك المجلس ولحنا آخر في يوم وساعة اخريين وهكذا

غرض جب فلک اور عنصر منحصر بروح ظاہر یا خفیہ کا تو اول اس سے جو امر ظاہر ہوا یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اسکے ساتھ خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی و سرشتی شخص اکبر سے ہے اس لئے کہ وہ اسکی اصل اور مبدء وجود ہے اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر نے اور جو اسمیں تدلی منعقد ہے واسطے فیضان صورت کے ایک خاص ہے اپنے مدارک میں اور یہ معرفت دوسری ہے پھر جب متعین ہوئیں مثالیں جنکو رب النوع کہتے ہیں تو متعین واسطے ہر نوع کے اسکے احکام جو کہ متمیز ہیں دوسرے نوع کے احکام سے اور یہ عالم مثال میں اور ان میں سے انسان ہے سو یہ سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے معرفت کے اور مہمل نہ چھوڑا گیا اور اس میں امانت رکھی گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار سے نغمے ڈھونڈتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو ابعاد حاصل ہونگے ایسے ایسے نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصرہ عقلیہ سے پھر بعض ابعاد کو بعض ابعاد سے مرکب کرتا جاتا ہے اسی طرح یہاں تک کہ لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص میں پھر جان جاتا ہے پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ راگ آج اسوقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اس روز اسوقت کا ہے اور

الی غیر النهایة فلو ان عمره امتد الی الابد ما انقضے عجائبه وهی کلها انفسار لما علمه اولا بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص البشریة فی عالم الجسم واختلفت استعداداتهم وقواهم منهم الزکی ومنهم الغبی ومنهم صاحب النفس القدسیة وتوجهت الی الله هممهم ونفوسهم وخلاصة بشریتهم فی خطیرة القدس فصاروا هنالك کالامر الواحد یقع علیهم اسم واحد وینتسبون الی مثال واحد هو الانسان الالهی وتتقارب امورهم ومدارکهم تنزل هذا التدلی الاعظم هنالك فصار ذلك فی عالم المثال قدم صدق لهم ومقاما معلوما بالنسبة الیهم ونصیبا لهم من ربهم فکانت النفوس الانسانیة اذا تجردت عن وسخ العادات الحیوانیة والهیأت الغاسقة الجسمانیة قطفت الی هذه الخطیرة فبرق هنالك بارق جلالی ثم یتحدرون وتبقے حائرة کالهیئة لا تدری من این الی این هل للعود حیلة فاقتضے تدبیر الحق ان یتحرك الیهم هذا التدلی وینزل ویتشخص وینفسر حتے یتیسر اقترابهم الیه والصباغة به فانفسر انفسارات بحسب المعدات فکان من تلك الانفسارات النبوة وذلك ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینهم سخر اهل الکمال الاعقل الاوثق من کان دونه

اسی طرح بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو ابد تک اسکے عجائب تمام نہوں۔ پس اور یہ سب انفسار ہیں جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم میں اور اسکی استعدادیں اور قوتیں مختلف تھیں کہ بعضے ذکی اور بعضے کند ذہن اور بعضے صاحب نفس قدسیہ اور انکی ہمتیں اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف اور انکی خلاصہ بشریت خطیرہ قدس میں تو اس جگہ ایک امر واحد کہ ان پر اسم واحد کا واقع ہوتا ہے اور نسبت کئے جائیں مثال واحد کی طرف وانسان الہی ہے اور باہم قریب ہیں ان کے امورات اور مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہاں وہ عالم مثال ہیں اسکے واسطے قدم صدق ہوگیا اور مقام معلوم انکی نسبت اور انکے نصیب انکے رب کیطرف سے تو نفوس انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ اور ہیئت غاسقہ جسمانیہ کی کثافت سے تو اٹھا لیے گئے خطیرہ قدس کیطرف اور ایک اجگہ برق جلال چمکی پھر وہ بیخبر ہوگئے اور ایک ایسی حیرت میں رہگئے نہیں معلوم کہ کہاں تھے کہاں ہیں اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں اسوقت تدبیر حق اسبات کی مقتضی ہوئی کہ یہ تدلی اسکی جانب حرکت کرے اور اترے اور متشخص منفسر ہو جائے یہانتک کہ اسکے قرب آسان ہو جاتا ہے اس سے رنگے جاتے ہیں اسوقت منفسر ہوتے ہیں انفسارات اور موافق معدات کے پس ان انفسارات میں ہوگئے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں اور مصاحبت ہوتے ہیں تو جو انہیں بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتے وہ اپنے کم

www.ubqari.org

في تدبير المنزلي والسياسة المدنية فكانت
ديدان البشر وخلقهم وامرا مركوزا في اذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلك في صدورهم كار
تفاقات الضرورية الاولية من غير تامل ولو
ماتوا جروا ذلك معهم الى برزخهم ومعادهم
فصار ذلك معدا لانفسار هذا التدلي
بصورة جسمانية هي تقدم شخص انساني
على سائر الاشخاص في صدورهم عزائمه و
نفخت في هذه الصورة الجثمانية روح الهية وظهرت
بركاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعني
هنا من النبوة ما كان على وجه الرياسة
والتقدم والمجادلات والتسخير لا فيضان
العلوم فقط وان استتبع انقيادا منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة الشهيدية كما
كان لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه
وسلم وكان من تلك الانفسارات الصلوة
وذلك لان كل خلق عند البشر افاعيل
هي شبحه وهيكله في الحس ينضبط السر
المعنوي بذلك الهيكل وينصرف الاحكام من
مدح وهجو اليه فهو الذي يذكر ويخبر عنه
ويشار به الى الخلق وهذا طبيعة البشر و
ديدنهم ومركوز اذهانهم فاصطفى الحق
خلقا من اخلاق البشر وهيئة من هيئات
نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم
موصورة الصباغ بالمقام المعلوم

رہنے والوں کو تدبیر منزلی و سیاست مدنی میں تو مسخر کر لیتا
ہے ہو جاتی ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا
اگر یہ زندہ رہیں تو اس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند ار
تفاقات ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مر جائیں
تو اسے ساتھ لیجائیں اپنے برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہو جاتا ہے
مُعد اس تدلی کی انفسار کیواسطے صورت جسمانیہ میں اور وہ
تقدم انسانی ہے سب اشخاص پر اور اسکا صادر ہونا انکی
رائے سے اور پھونکی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتی ہیں اسکی برکتیں اور ہو جاتی ہے نبوت
و رسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے وہ ہے جو بوجہ
ریاست اور تقدم اور مجادلت اور تسخیر کے ہو نہ فقط فیضان
علوم اگرچہ انقیاد کی انکیں سے بالتبع رغبت کریں اور
نہ میری مراد نبوت جامعہ شہیدیت ہے
جیسے کہ ہمارے سردار اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کیواسطے ہے اور ان انفسارات میں سے ایک نماز ہے
اور یہ اس لئے کہ بشر کے ہر خلق کیواسطے فعل ہیں اور وہ
کالبد یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط ہوتے ہیں
اسکی صورت کیساتھ اور اسی کیطرف احکام مدح و ہجو کے
منصرف ہوتے ہیں اور وہ ہی ذکر کی جاتی ہے اور
اسی کی خبر کہی جاتی ہے اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق
کے اور یہی ہے طبیعت اور ردعا بشر اور یہی ذہنوں
میں جما ہوا امر ہے پس حق تعالے چن لیتا ہے
ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت ہیأت
نفوس سے اور رنگ انکی روحوں کے رنگوں سے وہ صورت
الصباغ کی ہے مقام معلوم کیساتھ

فی خطیرۃ القدس واعنی بذلک الخلق
والھیئۃ الاحسان والتخشع لربہ والتنظف
عن ھیئات ظلمانیۃ فاسدۃ فھذا خلق موجو
فی حیز امتزاج النفس بالحیوانیۃ لکنہ اشبہ
الاشیاء بالمقام المعلوم الذی لہ فی عالم خطیرۃ
القدس فجعلہ کانہ ھو کما جعل البدن
کانہ النفس ثم اصطفی افعالا واقوالا یکون
تفسیر ذلک الخلق وتنطبق علیہ فجعلھا
کانھا ھو وکان من تلک الانفسارات الکتب
المنزلۃ وذلک لان اشخاص الانسان الھموا
بکتابۃ الکتب وجمع الرسائل لینفعھم فی الازمنۃ
المتطاولۃ والاقطار المتباعدۃ ویبقی نص
صاحب الکتاب غضا طریا ولا یدخلہ غلط فی الروایۃ
بالمعنی ولا نسیان فکثر ذلک فیھم فتحرک ھذا
التدلی بصورۃ اخری خذوا ما عندھم فصادف
الرسول المحتظ بالبوارق المختطفۃ لہ من
البشریۃ الی خطیرۃ القدس خادما لارادۃ
الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلی و
مجادلاتھم للبشر فی شبھاتھم الفاسقۃ
ارادۃ رحمۃ ربھم والھام الخیر فی صدو
رھم وحیا متلوا فی مدارک الرسول فانتظم
الکتاب واول کتاب کذلک التوراۃ و
انما قبلہ صحف تشتمل علی علوم فاضت
علی قلب النبی فجمعھا من شاء من الامۃ
وکان من تلک الانفسارات المتنوعۃ ذلک

خطیرۃ القدس میں اور میری مراد اس خلق اور ہیئت سے
احسان اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیئات
ظلمانیہ فاسدہ سے پس یہ خلق امتزاج
نفس بالحیوانیہ کے حیز میں موجود ہے لیکن
وہ بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم
سے جو عالم خطیرۃ القدس میں ہے اور اس خلق کو
کر دیا ہے گویا ہو بہو جیسا بدن کو کر دیا ہے گویا کہ وہ
نفس ہے پھر اللہ تعالے نے ان افعال و اقوال کو
چن لیا کہ جو اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور اس پر منطبق ہوتے
ہیں پھر اسکو گویا کہ ہو بہو کر دیا اور ان انفسارات میں سے
کتب آسمانی ہیں اور یہ اسلئے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا
کہ وہ کتابیں لکھیں اور رسالے جمع کریں تاکہ زمانہ دراز تک
نفع دیں اور دور دراز تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص
مضبوطی و استحکام کیساتھ باقی رہے غلطی نہو اور روایت بالمعنی
میں غلطی اور نسیان خلل انداز نہو اور یہ کتابت اہلیں پھیل گئی پھر اس
تدلی نے دوسری صورت میں حرکت سے مقابلہ کیا جو اشخاص
انسانی میں تھا تو پس جو رسول بہرہ یاب انوار الٰہی ہیں اور جو بشریت
سے خطیرۃ قدس کیطرف اٹھا لئے گئے ہیں ارادہ الٰہی کے خادم
ہو گئے پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور انکا مجادلہ شبہات
فاسقہ میں رحمت رب کے ارادہ سے اور الہام خیر سے
انکے سینہ میں از روئے وحی متلو کے رسول کے مدارک میں
پس منتظم ہو گئے کتاب اور پہلی کتاب اور اسیطرح توریت
اور اس سے پہلے صحیفہ تھی کہ مشتمل تھی ان علموں پر جو نبی کے
قلب میں پہنچی پھر امت میں سے جس نے چاہا
جمع کر لیا اور ان انفسارات میں سے ملت ہے

ان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم فعقدوا رسوما مدنية ورسوما منزلية ورسوما معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم امرهم دخل في ضروريات علومهم فجعل الله قلب النبي قابلا لانعقاد رسم يعلو من ربه فيه روح الهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن تلك الانقسارات بيت الله وذلك ان الناس قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد والكنائس فبنوا ابنية على اسم الشمس في وقت يغلب فيه روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب وزعموا ان من دخل هذه البيوت اقترب بصاحبها والتحق ذلك بالضروريات وصار التوجه الى الامر البسيط ما لم يتعين له جهة وموضع كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم حين وما كان في زمنه واصطفى موضعا علمه متناسبا لهذا الامر بان يكون هنالك قوى الافلاك والعناصر مقتضية للبقاء وتجاذب فيجمع الناس اليه وعين لتعظيم الناس اياه طرقا واوضاعا وتدل الى اليوم باجابة عليهم واعلم ان الشرائع لا تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقى وكذلك الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك اوحى الله الى العربي باللغة العربية والى السرياني

اور یہ یوں ہے کہ اشخاص بشر کو آپس میں رسمیں منعقد کرنیکا الہام ہوا تو منعقد ہوگئیں رسوم مدنیہ اور رسوم معاشیہ معاملیہ اور یہ امر انکے نہایت امر ضروری میں سے ہوا اور انکے ضروریات علوم میں داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم کا جس میں رضائے الہی اور برکت نور ہو سو وہ شرع اور ملت ہے اور ان انفسارات میں سے کعبہ شریف ہے اور یہ یوں ہوا کہ لوگ حضرت سیدنا ابراہیمؑ سے قبل مشغول ہوئے عبادت گاہوں اور کنیسے بنانے میں پس انھوں نے بنایا مکان آفتاب کے نام پر وقت غلبہ روحانیت آفتاب کے اور اسی طرح ماہتاب اور باقی سیاروں کے نام پر اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ جو شخص جس مکان میں داخل ہوگا وہ اس ستارہ کا مقرب ہوگا اور یہ امر ضروریات میں شامل ہوگیا اور توجہ ہوگئی بسیط کیطرف جس کیواسطے کوئی جہت متعین نہیں مثل امر بعید کے پس نازل ہوا حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے قلب پر مقابل میں اسکے جو اس زمانہ میں رہتا اور انھوں نے ایک جا مقرر کی جو اس امر کیواسطے مناسب سمجھی گئی کہ یہاں قوائے افلاک و عناصر بقا کے مقتضی ہوں اور جاذب ہوں لوگوں کے دلوں کو اس کیطرف اور مقرر کیے طریقے اور وضعیں تاکہ لوگ اسکی تعظیم کریں اور تدلی کی جاتی ہے انکی طرف کہ انکی تعظیم واجب ہے اور تو جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات میں جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ دیکھتا ہے مقررہ عادات کیطرف دیکھتا ہے جو بری ہوتی انکو منع فرما دیتا اور جو اچھی ہوتی ہیں انکو قائم رکھتا ہے اسیطرح وحی منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلموں اور اسلوبوں میں جو سلف اس شخص کے ذہن میں نہیں جو اسکیطرف وحی کیگئی ہیں اور اسی واسطے اللہ نے عرب والوں کیطرف عربی زبان میں وحی کی اور سریانی زبان

بالغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة انما تكون منعقدة في الصور والخيالات المخزونة وكذلك لا يرى الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال و انما منامه اللمس والسماع والذوق والشم و الوهم والاصم الذي ولد اصم لا يسمع في منامه صوتا وانما رؤياه البصر واللمس وشبههما وان نشئت الحق فلا تنعقد صورة ما بافاضة غيبية في نشأة سواء كانت هذه الافاضة عادية او خارقة للعادة الا باحكام تلك النشأة انما يكون مشخصاتها التي منعت الشركة الوان واشكال خاصة بتلك النشأة كهذا الفرس مشخصاته كلها داخل النشأة الفرسية كأن الفرس يحتمل ان يكون طوله اربع اذرع وازيد من ذلك وانقص فكان هذا اربع اذرع لا يزيد ولا ينقص فهذا ليس الا في تلك النشأة لا غير وكذلك مميزات النوع التي ميزت هذا النوع من النوع الآخر كلها امور داخلة في النشأة الجنسية فاذا اكل فائض بهذا الوضع بخصوصية لا بد معد من تلك النشأة خصصه بذلك الوضع بقي ههنا شيء وهو ان ايجاد الصور امره على الامكان و التقدير والتدلي والشعائر امرها على المسلمات والمشهورات والامور التي تطمئن اليها النفوس فلذلك كان كل تدلي له معد من مسلماتهم ذلك بالتدليات ان يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا لا يقدرون على الازدياد عليه تمهيد يكون جوارحهم على حسب

والوں کی طرف سریانی زبان میں اور اسی طرح سچے خواب منعقد ہوتے ہیں ان صورتوں اور خیالوں میں جو ذہن میں پوشیدہ ہیں اسی واسطے کور مادر زاد خواب میں رنگ نہیں دیکھتا اور نہ شکلیں اس کا خواب لمس اور سننا اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادر زاد ہو تو خواب میں کچھ سنتا نہیں اسکا خواب دیکھنا اور چھونا وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت عالم میں افاضہ غیبیہ کیساتھ منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ یہ افادہ عادتیہ ہو یا غیر عادتیہ مگر موافق احکام اس عالم کے ہو بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہیں اس عالم کیساتھ مخصوص ہیں جس طرح کہ یہ گھوڑا اسکے کل مشخصات اس کے داخل ہیں عالم فرسیت میں گویا گھوڑا احتمال ہے کہ طول اسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہ ہونگے مگر اسی عالم میں نہ اور جائے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جیسے یہ نوع دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور ہیں جو داخل ہیں عالم جنسیت میں جس وقت اس وضع ہر فائض کیواسطے خصوصیت کیساتھ ایک ویسا مُعِد اس عالم میں سے ضروری ہے جس نے اسکو اس وضع کیساتھ خاص کیا باقی رہی یہاں ایک بات وہ یہ ہے کہ ایجاد صورتوں کا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی اور شعائر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان امور پر جنسے اطمینان نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اسکے واسطے معدتیں انکے مسلمات سے کیونکہ تدلیات سے یہ مراد ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی دل سے کریں اسطرح سے کہ اسکے زیادہ کرنے پر قادر ہوں پھر اپنے اعضاء اس کے موافق عادی بنا دیں

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان عشرة اذرع جعل كذلك لانه ممكن وان لم يكن مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرائع والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم نعم هنالك بركات تميز الصدق من المين والحق من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلٍّ لابد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق المشهور فنقول لا تقف على الامر المجمل المطوي على غرة بل تفحص الامر فاصل الشيء على العادة لا يجاوزها ما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب عجميا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه بركات لا توجد في غيره فبالبركات تخرق العادة لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا يقترحون ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد وكذلك ما كانت صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك يشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبنيين عليها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل كثيرة والحمد لله اولا وآخرا وهذا مشهد عظيم

پس جس وقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گرہ کا ہو ایسا ہی کیا گیا کیونکہ یہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں جو اس سے دلوں کو اطمینان آجائے لیکن شرائع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہیں ہاں یہاں ایسی برکتیں ہیں جو سچ کو جھوٹ سے اور حق کو باطل سے جدا کر دیتے ہیں اور بسا اوقات تیرے دل میں یہ بات کھٹکتی ہو کہ ہر تدلی میں خرق عادت کا ہونا ضرور ہے تو کیونکر مشہور کے موافق ہوگا تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل اور پیچیدہ پر ٹھہر نہ جا بلکہ دریافت کر اس امر کو پس اصل شئے کی عادت پر ہے اس سے تجاوز نہیں ہوتا رسول فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن اس پر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ اسکے غیر میں نہیں پائی جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت ان دونوں امروں کے فرق میں نہیں سمجھتے تھے تو اعتراض کرتے تھے کہ رسول فرشتہ ہو اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اللہ نے انکے قول کو رد کیا اور انکے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسطرح رسول کے غلبہ کی صورت یہ نہیں کہ فرشتہ اسکے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں جیسا اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان وغیرہ میں اسکی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہوں کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اس پر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن و حدیث شریف کو اس کا اور اس کے فروع کا بیان کرنے والا پایا ہے نہ ایک مسئلہ میں بلکہ بہت مسائل میں اور الحمد للہ اولاً و آخراً مشہد عظیم

المشاهد ١٨ الخامس

www.ubqari.org

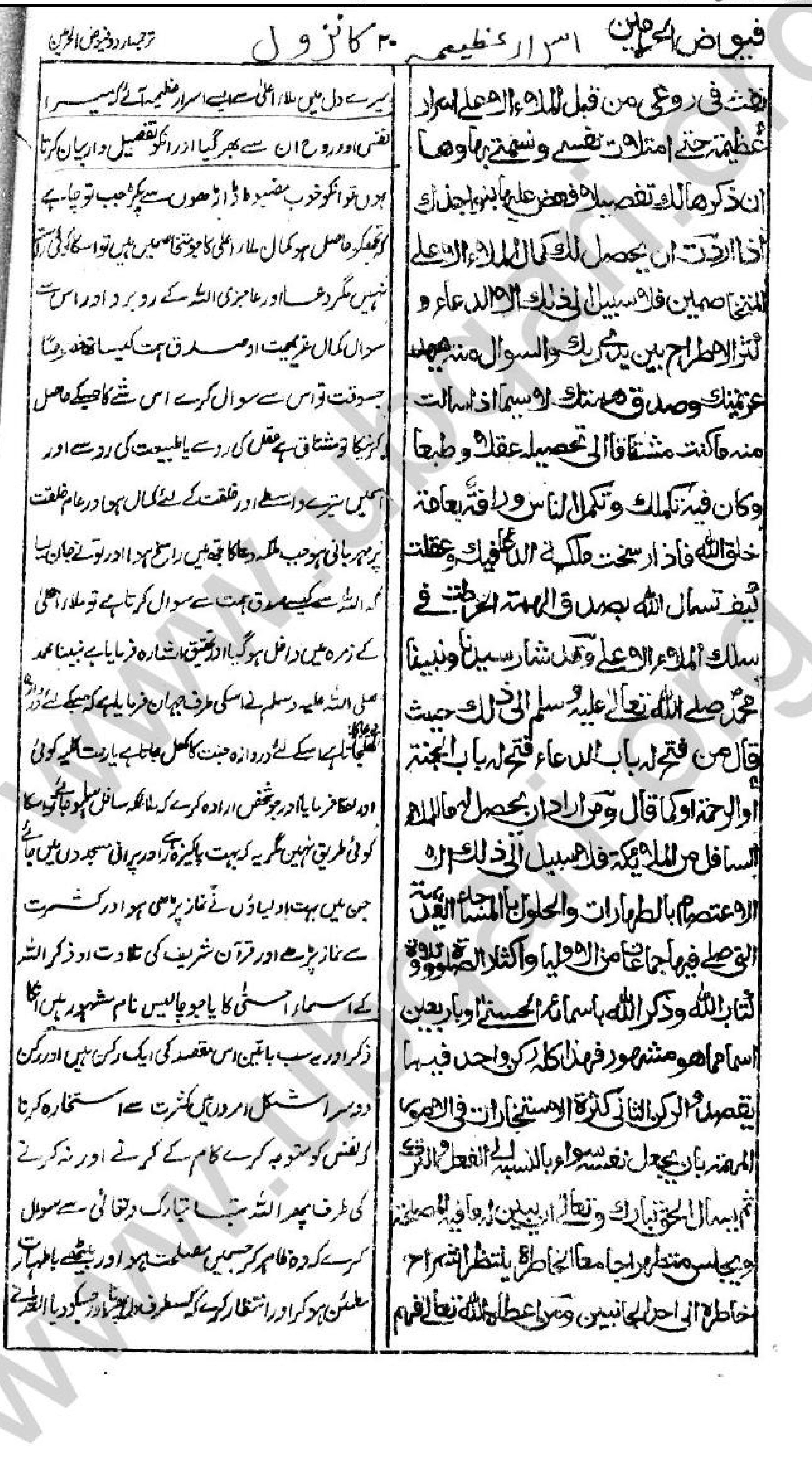

فیوض الحرمین اسرار عظیمہ ۳۰ کا نزول

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

نفث في روعي من قبل الملأ الأعلى أسرار عظيمة حتى امتلأت نفسي ونسمتي بها وها أنا أذكرها لك تفصيلاً فعضّ عليها بنواجذك إذا أردت أن يحصل لك كمال الملأ الأعلى المتناصين فلا سبيل إلى ذلك إلا الدعاء وكثرة الاطراح بين يدي ربك والسؤال منه بهمة عزيمتك وصدق همتك لا سيما إذا سألت منه ما كنت مشتاقاً إلى تحصيله عقلاً وطبعاً وكان فيه تكملك وتكمل الناس ورأفة بعامة خلق الله فإذا رسخت ملكة الدعاء فيك وعقلت كيف تسأل الله بصدق الهمة انخرطت في سلك الملأ الأعلى وقد أشار سيدنا ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم إلى ذلك حيث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة أو الرحمة أو كما قال ومن أراد أن يحصل له إلهام السافل من الملائكة فلا سبيل إلى ذلك إلا الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد المقدسة التي صلى فيها جماعة من الأولياء وإكثار الصلوة وتلاوة كتاب الله وذكر الله بأسمائه الحسنى أو بأربعين اسماً هو مشهور فهذا كله ركن واحد فيما يقصد والركن الثاني كثرة الاستخارات في الأمور المهمة بأن يجعل نفسه سواء بالنسبة إلى الفعل والترك ثم يسأل الحق تبارك وتعالى أربعين مرة وفيه المصلحة ويجلس متطهراً مجامعاً الخاطر ينتظر انصراف خاطره إلى أحد الجانبين ومن أعطاه الله تعالى الفهم

میرے دل میں ملاء اعلیٰ سے ایسے اسرار عظیمہ آئے کہ میرا نفس اور روح ان سے بھر گیا اور انکو تفصیل وار بیان کرتا ہوں تو انکو خوب مضبوط داڑھوں سے پکڑ جب تو چاہے کہ تجھکو حاصل ہو کمال ملاء اعلیٰ کا جو متناصین ہیں تو اسکا کوئی راستہ نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور اس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کیساتھ خصوصاً جسوقت تو اس سے سوال کرے اس شئے کا جسکے حاصل کرنیکا تو مشتاق ہے عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور اسمیں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے تو ملاء اعلیٰ کے زمرہ میں داخل ہو گیا اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہاں فرمایا ہے کہ جسکے لئے دروازہ دعا کا کھلجاتا ہے اسکے لئے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے یا رحمت کا یا جیسے کوئی اور لفظ فرمایا اور جو شخص ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سے الہام ہو جائے تو اسکا کوئی طریق نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں جائے جن میں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو اور کثرت سے نماز پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کے اسماء الحسنیٰ کا یا جو چالیس نام مشہور ہیں انکا ذکر اور یہ سب باتیں اس مقصد کی ایک رکن ہیں اور رکن دوسرا اشکل امور میں کثرت سے استخارہ کرنا کہ نفس کو متوجہ کرے کام کے کرنے اور نہ کرنے کی طرف پھر اللہ سبحانہ تبارک و تعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ کام کرے جسمیں مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت مطمئن ہو کر اور انتظار کرے کہ کسطرف دل کا میلان ہوتا ہے اور جسکو دیا اللہ نے

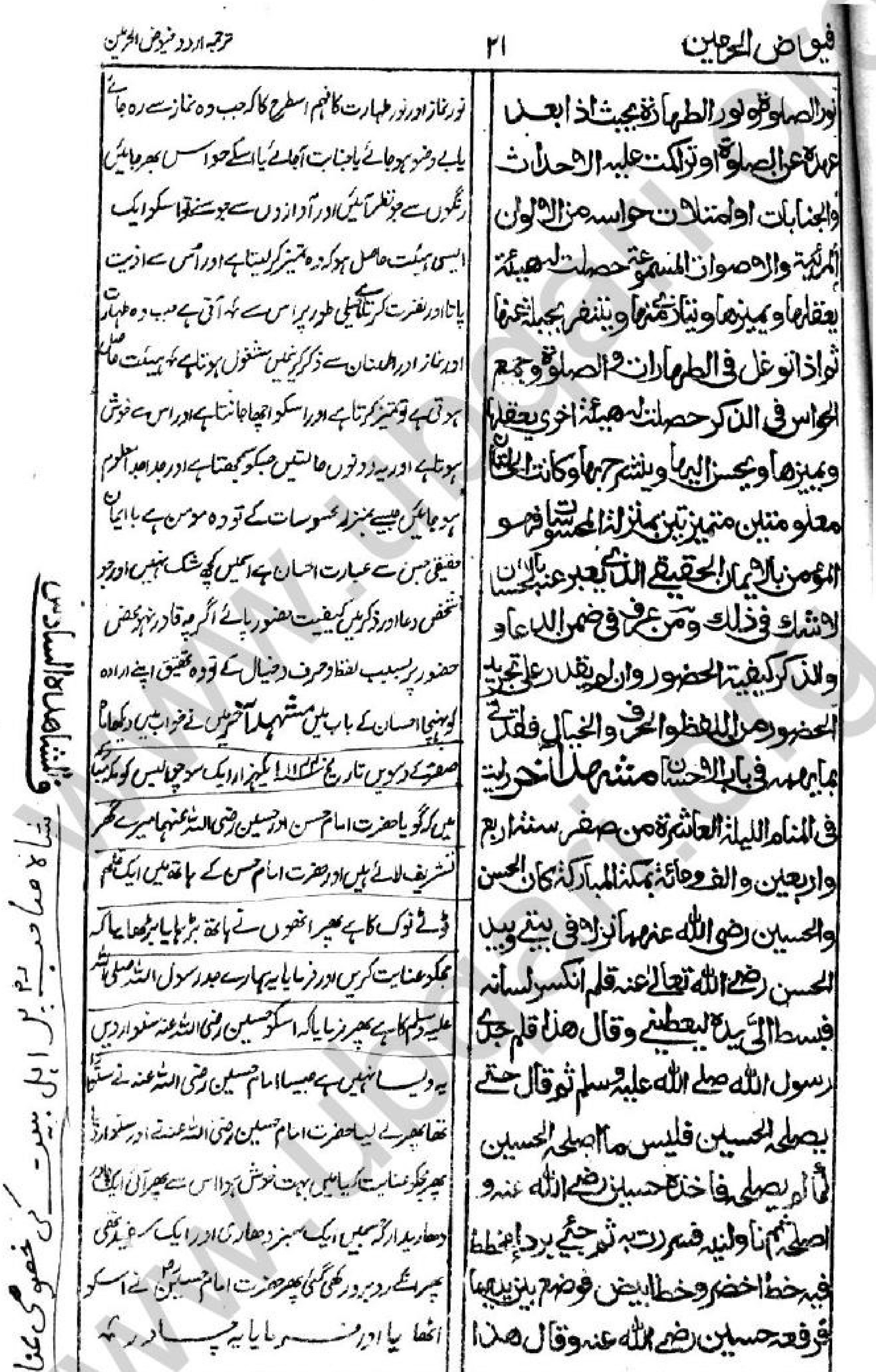

نور الصلوة ونور الطهارة بحيث اذا ابعد
عهده عن الصلوة او تراكمت عليه الاحداث
والجنابات او امتلأت حواسه من الالوان
المرئية والاصوات المسموعة حصلت له هيئة
يعقلها ويميزها ويتأذى منها وينفر بجبلته عنها
ثم اذا توغل في الطهارات والصلوة وجمع
الحواس في الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها
ويميزها ويحن اليها وينشرح بها وكانت الحالتان
معلومتين متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو
المؤمن بالايمان الحقيقي الذي يعبر عنه بالاحسان
لا شك في ذلك ومن عرف في ضمن الدعاء او
والذكر كيفية الحضور وان لم يقدر على تجريد
الحضور عن اللفظ والحرف والخيال فقد تحقق
بما يهمه في باب الاحسان مشهد اخر رأيت
في المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع
واربعين والف ومائة بمكة المباركة كأن الحسن
والحسين رضي الله عنهما نزلا في بيتي وبيد
الحسن رضي الله تعالى عنه قلم انكسر لسانه
فبسط الي يده ليعطيني وقال هذا قلم جدي
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حتى
يصلحه الحسين فليس مما اصلحه الحسين
لما لم يصلح فاخذه حسين رضي الله عنه و
اصلحه ثم ناولنيه فسررت به ثم جيء برداء مخطط
فيه خط اخضر وخط ابيض فوضع بين يديهما
فرفعه حسين رضي الله عنه وقال هذا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اسطرح کا کہ جب وہ نماز سے رہ جائے
یا بے وضو ہوجائے یا جنابت آجائے یا اسکے حواس بھر جائیں
رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے جو سنے تو اسکو ایک
ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلیتا ہے اور اس سے اذیت
پاتا اور نفرت کرتا ہے جبلی طور پر اس سے پھر آتی ہے جب وہ طہارت
اور نماز اور اطمنان سے ذکر کرنے میں مشغول ہوتا ہے تو ہیئت حاصل
ہوتی ہے تو تمیز کرتا ہے اور اسکو اچھا جانتا ہے اور اس سے خوش
ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں جسکو سمجھتا ہے اور جدا جدا معلوم
ہوجائیں جیسے بمنزلہ محسوسات کے تو وہ مومن ہے بایمان
حقیقی جس سے عبارت احسان ہے اسمیں کچھ شک نہیں اور جو
شخص دعا اور ذکر میں کیفیت حضور پائے اگرچہ قادر نہ ہو محض
حضور پر بسبب لفظ وحرف و خیال کے تو وہ تحقیق اپنے ارادہ
کو پہنچا احسان کے باب میں مشہد آخر میں نے خواب میں دیکھا
صفر کے دسویں تاریخ سنہ ۱۱۴۴ ایکہزار ایک سو چوالیس کو مکہ مبارکہ
میں کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر
تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن کے ہاتھ میں ایک قلم
ٹوٹے نوک کا ہے پھر انھوں نے ہاتھ بڑھایا بڑھایا کہ
مجھکو عنایت کریں اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہے پھر فرمایا کہ اسکو حسین رضی اللہ عنہ سنوار دیں
یہ ویسا نہیں ہے جیسا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سنوارا
تھا پھر لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا
پھر مجکو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اس سے پھر آئی ایک چادر
دھاریدار کہ جسمیں ایک سبز دھاری اور ایک سفید تھی
پھر سامنے رکھی گئی پھر حضرت امام حسین رض نے اسکو
اٹھایا اور فرمایا یہ چادر ہے

المشاهدة السادسة شاہ صاحبؒ پر اہل بیت کی خصوصی عنایات

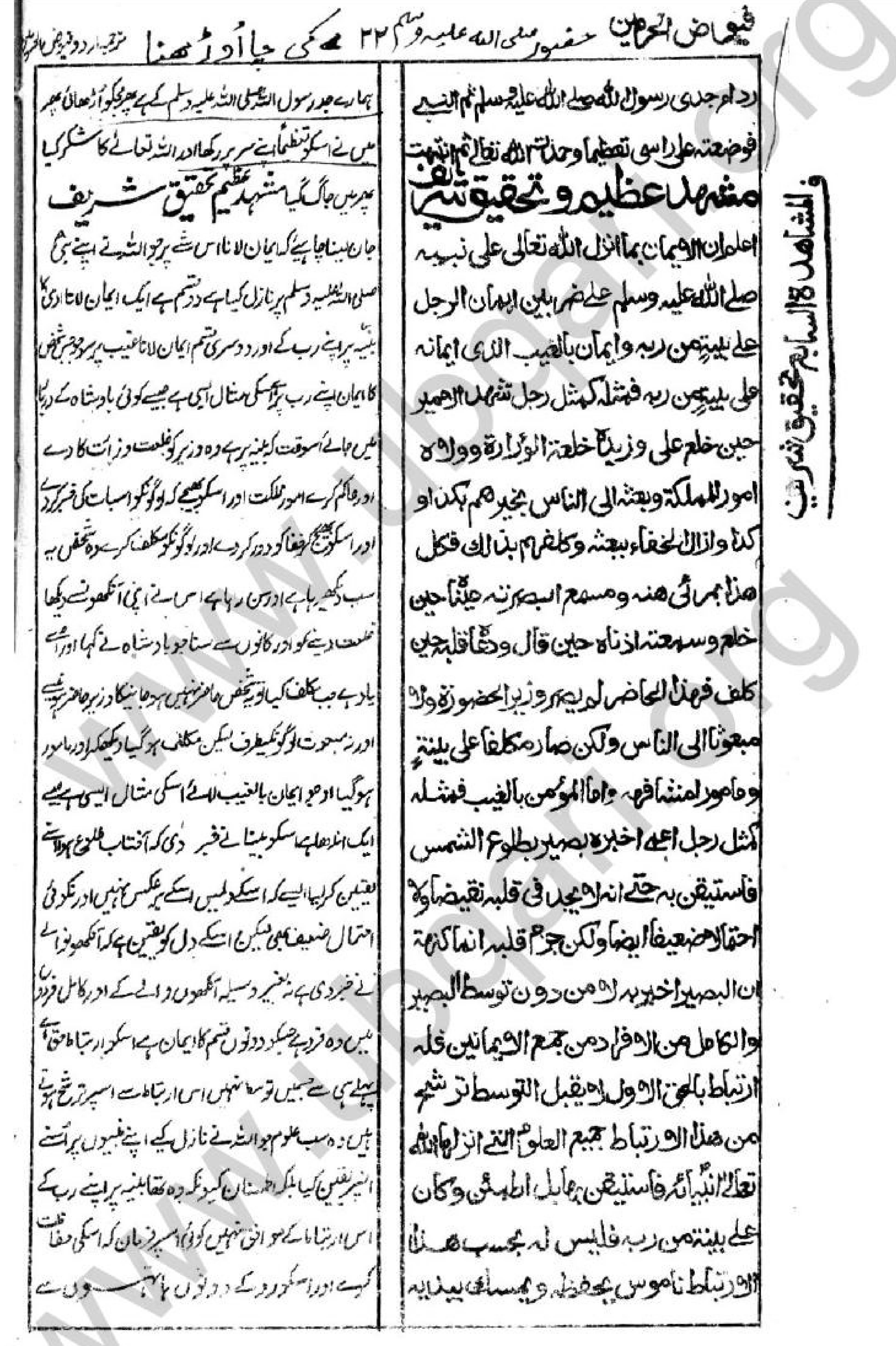

فیوض الحرمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ کی چادر اوڑھنا ترجمہ اردو فیوض الحرمین

المشاهد ۱۸ السابع تحقیق شریف

رداء جدی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم البسنیه
فوضعته علی راسی تعظیما وحمدت الله تعالی ثم انتبهت

مشهد عظیم وتحقیق شریف

اعلم ان الایمان بما انزل الله تعالی علی نبیه
صلی الله علیه وسلم علی ضربین ایمان الرجل
علی بینة من ربه وایمان بالغیب الذی ایمانه
علی بینة من ربه فمثله کمثل رجل شهد الامیر
حین خلع علی وزیره خلعة الوزارة وولاه
امور المملکة وبعثه الی الناس بخبرهم بکذا او
کذا وازال الخفاء ببعثه وکلفهم بذلک فکل
هذا بمرائی منه ومسمع ابصرته عیناه حین
خلع وسمعته اذناه حین قال ووعاه قلبه حین
کلف فهذا الحاضر لم یصر وزیرا لحضوره ولا
مبعوثا الی الناس ولکن صار مکلفا علی بینة
ومامورا لمشافهة واما المؤمن بالغیب فمثله
کمثل رجل اعمی اخبره بصیر بطلوع الشمس
فاستیقن به حتی انه لا یجد فی قلبه نقیضا ولا
احتمالا ضعیفا ایضا ولکن جزم قلبه انما کانهة
ان البصیر اخبره لا من دون توسط البصیر
والکامل من الافراد من جمع الایمانین فله
ارتباط بالحق الاول لا یقبل التوسط ثم نشأ
من هذا الارتباط جمیع العلوم التی انزلها الله
تعالی انبیائه فاستیقن بها بل اطمئن وکان
علی بینة من ربه فلیس له بحسب هذا
الارتباط ناموس یحفظه ویمسک بیدیه

ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے پھر مجھکو اڑھائی پھر
میں نے اسکو تعظیما اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالے کا شکر کیا
پھر میں جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اس شے پر جو اللہ نے اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا
بینہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جس شخص
کا ایمان اپنے رب پر ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار
میں جائے اسوقت کہ بیٹھا ہے وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے
اور حاکم کرے امور مملکت اور اسکو بھیجے کہ لوگوں کو اسبات کی خبر کر دے
اور اسکو بھیجنے کے خفا کو دور کر دے اور لوگوں کو مکلف کرے سو وہ شخص یہ
سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
خلعت دینے کو اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اسے
یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جائیگا وزیر حاضر ہونے سے
اور نہ مبعوث لوگوں کیطرف لیکن مکلف ہو گیا دیکھکر اور مامور
ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اسکی مثال ایسی ہے جیسے
ایک اندھا ہے اسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اسنے
یقین کر لیا ایسے کہ اسکے دل میں اسکے برعکس نہیں اور نہ کوئی
احتمال ضعیف بھی لیکن اسکے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے
نے خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کے اور کامل فرد دنیا
میں وہ فرد ہے جسکو دونوں قسم کا ایمان ہے اسکو ارتباط حق آگے
پہلے ہی سے جسمیں توسط نہیں اس ارتباط سے اسپر ترشح ہوتے
ہیں وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کیے اپنے نبیوں پر اسنے
انپر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے
اس ارتباط کے موافق نہیں کوئی اسپر فرمان کہ اسکی حفاظت
کرے اور اسکو روکے دونوں ہاتھوں سے

www.ubqari.org

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذي يسلك بيديه فهو يحس بهذا الحفظ ويرى انه لو انقطع لما كان مستقره الا الهاوية السفلى وهو بحسبه محقق بالعلم الالهي ووراء ذلك لمن يلي جانبه من العوام كماله الايمان بالغيب والتحفظ بالنواميس والجزم بواسطة الخبر والانقياد التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له فالايمانان متحققان الفرد ولكن عند شعشعان انوار الايمان الاول قد يختفي الثاني وكنت ذات ليلة اصلي التهجد في الحرم اذ تشعشع انوار الايمان على بينة فغلبت وبهرت فتاملت الايمان بالغيب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتى انتهى التحير عليه والتاسف ثم بعد حين فظهر هذا الايمان واطمئن الخاطر فتدبر **تحقيق تشريف** الاولياء كثيرا ما يلهمون بان الله تعالى اسقط عنهم التكليف وانه خيرهم في الطاعات ان شاؤا فعلوها وان لم يشاؤا لم يفعلوها حكى لي سيدي الوالد رضي الله عنه عن نفسه انه الهم بهذا وانه دعا الله تعالى ان يقيم عليه التكليف وما اختاروا الا التمسك ولم يكن من مذهبه سقوط التكليف عن احد من خلق الله ما دام عاقلا بالغا فانه يرى الالهام حقا ويرى مذهبه حقا ويتحير في التطبيق واخبرني سيدي العم قدس سره انه كان يخبر عن نفسه انه الهم يسقط التكليف وقيل له ان عبدت خوفا

سوائے اسکے نہیں کہ اسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے زور رد کے ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم میں ہی ٹھکانا ہے اور وہ سوا فق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اُسکے واسطے ہی متوسلین عوام کے جس کا کمال ایمان بالغیب ہے اور حفاظت کرنیوالی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اس سے محبت صادق لیس یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد کے واسطے محقق ہیں لیکن جب پہلی قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہیں اور میں ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان علے بینہ کے غالب آگئے اور چمکے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے تو نہ پایا اسکو پھر سوچا میں نے تو اسے نہ پایا یہانتک کہ معلوم ہوا میں اسپر حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر اس کے بعد یہ ظاہر ہوا یہ ایمان اور سرادر مجھے اطمینان آگیا تو اسے غور کر **تحقیق تشریف** بہت اولیاؤں کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمسے تکلیف شرعی معاف کی ہمیں اختیار ہے عبادت چاہے کریں چاہے نہ کریں حضرت قبلہ گاہی صاحب نے اپنا حال بیان کی مجھسے کہ انکو بھی الہام ہوا اور انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھپر شرع کی تکلیف قائم رہے اور انھوں نے سوا شرع کے نہ اختیار کیا اور انکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونیکا کسی سے جبتک عاقل بالغ ہو کو میں نے انھیں دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اسکی تطبیق میں متحیر تھے اور جناب علوی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ انکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف ہوگئی اور انسے کہا گیا کہ اگر جہنم سے ڈر کر

بعض سے اولیاؤں کا الہام

www.ubqari.org

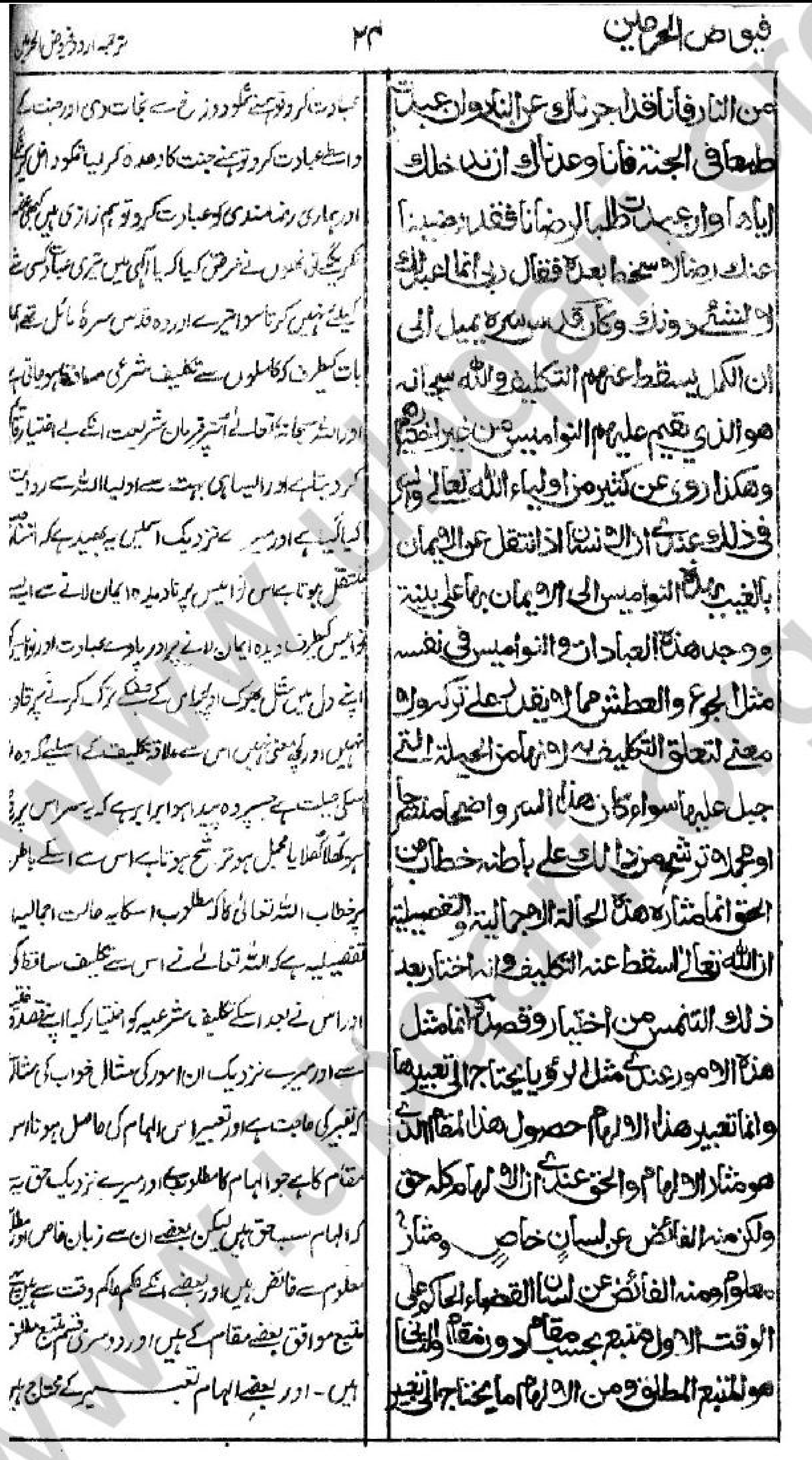

من النار فانا اقد اجرناك عن النار وان عبدتنا
طمعا في الجنة فانا وعدناك ان ندخلك
اياها وان عبدتنا طلبا الرضانا فقد رضينا
عنك رضاء لا سخط بعده فقال رب انما عبدتك
لا لشيء دونك وكان قدس سره يميل الى
ان الكمل يسقط عنهم التكليف والله سبحانه
هو الذي يقيم عليهم النواميس من غير اختيارهم
وهكذا روي عن كثير من اولياء الله تعالى والسر
في ذلك عندي ان الانسان اذا انتقل عن الايمان
بالغيب في النواميس الى الايمان بها على بينة
ووجد هذه العبادات والنواميس في نفسه
مثل الجوع والعطش مما لا يقدر على تركه ولا
معنى لتعلق التكليف به لانها من الجبلة التي
جبل عليها سواء كان هذا السر واضحا منتشرا
او مجملا مترشحا من ذلك على باطنه خطاب من
الحق انما مشاره هذه الحالة الاجمالية والتفصيلية
ان الله تعالى اسقط عنه التكليف وانه اختار بعد
ذلك التنمس من اختيار وقصد وانما مثل
هذه الامور عندي مثل الرؤيا يحتاج الى تعبيرها
وانما تعبير هذا الالهام حصول هذا المقام الذي
هو منشأ الالهام والحق عندي ان الالهام كله حق
ولكن منه الفائض عن لسان خاص ومنه
معلوم ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على
الوقت الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثاني
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الى التعبير

عبادت کرو تو ہم نے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہم نے جنت کا وعدہ کر لیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضامندی کو عبادت کرو تو ہم راضی ہیں کبھی خفا
نہ ہونگے تب ان بزرگ نے عرض کیا کہ یا الٰہی میں تیری عبادت کسی شے
کیلئے نہیں کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہٗ مائل تھے اس
بات کیطرف کہ کاملوں سے تکلیف شرعی معاف ہو جاتی ہے
اور اللہ سبحانہ تعالےٰ انپر فرمان شریعت انکے بے اختیار قائم
کر دیتا ہے اور ایسا ہی بہت سے اولیا اللہ سے روایت
کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اسمیں یہ بھید ہے کہ انسان جب
منتقل ہوتا ہے اس نوامیس پر نادیدہ ایمان لانے سے ایسے
نوامیس کیطرف دیدہ ایمان لانے پر اور پاوے عبادت اور نوامیس کو
اپنے دل میں مثل بھوک اور پیاس کے جسکے ترک کرنے پر قادر
نہیں اور کچھ معنی نہیں اس سے متعلق تکلیف کے اسلئے کہ وہ
اسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اس پر
کھلا کھلا یا مجمل ہو کر ترشح ہوتا ہے اس سے اسکے باطن
پر خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلب اسکا یہ حالت اجمالیہ
تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس سے تکلیف ساقط کر
دی اور اس نے بعد اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار
سے اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال
کہ تعبیر کی حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس
مقام کا ہے جو الہام کا مطلع ہے اور میرے نزدیک حق یہ
کہ الہام سب حق ہیں لیکن بعضے ان سے زبان خاص اور مطلق
معلوم سے فائض ہیں اور بعضے انکے حکم حاکم وقت سے ہیں جو
متبع موافق بعضے مقام کے ہیں اور دوسری قسم متبع مطلق
ہیں۔ اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہیں

www.urdupdf.org

فلا بد من استنباط رجل تام المعرفة ومنه ما لا يحتاج فتدبر **تحقيق شريف وهذه مشاهد اخرى** اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها انحل من القوى البهيمية اشيا وقويت الملكية واستقلت بما حملت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها نور الاعمال وذلك لان الملكية اذا اوحت الى البهيمية ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية واجتمعت بشراشرها تحت تصرفها حصل للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تشبه هيئة للملكية وعاينت كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية وكان خلقا لهذا النفس وديدنا وجبلة لا تنفك عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان اذا عمل عملا رضي به الله تبارك وتعالى ورحمه لاجله لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس كافة او لكونه سببا لتمام ما اراده الحق بتدليه الى الخلق من الهداية واشاعة النور او لكون هذه النفس معدودة في اعداد التدلي بان التفتت هذه النفس وطمحت بجهد همتها الى التدلي واندرجت فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجود واحد منها يشتمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ للنفس انشراح ملكي وانبساط ومنها ان النفس اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ والمتخيلات كالاشغال القلبية او بالوهم الحاكي للجبروت وهو الذي يسميها اكثر اهل الزمان بالياد داشت

تو ضرور ہے استنباط کرنا کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے الہام محتاج تعبیر کے نہیں پس غور کر **تحقیق شریف ومشاہد اخری** جاننا چاہیے کہ جب ارواح اپنے اجسام سے جدا ہو جاتی ہیں تو بہت سی چیزیں قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہیں اور ملکیت قوی ہو جاتی ہے اور مستقل ہو جاتی ہیں بوجہ کمال حاصل کرنے کے اور یہ کمال کئی وجہ پر ہے انہیں سے ایک نور اعمال کا ہے اور یہ اسلئے کہ جب قوۃ ملکیہ قوۃ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی نیک عمل کرے تو قوۃ بہیمیہ مطیع ہو جاتی ہے اور بالکل اسکے تحت وتصرف میں تو ملکیہ کو خوشی حاصل ہو جاتی ہے اور بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مشابہ ہیئت ملکیہ اور یہی قوۃ بہیمیہ ملکیہ کا انتہائی کمال ہے اور جب یہ امر کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ اور بہیمیہ میں یہ کمال حاصل ہوتا ہے اور اس نفس کیواسطے یہ خلق وعادت اور طبیعت اور جبلت ہو جاتا ہے کہ ابد تک کبھی اس سے جدا نہ ہو اور ایک انہیں سے نور رحمت ہے یہ اسلئے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس سبب سے اسپر رحمت بھیجتا ہے اسلئے کہ انسان تمام لوگوں کی سختی دور کرتا ہے یا اسلئے کہ وہ سبب ہے تمام اسکے پورا ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے ہونے اس نفس کے معدود در شمار تدلی میں کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو اپنی ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور درج ہو اس میں پس جب اس میں یہ تینوں وجہ جمع ہوں یا انہیں سے ایک اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے تو اس وقت نفس کو انشراح ملکی خوشی ہوتی ہے بعض انسے یہ ہے کہ جب نفس نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا تو لفظوں سے اور یا خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم سے جو عالم جبروت کا حال بتانیوالا ہے اور یہ وہ ہے جسے اکثر اہل زمانہ یاد داشت کہتے ہیں

فائدة مشاهدة

حصل للنفس وخلص اليها ملكة بسيطة
ولون جبروتي وكثيرا ما يسمى ذلك نور اليادداشت
ومنها نور الاحوال وذلك ان النفس اذا تمكن
فيها نمط لتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها
خلص الى جوهرها صفاء ورقة وقوام فاذا
انفكت عن الجسد ولم يحففها ارادات تجددة
انطبعت فيها الوان اسماء الحق وانوارها وحصل لها
نعم كثيرة وابتهجت بكل رقيقة فهذا حال
اكثر الارواح وبتلك الانوار تكون كانها ملقاة
في الشمس لمعت نورا وضوءا او كحوض ممتلئ
ماء ضربه نور الشمس في يوم راكد الريح وقت
الهاجرة فالتبس الماء بنور الشمس اذا علمت ما قلناه
فاعلم اني لما زرت شهداء بدر رضي الله تعالى
عنهم وقمت بحيال قبورهم سطعت الا
نوار من قبورهم الينا دفعة في اول الامر حتى
الانوار المحسوسة حتى ترددت اني ادركها
بالحس او ببصر الروح ثم تاملت فيها اي انوار هي
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
حياله وتوجهت الى روحه ظهر لي كمثل ظلال
الثالثة فتاملت فيها فاذا النور هما نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور درست ہو جاتا ہے اسکا ایک
ملکۂ بسیطہ اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو نور یادداشت
کہتے ہیں اور ان میں سے نور احوال ہے اور یہ اس لئے کہ
نفس جب ہوجاتا ہے انہیں سے جو تیز رو ہیں واسطے بدلنے
احوال خوف اور رجا اور قلق اور انس و ہیبت و تعظیم وغیرہ
کے درست ہوجاتی ہے اس کی جوہر کی صفائی اور
رقت قوام پھر جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے
اور اسکو گھیر نہ لیا ارادوں متجددہ نے تو اسمیں منطبع ہوجاتے ہیں
رنگ اور انوار اسمائے الٰہی کے اور اسکو حاصل ہوتے ہیں نعمتیں
کثیرہ اور وہ خوش ہوتے ہیں ہر لطافت سے پس یہ احوال اکثر
ارواح کا ہے اور ان نوروں سے روح ہو جاتی ہے مانند ایک
آئینہ کے جو دھوپ میں رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند
ایک حوض کے جو پانی سے لبریز ہو اور جسپر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا
ٹھہری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور آفتاب
سے منور ہو پس جب تم نے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جانو کہ
جب میں نے زیارت کی شہدائے بدر کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اور میں انکے مزاروں کے گرد کھڑا ہوا تو انکے مزاروں سے
یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور کہ جیسے ان آنکھوں کے
آگے ہے یہانتک کہ میں تردد میں تھا کہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں یا
روح کی آنکھوں سے پھر سوچا میں نے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم کیا کہ نور
رحمت ہے جب میں نے زیارت کی اس مزار کی جو حضرت ابوذر غفاری کا مشہور ہے
رضی اللہ عنہ اور جو ہے صفرا میں اور حقیقت حال خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور میں بیٹھا
گرد اس مزار کے اور متوجہ ہوا انکی روح کا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک چھاتہ مثل سائبان کا آیا
سوچا تو وہ نور نور اعمال و نور رحمت دونوں تھے مگر نور رحمت غالب اور
بہت ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صالحین کی قبروں سے نور چمکتا دیکھنا

النبي صلى الله عليه وسلم في يوم ولادته والناس
يصلون على النبي صلى الله عليه وسلم ويذكرون
ارهاصاته التي ظهرت في ولادته ومشاهده
قبل بعثته فرأيت انوارا سطعت دفعة واحدة
لا اقول اني ادركتها ببصر الجسد ولا اقول ادركتها
ببصر الروح فقط والله اعلم كيف كان الامر بين
هذا وذلك فتاملت تلك الانوار فوجدتها
من قبل الملائكة الموكلين بامثال هذه
المشاهد وبامثال هذه المجالس ورأيت
يخالط انوار الملائكة انوار الرحمة **مشاهدة
اخرى بالاجمال** لما دخلت المدينة المنورة
وزرت الروضة المقدسة على صاحبها افضل
الصلوة والتسليمات رأيت روحه صلى الله عليه
وسلم ظاهرة بارزة لا في عالم الارواح فقط
بل في المثال القريب من الحس فادركت ان
العوام انما يذكرون حضور النبي صلى الله
عليه وسلم في الصلوات وامامته بالناس
فيها وامثال ذلك من هذه الدقيقة وكذلك
الناس عامة لا يلهجون بشيء الا بما يترشح على
ارواحهم من علم فياخذون الحقيقة
واما شبحه فيخبر واحد ويتلقاه الآخر بالقبول
لما ادرك ادراكا اجماليا ويسمعه ثالث فيؤيده
بوجه آخر ورابع فيذكر شبحا مناسبا وهلم
جرا حتى يتفق امة من الناس على ذلك
فليس اتفاقهم في مثل ذلك ساقطا فلا تحقره

مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے
جو آپ کی وقت ولادت ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے
پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے میں یہ
نہیں کہہ سکتا کہ آیا ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ فقط
روح کی آنکھوں سے خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا یا
روح کی پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کے ہیں
جو ایسی مجلسوں اور مشاہد پر موکل و مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ
انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہیں **مشاہدہ
دوسرا بالاجمال** جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ
مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو
آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان
نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے
قریب پس میں نے معلوم کیا کہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں خود موجود ہوتے ہیں
اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے
اور اسیطرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو ان کی
ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتاً با
اسکی صورت پھر ایک اسکو بیان کرتا ہے دوسرا
قبول کر لیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا
اور تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ اور وجہ سے اسکی تائید
کرتا ہے اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر کرتا ہے ایک صورت
مناسب اسیطرح دور یہاں تک کہ اس امر پر لوگوں کی ایک
جماعت متفق ہو جاتی ہے اور انکا اتفاق ایسے امور
میں مہمل نہیں پس تو حقیر نہ سمجھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی ملاقات

فیوض الحرمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے فیض حاصل کرنا

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

المشهورات العوام ولكن تفطن باسرار ملحوظون ثم توجهت الى القبر الشريف المقدس مرة بعد اخرى فبرز صلى الله عليه وسلم في رقيقة بعد رقيقة فتارة في صورة مجرد العظموت والهيبة وتارة في صورة الجذب والمحبة والانس والانشراح وتارة في صورة السريان حتى انخيل ان الفضاء ممتلئ بروحه عليه الصلوة والسلام وهي تموج فيه تموج الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشغله تموجها عن ملاحظة نفسها الى غير ذلك من الرفائق ورأيته صلى الله عليه وسلم في اكثرها يبدى الى صورته الكريمة التي كان عليها مرة بعد مرة الى ظاهر الهمة الى روحانية لا الى جسمانيته صلى الله عليه وسلم فتفطنت الى خاصية من تقويم روحه بصورة جسده عليه الصلوة والسلام وانه الذي اشار اليه بقوله ان الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون في قبورهم وانهم احياء الى غير ذلك ولم اسلم عليه قط الا وقد انبسط الي وانشرح وتبدى وظهر وذلك لانه رحمة العالمين. مشهد آخر

المشهد الثالث عشر

لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه وسلم وعلى صاحبيه رضي الله عنهما ثم قلت يا رسول الله افض علينا مما افاض الله عليك حيث انا راغبين في خيرك وانت رحمة للعالمين فانبسط الي انبساطا عظيما حتى تخيلت كان عطافة ردائه لفتني وغشيتني ثم غطني

مشہورات عوام کو لیکن تو آگاہ ان اسرار کو کہ جو وہ بیان کرتے ہیں پھر میں متوجہ ہوا روضہ عالیہ مقدسہ کی طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت میں بعد لطافت کے کبھی تو فقط صورت مجرد عظموت و ہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ و محبت اور انس و انشراح میں اور کبھی صورت سریان میں حتیٰ کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس سے اور روح مبارک اسمیں موجیں مارتی ہے مانند ہوائے تیز کے یہانتک کہ دیکھنے والا تموج اور لطافت کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا اور میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں اصلی صورت مقدس میں بار بار باوجودیکہ میری کمال آرزو تھی کہ روحانیہ میں دیکھوں نہ جسمانیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پس مجھکو دریافت ہوا کہ آپ کا تقاضہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف آپ نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیا نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیا حج کیا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور وہ زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ اور جب میں نے آپ پر سلام بھیجا تو مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اسواسطے کہ آپ رحمت للعالمین ہیں۔

مشہد دیگر۔ جب تیسرا روز ہوا میں نے آپ پر سلام پڑھا اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچھ اسمیں سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے ہم آپکے عطا کے شوقین آئے ہیں اور آپ رحمت للعالمین ہیں تو آپنے میری طرف کمال التفات کیا یہانتک کہ میں نے خیال کیا کہ آپکی عنایت کی اس چادر نے لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا خوب اچھی طرح چھپا لیا

شیخین کی ارواح سے ملاقات

عظمة وتبجيلاً واظهر لي الاسرار وعرفني بنفسه فمنها انه امدني امداداً عظيماً اجمالياً وعرفني كيف استمده في حوائجي وكيف يرد هو على من يصلي عليه وكيف ينبسط الى من اطراه في مدحه او الح عليه فرأيته عليه الصلوة والتسليمات قد صار من جهة روحه ودين نفسه وجبلته وفطرته مظهراً للتدلي العظيم المنبسط على وجه البشر حتى يكاد الظاهر يتميز من المظهر وهذا التدلي العظيم هي التي تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية وهي التي يصفونها بانها قطب الاقطاب ونبي الانبياء وكنهها بروز هذا التجلي في البرزة البشرية فلما انعقدت حقيقة في المثال متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية وقطباً ونبياً وهي تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم امر البعثة وتوجه المبعوث الى رحمة ربه وادبر على الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما كان مندرجاً في اصل بعثته ان يكون شهيداً يوم القيمة شفيعاً ومتمهداً من الله للعصاة من خلقه ولطفاً منه بالنسبة اليهم لم يخرج منه عليه الصلوة والسلام همة عظيمة تقتضي شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم عن بهيميتهم فيكون معداً لرحمة الله وجوده بالنسبة الى اولئك الاقوام وذلك كخلقة قوى التناسل لنظم النوع تنزل عن خلق في كل نوع

اور ظاہر کئے عجیب اسرار اور پہنچوائے مجھ سے خود اور ایک بڑی اجمالی سیری امداد فرمائی اور بتایا مجھکو کس طرح آپ سے اپنی حاجتوں میں مدد چاہتا ہوں اور کس طرح آپ جواب دیتے ہیں جب آپ پر کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپکی مدح میں کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ اپنے جوہر روح اور عادت نفس و جبلت و فطرت کے باعث تدلی عظیم کے مظہر ہو گئے اور وہ جو منبسط ہے بشر کے اور جس میں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہی وہ تدلی عظیم ہے جسکو صوفیہ حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسی تدلی سے مراد ہوتی ہے جو صوفیہ کہتے ہیں کہ قطب الاقطاب اور نبی الانبیا ہے اور کنہ اسکا ہے ظہور اس تجلی کا صورت بشریت میں پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت کیطرف اسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب اور نبی اور وہ اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت کی طرف پھر جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے تو تدلی جدا ہو جاتی ہے اس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت میں یہ بات مندرج تھی کہ آپ قیامت کے دن شہید ہوں اور شفیع ہوں اس مدد اور عذر خواہ گنہگا(روں) کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ہمت عظیم کہ نزول رحمت کے مقتضی ہے انپر اور انکی ملکیت بہیمیت سے خالص کرنیکو کہ انکا وجود ان لوگونپر رحمت الٰہی نازل ہونیکا باعث ہو اور یہ ایسا ہے جیسے قوتیں تناسل کے بقائے نوع کے واسطے اور [illegible] پیدا کی گئی ہے ہر نوع میں تھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

قطب الاقطاب

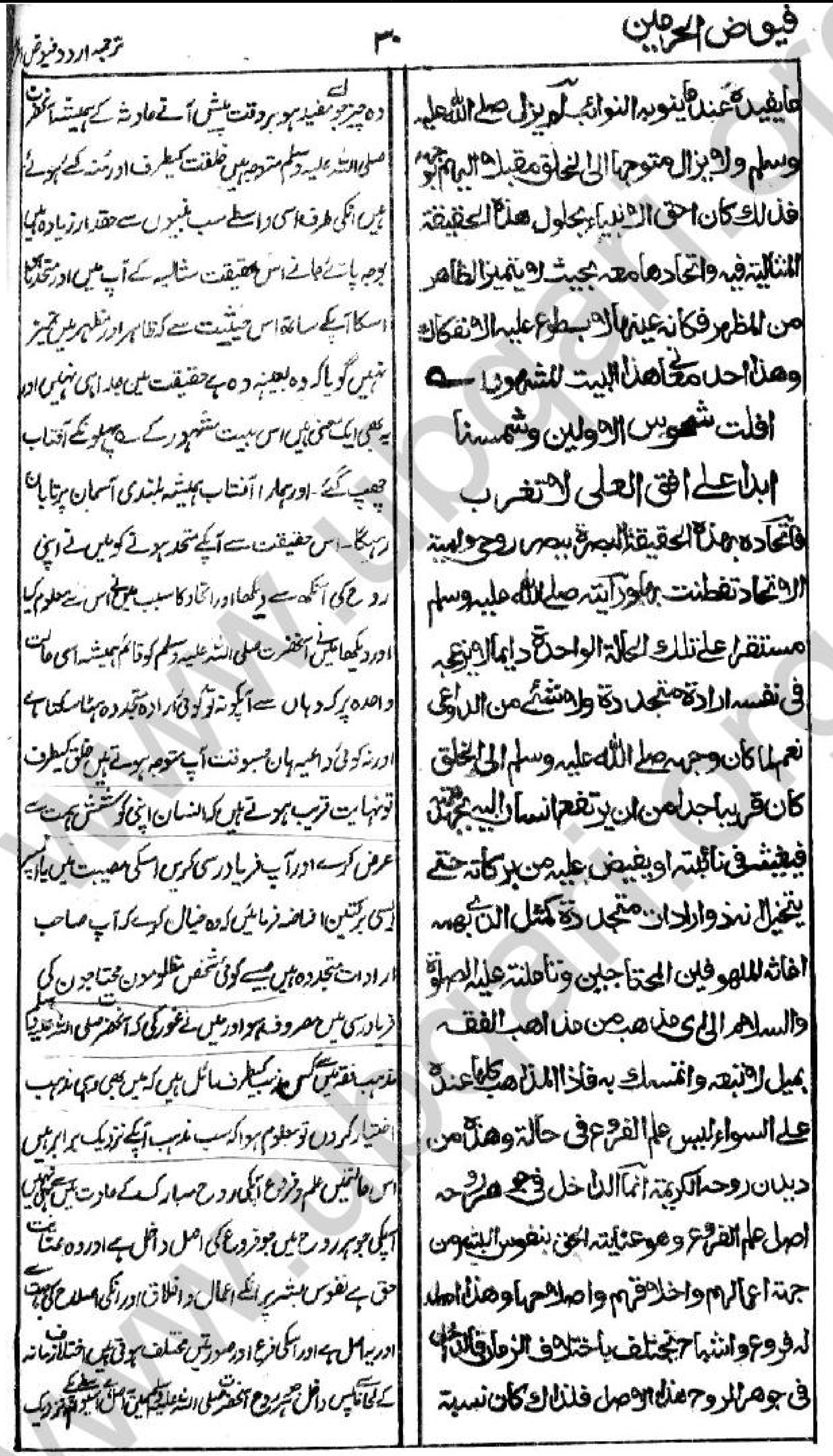

ما يفيض عنده بنوبة النوائب لم يزل صلى الله عليه وسلم ولا يزال متوجها الى الخلق مقبلا اليهم بوجهه فلذلك كان احق الانبياء بحلول هذه الحقيقة المثالية فيه واتحادها معه بحيث لا يتميز الظاهر من المظهر فكانه عينها لا يستطيع عليه الانفكاك وهذا احد معانی هذا البيت المشهور ؎

افلت شموس الاولين وشمسنا
ابدا على افق العلى لا تغرب

فاتحاده بهذه الحقيقة ابصرته ببصر روحی ولمية الاتحاد تفطنت بها ورأيته صلى الله عليه وسلم مستقرا على تلك الحالة الواحدة دائما لا يزعجه فی نفسه ارادة متجددة ولا شیء من الدواعی نعم لما كان وجهه صلى الله عليه وسلم الى الخلق كان قريبا جدا من ان يتضرع انسان اليه بهمته فيغيثه فی نائبته او يفيض عليه من بركاته حتى يتخيل انه ذو ارادات متجددة كمثل الذی بهمه اغاثة الملهوفين المحتاجين وتأملته عليه الصلوة والسلام الى ای مذهب من مذاهب الفقه يميل لاتبعه واتمسك به فاذا المذاهب كلها عنده على السواء ليس علم الفروع فی حالة وهذا من ديدان روحه الكريمة انما الداخل فی جوهر روحه اصل علم الفروع وهو عناية الحق بنفوس البشر من جهة اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا اصل له فروع واشباح تختلف باختلاف الزمان فالداخل فی جوهر الروح هذا الاصل فلذلك كان نسبة

وہ چیز جو مفید ہو بروقت پیش آنے حادثہ کے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کیطرف اور رخ کئے ہوئے ہیں انکی طرف اسی واسطے سب نبیوں سے حقدار زیادہ تھے بوجہ پائے جانے اس حقیقت مثالیہ کے آپ میں اور متحد ہونا اسکا آپکے ساتھ اس حیثیت سے کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہیں گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت میں جدا اہی نہیں اور یہ بھی ایک معنی ہیں اس بیت مشہور کے ؎ پہلو کے آفتاب چھپ گئے۔ اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی آسمان پر تاباں رہیگا۔ اس حقیقت سے آپکے متحد ہونے کو میں نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اتحاد کا سبب مجھ پر اس سے معلوم کیا اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہاں سے آپکو نہ تو کوئی ارادہ متجددہ ہٹا سکتا ہے اور نہ کوئی داعیہ ہاں جسوقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کیطرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش بہت سے عرض کرے اور آپ فریاد رسی کریں اسکی مصیبت میں یا اپنی برکتیں افاضہ فرمائیں کہ وہ خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص ملہوفین محتاجین کی فریاد رسی میں مصروف ہو اور میں نے غور کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذہب فقہ میں سے کس مذہب کیطرف مائل ہیں کہ میں بھی وہی مذہب اختیار کر دوں تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہیں اس حالت میں علم و فروع آپکی روح مبارک کے عادت میں سے نہیں تھا آپکی جوہر روح میں جو فروع کی اصل داخل ہے اور وہ عنایت حق ہے نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق اور انکی اصلاح کی جہت سے اور یہ اصل ہے اور اسکی فروع اور صورتیں مختلف ہوتی ہیں اختلاف زمانہ کے لحاظ سے پس داخل جوہر روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اصل ہے اسیواسطے تمام فروع نزدیک

المذاهب علی السواء وافهمنی عنده من هذین مذهب لان کل مذهب محیط بما یجب من امهات الفقه فی الدین المحمدی وان اختلف فلو ان احدا لم یقتف واحدا من المذاهب لم یکن له صلی الله علیه وسلم سخط بالنسبة الیه الا بالعرض وهو ان یتفق اختلاف فی ملة وتقاتل بین الناس وفساد ذات البین وهذا اشد ما سخط علیه وکذلك رایت الطرق کلها عنده علی السواء کمثل المذاهب ویجب التنبیه بعد ذلك علی نکتة وهی انه رب رجل یکون عنده ان النبی صلی الله علیه وسلم یختار المذهب الفلانی وانه الحق المطلوب ثم یقصر فیه فینعقد فی قلبه اعتقاد انه قصر فی جنب الله ورسوله فیاتی رسول الله صلی الله علیه وسلم ویقف عنده فیحجب بینه وبین النبی صلی الله علیه وسلم بابا مسدودا ولا ینفتح فیقول هذه معاتبة منه علیه الصلوة والسلام علی تقصیره والتحقیق انه اتاه بصدر ممتلئ مخالفة وانکباحا فانسد باب الفیض من جهة سوء القابلیة وقد یزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب المدونة خروج عن ربقة التقلید للشرع والانقیاد لحکم الله وان لیس هنالك طریقة مضبوطة غیرها فیکون الخروج عنها عنده الحادا وملازما للخروج عن ربقة الانقیاد فیظن بان النبی صلی الله علیه وامثال هذه الشبهات کثیرا ما یقع للطالب فیجب التنبیه

سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا اعلیٰ و اکرم ہوتا اسلئے کہ ہر مذہب گھیرا ہوا حاوی ہوتا ہے ان امہات واصول فقہ پر جو دین محمدی میں واجب وضروری ہیں اگرچہ مختلف ہوں پس اگر کوئی متبع ایک مذہب کا نہ ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نسبت ناراض نہیں مگر اس صورت میں جب دین میں اختلاف اور لوگوں میں جنگ جدال اور باہمی فساد کا موجب ہو اور یہ امر آپکے بہت نہایت غصہ کا موجب ہے اور اسیطرح میں نے دیکھا کہ تمام طرق صوفیہ مثل مذاہب کے آپکے نزدیک برابر ہیں اور اسکے بعد ایک نکتہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے یہ ذہن میں ہوتا ہے کہ فلاں مذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے پھر اسمیں قصور ہو جاتا ہے تو اسکے دل میں یہ اعتقاد جم جاتا ہے کہ میں نے قصور کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اور دیکھتا ہے اپنے دل میں اور رسول اللہ علیہ وسلم میں دروازہ بند ایسا کہ نہیں کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری تقصیر سے اور تحقیق یوں ہے کہ وہ آپکے پاس اسطرح حاضر ہوا ہے کہ سینہ مخالفت اور رکاوٹ سے بھرا ہوا ہے پس فیض کا دروازہ قابلیت نہ ہونے سے بند ہو گیا اور کبھی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ مذاہب مقررہ کو چھوڑنا شرع کی پیروی اللہ کے حکم کی تابعداری کا چھوڑنا ہے اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں اس سے نکلنا اسکے نزدیک انقیاد شرع سے نکلنے کے برابر ہے اس سبب سے وہ جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر عتاب ہے اور اسی طرح کے بہت سے شبہات ہیں جو طالب کو پیش آتے ہیں اور اس بات سے آگاہ کر دینا بھی ضروری ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

أيضاً علّمني أن ناساً يدخلون المدينة المنورة فيرون
أهلها على أعمال غير مرضية عندهم أو في أنفس
فيبغضونهم ويضمرون حقداً ثم يدخلون
الروضة المقدسة ويواجهون فإذا جاء وقت
الصفاء والخلوص ترشح من الحقد ما يكدّر
حالهم فإياك ثم إياك أن يصدر منك هذا النحو
إلا أنه عليه الصلوة والسلام لمثال هذه الأمور
ورأيته عليه الصلوة والسلام لابساً لباس العظموت
والتشبه بالجبروت ولرقائق كثيرة بحسب تعدد
كمالاته وتوجه الناس إليه باستعداداتهم
وأمدّني عليه الصلوة والسلام في ذلك المجالس
إمداداً إجمالياً تفصيلها المحدّثية والوصاية والقطبية
الإرشادية وأعطاني قبولاً وجعلني إماماً وصرّح
طريقتي ومذهبي أصلاً وفرعاً لا لجميع الناس
بل لناس مخصوصين فطرتهم فطرة التحقيق
بشرط أن لا يكون سبباً للاختلاف والتقاتل فمن
النكتة يجب أن ينتبه بها كل من أخذ مذهبنا
أصلاً وفرعاً وطريقتنا سلوكاً ثم أردت أن أسأله
عن مسائل مبادي الوجود ومراتب الوجود والفناء
والبقاء فإذا هو عليه الصلوة والسلام متوجه
بالكلية إلى النكتة المذكورة فكلما أردت أن أسأله
منعني استغراقي في كيفية حاله عن سؤاله
وعلّمني أن أجلس بين يديه فأسأل ربي بلساني
الذي حذو الملهم إليّ ثم أتلفّع بنوره جداً
ثم أسأل ثم أتلفّع ثم أسأل وهلم جرّاً فعند

کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور
وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے
ہیں یا وہ اعمال نفس الامر میں برے ہوتے ہیں تو انسے بغض کینہ
رکھتے ہیں پھر جب روضۂ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادھر
متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اور انکا حال مکدر ہو جاتا ہے خبردار خبردار
اس سے بچنا کہ اس نور اتم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے امر
رو رکھتے ہیں اور میں نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
عظموت کا اور تشبہ بالجبروت کا لباس پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتیں ہیں موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگوں کا آپکی طرف
متوجہ ہونے کے اپنی استعدادوں کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس مجلس میں میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اسکی
محدثیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھکو مقبولیت
عطا ہوئی اور کیا مجھکو امام اور مجھ سے فرمایا میرے طریقہ اور
مذہب کو اصلاً و فرعاً سیکھیں سب کیواسطے نہیں بلکہ واسطے
خاص خاص لوگوں کے جنکی فطرت میں تحقیق ہے اس شرط سے کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہوں پس اس نکتہ سے واجب ہے
آگاہ ہونا اسے جو ہمارا مذہب اصلاً و فرعاً اختیار کرے اور ہمارا طریقہ سلوک
پر چلے پھر میں نے چاہا کہ دریافت کروں آپ سے مسائل مبادی
وجود اور مراتب وجود اور فنا اور بقا تو میں نے دیکھا کہ آپ بالکل
متوجہ ہیں اس نکتہ مذکور کیطرف پس جب میں چاہتا تھا کچھ پوچھوں
تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال کے دریافت میں مجھکو روک
دیتا تھا اور مجھکو سکھایا آپنے کہ آپکے روبرو بیٹھوں اور اپنے رب سے سوال کروں اپنی
اس زبان سے جو ملا ہوا ہے الہام کیطرف پھر مجھکو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا
پھر لپیٹ لیا پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اس وقت

ذلك يحتاط سؤالي وهمته العليا فيصيب السهم
المرتمى ورأيته مستقرا على حالة واحدة من حفظ
صورته الكريمة وكونه عيبة وكرشا ووقاية ودعامة
للتدلي المذكور متوجها الى الخلق لا بالسمات من عطوفة
وفيه من القبول والجذب ما لا انتهاء له حتى لا
يدرك انتهاؤه فاذا توجه اليه انسان بجمع همته
ولا اريد الانسان العالي الهمة فقط بل كل ذي همة
يشتاق الى شيء ويتوجه اليه بقصده وشوقه فانه
يتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة الصلوة يعني
يحصل بسبب صنيع هذا الانسان حالة شبيهة
بالقصد المتجدد وانا اعلمك سرا عظيما وهو ان
الحكمة في جعل هذه النسمة المباركة وعاء التدلي
ان يتقرب الحق جل الى اهل الارض والى سفلتهم
ايضا لو كان هذا الجود لا يتم الا بتوسط النسمة
ورأيته عليه الصلوة والسلام ينشرح انشراحا
عظيما لمن صلى عليه وسلم ومدحه ورأيته صلى الله عليه
وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة كمثل
المشائخ الصوفية في مجالس الافاضة وانا
بين يديه وكل علمناك مشهد واحد من هذا
وتفطن اخي محمد عاشق بسر عجيب لا انسك
انه من افاضة الحق ان الحج كمال تام من كمالات
ولذلك يظهر في قلوب الحجاج ابتهاج بانفسهم
وتبجح وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الخلق بنصب
الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها

مختار ہوگیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند جیسے تیر نشانہ پر پہنچ گیا
اور دیکھا آپکی صورت کریمہ کو محفوظ حالت واحدہ پر اور یہ کہ آپ محل راز
اور کثیر الامانت اور نگاہبان اور ظرف تدلی مذکور کے ہیں جس حال میں
کہ بسبب اس صورت کے پہنچے ہوئے ہو لوگوں کیطرف متوجہ ہیں اور آپ میں قبول
اور جذب اور الفت بیشمار ہے کہ اسکی انتہا نہیں اور نہ انتہا پہچانی جا سکتی
پس جسوقت متوجہ ہوا آپکی طرف کوئی انسان اپنی کل ہمت سے
اور میری مراد فقط انسان عالی ہمت سے نہیں بلکہ جو ہمت والا
کسی شئے کا مشتاق اور اسکی طرف متوجہ ہو اس شئے کے قصد اور شوق
سے تو آپ تدلی کرتے ہیں اسکی طرف اور یہی ہے رد سلام اور اجابت
درود کی یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اس توجہ کے انسان کو ایک حالت
کہ شبیہ ہے قصد متجدد کے۔ اور میں بتاؤں تجھکو ایک سر عظیم
اور وہ یہ ہے کہ اس نسمہ مبارکہ کو تدلی کیطرف بنانے میں یہ حکمت ہے
کہ اللہ کا بہت قرب ہو اہل زمین سے اور جو ان سے نیچے ہیں
اور بھی کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر اسی نسمہ کے توسط سے اور دیکھا
میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش ہوتے اس شخص سے
جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی مدح کرے اور میں نے دیکھا آپکو
ظاہر فیض صحبت پہنچانیوالا مانند مشائخ صوفیہ کے مجلس افاضہ
میں اور میں آپکے حضور میں ہوں اور یہ سب جو میں نے بتایا ایک مشہد
مشہدوں میں سے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم ہوا ایک
سر عجیب میں یقین کرتا ہوں کہ حق کیطرف سے ہے یہ کہ حج ایک
پورا کمال ہے اور کمالوں میں سے اور اسی واسطے حاجیوں کے دلمیں
بہت خوشی ہوتی ہے اور اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک
و تعالی تک وصول تو کمال ہے جب تدلی کی اللہ نے خلقت کیطرف کعبہ
کے قائم کرنے سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ
کیطرف وصول اللہ ہی کی طرف سے وصول ہوا ۔

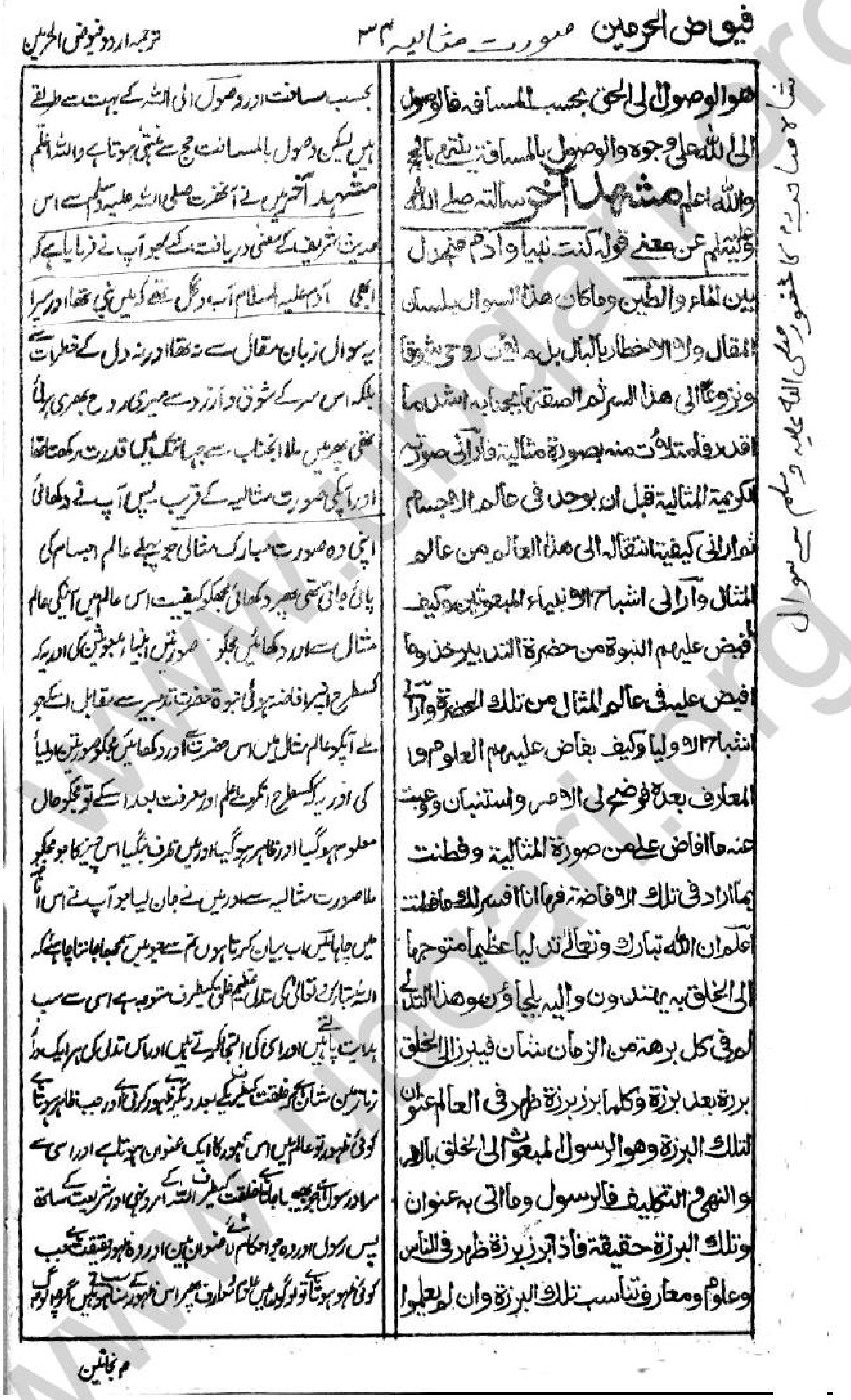

فیوض الحرمین صورت مثالیہ ۳۴

ترجمہ اردو فیوض الحرمین

هو الوصول الى الحق بحسب المسافة فالوصول
الى الله على وجوه والوصول بالمسافة يختص بالحج
والله اعلم **مشهد آخر** سألته صلى الله
عليه وسلم عن معنى قوله كنت نبيا وآدم منجدل
بين الماء والطين وما كان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الاخطار بالبال بل بما لابث روحي شوقا
ونزوعا الى هذا السر ثم الصقته بجنابه اشد ما
اقدر فامتلأت منه بصورة مثالية فاراني صورته
الكريمة المثالية قبل ان يوجد في عالم الاجسام
ثم اراني كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم
المثال واراني اشباح الانبياء المبعوثين وكيف
افيض عليهم النبوة من حضرة التدبير وما
افيض عليه في عالم المثال من تلك الحضرة واراني
اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم وا
المعارف بعد توضح الامر واستبان وعيت
عنه ما افاض علي من صورته المثالية وفطنت
بما اراد في تلك الافاضة فها انا افسر لكم ما فطنت
اعلم ان الله تبارك وتعالى تدليا عظيما متوجها
الى الخلق به يهتدون واليه يلجأون وهو هذا التدلي
له في كل برهة من الزمان شأن فيبرز الى الخلق
برزة بعد برزة وكلما برز برزة ظهر في العالم عنوان
لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق بالامر
والنهي والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان
لتلك البرزة حقيقة فاذا برز برزة ظهر في الناس
وعلوم ومعارف تناسب تلك البرزة وان لم يعلموا

بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کے بہت سے طریقے
ہیں لیکن وصول بالمسافت حج سے مختص ہوتا ہے واللہ اعلم
مشہد آخر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
حدیث شریف کے معنی دریافت کئے جو آپ نے فرمایا ہے کہ
ابھی آدم علیہ السلام آب و گل ہی میں تھے کہ میں نبی تھا اور میرا
یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا اور نہ دل کے خطرات
بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری روح بھری ہوئی
تھی پھر میں ملا اس جناب سے جہاں تک میں قدرت رکھتا تھا
اور آپکی صورت مثالیہ کے قریب ہی پس آپ نے دکھائی
اپنی وہ صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کی
پائی جاتی تھی پھر دکھائی مجھکو کیفیت اس عالم میں آنیکی عالم
مثال سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں انبیا مبعوثین کی اور یہ کہ
کسطرح انپر افاضہ ہوئی نبوۃ حضرت تدبیر سے مقابل اسکے جو
ملے آپکو عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں اولیائ
کی اور یہ کہ کسطرح انکو ملے علم اور معرفت بعد اسکے تو مجھکو حال
معلوم ہو گیا اور ظاہر ہو گیا اور میں واقف ہو گیا اس چیز کا جو مجھکو
ملا صورت مثالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپنے اس افاضہ
میں چاہا تھا پس اب بیان کرتا ہوں تم سے جو میں سمجھا جاننا چاہئے کہ
اللہ تبارک و تعالی کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اس سے سب
ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تدلی کی ہر ایک وقت
زمانہ میں شان ہے کہ خلقت کیطرف یکے بعد دیگرے ظہور کرتی ہے اور جب ظاہر ہوتا ہے
کوئی ظہور تو عالم میں اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے اور اسی سے
مراد رسول ہے جو بھیجا جاتا ہے خلقت کیطرف امر و نہی اور شریعت کے ساتھ
پس رسول اور وہ جو احکام لائے عنوان ہیں اس ظہور حقیقت کے جب
کوئی ظہور ہوتا ہے تو لوگوں میں علم اور معارف پھر اس ظہور کے مناسب پیدا ہوتے ہیں گو وہ لوگ

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

م نجانین

انها فائضة منها وانها أنتناسبها والذين ظهرت عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الاحبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بل انما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة الربانية فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا اولم يعلموا أن هذا هي المنة العظمى لا اخبار الرسول فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشري فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم اي هيكله المثالي امكن من نفسه لانطباق هذا التدلي بحسب برزة من البرزات فانطبق عليه شبيها من انطباق الكلي على الجزئي وذلك السابق عناية الله به والناس ليوجد لهم غياث بعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر ولعقد تشريع عليهم وذب دعوى فاسدة عنهم اذا احتاجوا الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله عليه وسلم نبيا قبل تسوية آدم عليه السلام ثم لما وجد اشخاص البشر واختلف طرائقهم فمن مفرط ومفرط اقتضى التدبير الالهي ان يسوى امرهم فانطبق التدلي على رجل من طولهم لا شيء اصرف واوحى اليه ما فيه صلاح قومه

کہ وہ فائض ہیں اس ظہور سے اور اسکے مناسب ہیں اور جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام رسول اللہ سے استنباط کر سکتے ہیں تو انکو احبار اور رہبان کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور انکی ہمت ہے علم حاصل کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ سے تو وہ لوگ علمائے محدث یہ اہل حکمت ربانی ہیں تو دونوں فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں اس بات کو جانیں یا نہ جانیں اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار رسول کہ اسکو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے وہ نوع بشر کے باپ ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنیکا ارادہ بیشک سب نوع بشر کے پیدا کرنیکا ارادہ ہے اور ارواح بشریہ نے حرکت کی مثال کی طرف جو اجسام کے مناسب ہے تو ہیکل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپکی ہیکل مثالی بہت ممکن ہوئی اپنی ذات کی رو سے منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور کے ظہورات میں سے پس منطبق ہو گئی اسپر از قبیل اسکے جیسے کلی منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سبب اللہ تعالیٰ کی سابق عنایت سے ہے آپ پر اور لوگوں پر تاکہ پایا جائے ایسا مددگار کہ معین ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز بعد انکی شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے انسے اغراض فاسدہ جب انکو اس کی حاجت ہو بہت سخت حاجت پس یہ معنی ہیں آدم سے پہلے اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور انکے طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا تو تدبیر الٰہی نے چاہا کہ انکے کام میں اعتدال آجاوے تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک شخص پر اور وحی کی اسپر وہ باتیں جنمیں اسکی قوم کی صلاح و درستی ہو

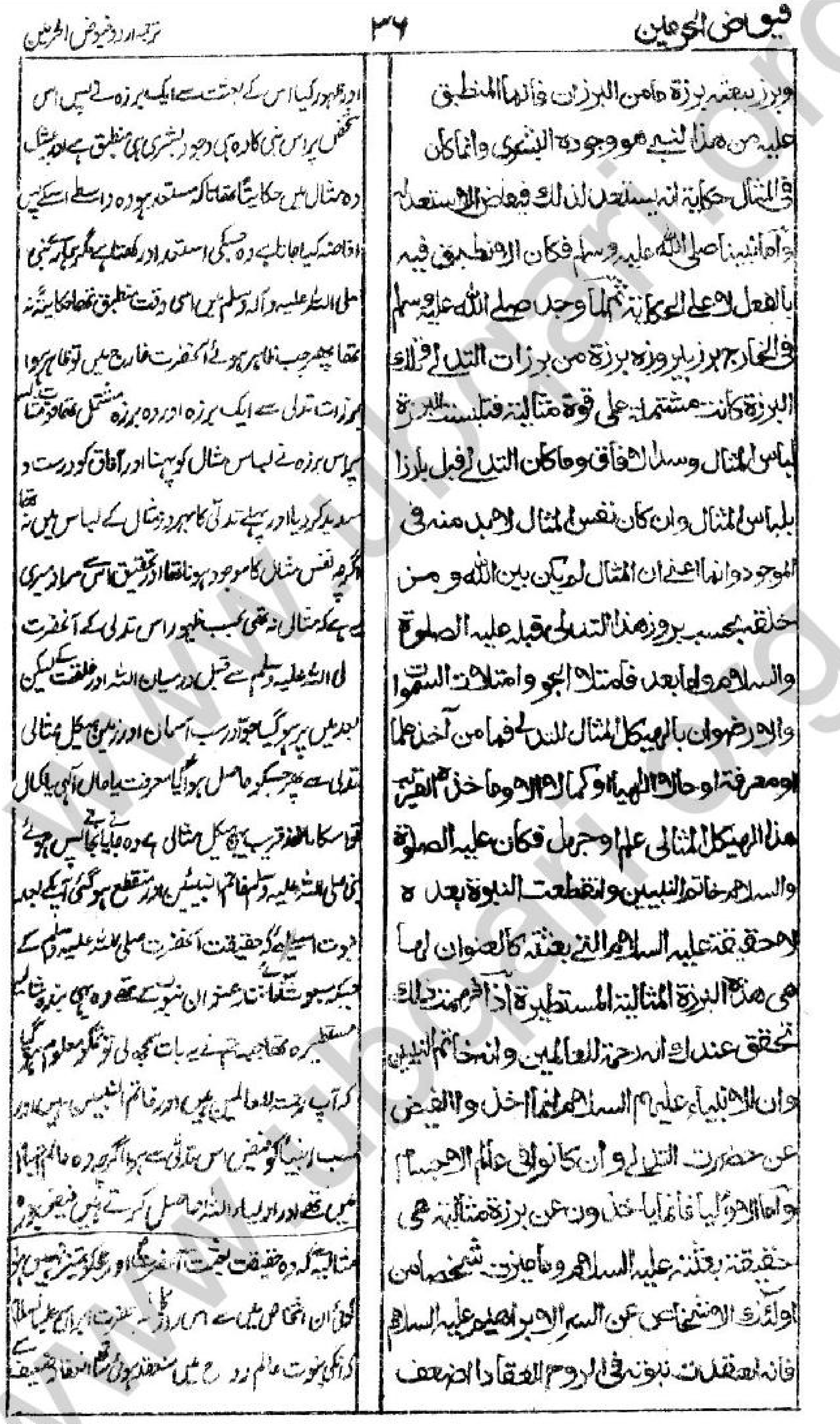

وبرز بعضه برزة ما من البرزات فانها المنطبق
عليه من هذا لنبيه هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لذلك فيعاض الاستعداد له
واما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطبق فيه
بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز بل برزه برزة من برزات التدلي فان تلك
البرزة كانت مشتملة على قوة مثالية فتلبست البرزة
لباس المثال وسد الآفاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لا بد منه في
الموجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله و من
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة
والسلام ولما بعد فامتلا الجو وامتلات السموات
والارضون بالهيكل المثالي للتدلي فما من آخذ علما
او معرفة او حالا الهيا او كمالا الا وما اخذه الا من
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلوة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لا حقيقته عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرة التدلي وان كانوا في عالم الاجسام
واما الاولياء فانما ياخذون عن برزة مثالية هي
حقيقة بعثته عليه السلام وما من شخص من
اولئك الا متنفس عن الاسم الابراهيم عليه السلام
فانه انعقدت نبوته في الروح انعقادا اضعف

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس اس
شخص پر اس نبی کا وہ ہی وجود بشری ہی منطبق ہے اور مثال
وہ مثال میں حکایتاً تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے اسکے پس
افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی وقت منطبق تھا حکایۃً نہ
تھا پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا
برزات تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر
پس اس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور آفاق کو درست و
مسدود کر دیا اور پہلے تدلی کا ظہور مثال کے لباس میں نہ تھا
اگرچہ نفس مثال کا موجود ہونا تھا اور تحقیق اس سے مراد میری
یہ ہے کہ مثال نہ تھی بسبب ظہور اس تدلی کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن
بعد میں پر ہو گیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی
تدلی سے پھر جسکو حاصل ہوا کیا معرفت یا حال الٰہی یا کمال
تو اسکا ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانا یا نجانا پس ہوئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہو گئی آپکے بعد
نبوت اسلیے کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسکے مبعوث ہوئے تھے آپ عنوان نبوت کے تھے وہ یہی برزہ مثالیہ
مستطیرہ تھا جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہو گیا
کہ آپ رحمت للعالمین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ
سب انبیا کو فیض اس تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام
میں تھے اور اولیاء اللہ حاصل کرتے ہیں فیض برزہ
مثالیہ سے کہ وہ حقیقت بعثت آنحضرت کی اور کوئی شخص نہیں ہے
کوئی ان اشخاص میں سے مگر اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام
سے کہ انکی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی تھی انعقاد ضعیف

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلي ببعثته برزة روحية ظهورا اضعف
من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبوة ومحدث
الا في ملته ولما انقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهر
البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت السلوك وفيضت
العلوم والمعارف فيضا ثجاجا لانها في الاكثر
منعقدة في المثال **تحقيق شريف** فان
قلت ما الحكمة في كون الناس في الزمن الاول
بعد آدم عليه السلام مائلين الى جمود القريحة
وجمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية
يستنبط حينئذ من الارتفاقات الا القليل
ولا من العلوم الحاضرية الطبيعية والالهية الا
القليل النادر مع طول اعمارهم وكثرة امعانهم
وخوضهم ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام
يزيد قليلا قليلا في اليونان والروم والفارس
وبني اسرائيل والمغرب والعراق والعرب
حتى وجد سيدنا رسول الله صلى الله عليه
وسلم فتفجر بحار العلوم تفجرا وينعت منه ام الينابيع
الحكمية والفنون الادبية والحاضرية بالعلوم
الشرعية بحيث لا انتهى لها ولا احد يحقق [illegible]
ان الله تبارك وتعالى تدليا عظيما [illegible]
السموت والارضون وحقيقة تقمص في [illegible]
الشخص الاكبر برية فانه [illegible]
وتصورها ابينه من تصور [illegible]

انعقاد نبوۃ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوئی ۔
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام کے ضعیف
ظہور برزہ مثالیہ سے وقت بعثت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور اسیواسطے آپکے بعد ہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر
آپ کی ملت میں اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو
ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی کیساتھ اور منقطع ہو گئی نبوت
بالکل اور وافر ہوئے علوم اور معرفتیں اچھی طرح اسواسطے کہ
وہ اکثر طور پر منعقد ہوتے مثال میں **تحقیق شریف** اگر تم پوچھو
کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کے
بعد لوگ کند ذہن و سرد طبع و بہائم سیرت ہوئے کہ کسی نے امور
ارتفاقات کا استنباط نہ کیا مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم
حاضرات طبعی و الٰہی انکو حاصل ہوئے مگر شاذ و نادر کو باوجود کہ
عمریں بڑی پائیں اور فکر و خوض بہت کئے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب اور عراق اور عرب
میں یہانتک کہ پیدا ہوئے ہمارے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں ہو گئے اور انسے علوم
حکمیہ کے چشمے جاری ہو گئے اور فنون ادبیہ اور حاضریہ اور
علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا ہے نہ [illegible]
اللہ تعالیٰ کی ایک تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان
اور زمین [illegible] اس کی حقیقت شخص اکبر کا
[illegible]
[illegible] کے پہچاننے کا حق [illegible] اسکا تصور کیا جیسا
چاہئے [illegible]
صورت عالیہ [illegible]

فائدہ عظیمہ

www.ubqari.org

تجلى جلال الله وعزه على وجهه وهذه الصورة
دائمة مادام الشخص الأكبر وهي منطبقة على
الله وحالية له أتم حكاية وأوفقها بما في نفس
الأمر ثم لما وجدت العناصر والأفلاك
في الطبيعة الكلية كانت هذه الطبيعة محفوظة
فيها كان تحفظ الطبيعة الأرضية في المعادن
والنبات والحيوان والإنسان وكانت خواصها
ومقتضياتها وقواها أيضا محفوظة بانحفاظ
نفسها ثم لما وجدت المعادن والنباتات و
الحيوانات والإنسان كانت طبائع العناصر و
الأفلاك محفوظة فيها وليست هذه إلا كالمرايا
لظهور خواص الأفلاك وحركاتها والعناصر و
طبائعها وكانت طبيعة كلية بما معها من القوى
محفوظة في الأفلاك والعناصر فكل فرد من
الإنسان في جذر فؤاده جوهر نفسه أعني تحققه
معرفة بربه إلا أنها في حجب كثيرة إذ لوح نفس الإنسان
عرضة لظهور حكم كل طبيعة من طبائع الأمهات
والمولدات وبقدر انطباع تلك الصور ينتقص صفاؤها
ويختفي حكم نقطة التدلي الذي هو أنموذج إلى من تمسك
به عرف ربه فتلك الحجب المتراكمة بعضها فوق
بعض فمن رزق التنبه بحقيقة الحقائق وعرف
انتسابها إلى الطبيعة الكلية واجتماعها فمثل
نور الله عنده كمشكوة فيها مصباح المصباح في
زجاجة الآية استنارت الحجب كلها بنور الأصل
واستضاءت بضوءه وكانت له في معرفة العلي

جو یاد دلائے اللہ تبارک و تعالیٰ کا جلال و عزت جو اسکے شایاں
اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت قائم ہے اور وہ
اللہ تعالیٰ پر منطبق ہے اور اسکی پوری طور پر یاد دلانے والی
اور نفس الامر کے بہت موافق ہے پھر جب پیدا ہوئے
عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ
تھی اس صورت میں اسطرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے
معدن اور روئیدگی اور حیوان اور انسان میں اور انکے
خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ ہیں ساتھ انحفاظ
اپنے نفس کے ۔ پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات
اور حیوانات اور انسان تو طبائع عناصر و افلاک انمیں
محفوظ تھے اور نہیں یہ مگر مانند مرایا کے واسطے
ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اسکے
طبائع کے اور طبیعت کلیہ مع اپنی قوا کے افلاک و عناصر
میں محفوظ تھی تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جوہر نفس
اور بنیاد تحقیق میں اپنے رب کے معرفت تھی مگر بہت سے
پردوں اور حجابوں میں اسواسطے کہ لوح نفس انسان سرگاہ
ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع امہات و مولدات
سے اور بقدر منقش ہونے ان صورتوں کے ناقص ہو جاتی ہے
صفائی اس لوح نفس انسانی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے حکم نقطہ
تدلی کا جو نمونہ ہے اور وہ ایک ایسی ڈوری ہے کہ جو اسکو پکڑے اپنے رب
کو پہچانے پس یہ حجاب ہیں کہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں تو
جس شخص کو نصیب ہو گیا تنبہ حقیقت الحقائق پر
اور جان لیا اس نے انتساب اسکا طبیعت کلیہ اور اسکے
اجتماع کو تو اسکے نزدیک اللہ نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اسمیں چراغ روشن
ہو شیشہ کی قندیل میں یہاں تک کہ کل حجاب نور اصل اور اسکی روشنی سے روشن
ہو منور ہو گئے اور وہ حجاب اسکو معرفت الٰہی میں شفیع ہو گئے ۱۲

ومن لم يرزق التنبه لها لم يعرف انفسها الا في ظلماته المتراكمة كظلمات في بحر لجي يغشاه موج من فوقه موج من فوقه سحاب الآية واذا تمهد هذا فاعلم انه بقدر اعداد المعدات تظهر هذه النقطة وآثارها وكلما كان الاعداد اتم واوفر كان ظهورها اصرح وابين ومن اتمها الملاء الاعلى ولست اعني بهم الملائكة فقط بل اعظمهم واشبههم نفوس الكمل حين تخلت عنها جلابيب ابدانها الكثيفة فكل من كان من الكمل يخيل الى العامة انه فقد من العالم وزال والله ما فقد بل تجوهر وتقوى فكل سيد من سادات الملاء الاعلى يوفق لقدح الحجب المتراكمة والوصول الى هذا التدلي فيدخل روح من هذا التدلي في شرحة هذه النفس فيمتلئ النفس بمعرفة الله ثم يعود الروح الى هذا التدلي فيتحقق لهذا التدلي تدل آخر الى ما يلي النفوس البشرية المحبوسة في اجسادها وبعد لم يتعرض افاضة المعرفة على تلك النفوس وهكذا تتكثر انوار الملاء الاعلى وتتزايد اعدادها بعضها الى الاعلى وبعضها الى الاسفل وبعضها بين هذا وذاك حتى امتلاء الجو الذي بين ارض هذه النفوس وبين سماء تلك المعرفة فلذلك يكون معرفتهم في آخر الزمان اسرع ما يكون واصرح ما يكون والى هذه الدقيقة اشار النبي صلى الله عليه وسلم حيث قال اذا اقترب الزمان لم يكد في المومن

ہو معفر اور جس شخص کو نصیب نہوا تنبہ حقیقت الحقایق پر اور اسنے نہ جانا اسکے انفس ار کو تو اسکی سخت تاریکیوں کی مثال ایسی ہے جیسا ایک گہرے دریا کی اندھیریاں جنپر موج پر موج ٹھاٹھیں مارتی ہے اسکو اوپر ابر اور دھند کے اوپر ابر ہے جب یہ تمہید ہو لی تو جان لینا چاہیے کہ معدات کے شمار کے موافق یہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے اور اسکے آثار اور جسقدر کہ اعداد بہت ہونگے اتنا ہی ظہور بہت صریح اور واضح ہوگا اور معدات میں سے ملاء اعلی ہیں اور ملاء اعلی سے میری مراد اکیلی فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کہ ملائکہ اعظم ہیں اور اشبہ ہیں ان نفوس کاملین کے جسوقت انکے بدن کثیف کی چادریں اتار ڈالی جاتی ہیں تو جب کوئی کاملین میں سے رہ جاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہیں کہ وہ عالم سے گم ہو گیا اللہ کی قسم وہ گم نہیں ہوا ایسی ہی ملاء اعلی کے ہر سردار کو حجاب متراکمہ قطع کرنے اور اس تدلی کیطرف پہنچنے کی توفیق دی جاتی ہے پھر اس تدلی کی ایک روح اس نفس کے شرحہ میں داخل ہوتی ہے تو نفس اللہ کی معرفت سے بھر جاتا ہے وہ روح اس تدلی کیطرف عود کرتی ہے پھر متحقق ہوتی ہے اس تدلی کے اس چیز کیطرف کہ قریب ہے ان نفوس بشریہ کہ جو اجسام میں ہے اور آمادہ کرتی ہے ان نفوس بشریہ پر معرفت کا افاضہ کرنیکی تقریب کیواسطے ایک تدلی جو عود کرے اور اسیطرح متراکم ہوتے ہیں انوار ملاء اعلی کے اور بڑھتے جاتے ہیں اعداد انکے بعضے قریب اعلی کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونوں کے درمیان یہانتک کہ پر ہو جاتا ہے جو جو ان نفوس کے زمین اور معرفت آسمانکے بیچ میں ہے اور اسیواسطے کاملین کی معرفت آخر زمانہ میں بہت زیادہ سریع اور اصرح ہوتی ہے اور اس دقیقہ کیطرف اشارہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا ہے — — — —

غلط اى اذا اقترب من القيمة وكذلك فى الطبقة العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس فى الانواع كل نوع فى استخراج الارتفاقات انما استحطت بوجوده كذلك واذا ارتسخ هذا العلم فى قلبه ثم عاد الى نشأته ظهر لتلك الطبيعة بحسب هذا الكمال التدلى الى سائر النفوس البشرية وسهل تطلع تلك العلوم واذ مات هذا البارع لا يفقد هو ولا ابراعته ولا هذه الشرحة بل كل ذلك بحاله وافراد هذه النفوس بعد بعضها لبعض ونسبتها فى الطبيعة الانسانية المتجسدة فى المثال بشخص واحد كنسبة القوى والصور الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لمركز عام الناس وهذه المعرفة احد معانى قولنا فى القصيدة

ــه شهدت تداوير الوجود جميعها
تدور كما دار الرحى المتمائل

٩ المشاهدة الثالثة والعشر

مشاهد اخرى على الاجمال توجهت قبل قبره عليه الصلوة والسلام اولا ورايته حاضرا ظاهرا اما ان اتقنى بصورة روحى فرايته على ما هو واما ان تاثرت نفسى منه تاثرا فكان ذلك الاثر حاكيا عنه فيوما توجهت اليه ونفسى ملأى من الشوق الى ظهور حقيقة ما خصصت به من معارف مراتب الوجود واستنباط معارف الشرائع من قبل تفتش حال النفوس فلصقت نفسى

جسوقت زمانہ قیامت قریب ہو تو سوبرس کے خواب بھی جھوٹے ہونگے اور اسیطرح طبیعت عرشیہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ موضوع ہیں یعنی ارتفاقات ہر نوع بلکہ احکام جمیع نفوس انواع میں جو کوئی استخراج ارتفاقات میں کامل ہوتا ہو اسیکے سبب یہ فیض پایا اور جب یہ فیض اسکے قلب میں راسخ ہو گیا پھر عود کیا اپنے منشاء کیطرف تو ظاہر ہوا واسطے اس طبیعت کے موجب اس کمال کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے اور آسان ہو گیا ان علوم کا منکشف ہونا پھر جب مر جاتا ہے یہ کامل تو نا تو گم ہوتا ہے وہ اور نہ اسکا کمال یہ فضل اور نہ وہ شرح بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں اور نفوس سے بعض افراد مجرد ہوتے ہیں بعض کیواسطے اور انکی نسبت شخص واحد کیساتھ طبیعت انسانیہ میں جو متجسد فی المثال ہے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کی اور جیسے مقدمات فکریہ معد ہوتے ہیں فیضان نتیجہ کیواسطے اسیطرح نفوس زکیہ معد ہوتی ہیں تمام آدمیوں کی پاکی وصفائی کیواسطے اور یہ معرفت معانی میں سے ایک معانی ہے جو قصیدہ لامیہ میں ہے اور وہ یہ ہے ــ شہدت تداویر الوجود جمیعہا تدور کما دار الرحی المتمائل ـہ **مشہد اخری** علی الاجمال یعنی جب متوجہ ہوا روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف تو آپکو حاضر ظاہر دیکھا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی تو آپکو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور یا میرا نفس متاثر ہوا ہے آپ سے اور یہ اثر حاکی ہے آپ کا سو ایک روز میں متوجہ ہوا آپکی طرف اور حالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شے سے جس سے میں خاص ہوا ہوں یعنی معارف مراتب وجود اور استنباط معارف شرائع قسم دریافت حال نفوس سے تو میرا نفس

بنفسه عليه الصلوة والسلام وامتلأت انيته تجا
بتلك العلوم وثلجا بها ويوما افيض على نظر
الحق فانه شئ خصص به النبي صلى الله عليه
وسلم من الانبياء عليها بياض هيكل التدلى
واختصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت
فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا
النظر في نفسي معرفت حينئذ نفسي كانها
ينظر اليها الله تبارك وتعالى وتيقنت ان من خواص
هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان
يذكر فيه ربه الا تبعته السموت والارضون
لا سيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو
الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن
من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة
انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخل
في جوهر الروح ودين النفس ويوما تبدى
الي النور كهيئة اهل الملاء السافل ورايته
ينبع من قبره صلى الله عليه وسلم ينبوعا ثجاجا
مشهد آخر بينما انا اصلي سبحة الضحى
في مصلى النبي صلى الله عليه وسلم بين المنبر والقبر
اذ تجلى الى السر الذي استفدت اصله من حقيقة
الكعبة وهو قرب الملاء الاعلى ومخ العبادة
ففطنت حينئذ مراد النبي صلى الله عليه وسلم
من قوله اما السجود فاجتهدوا في الدعاء وقوله
لبعض اصحابه اعني على نفسك بكثرة السجود فهذا
القرب لا يحصل الا بالدعاء تضرعا

روحانی ملاقات

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نفس سے قرب

اور ان علموں کی خوشی اور سرور سے پُر ہو گیا اور ایک روز مجھ پر
افاضہ ہوئی نظرِ حق وہ ایک شے ہے جس سے خصوصیت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل نبیوں سے بسبب اس ہیکل
تدلّی کے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور اسکا خاص ہونا اور انکا
منتقل ہونا ناسوت کی طرف انکے منتقل ہونے کے ساتھ تو میں
بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
تو میرے نفس میں منطبع ہوا لون اس نظر کا تو پہچانا میں نے
کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نظر کر رہا ہے اور
یقین کیا میں نے کہ اس نظر کے خواص میں سے ہے کہ
ایسا شخص جس مکان میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اس کی
پیروی کرتے ہیں سب آسمان اور زمینیں خصوصاً اجزاء زمین
کے نیچے تک اور اجزاء ہوا کے ساتویں آسمان تک بلکہ عرش
تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہو جاتا ہے اور دریافت
کیا کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے
جوہر روح و طبیعت نفس میں اور ایک روز میری طرف ایک
ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کے اور اسے دیکھا
کہ وہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ کی مانند شدت
جوش کر رہا ہے **مشہد آخر** ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے
کہ یکایک اسرار سے تجلی کی مجھ پر جس کی اصل کو میں نے کعبہ شریف کی حقیقت میں سے
استفادہ کیا اور وہ قرب ملاء اعلیٰ کا اور اصل سب عبادتوں کی ہے تو
مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث
شریف سے جو آپ نے فرمائی اما السجود فاجتہدوا فی الدعاء اور جو آپ نے فرمایا بعض
صحابہ سے اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود کہ یہ قرب حاصل نہیں ہوتا مگر

م ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور الحاح کے تھے اپنے

[illegible]

المشاہدۃ الثالثۃ عشر ۱۳

دوران نماز خاص تجلیات کا ظہور

المولى وتذللا على بابه واعتصاما بأعتابه ولا
يحصل حتى يجتهد في الدعاء في السجدة لأن
السجود شبح لهذا القرب ولكل شبح الى حقيقته
تنازع من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت
الى الشيء وارادت الافاضة عليه كان التعرض
لنفحاتها والتمكن لحلولها والتهيئ لتحققها اعانة
لها وتتميما لمرادها ولما كان السجود اقرب حال الى
التعرض لنفحة الرحمة امر النبي صلى الله عليه وسلم
بالكثرة خاصة وفهمت حقيقة قوله هل تضارون
في القمر ليلة البدر قالوا لا قال فكذلك ترون ربكم
فلا تغلبن على صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة
قبل غروبها وهي ان التجلي المتجلي يوم القيمة
هو الذي يكون قبل وجه المصلي اذا صلى وهو الذي
يقاصم العبد في الصلوة ويحاذيه لكن جلباب
البدن يمنع الناس ان يبصروه الا ببصر الروح
وان يغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا كان يوم
القيمة وكشف الجلباب استقل بصر الروح و
استتبع بصر الجسد وليست نشأة الاخرى
الا من بقايا نشأة الدنيا ولا فرق بين الرؤية بالبصر
الروح التي يرزقها الافراد في هذه الدار وبين
الاخروية التي تعم المسلمين الا بطرح الجلباب
ثم رأيت كل آية وكل حديث يحتوي من
الاسرار ولو كتبت شرح سر واحد منها في مجلدات
لما احاطته ورأيت الاسرار الخفية مبتنية على
اشارات القرآن والسنة فقضيت العجب كل

سو اللہ کے در پر سر جھکانے اور اسکے دروازہ پر ناک رگڑنے
اور اسکا آستانہ پکڑنے سے اور نہیں حاصل ہوتا جبتک سجدہ
میں دعا کرنے کی کوشش کرے اسواسطے کہ سجدہ اس قربت کا نمونہ ہے
اور ہر نمونہ کا میلان اسواسطے اسکی حقیقت کیطرف ایک شے ہمراہ ہے اسکے جوہر
سے اور رحمت متوجہ ہوتی ہے کسی شے کیطرف اور اسپر افاضہ کا ارادہ
کرتی ہے تو اسکی خوشبو کے سامنے پیش آنا اور اسکے حلول کا متمکن
ہونا اور اسکی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہوجاتا ہے اس رحمت کا اور اسکی
مراد کے پورا ہونیکا سبب اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات
رحمت کے پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے کثرت سجود کے خصوصًا اور مجھپر ظاہر ہوئی حقیقت اس
حدیث شریف کی جو آپ نے فرمائی ہے ہل تضارون فی القمر لیلت
البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوۃ قبل
طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبہا۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ
قیامت کے دن جو تجلی جلوہ گر ہوگی وہ وہی جو نمازی کے سامنے نماز
پڑھنے کیوقت ہوتی ہے اور وہی ہے جو نماز میں مقاسم اور محاذی
ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسانوں کو روح کی آنکھ سے
دیکھنے نہیں دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں
آتی تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی
آنکھ مستقل ہو جائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم آخرت
بقایا ہے نشأہ دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ سے
دیکھنے میں جو دنیا میں سب کو حاصل ہوجاتی ہے اور عالم
میں عام مسلمان دیکھینگے مگر پردہ کی آنکھ اٹھ جانے سے پھر میں نے
دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث شریف کو اسرار کا ایک دریا موجزن کہ اگر
انمیں سے ایک کی تفسیر لکھا جاتا تو بہت جلدیں نہ ہوں اور میں نے دیکھے اسرار خفیہ
قرآن شریف اور حدیث شریف میں مخفی ہیں اور میں کمال متعجب ہوا پھر

له ایک بار چودھویں رات چاند کے دیکھنے میں لوگوں نے تردد کیا تب ساتھیوں نے عرض کیا آپ نے فرمایا اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھو گے صبح اور عصر کی نماز وقت پر ادا کرتے رہو ۱۲

العجب فتجلى لي عقيب ذلك التدلي الاعظم فرأيته غير متناهى الارجا ورأيت نفسي غير متناهية ورأيتني قابلت غير المتناهي بغير المتناهي فاتبعته كله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الى نفسي وتحيرت من عظمها وكبرها سويعة ثم سري عني فاذا انا ملآن من النور يتبادر على من فوقي ومن تحتي وعن يميني وعن شمالي بل رايته ينبع من قلبي وعيني ويدي وسائر جوارحي وجوانحي فكان هذا آخر هذا المشهد **مشهد آخر** غاب عني الهيكل المثالي وتجلى حقيقة روحه صلى الله عليه وسلم متجردة عن الالبسة التي كانت لبسها حتى بعض اجزاء النسمة ووجدتها حينئذ كما كنت وجدت بعض ارواح الاولياء المتقدمين من قبل فنتجت من روحي صورة متجردة على تشاكلها وشاهدت من الانجذاب والتشمخ مالا يقدر اللسان على وصفه **مشهد آخر** استفدت منه صلى الله عليه وسلم ان اتسعت نفسي حتى لحقت بوراثته بالبرزة المثالية للتدلي الاعظم التي انتقلت الى الناسوت مع انتقاله صلى الله عليه وسلم اليه واتصلت بها وافضيت اليها وخالطتها فرأيتني شبحا من الشبحين احدهما الاتم الاعم الاقرب الى حضرة الوجود الخارجي والثاني نسبته الى الاول كنسبة مخرج المذهب الى صاحب المذهب وهو قريب الى حضرة الوجود العلمي و

اسکے بعد بار دگر ہوئی مجھپر تدلی اعظم اسکو میں نے دیکھا کہ اسکی حد ہی نہیں ہے اور میں نے اپنے نفس کو دیکھا غیر متناہی اور میں نے معلوم کیا اپنے تئیں کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے میں وہ سب نگل گیا ایک ذرہ بھی چھوڑا نہیں پھر رجوع ہوا اپنے نفس کیطرف اور متحیر ہوا اسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم مجھے پوشیدہ ہو گئے تو اس وقت میں نور سے بھرا ہوا تھا جو میرے اوپر اور نیچے اور میرے دائیں اور بائیں سے گر رہا تھا بلکہ میں نے اسے دیکھا کہ میرے قلب اور میری آنکھوں اور میرے ہاتھوں سے بلکہ تمام اعضاء سے نکل رہا تھا اور یہ اس مشہد کے آخر میں تھا **مشہد آخر** غائب ہو گیا مجھ سے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد ان لباسوں سے جو پہنے تھے یہاں تک کہ بعض اجزاء نسمہ بھی اور میں نے اسوقت پایا اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اسکی شکل کی اور میں نے مشاہدہ کیا انجذاب و بلندی کو اسقدر کہ زبان اسکی وصف پر قادر نہیں **مشہد آخر** استفادہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہو گیا میرا نفس یہانتک کہ لاحق ہوا میں آپکی اس وراثت سے تدلی اعظم کی برزہ مثالیہ کو جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور میں متصل ہو گیا اور پہنچا اور مخلوط ہو گیا اس برزہ سے ایسا کہ تو دیکھے میں ایک کالبد ہوں دو کالبدوں میں سے کہ ایک انمیں کا اتم اور اعم قریب بھی حضرت وجود خارجی سے اور دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے مخرج کی نسبت اسکے مذاہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

ارواح اولیاء متقدمین سے ملاقات

ف ۱۴ المشاهدة الرابعة والعشر [illegible]

ف ۱۵ المشاهدة الخامسة والعشر

فیوض الحرمین

۴۴ قطبیت اور طریقت کی امامت

سميت حينئذ بالزكي وبآخر نقاط العلم وعرفت
حينئذ ان من خالطها وأفضى اليها كما خالطت
وافضيت اي دخلت في جوهر روحه كما دخل خو[illegible]
الياد داشت في جوهر النفس بان تنتزح اليقظة
التي جبل عليها الانسان بعض شعب مقام
المجددية والوصاية والقطبية وامامة الطريقة
ان يكون كلمة باقية في عقبه والسر عميق فتدبر

مشهد آخر قمت بين يديه صلى الله عليه
وسلم وسلمت عليه وتكففت متضرعا لديه والصقت
روحي اليه فبرق منه بارق وتلقته روحي ثم تلقي
في لمحة واحدة او اقرب من ذلك فتعجبت من سرعة
تلقيها والاحاطة باصلها وفرعها وجميع ارجائ
ها في آن واحد بل اقل من آن وذلك البارق
تجلي الحبل الممدود الذي تشبث به العالم باسره فرأيت
هذا التجلي دخل في جوهر روحه واصل هذا
الحبل الممدود التدبير الواحد الفائض من المبدأ
الذي تفصيلة العالم باسره وفرعه التدبيرات
التفصيلية التي بها يقوم العالم وفطنت ان هذا
الحبل هو حقيقة الحقيقة المحمدية وما من قطب
محدث او نبي مكلم الا وله نصيب منه والله اعلم

مشاهد آخر سلكني رسول
الله صلى الله عليه وسلم بنفسه ورباني بيده فانا
اويسيه وتلميذه بلا واسطة بيني وبينه ذلك انه
اراني صلى الله عليه وسلم روحه المكرمة فعرفني
بها اذ معرفة المفيض قبل الافاضة فعندي روحه

اسرار عمیق کے اشارے

المشاهدة السابعة والعشر ٢٧

المشاهدة الثامن العشر

اور اسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اسوقت
پہچانا کہ جو مخلوط ہوا اس بزرگ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ میں مخلوط
ہوا اور فائز ہوا یعنی داخل ہو گیا اسکی جوہر روح میں مانند
داخل ہونے یادداشت کے جوہر نفس میں اسطرح پر کہ کھل جاتا وہ نقطہ
جسپر انسان مجبول ہوتا ہے پس اس مقام کے شعبے میں سے
مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت اور حاصل
ہوتا ہے یہ بات ہو جاتا کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہیں غور کر اسکو

مشہد آخر میں استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے آپکے حضور میں ہاتھ پھیلائے
اور اپنی روح کو آپ سے ملا دیا اور آپکے نور چمکا کہ میری روح نے بہت
اچھی طرح ملاقات کی ایک لمحہ بھر کے عرصہ میں یا اسکے قریب میں نے
بہت تعجب کیا کہ کسقدر روح نے جلدی ملاقات کی اور اصلی
و فروع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک آن میں بلکہ آن سے بھی کم میں
وہ نور ایک تجلی ہے اس حبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا
ہوا ہے پس میں نے دیکھا یہ تجلی آپکے جوہر روح مبارک میں
داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد ہے جو فائض ہے
اس مبدا سے جسکی تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اس حبل ممدود
کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جنسے عالم قائم ہے اور میں نے دریافت
کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے اور اسی سے ہر قطب
محدث اور ہر نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم

مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور آپنے میری تربیت فرمائی پس میں اویسی ہوں
اور شاگرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطے
کسی کے اور سبب یہ ہوا کہ آپنے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور اس سے
مجھے عارف بنایا کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی میرے نزدیک آگئی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی تربیت فرمانا

۴ اورح

صلى الله عليه وسلم اعرف الاشباء حتى المحسوسات
ثم كان اول تسليكه انه افاض على تجليا من تجليات
الحق وهو الذى برزبرزة مثالية بوجوده صلى الله
عليه وسلم فقبلت هذا التجلى بجوهر روحى
واستغرقت فيه وفنيت ثم تحققت به وبقيت
ثم افاض ثانيا تجليا آخر هو اصل هذه البرزة
المذكورة وهى نقطة فردة جذر افعال الحق
فى العالم واصل تدبيراته فيه فقبلت ايضا
وفنيت فيه وبقيت به ثم افاض ثالثا نقطة
الذات مع لون من الجبروت فقبلتها وفنيت
وبقيت ثم افاض رابعا نقطة منعقدة فى
الروحانيات بها اندراج النهاية فى البداية
فقبلتها وفنيت وبقيت ثم عرفنى خامسا نقطة
من احوال النسمة وكيفياتها محاذية لتلك
نقطة الروحانية كانها هى ففطنت ان المتمكن
منها اقوى على التاثير فى التلميذ وهى شبيهة بالعزم
والجراءة لا اقول عزم شئ او جراءة على شئ بل نفس
العزم والجراءة فتم الصعود والهبوط وهذا
هو السلوك المختصر الذى يناسب الجذب وهو
الاشبه بحال الانبياء صلى الله عليه وسلم مستهم
آخر اعطانى الله سبحانه شيئا من طريقه
فى السلوك بواسطة رسول الله صلى الله
عليه وسلم وباشر اعطاء روحه الكريمة و
اطلعنى على حقيقة هذا الشئ الذى اعطانى فعرفتها
حق معرفتها وعرفت انه شئ منها لا عينها

ملکہ یہ اعرف الاشباہ ہے یہاں تک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپکا
اور وہ دیکھی جس نے ظاہر کیا سلوک بتایا کہ افاضہ کی مجھپر تجلیات حق
سے ایک تجلی اور وہ وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک
برزہ مثالیہ ہیں پس وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اسمیں
مستغرق ہو گیا اور فنا ہو گیا پھر میں متحقق ہوا اس سے اور باقی ہو گیا
پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک اور تجلی
کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطہ مفرد ہے اصل افعال
حق کا ہے عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں اسکو
بھی میں نے قبول کیا اور اسمیں فنا ہوا اور اس سے باقی ہوا پھر افاضہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار نقطہ ذات کچھ
رنگ جبروت کے ساتھ اسکو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں
پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ جو منعقد ہے روحانیات میں بسبب اس
نہایت کا اندراج بدایت میں ہوتا ہے قبول کیا اور فنا اور بقا
حاصل کی پھر پانچویں بار یا پانچویں دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اسکی
کیفیات جو مقابل میں اس نقطہ روحانیہ کے ہے گویا کہ وہ وہی ہے
تو میں نے معلوم کیا جو حاصل کرے اسکو قوی ہو تاثیر اسکی شاگرد پر اور
اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرات کے میری اس سے یہ مراد نہیں
کہ عزم کسی شے کا یا جرات کسی شے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرات میری
مراد ہے پس تمام ہو گیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک سلوک مختصر ہے
مشابہ جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیا علیہم السلام کے
حال سے مختصر یہ ہے آخر عنایت کی مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے طرف سے
سلوک کی صورت بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عطا
عطا کا ہونا انکی روح مکرم اور مجھکو اطلاع دی اس شئ کی حقیقت پر
جو مجھکو عنایت فرمائی پس میں نے پہچانا جس قدر حق تھا اسکے پہچاننے
کا اور جانا کہ یہ اسکے طریق فی السلوک کی ایک شئ ہے نہ عین اسکا

فیوض الحرمین سلوک و طریقت اللہ کا ۱۲۶ خاص احسان

وسأحدثك ببعض ما عرفته والحمد لله رب العلمين

بيان حقيقة الطريق

بيان حقيقة الطريق

اعلم ان الله تعالى يمن على من يشاء من عباده الاولياء بافهامه طريقة من السلوك وكيفية عدد فقد يعبر عن هذه النكتة على وجه افهم ما اطلعه الله على الاذكار و الاعمال يصل بها السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطاني ربي طريقة من السلوك وهو صدق فيما قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هي حقيقة منعقدة في الملأ الاعلى يقضي الله بها من فوق السموات فينزل المقضي في الملأ الاعلى فيتقرر هنالك ثم ينزل الامر على حسبه في الناسوت

امر الٰہی

فان لله تعالى داعية في الملأ الاعلى لا يزال في الناسوت تمثالها وذكرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا انفقت الطريقة واضمحلت الداعية لم تر في الناس لها تمثالا وذكرا ومظنة فلو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يعدموا هذا الى افة الذي فيها انهو ذكرها واذا لوا يقتلون انها وحفظها لم يستطيعوا ان بعد موته ما دامت الداعية موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على يقيموا اعوجاجها ويصلحوا ما فسد منها على حين فترتها واضمحلالها لم يستطيعوا ان يقيموه حينئذ ومثلها مثل نجوم السماء لا تزال تنطبع لاشكالها في الحياض و الجواب لما كان ليس في قوى البشر ان يصد المياه عن ذلك فتلك الداعية هي الطريقة متى ما قضى بها

اور عنقریب میں تم سے بیان کرونگا کچھ جو میں نے پہچانا والحمد للہ رب العالمین بیان حقیقۃ الطریق جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں بندوں میں سے جس پر احسان کرنا چاہتا ہے تو اسکو عنایت کرتا ہے طریقہ سلوک کا اور کبھی تو عارف یہ نکتہ جیسا چاہیے ویسا نہ سمجھے بسبب اذکار کہ اللہ تعالیٰ اسکو مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ جس سے سالک فنا اور بقا تک پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت اس ذکر و فکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جو ملاء اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکا حکم کرتا ہے آسمانوں پر سے اور وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں اور وہاں ٹھیر جاتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اسکے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اسکی صورت اور نشانیاں اور جگہ رہتی ہے جبتک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہو جاتا طریقہ اور مضمحل ہو جاتا ہے داعیہ تو نہیں نظر آتی لوگوں میں اسکی تمثال اور نشانیاں اور جگہیں پس اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ معدوم کر دیں اس نگہبانی کو جو میں نے بیان کیا کہ نشانی اور جگہ ہے اسکی اور ہمیشہ اسکے اہل سے اور نگہبانوں سے مقاتلہ کریں تو ہرگز نہیں معدوم کر سکتے جبتک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ اس طریقے کی کجی کو سیدھا کر دیں اور اسکے بگاڑ کو سنوار دیں تو سیدھا کر سکیں اور سنوار سکیں انکی قدرت میں نہیں ہے اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے ہمیشہ انکا عکس حوضوں اور پیالوں میں پڑتا ہے کسی بشر کی قوت میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے پس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جبتک حکم ہو

الله تعالی لعبد فقد قضی له بالطریقة ثم لتشریح
هذه الحقیقة المنعقدة وبیان اجزائها وارکانها
لا یمکن الالفاظ الا بشدید الفطانة وها انا افسر
ربی یجیء من عدد السماء الاولی نقول توسطات
وزیع ومن السماء الثانیة قواعد منضبطة فتکتب
وتسطر وتعلم ویتذکر بها عن کابر وتوفر بها الصدور
وتملأ به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبیعی فتصیر طبیعة وتمیل الیها الطباع ثم
وتهیج لها حمیة منهم فیحمونها وینصرونها و
یناضلون دونها ویحبونها کحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة
وقوة وتسخیر فیکون مسخرا لها اکابر الناس
واعاظمهم علمائهم وامرائهم ومن السماء الخامسة
نکایة وشدة فلن تری منکرا لها الا وقیدا متحیر
بالمحن وابتلی بالبلایا ولعن وعوقب کان من
الغیب نالها ومن السماء السادسة هدایة
معظمة فیکون سببا لاهتدائهم ومثابة
للناس الی کمالهم ومن السماء السابعة تحفها
التی تم التی کالندب فی الجرح لا یزول حتی تموع
اوصاله وتقطع اجزائه فهذه ارکان سبعة
تلتئم فی الملأ الاعلی فیکون جسدا مسوی فیهم
فینفخ من الندی الی الاعظم جذبة فیها بمنزلة
الروح فی الجسد فمن تلبس بتلک الاذکار
والافکار وتزیی بتلک الزی سهلته الرحمة
الالهیة واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالی کا واسطے کسی بندہ کے پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ
کی اور اس حقیقت کی اجزاء اور اسکے ارکان کا بیان ممکن نہیں
مگر واسطے ذہین اور تیز فہم کے اور وہ جو مجھے میرے رب نے سمجھایا ہے
وہ یہ ہے کہ آتی ہے آسمان اول کے ذریعہ توسلین اور توسلات اور [illegible]
اور آسمان دوم سے قواعد منضبط پس وہ لکھی جاتی ہیں اور دہرائی جاتی
ہیں اور نقل ہوتی چلی آتی ہیں بزرگوں کو بزرگوں سے اور توقیر پاتی ہیں
انسے سینے اور صحیفے انسے پر ہوتے ہیں اور آسمان سوم سے لون
طبعی کہ وہ طبیعت ہو جاتا ہے اور اسکی طرف طبیعتیں مائل ہوتی
ہیں اور لوگوں کی حمیت اسکی جوش میں آتی ہے وہ اسکی حمایت اور مدد کرتی
ہیں اور اسکے بغیر ونسے جھگڑا کرتی ہیں اور اسے جان ومال و اولاد
کی طرح دوست رکھتی ہیں اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و
تسخیر کہ اسکے بڑے بڑے اور علما اور امرا مسخر ہوتے ہیں اور آسمان
پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اسکا منکر ہو وہ بلا میں گرفتار
ہو اور ملعون ہو اور عذاب میں ہو گویا کہ غیب سے اسکا
مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ سبب
ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور آسمان
ہفتم سے شرف ذاتی کہ انقطاع نہیں ہوتی جب تک وہ بکھر کر
نہ ہو جاوے پس یہ سات رکن ہیں کہ ملاء اعلی میں اکٹھے ہو جاتے ہیں
اور ان کا ایک جسم مستوی بنجاتا ہے پھر اس جسم
میں تدفی پھونکا جاتا ہے ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ
روح کے ہے اسی جسم میں پس جو شخص کہ
آراستہ ہو ان اذکار اور افکار سے اور اس
لباس سے مزین ہو شامل ہوتی ہے
اسکو رحمت الٰہی اور آتا ہے اسکو جذب
--- --- --- اوپر اور نیچے --- --- ---

ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث لا يحتسب ثم يربي هذا الطفل سادات الملأ الأعلى ويخدمه الملأ السافل فلا يزال يتفرد أمره ويزداد شأنه حتى يأتي أمر الله على ذلك فهذه الطريقة وقس عليه المذهب في الفروع والأصول فكل من ادعى ان الله تعالى اعطاه طريقة ومذهبا ولم يكن الذي اعطى كما وصفنا فقد عجز عن معرفة الأمر على ما هو عليه ثم ليس كل احد يقضى له بالطريقة وليس عند الله جزاف ولا تخمين في شيء من الأشياء بل انما يعطى من جبل مباركا زكيا فيه امداد الأفلاك السبعة والملأ الأعلى والسافل وله رحمة خاصة من التدلي الأعظم فكم من عارف عظيم المعرفة او فاني باقي شديد الفناء سابغ البقاء ليس بمبارك زكي فلا يعطاها وكذلك لا يتعاطى حفظها كل احد بل لكل امر جل خلق له ويسرت جبلته لذلك اما صورة ظهورها فلنشأة اخرى وراء النشآت المتعارفة حقيقتها بركة فائضة في الأعراض والأفعال

مشهد آخر عرفني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي اوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان البخاري واصحابه وذلك ان يؤخذ من اقوال الثلاثة قول اقربهم بها في المسألة ثم بعد ذلك يتبع لحالها ان الفقهاء الحنفيين الذين

المشاهدة التاسعة العشر

اور دائیں اور بائیں سے اور وہاں سے جہاں اسکا گمان نہو پھر اس طفل کی تربیت کرتے ہیں سادات ملاء اعلی اور اسکی خدمت کرتے ہیں ملاء سافل پھر ہمیشہ اسکی شان بڑھتی جاتی ہے جبتک حکم الہی آوے تو یہیں یہی طریقت ہے اور اسی پر قیاس کرلو مذہب فروع و اصول میں پھر جو شخص دعوی کرے کہ اللہ تعالے نے اسے طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور اسے یہ باتیں جو ہمنے بیان کیں نہ عنایت ہوئی ہوں وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے جیسے اسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کیواسطے اللہ تعالی کا حکم نہیں ہوتا طریقت کا اللہ تعالی کے پاس بیکار نہیں ہے کوئی چیز بلکہ اسکو جو اپنی سرشت اور جبلت میں مبارک اور زکی ہے امداد افلاک اور ملاء اعلی اور ملاء سافل عنایت ہوتی ہے اور اسکی ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم سے پس کتنے ہی عارف عظیم المعرفت یا فانی باقی شدید الفنا کامل البقا ہیں لیکن مبارک و زکی نہیں انکو نہیں عطا ہوتی اور اسیطرح نہیں عنایت ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر امر کے واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اسکی جبلت میں وہ کام آسان کر دیا گیا ہے لیکن اس صورت ظہور کا عالم ان عوالم متعارفہ کے علاوہ ہے حقیقت اسکی برکت فائضہ ہے اعراض و افعال میں **مشہد ۱۹ آخر** مجھکو پہنچوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے۔ وہ بہت موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا بخاری اور اسکے ساتھیوں کے زمانہ میں اور وہ یہ ہے کہ مسئلہ میں اقوال ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین میں سے جو قول اقرب ہو وہ لے لیا جاوے پھر بعد اسکے فقہاء حنفی کی مختارات مسلک کی پیروی سمجھا دے۔۔۔

كانوا من علماء الحديث فرب شئ سكت عنه الثلثة في الاصول وما تعرضوا لنفيه ودلت الاحاديث عليه فليس بدّ من اثباته والكل مذهب حنفي **مشهد آخر** ما بين قبره صلى الله عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما ورد في الصحيح واما انيّة ذلك فما شاهدنا من انوار الرائية على كل نور وان من صلى هنالك يستغرق في بحر النور وان يلتفت واما لمّيته فان الانسان لذا صار محبوبا اي دخل في جوهر روحه هذه البرزة المثالية او هذه النقطة التدبيرية فكان منظور الحق والملاء الاعلى عروسا جميلا فكل مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم الملاء الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة وامواج النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحالا همته يجل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت مآثر الكمل من مآثر غيرهم **مشهد آخر** استاذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم يأذن لي ورأيت العلماء العاملين وفق علمهم المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين للعلم والدين اقرب اليه واكرم واحب عنده من هؤلاء الصوفية وكانوا اهل الفناء

فصل ۲۰ المشاهدة العشرون

جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو ائمہ اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ انکی نفی کی ہے اور حدیثیں اسپر دلالت کرتی ہیں تو انکا اثبات ضروری ہے اور سب مذہب حنفی ہیں **مشہد آخر** درمیان منبر کرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو انیت اسکی تو یہ ہے کہ جسنے مشاہدہ کیا اسکا نور سب نوروں پر فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنی اسکے جوہر روح میں یہ برزخ مثالیہ یا یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالٰی کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور ملاء اعلی کیواسطے ایک عروس جمیل بنجاتا ہے تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلی اسکے ساتھ مشفقانہ متعلق ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور انوار کی موجیں اسکی طرف چلی آتی ہیں خصوصا جب اسکی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی طرف اور جو عارف کامل معرفت و حال میں ہوتا ہے اسکی ہمت میں نظر حق نفوذ کرتی ہے اور جو علاقہ رکھتی ہے اسکے اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور قرابت اور یاروں کیساتھ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ کو اور اصلاح کرتی ہے اور اسی سے کملا اور غیر کملا کی سیرتیں ممیز ہوتی ہیں ٭

فصل ۲۱ المشاهدة الاحد العشرون

مشہد آخر میں نے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کیے ہیں تو مجھکو اجازت نہ دی اور میں نے دیکھا کہ علمائے عاملین جنکا علم موافق ہے مشتغلین بہ تصفیہ اور ناشر علم و دین کرتے ہیں آپ کے بہت قریب ہیں اور آپکو عزیز ہیں اور آپکے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ وہ اہل فنا

www.ubqari.org

والبقاء والجذب بالناشئ من صميم النفس الناطقة والتوحيد وغير ذلك من المقامات الناشئة عند الصوفية بيان هذا المجمل ان هنا طريقتين طريقة انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم وهي بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس نشر العلم والامر بالمعروف ونهي عن المنكر وسعيا فيما ينفع الناس عامة ومايناسب هذه المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من حيث اوجده فوجد وفاضه ففاض وليس في هذه واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه ان ينتبه بحقيقة انا وينتبه في ضمن هذا التنبه بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء والجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم بمنوهة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوة والسلام عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعله الله في الخلق وكر العناية بافاضتها ومظنة لظهورها والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي لا يغادر جهة الا احاطها حصلت تلك الوجوه التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة الى سبب واحد ظهر الفضل من وجه وبقي

اور بقا اور جذب جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ میں ہیں جو صوفیہ کے نزدیک عالی مقامات میں گنے گئے ہیں بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ یہاں دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ کہ خلقت کیطرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ رجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادات سے اور قوائے نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگوں کی تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف اور نہی منکر سے اور لوگوں کے نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے اور دوسرا طریق یہ کہ اللہ اور اسکے بندے میں ہے کہ جسطرح اللہ تعالٰی نے ایجاد کیا ویسا اس نے پایا اور جو افاضہ کیا اسکو پہنچا اور اسمیں اصلا واسطہ نہیں ہے جس نے سلوک کیا اس طریقہ کا اسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہو حقیقت انا ہی اور اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی نہیں اور نہ مرغوب ہے آپکے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنوان ہیں فیضان طریقہ اول کے اور اللہ نے آپکو گردانا ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ اور اسکے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیاء آپسمیں فضیلت رکھتے ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اُس شے کا کہ ظرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو کسی کو نہ چھوڑے تو حاصل ہونگے ایسی وجہیں کہ جس تفاضل واقع ہو اور رہوگا فضل دائر انمیں اور منافست منقسم ہوگی انمیں اور اگر تو اعتبار کرے اسکو مضاف سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہیگا ۔

من وجه فكان احد الاشياء عندهم الفضل صلاة نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع السالكون بكلتا الطريقتين اهل الجذب بانفساح التنبه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور انشرحت عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقدح معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك باندراجهم الى هذا النور وان اندراجهم فيه تقويمهم به فتدبر فان المسئلة دقيقة **مشهد آخر**

هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي واول مجذوب واول عارف في هذه الامة ولا ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبيل التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وما يناسبه واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفناء فليس الا فضلا جزئيا من وجه ضعيف و الشيخان كانا من المجردين الاول حتى اني اراهما بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية التي حلت بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما فهما بحسب كمالهما بمنزلة العرض الذي ليس هو الا قائما بالجوهر ومتمما للتحقق فعلي كرم الله وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیاء کو نفضل اصلا نہ ہیگا ہاں یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوتا ہے یہ نور طرف ناسوت کے تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوتا ہے اہل جذب پر تو انفساح تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کے تو انپر کھل گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ اپنی معرفتیں کتاب اور سنت سے مضمون و خلاف رکھتے ہیں اور اہل سلوک اس نور سے تفرع رکھتے ہیں اور اندراج کرتے ہیں اور اس نور میں مندرج ہوتے ہیں اور اس سے قوام پاتے ہیں پس غور کر دیکھو کہ یہ مسئلہ دقیق ہے مشہد (۲۲) آخر کیا تم جانتے ہو کہ شیخین رضی اللہ تعالے عنہما کس لیے افضل ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت میں اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب کمالات اور میں نہیں مگر قلیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور طفیل میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے اور پورا ہو جیسے اشاعت علم کی اور لوگوں کی تسخیر دین کیطرف اور جو اسکے مناسب ہو اور جو فضل کہ راجع ہو ولایت کیطرف جیسے جذب و فنا تو وہ فضل جزئی ہے اور ایک وجہ سے ضعیف اور شیخین رضی اللہ عنہما اول قسم کیساتھ مخصوص تھے یہاں تک کہ میں انکو دیکھتا ہوں بمنزلہ فوارہ کہ اس میں پانی نکل رہا ہے تو عنایت اللہ تعالے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما میں ظاہر ہوئی پس آپ دونو حضرات کمال کے اعتبار سے بمنزلہ ایک ایسے عرض کے ہیں جو جوہر ہی کے ساتھ قائم اور اسکی تحقیق کو اتمام دینے والا پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہیں نسبت میں

المشهد الثاني والعشرون

والجبلة والفطرة المحبوبة منهما واقوى جذبا واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لم يزل العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما ولم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه ولذلك كان من فضلهما انهما دفنا بجنب النبي صلى الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها اسرار معنوي مثل هذا الذي اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك[1]

مشهد آخر رايت لله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذي يعني من مثل لولاك لما خلقت الافلاك[2] فاشتقت الى تلك النظر واعجبني اشد عجب فالصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفلت عليه وصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة واكتنهتها وصرت منظرا او مرآة لها فاذا هي ارادة الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شأن احبه وانظر اليه وشأنه صلى الله عليه وسلم ليس بشأن رجل واحد بل نشأة مبتدأة منبسطة على هياكل البشر نشأة منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل سيل شوق

حیات اور فطرت محبوبہ میں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے او جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبب کمال نبوت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کیطرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علما معارف نبوت سے واقف ہیں انکی تفضیل کرتے ہیں اور جو علمائے معارف ولایت سے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل دیتے ہیں اور اسیواسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بجنبہ مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا اسرار معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا میں نے تجھ سے اور مانند گردانے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر ہے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اللہ تعالیٰ کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو اس صورت نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس میں ملاصق ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بنگیا اور ہو گیا میں جیسے جوہر کیساتھ عرض پس ادراک کیا میں نے اس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اسکا اور ہو گیا میں اسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ظہور شان کا تو اسکو درست رکھا اور اسکی طرف نظر کی اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم مبتدا جو صورت بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات پر تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہیں اور ظہور کے آخر نقاط ہیں اور ہر موج کی حرکت ہے اسکی منتہا تک اور ہر

---

[1] الٰہی میری قبر کو تھان نہ بنا یو کہ جسکو تیرے سوا پوجنے لگیں ۱۲

[2] اے رسول اگر تمکو نہ پیدا کرتا تو آسمانوں کو نہ پیدا کرتا ۱۲

الی مبلغ فقد بعرفا السر دقیق **مشهد آخر** رایت التشفع الیه صلی الله علیه وسلم والتوسل لدیه بعلماء الحدیث والدخول فی عدادهم وعلم الحدیث وحفظ علی الناس عروة وثقی وحبلا ممدودا لا ینقطع فعلیك ان تکون محدثا او متطفلا علی محدث ولا خیر فیما سوی ذینك فیما اری والله اعلم بالصواب **مشهد آخر** العارف اذا کمل التصقت روحه بالملاء الاعلی وهنالك حضرة عالیة شامخة ارتفعت ثم هممهم ولم ترتفع ثمه اجسادهم واولئك ثم علی همة رجل واحد راجعة الی تدبیر وحدانی وان اختلفوا فی تفاصیلها افتدلی منها تلك الحضرة رب العالمین فغشیهم من النور ما غشیهم واختفت هممهم تحت شعشعان تلك الانوار حتی لا تکاد تمیز منها ولا یتمایز بینها وان انا ضربت لحالهم تلك مثلا فلا تعجل الی کل غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من جهة دون جهة هم بمنزلة الهیولی الخفیة التی لا تدرك الا من احکام وآثار تنجلی من مثل الموجود من جهة مسام الهیولی التی هی ام القابلیات والنور الغاشی لهم الماحی ایاهم بمنزلة الصورة التی تدرك اول ما یدرك وهو اصل الفعلیات فتنجلی فی تلك الحضرة احکام متولدة من علوم الملاء الاعلی وهممهم التفصیلیة فیما تلطفت وارتقت وصفاوتها مع هممهم فمن مسامات

نے مبلغ تک پس غور کر کہ یہ باریک راز ہے **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل ہے انکے جو علماء محدث ہیں اور جو انکی گنتی میں داخل ہیں اور علم حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور جبل ممدود ہے ایسی کبھی منقطع نہ ہوئیں تو ضرور لازم کر لے اپنے پر کہ تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونوں باتوں کے سوا بہتری نہیں ہے مجھ کو میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف جب کامل ہو گیا تو اسکی روح ملاء اعلیٰ میں جا ملتی ہے اور وہاں ایک درگاہ عالی بلند ہے انکی ہمتیں وہاں پہنچ جاتی ہیں اور انکے جسم وہاں نہیں پہنچتے وہاں اور وہ مرد واحد کی ہمت پر جسکی ہمت تدبیر وحدانی کیطرف راجع ہو اگرچہ اس ہمت کی تفصیلوں میں اختلاف ہے پھر تدلّی کرتا ہے اس عالی درگاہ میں رب العالمین پس ڈھانک لیتا ہے انکو نور میں جسقدر ڈھانکے اور انکی ہمتیں چھپ جاتی ہیں اس انوار کی چمک میں یہانتک کہ تمیز نہیں ہوتیں وہ ہمتیں اور نہ آپس میں ممتاز ہوتی ہیں اور اگر میں انکے اس حال کے مثل بیان کروں تو دیکھا اور خفا ہو مجھ پر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیاء کی تفسیر نہیں کرتے ایک جہت سے سوا دوسری جہت سے اور وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کے ہیں جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہیں اس موجود سے جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ جو اصل قابلیات ہے اور نور وہ کہ جس نور نے انکو ڈھانک رکھا ہے اور انکو محو کر لیا ہے وہ بمنزلہ اس صورت کے ہے جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتے ہیں اس درگاہ عالی میں احکام و آثار جو ملاء اعلیٰ کے علوم سے متولد ہیں اور انکی ہمتیں تفصیلیہ لطیف ہو جاتی ہیں اس میں اور بلند ہو جاتی ہے انکے صفائی اور شفافی ہمتوں کے ساتھ پھر انکی ہمتوں کے مسامات

فی المشاهدة الرابعة والعشرين ۲۴

فی المشاهدة الخامسة والعشرون ۲۵

همهم يحبس في خطيرة القدس فيضي بها النور ولا يتركها كما هي بل يصيرها قريبا من جوهره فتختلف حالات الحضرة المقدسة رضا وسخطا وضحكا وتبسما وقبضا واعراضا ونزولا في اوقات او محال وترددا في القضاء ولحن الاقوام وايجابا وتحريما ونسخا وامثال هذه فمن شاهد هذه الحضرة وعرف اهتزازها وانشراحها وعزيمتها وكونها كل يوم هو في شان صارت المتشابهات عنده محكمات ولم يبق الاشكال شكلا بينه ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا ان يفوض هذه الامور الى الله ويؤمن بها عملا اذا علمت هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملاء الاعلى ومناط توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ وقدر الله سابق علمه ان يحصل له ثم فناء ربما اضمحل هنالك فليست روحه تسوس جسده بل الحضرة فقط هي السائسة وهي المرشدة وهي الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة حضيرة اخرى اسفل منها هي مرجع همم الملاء السافل ومجمع امرهم وموضع الهامهم ومحكمة قضائهم ومناط توجههم ما اشبه شانها بشان هذه الحضرة المقدسة الصف الحق بواسطة تدليته هنالك بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامور وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

فنا و بقا

جاری ہوتا ہے خطیرہ قدس میں پھر اس سے نور چمکنے لگتا ہے اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اسکو اپنے جوہر کے قریب کر دیتا ہے پس مختلف ہوتے ہیں حالات حضرۃ القدس کی رضامندی اور غصہ و ہنسی اور خوشی و قبض اور رو گردانی اور تنزل فی اوقات یا فی المواقع اور تردد فی القضا اور لحن اقوام اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ سے تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اسکے اہتزاز اور انشراح اور عزیمت کو اور ہر روز ایک شان میں ہونیکو پہچانا اسکے نزدیک متشابہات محکمات میں سے اور شک کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور جس نے اس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اسکو صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اس متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لائے جب تم نے یہ جان لیا تو پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلی ہمتوں کا اور مناط توجہ و معقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ نے اپنے سابقہ علم میں اسکے لیے مقرر کر دیا تھا کہ اسکو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر اوقات محو ہو جاتا ہے وہاں تو اسکی روح اسکے جسم کی نگہبانی نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہاں اسکی نگہبان اور وہی مرشد اور وہی ملہم ہے اور میں طفیلی بن گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا ہوا مجھکو اسکا ایک جام سرشار پس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ مرجع ہمت ملاء سافل کی ہے اور انکی مجمع امر ہے اور موضع الہام کی جگہ ہے اور انکے احکام کا محکمہ اور انکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ نہیں اس درگاہ کی شان کے درمیان حق صفت کے بواسطہ تدلی کے اور اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی کر لینے بعض امور میں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت باریک ہے

واجل من ان يعالجها بعقول العامية والله الموفق

مشهد اخبرني ما انقدح على من فيض صحبته صلى الله عليه وسلم علوم كثيرة من حال التام معرفة بالله منها ان هذا الشخص يمتاز من سائر الناس بان الاجزاء الفلكية فيه قوية الظهور نافذة الحكم وانها يقوم بها صبغ الهي ليجعل جميع معانيها مناسبة بما يلي جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لا بد ان يكون فيه نقض التعلقات الدنيوية والاخروية والجسمانية والروحية عضا طبا لمخالفة سر سريان الوجود في الموجودات وتوجه المبداء بالارادة المحبية الى تلك النشأة وفطنت انه معنى منها في عزة الذي يحذ وحذ وزحل فلما جاءه صبغ الهي صار هذا النقض محبة ذاتية تتوجه الى نقطة الذات فمن صلح عن النقيض والتخلي عن الكل البقاء بالله والتصور فجلوته في الخلق ولطوع الارادة المحبية من المبداء من طريق كونه تشخصه فليس بتام انما التام من حمل هذا النقض في وعائه عضاطر بالم يدنسه حب مظهر ولو بالحق بحيث يكون عنوانا المحبة الذاتية وجسدا لروحها وشبحا لحقيقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسه بل بالحق الذي لو لا بنفسهم بل بالحق في وعائه ومنها ان كل عارف تام المعرفة فانه لا يأخذ شيئا الا من نفسه وانما اعتاد للعدل ان ينبه الفرد على جزء موجود فيه وينكشف عليه فقط فيظهر عليه ما لم يكن ظهر فمن استفاد من غيره شيئا

اور برتر ہے اس سے کہ تمام لوگوں کی عقول وہاں پہنچ سکے واللہ الموفق

مشہد آنحضرت فیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر کھل گئے بہت علوم اللہ کی معرفت کے پورے حال ایک انمیں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزاء فلکیہ کا اسمیں ظہور قوی اور نافذہ الحکم ہے جنسے اور خدائی رنگ اس سے قائم ہوتا ہے تاکہ کر دیوے اسکے تمام معانی کو اس شے کے مناسب جو جناب الٰہی سے قریب ہے اور ایک یہ ہے کہ تمام المعرفت کیواسطے ضرور کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی جسمانی و روحانی ایسے شدت سے دور ہوں اور اسکو بکار کردے سریان الوجود فی الموجودات کا سر اور توجہ مبداء کے بارادہ حبیت ان تمام سے اور میں نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اس عزو جو مقابل اثر زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے نقطہ ذات کیطرف متوجہ ہے پس جس شخص نے اسکو بے تعلقی اور خلو سے بقا باللہ ہے اور تصرف خلقت میں اور ارادہ طلوع محبت مبداء کا کیا اور تشخص اپنے سے وہ پورا پورا نہیں ہے پورا پورا وہ شخص ہے جس نے اس بے تعلقی کو اپنے ظرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور آلودہ نکیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اسکی روح کا جسم ہو اور اسکی حقیقت کا قالب اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو انکی ظرف میں اور ایک یہ ہے کہ جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنے نفس ہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی تنبیہ ... ات یہ ہے کہ فرد آگاہ ہو اس جزو سے جو اسمیں موجود ہے اور اسکے معنی اسپر منکشف ہو جائیں پھر اسکو ظاہر ہو جائے جو ظاہر نہ ہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی سے استفادہ کرے سو اس

فی المشاهدة السادسة والعشرون ۲۶

غیبی علوم کا کھل جانا

عارف کامل کی معرفت

من غير هذا الوجه فليس بتام المعرفة ومنها ان كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر وهذا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي البست فوق جامعيته وجعل حجابا دون
معانيه فتارة يكون بهيمية مختلطة بالملكية قوية
بقوية او ضعيفة بضعيفة وضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فهو رات نكرة عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة
اللباسية والحجابية وسر المناسبة انما ينشأ من جزء
في العارف يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبينه
عروق ممتدة سارية واصلها من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشتد توجه جزئه بتلك الخيوط المستترة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشعان نور الربوبية نعم هنالك حب
بازاء محبوبيته فتتحرك المحبوبية ويتحرك الحب بازائه
ويتحرك التدلي والاسم اللذان يناسبان هذا الحب
فمن لم يعرف هذا التسخير المستطير ولم يرَ في نفسه
فليس بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير
المستطير معنى من معاني جزئه الذي يحذ وجه
الشمس لها الصبغ بصبغ الهي صار التسخير الذي
فيه هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة لوجهه

[illegible]

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت والا ہے
اسکے مسخر رہتے ہیں سوا اللہ تعالٰے کے اور سوا اسکے اسماء و
تدلیات کے یا تو زبردستی سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنٰی اور
قوت ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا
اور کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف قوی سے
پس مختلف ہوتی ہیں احکام و آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو جو دیکھنے
والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر کے دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارف کامل کے سبب منا
سبت کے اور یہ اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور قوی
تاثیر ہو اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر مناسبت کا
بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں ہے کہ اس مراد
کے قائم مقام ہوتا ہے اسکی تسخیر تو درمیان اس عارف اور اس
جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور ساری اور اصل اس تسخیر کی بجہت
سے اس سر عالم مشترک سے جو اس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے
عارف طرف اس جزو کے بہت توجہ سے تو حرکت کرتی ہے ان
خیوط مستترہ سے وہ مراد اور واسطے تسخیر کے لیکن اسماء و تدلیات
نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور ربوبیت کے ہاں یہاں حب ہے
مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے محبوبیت اور حرکت
کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ
دونوں جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو شخص نہیں پہچانتا
اس تسخیر مستطیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ شخص کامل
معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر معانی میں سے
ہے اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جس وقت رنگا جاتا رنگ
الٰہی ہو جاتا وہ جزو تسخیر جس میں یہ مستطیر اور ان میں ایک یہ کہ کامل

ھو المعرفت کی روح میں

تحديق وعنايته بكل شيء من طريقته ومذهبه وسلسلته ونسبته وقرابته وكل ما يليه وينسب اليه وعنايته هذه يختلط بها عناية الحق وذلك لان النفس اذا تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملأ الاعلى وتجلى هنالك الحق وانما يكون التجلي بحسب استعداد المتجلى له وهذه النكتة هو الذي قصد بضرب المثل بالهيولى والصورة تتلون تلك النفس بلون الحق وتصير كانها تدلي من تدليات الله تعالى الى خلقه لذلك الانصباغ والامتزاج والاختلاط المشار اليه فعند ذلك يقع توجه نفسه الى هذه الامور مع الانعطاف في جناب القدس اليه فاذا تمكن هذا السر في اصل النفس وشعوبه وشجونه وفنونه اختلط النظر الالهي بكل ذلك فصار كانه يستشفع به وانما اريد بشجون النفس وشعوبها ما تتوجه اليه النفس من غير جمع الهمة بعادة او ملكة غير مستقرة وللكامل من جهة هذا السر آثار واحكام كثيرة وفطنت بان هذا المعنى من معاني جزئه الذي يحذو حذو زحل مختلطا بالمشتري حين حل به صبغ لهم ومنها ان تابع المعرفة منعم بجميع النعم التي انعم الله بها على السموات والارضين والمواليد وكل ما في بين ذلك من الملائكة والانبياء والاولياء والملوك وغيرهم وذلك لان فيه اجزاء كل منها يحذو حذو شيء من الموجودات فهو نسخة اجمالية لجميع الموجودات وكل جزء منه اذا تتبعنا تفصيله تفسر بتلك النشأة

تیز نظری اور غور و عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت سے اور جو اس کے قریب ہو اور اسکی طرف نسبت رکھے اور اس کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت مخلوط ہو جاتی ہے اور یہ بات اسواسطے ہے کہ نفس جب کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے ملجاتا ہے اور وہاں تجلی حقی ہوتی ہے ۔ اور وہ حقی تجلی کے موافق استعداد اس شخص کے ہوتی ہے جسکے واسطے تجلی کی گئی اور یہ وہی نکتہ ہے جسکے معنے ضرب المثل میں ہیولی اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس لون حق سے اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حقی تدلیات میں سے جو خلقت کی طرف ہیں بسبب انصباغ اور امتزاج و اختلاط مذکور جسکی طرف اشارہ کیا گیا پس اس وقت اسکا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کیطرف اور اسکی توجہ ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اسکیطرف تو جب قرار پذیر ہو گیا یہ امر اسکی اصل نفس اور اسکے شعبوں اور رگوں میں اور شعبوں میں تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الٰہی ان سب میں تو وہ شخص ایسا ہو جاتا ہے کہ لوگ اس سے شفاعت چاہتے ہیں اور میری مراد نفس کی رگوں اور شعبوں سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بے قصد کے متوجہ ہو از روئے عادت اور ملکۂ غیر مستقرہ کے اور اسواسطے اس کامل کے اس سر کی بہت سے احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ جو معانی میں سے ہے اس جزو کی جو مقابل زحل مختلط با مشتری کے ہے بروقت حلول کرنے رنگ کے ہے اور منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور سب موجودات کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور انبیاء اور اولیاء اور بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اس کامل میں بہت سے اجزاء ہیں تمام موجودات کے مقابل ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ جامع ہے تمام موجودات اور جب اسکے ہر جزو کی تفصیل کرنا چاہیں تو عالم میں ظاہر ہو جاوے

فكل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء من الاجزاء وهو مطلوب بشكر كل هذه النعم وليس كلامنا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة التي لا يتجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص الكلي المنبث في جميع المخلوقات حضر هذا السر واذا انحدر الى ما يلي التشخصات الجزئية استتر عنه

مشهد آخر كنت منتظرا لمعنى حديث سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه قال كان في عماء فافيض علي هذا السر فتمثل لي نور عظيم في اعلى العلو فيه سواد قد احاط بجوامع هذا البعد تدب الخطوط الشعاعية ممتدة منه الى جميع نواحيه وقيل هذا هو المشار اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد الذي هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية هي القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى هو القاهر فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبي كاني لم اجد شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلك انحدرت الى حين الفكر ففطنت ان الذات الالهية اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات كانت مندرجة فيها فظهرت هنالك في صقع الوجوب ظهورا عقليا وتمثلت هنالك بهذا الظهور اعيان الممكنات وشئون ظهور الواجب في كل نشاة وتدليه في كل برزة واقتضت الذات الالهية باتصافها بهذه الظهورات على مادة وخارجا فاظهر فيها ما كان منطويا في كرة

المشاهدة السابعة والعشرون ٢٧

علم سر سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا [illegible]

تو جو نعمت واقع ہوگی اسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزا میں سے اور وہی ان نعمتوں کے شکر کا مطلوب ہے اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجویز سے نہیں ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہاں یہ سر جب ہی ہوگا کہ جس وقت مجرد ہو جاوے واسطے تشخص کلی کے جو منتشر ہے جمیع مخلوقات میں اور جب پستی میں چلا جاتا ہے تشخصات جزئیہ کی طرف تو یہ سر اس سے پوشیدہ ہو جائیگا **مشہد آخر** میں اس حدیث شریف کے معنی کا منتظر تھا اور وہ یہ ہے کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو مجھ پر افاضہ ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اعلی العلو میں اور اس میں سیاہی ہے اس بعد کے جامع کو اور دور تک سیدھے ان خطوط شعاعی سے جو اس نور سے منتشر ہیں اسکے جمیع نواحی کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں کان فی عماء یہ بعد سیاہی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جسکی طرف اللہ تبارک وتعالے نے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جس وقت یہ سر ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا اور قلب مطمئن ہو گیا گویا کچھ شبہ ہی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھوں بعد اسکے میں حیز فکر میں چلا گیا تو دریافت ہوا کہ ذات الہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ان استعدادوں کی ظہور کی جو اس میں مندرج تھیں تو ظاہر ہوئے اس جگہ کنارہ وجوب پر روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئیں اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شئون ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اسکی تدلی ہر ایک برزہ میں اور اقتضا کیا ذات الہی نے اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم اور مادہ اور خارج کے تو انہیں ظاہر کر دیا جو منطوی تھا گشتہ

الاعیان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الهی اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط علیه فهو قائم مقام الذات الالهیة وهو قدیم بالزمان لان الزمان والمکان والمادة عندنا شیٔ واحد هو هذا الاستعداد الذی سمیناه بالعدم والخارج وفیه الارادات المتجددة وهو اول شیٔ نطق بشأنه السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن این ولم یکن حینئذ یصلح للجواب الا ما ظهر فی الخارج ومشهد آخر فاض علی من جنابه القدس صلی الله علیه وسلم کیفیة ترقی العبد من حیزه الی حین القدس فیتجلی له حینئذ کل شیٔ اما عن بعض المشاهد فی قصة المعراج الملك وربما رجع نظره فیهتدی الی ما جری علیه من الوقائع فیعرف ما کان منها الهاما من الحق وتقریبا وما کان من الطبع وتسویل الشیطان وربما علم علما اصرح ما یکون ما یتداوله الملا الاعلی من العلوم الناموسیة والانذارات لوقائع الآتیة ومخاصمة الناس تنزلا الی مدارکهم واحتیالا لافاضة عقل مما یناسب تلك العلوم فی تلك النشأة ومرتبات الملا الاعلی ومقاماتهم ومقامات الملائکة وارواح الاولیاء والانبیاء والملا السافل وما یشبه ذلك وهذه العلوم کلها علوم القرآن العظیم فرأیت من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالفة والعادات والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة امرا عظیما ثم قیل لی هذا حضرة رؤیة لا حضرة کلام

اعیان ہیں اور اسماء ہیں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے مجامع عدم اور مادہ کو پکڑ لیا اور اس پر مسلط ہو گیا اور وہ قائم مقام ذات الٰہی کا اور وہ قدیم بالزمان ہے اس واسطے کہ زمانہ اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شی ہے وہ یہ استعداد ہے جسے ہم نے عدم اور خارج کہا اور اس میں ارادات متجددہ ہیں اور وہ اول شی ہے جسکی شان میں زبان شرائع ناطق ہیں اس واسطے کہ تحقیق سوال کیا گیا تھا این اور اسکے جواب کی صلاحیت وہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو مشہد آخر افاضہ ہوئے مجھ پر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ کی اپنے مقام سے مقام مقدس کیطرف ترقی کرنیکی کیفیت پھر اس وقت اسکے ہر شی روشن ہو جاتی ہے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد سے کہ قصہ معراج سنا رہیں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے ہٹتی ہے اپنے پاؤں ان وقائع کیطرف جو اس پر گذرے ہیں تو جان جاتا ہے ان واقعات کو جو الہام حق اور نزدیک اور جو طبع اور خیالات اور مکر شیطانی سے ہوتے ہیں اور اکثر اوقات اسکو علم صریح ہو جاتا ہے جو برتتے ہیں ملاء اعلیٰ وہ علوم ناموسیہ اور آنیوالی واقعے سے ڈرانے کا اور لوگوں سے جھگڑنیکا از روئے تنزل کے انکی مدارک کیطرف اور عذر و حیلہ کیواسطے اسکے عقل لطف کے جو مناسب ہے ان علوم کے اس عالم میں اور ہیبت ملاء اعلیٰ کی اور اسکے مقامات ملائکہ اور ارواح اولیاء و انبیاء اور ملاء سافل اور جو اس کی مانند ہوں اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہیں تو میں نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے اور مالوفات اور عادات اور محسوسات سے مجرد ہونے اس درگاہ کے رنگ سے رنگے جانے میں ایک امر عظیم اور مجھے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام کے

المشاهدة الثامنة والعشرون ۲۸

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله
البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا
فانقلب هذه الرؤية بالنسبة اليه كلاما ثم رايت
كيفية انحداره الى حيز الطبع والعادة فتنفتح
عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملأ الاعلى
فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيله او امرا يتذكره
من بعد غيبه وربما وجد من تطلب لملاذ و
الاسباب ما كان سلب عنه او نهي عنه وبين ترقيه
والانحداره حالات كثيرة شاهدتها في ذلك
المشهد منها ما هو اقرب الى الاعلى ومنها ما هو
اقرب الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما اقول
لك يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا
والحق ان الرؤيا خيالات كمثل احاديث النفس
يتجرد اليها المدركة فيجد بها مرأى منه ومسمع و
يتولد خيال حق يمتلئ منه دماغه ويتولد فراسة
صادقة الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجاب بين
الحضرة التي لا حجاب هنالك وبين الحجاب المتاكد من
كل وجه ووجدت لكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا
ووجدت لكل مظنة يوجد هنالك ولكني لم انفرغ
في هذا المشهد لاحاطة تلك الموازين والمظان
والتفتيش باصولها وعسى ان يوفقنا الله تعالى لاحاطة
في ثاني الحال **مشهد آخر** العارف اذا كان في
حيز ما يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي
ان يشاهد فربما اشتبه عنده الالهام بها جس حديث
من النفس وحالة الهيئة باهر طبيعي ويكون حلوثة

المشاهدة الثالثة والعشرون ۲۹ الى الخط

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف ساتھ نزول
کتاب کے تدلی کرے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس
نورانی باریک پہناتا ہے یہ رویت اسکی نسبت کلام ہو جاتی ہے پھر
میں نے دیکھی اسکی انحدار اور تنزل کی کیفیت حیز طبیعت اور عادت
کی طرف تو کھل جاتی ہے اسکی چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم
ملاء اعلیٰ تو ہو جاتا ہے اسکے روبرو ایک خیال جسے وہ دیکھتا
تھا اور یا ایک امر کہ اسکو یاد کرتا ہے اسکے غائب ہونیکے بعد اور
کبھی پاتا ہے طالب ملاذ و اسباب وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی
تھی یا اس سے منع کر دی گئی اور درمیان اسکے ترقی اور انحدار
کے حالات کثیرہ ہیں جو میں نے مشاہدہ کئے ہیں اس مشہد میں
بعضے انمیں سے وہ ہیں جو اعلیٰ کے بہت قریب ہیں اور وہ ہیں جو اسفل کے
بہت قریب ہیں پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے وجو میں بیان کرتا ہوں
پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب اور حق بات
یہ ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے کہ مجرد ہو جاتا ہے مدرکہ
طرف انکی تو پاتا ہے مرایا اور مسمع ہیں اسکو اور پیدا ہوتا ہے خیال حق کہ جس سے
اسکا دماغ بھر جاتا ہے اور پیدا ہوتی ہے فراست صادقہ علی ہذا القیاس اور بھی
اور یہ سب حیز حجاب میں ہیں درمیان اس حضرت کے کہ جہاں حجاب نہیں اور
درمیان حجاب متاکد من کل وجہ کے اور میں نے ہر شے کی انمیں سے میزان
اور مقدار کو پایا اور میں نے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن
میں نہیں فارغ ہوا اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزان
اور مقداروں کے اور کفایت کرتا ہوں انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہمکو توفیق دے انکے احاطہ کی دوبارہ مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے
اس حیز میں جو قریب طبیعت ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو
جیسا چاہیے مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اسکے
الہام ساتھ خطرہ ----

لا يعلم ما حكم الله فيها فيتردد يكون في ذلك شهر من الزمان ثم انه ينجذب الى جنب الحق فيصير عبد الله فيتجلى لكل شئ فيرجع نظره فيرقم الى تلك الامور المشتبهة والشكوك فينكشف ما اراده الحق و قضى فكانه يرى رأى عين فان كان مكلما كلم كلاما سويا وان مفهما فهم الفنا فرقم ولقن وان عبرة بسورة الانفال سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الانفال فلم يبين ما حكم الحق فيها وكيف تقسم وساقه الحق الى ذات الشوكة ليمحو الكفر فلما اجتمع الركب وذات الشوكة اختلف الاراء فالهام الحق يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبائع يجذب الى الركب ثم هدوا الى الحق ونزلت الامنة والمطر واهتزت القلوب الى الحرب وبدا بعد ذلك ارادة الحق بهم النصر لا امور طبيعية فلما انجذب النبي صلى الله عليه وسلم الى جنب الحق علم تحقيق الامر في ذلك فان قلت اخبرني عن هذا الخير الذي تقول انه جنب الحق ما هو قلت همم الملاء الاعلى وعظماء المومنين ومطمح بصائرهم تجمع في تجلي من تجليات الحق وهو حظيرة القدس هو الذي قال النبي صلى الله عليه وسلم ان آدم احتج موسى عند ربهما وهو قوله قدم صدق عند ربهم ومن وجد فهو على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه اي يداخل نفسه لون من تلك الحظيرة هي داعية الحق في قلب المؤمن فتدبر فان المسئلة دقيقة

مشاهدة أخرى بينما انا متوجه الى النبي صلى الله عليه وسلم

حدیث نفس کی اور حالت اہستہ ساقط اور طبعی کے اور یہ ہوتا ہے کوئی حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اسمیں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اسمیں ایک زمانہ گزر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف تیز حق کی پھر وہ ہو جاتا ہے عبد اللہ تو روشن ہو جاتی ہے اسپر ہر شئے پھر اسکی نظر پھیر ہستی ہے اسکے پاؤں ان امور مشتبہ اور ان شکوک کیطرف تو اسکو کشف ہو جاتا ہے ارادہ حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے پس اگر ہوتا ہے کلام دیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھایا فہیم تو سمجھایا جاتا ہے اور تلقین کیا جاتا ہے اور تیرے واسطے عبرت ہے سورہ انفال کے سوال کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے اسمیں اور کیونکر تقسیم کیجائے غنیمت اور روان کیا اسکو حق نے طرف ذات شوکت کے تاکہ کفر مٹا دے پھر جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت دونوں تو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کیطرف اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سوار کے پھر ہدایت کئے گئے وہ لوگ طرف حق کے اور نازل ہوئے امن و مطر اور جنبش ہوئی دلونکو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسکا سبب ارادہ الٰہی تھا انکی مدد کا تھا یا امور طبعیہ تھے پھر جس وقت منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر حق کی طرف تو تحقیقت امر اسکی بیان کی گئی پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم خیر حق کہتے ہو وہ بتا دو کیا ہے تو ہمتوں ملاء اعلی اور عظماء مومنین کی ہستیں اور انکے مطمح نظر جمع ہوتی ہیں اللہ کی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں اور وہ خطیرۃ القدس ہے اور وہ ہے کہ جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم اور حضرت موسی کی بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہے قدم صدق عند ربہم اور جسنے اسے پایا وہ ہے علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ یعنی اسکے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اس درگاہ کا اور وہ داعیہ حق مومن کے قلب میں پس خوب غور کرو یہ مسئلہ دقیق ہے

مشاہدہ آخر اسی اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

م علیہ وسلم کے

المشاهدة الثلاثون ۳۰

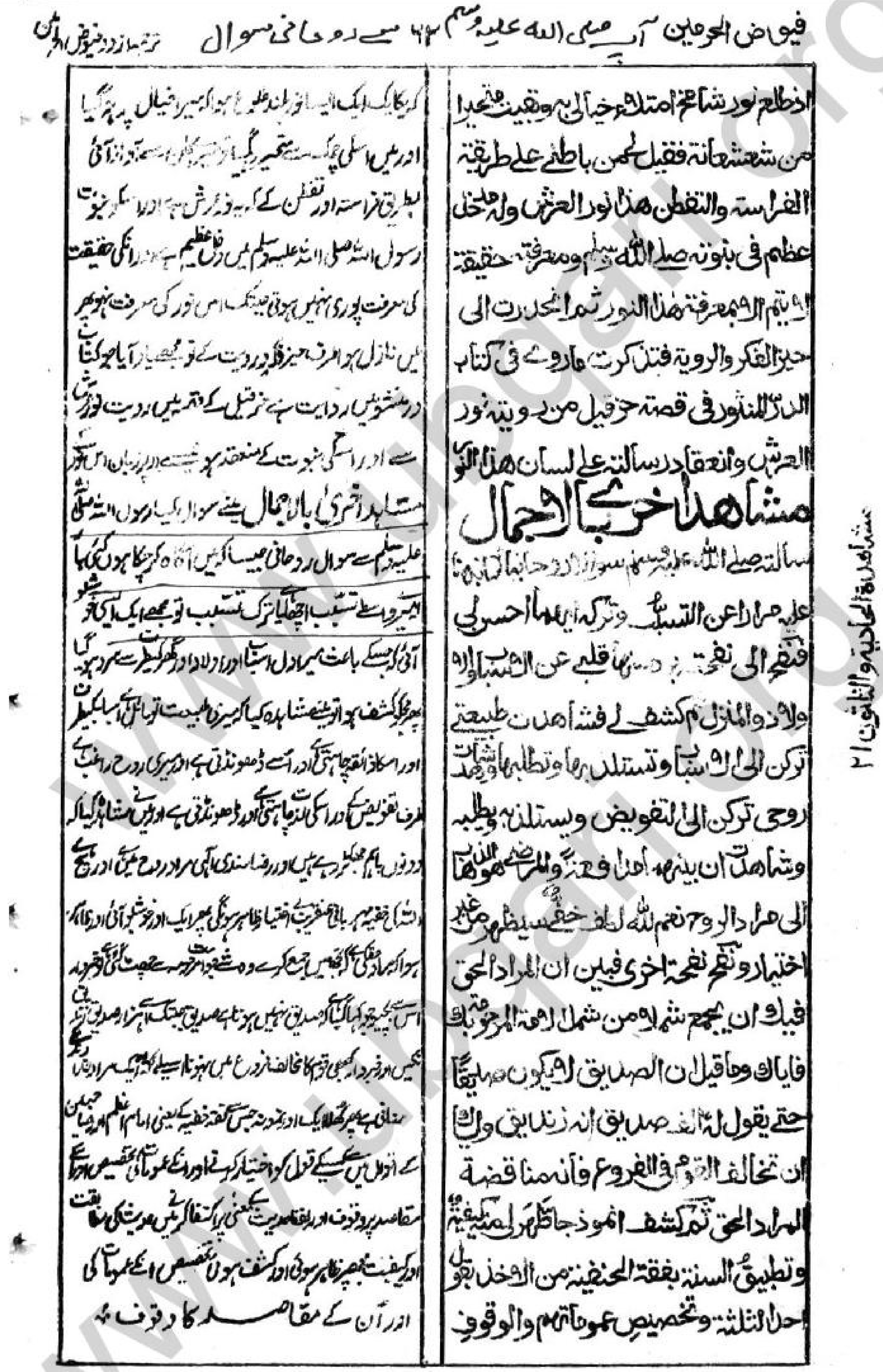

فیوض الحرمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی سوال ۴۲ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

اذ طلع نور شامخ امتلاء خیالی به وتعینت منه تحیرا
من شعشعانه فقیل لی من باطنی علی طریقة
الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل
عظیم فی نبوته صلی الله علیه وسلم ومعرفة حقیقة
لا یتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت الی
حیز الفکر والرویة فتذکرت ما روی فی کتاب
الدر المنثور فی قصة حزقیل من رویته نور
العرش وانعقاد رسالته علی لسان هذا النور

مشاهدة اخری بالاجمال

سألته صلی الله علیه وسلم سؤالا روحانیا کأنه
علی هل ادع التسبب او ترکه ایهما احسن لی
ففاح الی نفحة ... قلبی عن الاسباب والاولاد
والمنزل ثم کشف لی فشاهدت طبیعتی
ترکن الی الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت
روحی ترکن الی التفویض ویستلذ به ویطلبه
وشاهدت ان بینهما اخذا فعزة والمرضی هو الذی
الی مراد الروح ونعم لله لطف خفی سیظهر من غیر
اختیار ونفحنی نفحة اخری فبین ان المراد الحق
فیك ان یجمع شمائل الامة المرحومة بك
فایاك وما قیل ان الصدیق لا یکون صدیقا
حتی یقول له الف صدیق انه زندیق وایاك
ان تخالف القوم فی الفروع فانما مناقضة
المراد الحق ثم کشف انموذجا ظهر لی منه کیفیة
وتطبیق السنة بفقه الحنفیة من الاخذ بقول
احد الثلاثة وتخصیص عموماتهم والوقوف

کہ یکایک ایک ایسا نور بلند ظاہر ہوا کہ میرا خیال پر ہو گیا
اور میں اسکی چمک سے متحیر رہ گیا تو میرے دل میں سے آواز آئی
بطریق فراست اور تفطن کے کہ یہ نور عرش ہے اور اسکو نبوت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دخل عظیم ہے اور انکی حقیقت
کی معرفت پوری نہیں ہوتی جبتک اس نور کی معرفت نہو پھر
میں نازل ہوا طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب
در منثور میں روایت ہے حزقیل کے قصہ میں رویت نور عرش
سے اور اسکی نبوت کے منعقد ہونے سے اور زبان اس نور پر

مشاہدہ آخری بالاجمال میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا کہ میں آگاہ کر چکا ہوں کہ کیا
میرے واسطے تسبب اچھا یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایک خوشبو
آئی کہ جسکے باعث میرا دل اسباب اور اولاد اور گھر کی طرف سے سرد ہو گیا
پھر مجھکو کشف ہوا تو میں نے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف
اور اسکا لذت چاہتی ہے اور اسے ڈھونڈتی ہے اور میری روح راغب ہے
طرف تفویض کے اور اسکی لذت چاہتی ہے اور ڈھونڈتی ہے اور میں نے مشاہدہ کیا کہ
دونوں باہم جھگڑ رہے ہیں اور رضا مندی الٰہی مراد روح میں ہے اور یہ
لطف خفیہ ہے باری تعالیٰ کا عنقریب بے اختیار ظاہر ہوگی پھر ایک اور خوشبو آئی اور ظاہر
ہوا کہ مراد حقانی کی یہ کہ تجھ میں جمع کرے وہ شیوہ امت مرحومہ کی
اس سے بچیو جو کہا گیا کہ صدیق نہیں ہوتا ہے صدیق جبتک کہ ہزار صدیق زندیق
نہ کہیں اور خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع میں نہ ہونا اسلئے کہ یہ مراد حقانی
سے منافی ہے پھر مجھکو ایک انموذج جس سے فقہ حنفیہ کے یعنی امام اعظم اور صاحبین
کے اقوال میں سے کسی کے قول کو اختیار کرنے اور انکے عموماتی تخصیص ہونیکے
مقاصد پر وقوف اور بفقہ حدیث کے یعنی پر اکتفا کرنیکی حدیث کی مطابقت
کی کیفیت مجھ پر ظاہر ہوئی اور کشف ہوا تخصیص انکے عموماً کی
اور ان کے مقاصد کا وقوف

مشاهدة الحادیة والثلاثون ۳۱

على مقاصدهم واقتصارا على ما فهم من لفظ السنة وليس فيه تاويل بعيد ولا ضرب بعض الاحاديث ببعضها ولا ترك حديث صحيح لقول احد من الائمة وهذه الطريقة ان اتمها الله واكملها فهي الكبريت الاحمر والاكسير الاعظم ثم نفح نفحة اخرى فعرفت فيها وصاة منه باختيار طريقة الانبياء والتحمل لاعبائهم والتصدي لخلافتهم الشفقة على الناس تعليما وارشادا ودعاء رفاهيتهم وطلب كون فيه صلاحهم ظاهرا وباطنا وفقنا الله سبحانه للاخذ بسنة نبيه عليه الصلوة والسلام

مشهد آخر توجهت الى قبور ائمة اهل البيت رضوان الله عليهم اجمعين فوجدت لهم طريقة خاصة هي اصل طريقة الاولياء ثم ابين لك تلك الطريقة وابين لك ما جرى لهم حتى صار بقية الاولياء فاقول طريقهم الالتفات الى ياد داشت اعني التيقظ الاجمالي الى المبدأ ولو من وراء الحجب ولكن مع الذهول عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التيقظ من جوهر النفس او من العلم الحصولي وبالجملة تيقظ بسيط والتفات الى هذا التيقظ بنوع ما فهذا طريقتهم ولما فني جوهر النفس من الاولياء في هذه النقطة بلا لغا ثم هيئة اخرى وراء الالتفات ثم الهموا سبلا يهتدى منها الى الفناء فظهر الولايات بطولها وعرضها

مشهد آخر استفدت من جناب النبي صلى الله عليه وسلم

اور فقہ حنفیہ میں نہ تو تاویل بعید ہے اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے پر اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے امت میں سے اور اس طریقہ کو اگر اللہ تعالیٰ پورا اور کامل کرے تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اس میں میں نے دریافت کیا وصیت کو اس سے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیاء کا اور تحمل کرنا انکی طرح سختیوں کا اور متصدی ہونا انکی خلافت کا اور لوگوں پر شفقت کرنا از روئے تعلیم و ارشاد کے اور ان کی دعا دینے رفاہیت کرنے اور صلاح انکی کے واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن اللہ سبحانہ ہمکو توفیق بخشے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

مشہد آخر متوجہ ہوا میں طرف قبور ائمہ اہل بیت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تو میں نے پایا انکا ایک طریقہ خاص کہ اصل طریقہ اولیاء کا وہی ہے سو میں تمسے بیان کرتا ہوں وہ طریقہ اور تم سے بیان کرتا ہوں جو اس طریقہ سے منتظم ہو گیا ہے یہاں تک کہ وہ ہوگیا ہے طریقہ اولیا کا سو تم خوب انکا طریقہ یادداشت کیطرف التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی بیداری کی طرف اگرچہ پردوں کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردوں سے اور ذہول ہو اس امر سے کہ یہ بیداری جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے ہے غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس بیداری کے کسی نوع سے ہے پس یہ طریقہ ہے ان کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس اولیائے اس نقطہ میں تو انکی فنا کی اور یہی صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے راستے الہام ہوئے۔ جن سے ہدایت پائیں طرف فنا کے۔ پس ظاہر ہوئیں ولایتیں مع طول اور عرض کے تمام

مشاہد آخری مستفید ہوا میں درگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

المشاهدة الثانية والثلاثون ۳۲

قبور اہلبیت کی طرف توجہ

المشاهدة الثالثة والعشرون ۳۳

ان كل من حصل منه قصور في نقض العلاقات
الجبلية من قلبه واثبات محبة الحق سبحانه وفي عداوة
الغير او السوى كما قال سيدنا ابراهيم عليه السلام
انهم عدو لي الا رب العالمين والاكباب على
الهيمان به تحققا لا معرفة فقط فانه مغرور
كائنا من كان سواء منعه عن هذه الحالة
العلاقات الطبيعية والاستغراق في مشاهدة
سريان الوحدة في الكثرة بحيث يصير محبا لكل شيء
لما فيه من سريان محبوبه او غير ذلك من الموانع
واستفدت منه صلى الله عليه وسلم ثلثة امور
خلاف ما كان عندي وما كانت طبيعتي تميل
اليه اشد ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين
الحق تعالى علي احدها الوصاة بترك الالتفات الى
التسبب فاني كلما انحدرت الى الطبيعة غلب
علي العقل المعاشي فصرت احب التسبب
واجول فكري في تمهيد الاسباب التي يحصل منها
الاولاد والاموال وكلما لحقت بالنبي صلى الله
عليه وسلم وبالملاء الاعلى جردت عن هذه الورطة
واخذ مني العهود والمواثيق ان لا اتسبب حتى
صارت مناقضة هذا الذي كان محسوسة كمنزلة الظلمة
والنور او النسيم الطيب والحرور الكثر في هذين
الامور المناقضة فيها بل هي على منهج الصواب
بحمد الله بكون الطبيعة مستسلمة للالهام
ولكن بقي على كل شيء من مناقضة هذا الامر
سر عجيب وثانيها الوصاة بالتقليد بهذه المذاهب الاربعة

کہ جس شخص سے قصور ہوا اسکے دل سے نقض علاقات جبلیہ اور اثبات
محبت حق تعالیٰ میں اور اسکے غیر یا سوا کی عداوت میں جیسا کہ
کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی الا رب العالمین
اور منہ کے بل گرنے میں سب اسکی سرگشتگی عشق میں از روئے
تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے اسمیں
کوئی ہو برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات
طبیعت نے یا مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت کے استغراق نے
اس حیثیت سے کہ ہر شے کو دوست رکھے اس لئے کہ اسکے
محبوب کا اسمیں سریان ہے یا سوائے اسکے اور کوئی موانع
میں سے اور استفادہ کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین
امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اسکے خلاف جدھر میری طبیعت
بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہو گئی میرے واسطے برہان حق تعالیٰ
کی ایک تو وصیت ترک التفات کی طرف تسبب کے کیونکہ
جب میں نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف تو مجھ پر عقل معاش
غلبہ کرتی تھی میں دوست رکھتا تھا اسباب معاش کو اور
دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب میں جس سے حاصل ہو مال
اور اولاد اور جب میں لاحق ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور ملاء اعلیٰ سے اس ورطہ سے مجرد اور آزاد ہو گیا اور
مجھ سے عہد و پیمان لیا گیا کہ چھوڑ دوں تسبب کو یہاں تک
کہ تناقض ان دونوں امر میں محسوس ہو بمنزلہ ظلمت
اور نور کے یا نسیم ہوا اور گرم ہوا کے اور اکثر مجھ میں جو امر تھا ان
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ طریق صواب کے تھا الحمد للہ کہ
طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی
تھی ایک شے پر مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور
دوسرا امر ہے ان مذاہب اربعہ کے تقلید کی وصیت

لا اخرج منها او التوفيق ما استطعت وجبلتي تأبى التقليد وتأنف منه رأسا ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف نفسي وههنا نكتة طويت ذكرها وقد تفطنت بحمد الله بسر هذه الحيلة وهذا التوصية ونا لزما الوصاة بتفضيل الشيخين رضي الله عنهما فان طبيعتي وفكري اذا تركنا وانفسهما فضلتا عليا كرم الله وجهه واحبتاه افضل محبة ولكن شيء طلب مني التعبد به خلاف المشتهى وهي احدى هذه المناقضات مني اولا ان شرة الجامعية هي التي اوقعتني في ذلك

المشاهدة الرابعة والثلثون ۳۴

مشهد آخر رايت وانا اطوف بالبيت العتيق لنفسي نورا عظيما يغشى الآفاق البعيدة ويبهر اهلها وفطنت ان القطبية اعني الارشادية انما يصح بمثل هذا النور الذي يبهر ويغلب ولا يغلب وان من شأن الآية ان يعلى عليه ولا يؤتى فتدبر

المشاهدة الخامسة والثلثون ۳۵

مشهد آخر هذا البيت العتيق والبناء الشامخ رأيت فيهم الملاء الاعلى والملاء السافل ملصقة به متعلقة تعلقا يشبه تعلق النفس بالبدن ورأيته محشوا بهممهم وارواحهم كالورد يكون محشوا بماء الورد والقطن يتخلله الهواء ورأيت نبعات دعوا الناس الى هذا البيت لانتياط هممهم بحضرة فيما الملاء الاعلى والسافل

المشاهدة السادسة والثلثون ۳۶

مشهد آخر اطلعني الله سبحانه على جاهي وفاض لي وما تحري لي من النعم الظاهرة والباطنة واعطاني العصمة من المؤاخذة دنيا وآخرة فكلما يجري علي من الشدائد فانما هو من مقتضيات الطبيعة لا من باب المؤاخذة من علي بهذا ان اخبرني

کہ میں نہ نکلوں اس سے یا اور جہاں تک ہو موافقت کروں تا بمقدور اور میری سرشت انکار تقلید کا اور انکار اس سے سرگردانی کرتی تھی جو شے طلب کی گئی مجھ سے وہ تقلید کی پیروی تھی بخلاف میرے نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے جس کو میں نے ترک کر دیا ہے اور الحمدللہ میں نے سمجھا اس حیلت اور اس وصیت کے بھید کو اور سمجھ گیا اور تفسیر امر وصیت سے جس نے مجھے امر کیا تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کیونکہ جب میری طبیعت اور فکر چھوڑی جاتی تھی تو وہ دونوں تفضیل کرتی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اور بہت ہی محبت رکھتے تھے لیکن اسمیں بھی مجھ سے اسکی تعبد کرائی جاتی خلاف خواہش کے افسوس یہ مناقضے مجھ سے اگر نہ ہوتی تو شدت جامعیت ہوتی اس نے مجھکو نہیں ڈالا

مشہد ۳۴ آخر میں نے دیکھا جس وقت طواف کرتا تھا بیت شریف کا اپنے نفس میں ایک نور عظیم کہ اس نے ڈھانک لیا شہر دور کو اور روشن کر دیا ہے اسکے اہل کو میں نے دریافت کیا کہ قطبیت یعنی ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کسی کا کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور سب کو روشن کرتا ہے اور اس کو کوئی روشن نہیں کرتا اور ہر شے اس پاس آتی ہے اور کہیں نہیں جاتا پس غور کر

مشہد ۳۵ آخر اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو اور اس بنا بلند کو میں نے دیکھا کہ اسمیں ہمتیں ملاء اعلیٰ کی اور ملاء سافل کی ملصق ہیں اس سے اور اس سے ایسی متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور میں نے دیکھا اسکو بھرا ہوا انکی ہمتوں اور انکی ارواح سے جیسے گلاب کے پھول میں عرق گلاب اور روئی میں ہوا اور میں نے دیکھا برانگیختہ ہونا لوگوں کی خواہشات کا اس بیت شریف کی طرف بسبب وابستہ ہونے انکی ہمتوں کے ساتھ اس کے جسمیں ہے ملاء اعلیٰ و ملاء اسفل

مشہد ۳۶ آخر اطلاع دی مجھکو اللہ سبحانہ نے ہر اس شے کی جو مجھے کرنے آیا اور نعمتیں ہوئیں مجھکو نعمتیں ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجھکو عصمت دنیا و آخرت کی مواخذہ سے اپس جو سختیاں مجھ پر گذرتی ہیں وہ مقتضیات طبیعت سے ہیں نہ مواخذہ کی وجہ سے مجھ پر اسکا احسان کیا اور خبر دی مجھکو

بان شئ قل ما منح به الاولیائه واعطانی برد العیش وجعلنی لی من کل سعادة نصیبا معتدا به وکسانی خلعة الخلافة الباطنة فظهر هذا لی مرة دفعة و بهر عقلی ثم انفسر علی بعد فقهمت الامر علی ما هو علیه

تحقیق شریف قد یکشف علی العارف ما سیاتیه من نعم اللّٰه سبحانه و اهل اللّٰه علی طبقتین فی کشف هذه الامور فاصحاب الکشف الالٰهی یرون تلک الموافقة فی مرآة الحق ای یرون [illegible] بهذا العبد ویعرفون انعقاد ارادة فی الملاء الاعلی بایجاد کذا وکذا و تقریب کذا وکذا ولیس نظرهم ینصرف الی نفس تلک الواقعة فلذا لا [illegible] لا یستطیعون ان یخبروا عن تفاصیل تلک الواقعة کما یخبر عنها صاحب الکشف الکونی وربما انکشف لهم خزائن تلک الافاضات من الملاء الاعلی ومنابعنا کما قال عز من قائل وان من شئ الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم فیبهر الحواس الظاهرة والباطنة التی هی اجزاء نسمة منه فی بعض الاحیان ما ینشعشع علیه من الانوار والمنابع ولا یدری ما هذا المقدار الذی ینزله وهذه حضرة عجیبة ینبغی ان یحتاط فیها لئلا یختلط بذلک حضرة رویة وتفکر وحدیث نفس فیری الصغیر کبیرا والحقیر عظیما لمعنی فی المرآة فیخبر بکبر هذا المقدار النازل وعظمة فیکون هو هذا احد بنات قوله تبارک وتعالیٰ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کبھی بھی اولیاء کو اور عطا کی مجھکو خوش زندگانی اور ہر سعادت سے مجھکو اچھا حصہ دیا اور مجھکو خلافت باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا مجھ پر یہ راز ایکدفعہ اور متحیر ہو گیا میں پھر ظاہر ہوا مجھ پر اسکے بعد تو سمجھ گیا میں جو حقیقت تھی

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہو جاتی ہیں وہ نعمتیں جو اللہ کی طرف سے آنے والی ہیں پس اُن امور کے کشف کے اعتبار سے اہل اللہ کے دو گروہ ہیں اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہیں اس [illegible] دیکھتے ہیں حق کی نظر اس پر اور پہچان لیتے ہیں [illegible] ارادہ منعقد ہونیکا ملاء اعلیٰ میں ایسے اور ایسے ایجاد اور تقریب کے ساتھ اور انکی نظر اس واقعہ کی حقیقت کیطرف نہیں پڑتی تو اسیواسطے وہ خبر نہیں دے سکتے ہیں واقعے کے تفصیل کی جسطرح خبر دیتے ہیں اسکی صاحب کشف کونی اور کبھی انکو منکشف ہوتے ہیں خزانے افاضات ملاء اعلیٰ کے اور منبع جیسا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔[1] ان من شئ الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم۔ پس غالب ہو جاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی پر خزانے اسکے اور چشموں کے وہ انوار جو اسپر چمکتے ہیں اور نہیں دریافت ہوتا کہ کسقدر ہے جو نازل ہو گا اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیے کہ احتیاط کرے اسمیں تا مخلوط نہ ہو جائے یہ درگاہ رویت و تفکر اور حدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی بڑائی اس مقدار نازل کی اور عظمت اسکی تو پھر جو چھوٹا ٹھیرے اور یہ ہو یک مطلب ہے مطابق ہے قول اللہ تبارک و تعالیٰ[2] وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته — اور اصحاب

---

[1] اور ایسی کوئی شے نہیں جس کا خزانہ ہمارے پاس نہیں اور ہم اسے مقررہ اندازہ ہونے کیساتھ اتارتے ہیں۔ ۱۲

[2] اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول بھیجا اور نہ نبی کہ جب اسنے کسی بات کی آرزو کی شیطان [illegible] اسکی تمنا

www.ubqari.org

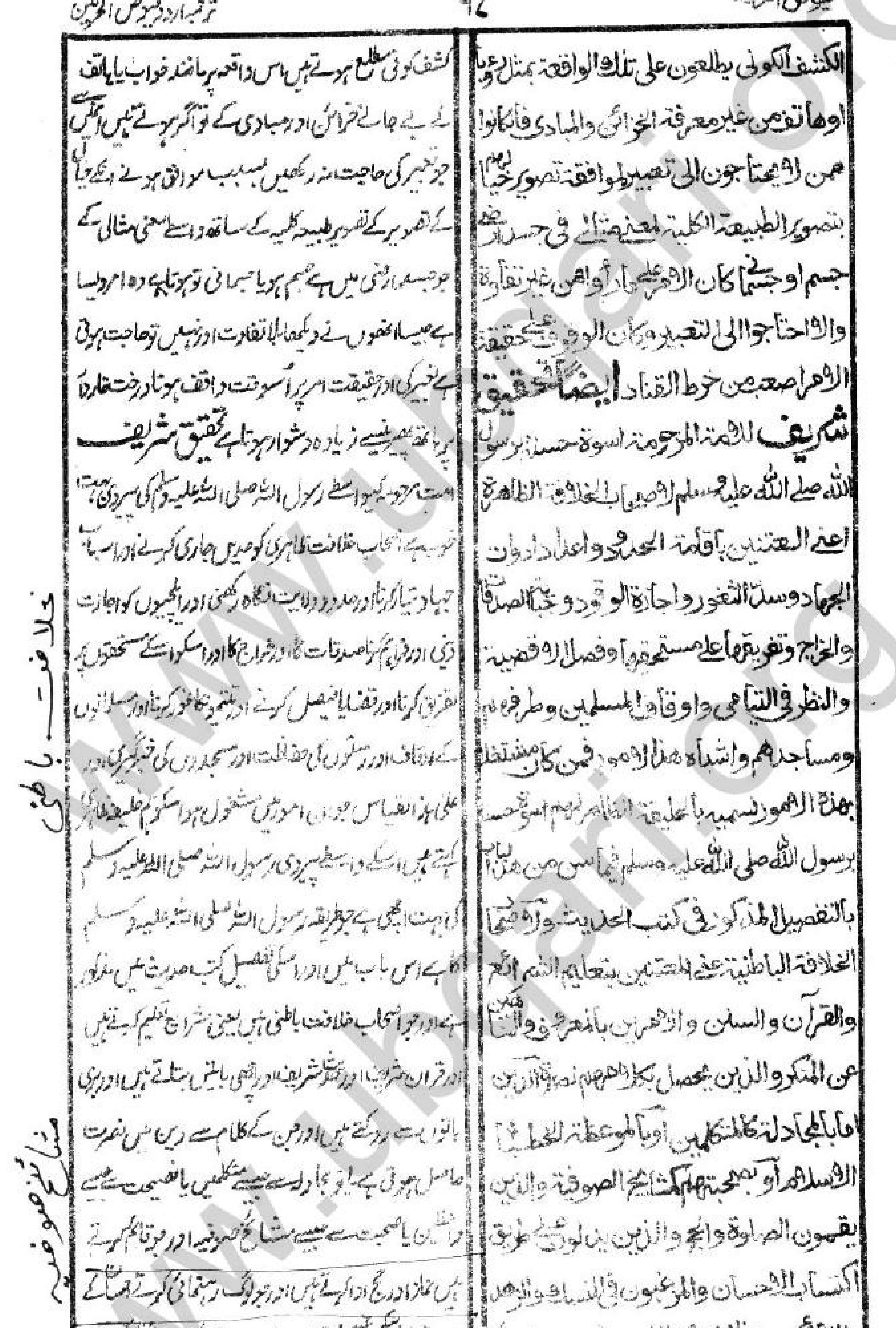

فیوض الحرمین ٦٧ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

الکشف الکونی یطلعون علی تلک الواقعۃ بمثل رؤیا اوهاتف من غیر معرفۃ الخواص والمبادی فان کانوا ممن لا یحتاجون الی تعبیر لموافقۃ تصویرهم بتصویر الطبیعۃ الکلیۃ لمعنی مثالی فی جسم ارضی جسم او جسمانی کان الامر علی ما رأوا من غیر تفاوت والا احتاجوا الی التعبیر وکان الوقوف علی حقیقۃ الامر اصعب من خرط القتاد

ایضاً تحقیق شریف للامۃ المرحومۃ اسوۃ حسنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاصحاب الخلافۃ الظاهرۃ اعنی المعتنین باقامۃ الحدود واعداد ادوات الجهاد وسد الثغور واجازۃ الوفود وجبایۃ الصدقات والخراج وتفریقها علی مستحقیها وفصل الاقضیۃ والنظر فی الیتامی واوقاف المسلمین وطرقهم ومساجدهم واشباہ هذہ الامور فمن کان مشتغلا بهذہ الامور نسمیہ بالخلیفۃ الظاهر وهم اسوۃ حسنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما اسس من هذا الباب بالتفصیل المذکور فی کتب الحدیث واصحاب الخلافۃ الباطنۃ اعنی المعتنین بتعلیم العلم اعنی القرآن والسنن والآمرین بالمعروف والناهین عن المنکر والذین یحصل بکلامهم نصرۃ الدین اما بالمجادلۃ کالمتکلمین او بالموعظۃ کخطباء الاسلام او بصحبتهم کمشائخ الصوفیۃ والذین یقیمون الصلوۃ والحج والذین یدلون علی طریق اکتساب الاحسان والمرغبون فی النسک والزهد والقائمون بهذہ الامور هم الذین نسمیهم

کشف کونی سے مطلع ہوتے ہیں اس واقعہ پر مانند خواب یا ہاتف کے بے جانے خواص اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں ایسے اشخاص جو تعبیر کی حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے انکے خیال کے تصویر طبیعت کلیہ کے ساتھ واسطے معنی مثالی کے جو جسم ارضی میں ہے جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہے جیسا انھوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے تعبیر کی اور حقیقت امر پر اسوقت واقف ہونا درخت خاردار پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ دشوار ہوتا ہے

تحقیق شریف امت مرحومہ کیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہت اچھی ہے تو جو ہیں اصحاب خلافت ظاہری کو حدیں جاری کرنے اور اسباب جہاد تیار کرنا اور سرحد و ولایت نگاہ رکھنی اور ایلچیوں کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اسکو اسکے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصل کرنے اور یتیموں پر نظر کرنا اور مسلمانوں کے اوقاف اور راستوں کی حفاظت اور مسجدوں کی خبرگیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور میں مشغول ہو اسکو ہم خلیفہ ظاہر کہتے ہیں اسکے واسطے پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اسکی تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع تعلیم کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور اچھی باتیں بتلاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور جن کے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی ہے یا تو بحث اور دلائل سے جیسے متکلمین یا نصیحت سے جیسے خطباء اسلام یا صحبت سے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہیں نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے ہیں احسان کے طریق حاصل کرنے اور رغبت دیتے ہیں عبادت اور زہد کی ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں

خلافت باطنی

مشائخ صوفیہ

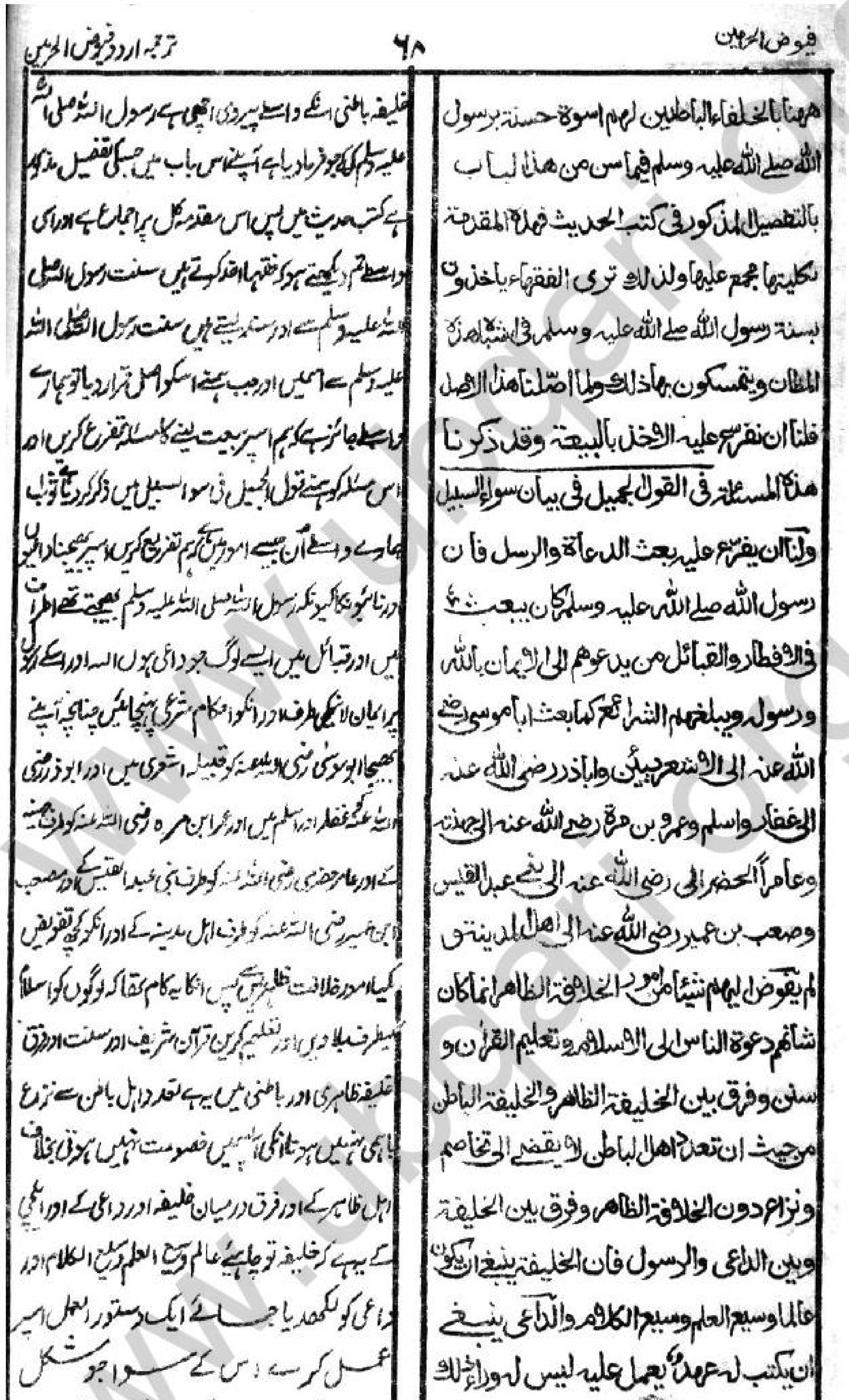

وههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب الحديث فهذه المقدمة بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء ياخذون بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه هذه المطالب ويتمسكون بها ذلك ولما اصلنا هذا الاصل فلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل ولنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الاقطار والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرائع كما بعث ابا موسى رضي الله عنه الى الاشعريين واباذر رضي الله عنه الى الغفار واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعامرا الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس ومصعب بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان شانهم دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن وسنن وفرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم ونزاع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة وبين الداعي والرسول فان الخليفة ينبغي ان يكون عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي ينبغي ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك ويرجع فيما اشكل الخليفة واكثر سنن الدعاة

خلیفہ باطنی اسکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جو فرمادیا ہے آپنے اس باب میں جسکی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث میں پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سند لیتے ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انمیں اور جب ہمنے اسکو اصل قرار دیا تو ہمارے واسطے جائز ہے کہ ہم اسپر بیعت لینے کا مسئلہ تفریع کریں اور اس مسئلہ کو ہمنے قول الجمیل فی سواء السبیل میں ذکر کر دیا ہے تو اب ہمارے واسطے آن جیسے امور میں ہے کہ ہم تفریع کریں اسپر بھیجنا داعیوں اور نائبوں کا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اطراف میں اور قبائل میں ایسے لوگ جو داعی ہوں اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانیکی طرف اور انکو احکام شرعی پہنچائیں چنانچہ آپنے بھیجا ابوموسی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم میں اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور انکو کچھ تفویض نہیں کیا امور خلافت ظاہری سے پس انکا یہ کام تھا کہ لوگوں کو اسلام کیطرف بلاویں اور تعلیم کریں قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور باطنی میں یہ ہے تعدد اہل باطن سے نزاع باہمی نہیں ہوتا انکی آپس میں خصومت نہیں ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہ ہے کہ خلیفہ تو چاہیے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکھدیا جائے ایک دستور العمل اسپر عمل کرے اس کے سوا جو مشکل بات ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیون

www.ubqari.org

والرسل تؤخذ من بعث النبي صلى الله عليه وسلم ايامهم الى قوامهم قبل الهجرة فتدبر

المشاهدة السابعة والثلثون ٣٧

مشهد آخر وجدت روحي تضاعفت وعظمت وسبغت واتسعت فتاملت في هذا الوجدان ففطنت بانه شئ يجده العارف وسره حلول اسرار الحضرات الالهية المنعقدة في الملاء الاعلى بروحه ونزول بركات الاسماء الالهية المنعقدة في المدارك الجملية اولا والمنفسرة بآيات متلوة منزلة على قلب رسول مجتبى او اسماء مشهورة صار التعبير بها عن الحق بحسب صدور تلك الآثار منه جبلة مجبولة وطبيعة وديدنا في الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات والبركات بروحه يورث فيها سعة وقوة فلو تربص احد يحدق في مثل هذا الرجل لا امتلا منه رعبا وتعظيما وظهر من سبحات وجهه كرم ذاته وظهرت البركات في فراسته وهيئته فهذا سر هذا الوجدان واصله

المشاهدة الثامنة والثلثون ٣٨

مشهد آخر رائت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية نسبة قوة الارادة والعزم المقرونين بالتحريك من طبيعة فرد من افراد الانسان فكما ان خيال الانسان يتمثل فيه لذة جلب نفع او دفع ضرر ثم يصطفي الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها في تلك القوة فتنبعث القوة فيحصل العزم فيحصل تحريك العضلات الى الفعل المطلوب فكذلك النفس القوية المتجردة يتمثل عندها هيئة ظهور واقعة في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصورة

اور الہیوں سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کے ہجرت سے پہلے پس غور کر

مشہد آخر میں نے اپنی روح کو پایا کہ وہ دوچند اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہو گئی تو میں نے اس بات کو سوچا تو دریافت ہوا کہ عارف اس شے کو پاتا ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ حضرات الہیہ کے اسرار جو منعقد ملاء اعلیٰ میں ہیں عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات اسماء الٰہی کا جو منعقد ہیں مدارک جلیہ میں اولاً اور منفسر ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ اوپر قلب رسول مجتبیٰ کے صلی اللہ علیہ وسلم یا اسماء مشہورہ کے جنکو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اس سے ازروئے سرشت و جبلت کے اور طبیعت اور طریقہ عادت کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا اور برکات کا عارف کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسی کو کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور اسکے رعب میں نہ آجاوے اور اسکی عزت تعظیم سے پیش نہ آئے اور ظاہر ہوتا ہے اسکے جلالت چہرہ سے اسکی ذات کا کرم اور اسکی فراست و ہیبت میں برکتیں پس یہ اس وجدان کا سر اور اسکی اصل ہے

مشہد آخر میں نے ایک حضرت دیکھی کہ اسکی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ و عزم کی اور حالانکہ مقرون ہوں تحریک سے کسی فرد کے افراد انسان میں جسطرح انسان کے خیال میں بصورت نفع حاصل کرنے یا ضرر دفع کرنے کے متمثل ہوتی ہے پھر خیال خلاصہ اس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں اسکو ڈالدیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے۔ اسیطرح نفس قوی مجردہ کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہیئت ظہور واقعہ عالم ناسوت کی اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت

المطلوب، فيحلها مع معرفتها بربها الى تلك الحضرة
فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية ويحصل
صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت حدوث
الواقعة في الناسوت احدثها الله كما خلقها في المثال
وفطنت ان تاثير الهمة بالوجه الذي ذكرنا هو
كمال الانسان وانه معد لصيرورة النفس جارحة
من جوارح الحق في البرزخ

تحقيق شريف

قد ينكشف على العارف ان القضاء تعلق حتما
بايجاد الواقعة الفلانية على نحو كذا وكذا وان القدر
في ذلك مبرم ثم يبتهل هذا العارف بجهد همته
ويلح في الدعاء حتى ينقلب القضاء قضاء بايجادها
على نحو آخر فيوجد حسب همته وذلك كما روي
عن سيدي عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه في
قصة تاجر من اصحاب حماد الدباس وكما وقع
لسيدي الوالد رضي الله عنه في قصة حرمت اهل
الله وغيرهما وفيه عن الاشكال ما لا يخفى والحق
عندي انه يكون على وجهين احدهما ان تقتضي
الاسباب العالية اقتضي هذا الامر اقتضاء تاما
كذا وكل اقتضاء فانما فيه شيء واحد وليس فيه
احتمال نقيضه وانما فيه صورة الواقعة عاملة
وافرة من غيرها انقباض يرد عليها بسبب آخر
فانكشف عليه هذا الاقتضاء التام بصورته
وهيئته ورأى منبع القدر المبرم [illegible]
هذا الاقتضاء ولم يره صراحا فظن ان القدر المبرم
ثم ان همته صارت سببا من الاسباب

مطلوب کا اور التجا ہے اپنے رب کی معرفت کیساتھ اُس
درگاہ میں پھر برانگیختہ ہوتی ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے اور
عالم مثال میں صورت واقعہ آتی ہے پھر جس وقت عالم ناسوت
میں اس واقعہ کے پیدا ہونیکا وقت آتا ہے اللہ اسکو پیدا
کر دیتا ہے جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں تو میں نے دریافت کیا کہ ہمت
کی تاثیر اسوجہ سے جس کو بیان کیا ہم نے انسان کا کمال ہے اور وہ مستعد
ہے اس بات کی کہ نفس جارحہ ہو جاوے حق کے جوارح سے عالم
برزخ میں **تحقیق شریف** کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو
قضا متعلق ہوئی ہے فلانی واقعہ کے ایجاد کرنے میں اسطرح
[illegible] اور تکمیل التقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف دعا کرتا
اپنی ہمت سے اور دعا میں الحاح کرتا ہے یہاں تک کہ قضا
منقلب ہو جاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پایا جاتا ہے
اسکو حسب ارادہ جیسا کہ منقول ہے حضرت سیدی عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ سے بیان میں ایک سوداگر کے جو حضرت حماد
کے اصحاب میں سے تھا اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد
رضی اللہ عنہ سے قصہ حرمت اہل اللہ وغیرہ کے اور اس میں
جو اشکال ہے وہ مخفی نہیں اور حق میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ امر دو
وجہوں پر ہے ایک تو یہ ہے کہ اسباب عالیہ مقتضی ہوتے
ہیں اس امر کے [illegible] اقتضائے تام کو اور ہر ایک اقتضا میں
[illegible] واحد ہے [illegible] احتمال نہیں [illegible]
[illegible] اور وہ [illegible] انقباض ہے جو [illegible]
[illegible] عارف پر یہ اقتضا
[illegible] منبع قدر مبرم
[illegible]
[illegible]

المعدّ لنزول القضاء فعند ما اجتمعت تلك الاسباب
كانت حكمة الله ان يقبض امرا كان عليه
ويبسط امرا كان عليه فيظهر المراد والثاني
ان الله سبحانه يخلق صورة تلك الواقعة في عالم
المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل ان يخلقها
من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الى الدنيا فتصير
متحدة بالواقعة الناسوتية وهذا معنى انزال النعم
وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فيعالجها
الدعاء فهذه الصورة المخلوقة في عالم المثال ربما
يمحوها المحو قال عز من قائل يمحو الله ما يشاء و
يثبت وعنده ام الكتاب والمحو هو الذي سمي في
قوله صلى الله عليه وسلم لا يرد القضاء الا الدعاء
فيكشف على العارف وجود تلك الواقعة ثم
ويعبر عن ذلك بالقضاء المبرم ثم تصادمه
الهمة فتحوله عن متن طبيعة والله اعلم **تحقيق
شريف ايضاً** قد يعد الله سبحانه لواحد
من اهل الله موعودا ثم لا يظهر الامر على ما وعد
مع كون الهام حقا فيشكل هذا على كثير من
الناس تكلم المشائخ في دفع الاشكال فقالوا
ربما يكون اللطف بهذا العبد ان يوعد بوعد حسن
فيرغب فيه وينتظر له ثم لا يوفي بالوعد ويترقى
من حب النعمة الى حب المنعم ومن حب الافعال
الى حب الذات والصفات يريدون ان ترك
الوفاء بالوعد ليس نقيصة يجب
تنزه الله سبحانه عنها بالاطلاق

مستعد ہیں سے واسطے نزول قضا کے پس جس وقت مزاحم
ہوجاتے ہیں اسباب کے اس سمت سے اللہ کی حکمت ایک امر
بھی ایسی کو اور دوسرا امر بسط کرتی ہے تو مراد ظاہر ہوجاتی ہے
اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے صورت اس
واقعہ کی عالم مثال میں اجزا سے قوائے روحانیہ سے پہلے اس
کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے اجزائے جسمانیہ سے پھر اسکو دنیا
کیطرف نازل کرتا ہے تو متحد ہوجاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے
اور یہ معنی ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل
کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اسکا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ
عالم مثال کی محو ہوجاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت
وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جسکا نام رد قضا ہے قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ اسکے پاس اصل کتاب ہے لا یرد القضا الا الدعا
پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود پر اس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے
اسکو قضائے مبرم پھر مصادم ہوتی ہے اسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے
اسکی طبیعت کے متن سے واللہ اعلم **تحقیق شریف**
کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی اہل اللہ سے پھر
نہیں ظاہر کرتا اس امر کو اس وعدہ پر باوجودیکہ الہام ان
حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر اس اشکال
کے دفع کرنے میں مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے
مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الٰہی اس بندہ پر ہوتا ہے کہ
ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اسکا
انتظار کرتا ہے پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت
نعمت سے ترقی کرکے منعم کی محبت کرتا ہے اور افعال کی حب سے
حب ذات وصفات کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے
یہ وعدہ وفا نہ کرنا نقص نہیں ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ مطلق

سلہ محو کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اسکے پاس اصل کتاب ہے سلہ قضا کو نہیں رد کرتی مگر دعا ۱۲

اللہ تعالیٰ سبحانہ کا اہل اللہ سے وعدہ فرمانا

بل ربما يكون منشأ وعد ورؤيته ليسا فيكون من
باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم وربما
يكون لطفا بالعبد وسببا للترقي وتقريبا اليه
من صفات الكمال ولهذا نظائر منها تقديم كلمة
او تاخيرها من محلها للضرورة رعاية الفاصلة
وكذلك التكلم بالمجاز لضرورة فقد كلمة مثلها
من الحقيقة في العذوبة او مثل ذلك فان اخذنا
ذلك بمعنى الاضطرار وعدم القدرة كان نقيصة
وان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش
وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة
والتجوز لعذوبة فانزل وفق لغتهم من غير
اضطرار له الى ذلك ولكن لطفا بهم ليكون الكتاب
بلغتهم التي يعرفونها فيتدبروه بحسب ما يتدبرون كان
من صفات الكمال فهذا قولهم وهذا توجيهه
وتحريره لكنا نقول هذا وجدان حق انكشف لهم
ثم رجعوا بعد ذلك الى رويتهم فاستقبلهم
علومهم التي خزنتها صدورهم فنجم منها تاويل
وجدهم ونزل اطمينان قلوبهم بالوجدان الى اطمينانهم
بهذا التاويل المنجم من حيث لا يشعرون وكثيرا
ما يتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه
فكما ان الوعد حق والموعود قد لا يظهر كذلك
التعليم حق وفيه تاويل منحوت فتدبر والحق الصراح
ان الالهام ضرب من تجلي الحقائق للعبد على
ما هي عليها لا تسدل بينه وبين حالة التجلي
الصراح حجاب وضاق بينه وبينها الجو الاقدر

بلکہ بسا اوقات وعدہ وفا نہ کرنا بخل وغرور اور تدلیس ہوتا ہے تو
یہ نقص ہوا اور ذات تعالیٰ نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر
لطف اور اسکی ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت ہوئی
کمال کی اور اسکے واسطے نظیریں ہیں اور نظیر دیگر ان سے ہے تقدیم
کلمہ کی یا تاخیر اسکے اسکے محل سے واسطے ضرورت رعایت
فاصلہ کی اور اسیطرح کلام کرنا مجاز کے بسبب ضرورت نہونے
کلمہ کے مثل اسکی حقیقی عذوبت میں یا مانند اسکے تو اگر ہم اسکو
اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر یہ سمجھیں
کہ قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور انکے لغت
میں تقدیم وتاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور
تجوز عذوبت کے یہ انکے لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے
سبب نہیں بلکہ انپر لطف کرکے کہ کتاب انکے لغت میں ہووے جسے
وہ جانتے ہیں تو وہ اسمیں تدبر کریں جسقدر تدبر کیا کرتے ہیں تو صفات
کمال ہی سے ہے یہ قول انکا اور یہ توجیہ اور تحریر اسکی لیکن ہم
یہ کہتے ہیں یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا انکو پھر رجوع ہوئے
وہ بعد اسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے انکے وہ علوم جنکا
خزانہ انکے سینے ہیں نکل گئی ان سے تاویل انکے وجدان کی اور انکے
قلوب کو اطمینان حاصل ہوا یا اطمینان انکا اس تاویل تراشی
ہوئی سے اس طرح کہ انکو خبر نہیں اور ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے
اور یہ بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے پس جیسا کہ وعدہ حق ہے
اور موعود کبھی نہیں ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم حق ہے اور اسمیں
تاویل تراشیدہ ہے فتدبر پس سوچو اور حق صریح یہ ہے کہ
الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کی واسطے بندہ کے علی ما ہی علیہ
اسوقت چھوڑ دیا جاتا درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے
حجاب اور تنگ ہوتا درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب التجلي خطابا
والهاما وخاطرا وهاتفا على اختلاف استعداد
القوى المدركة والاسباب الحاكمة في الوقت واذا
كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود امران
احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من سادات
الملاء الاعلى مما لو خلى الامر مع هذا الاقتضاء
فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب دعائه
ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء اخر
مثله او آكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما في القوة التي هي قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقرونين
بتحريك العضلات ان يقضي بنحو آخر ويوجد
في المثال صورة اخرى فهذا العبد بما لا يصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما تخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار رداء وولي لعناصر والمواليد حتى يقضي
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها شفاها بل يصل
الى خلاصة سيد وصفاوه همته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون المرآة
بالمرئي في الحدقة ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى صميم هذه الحقيقة
فلا يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه اذ همة هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المضادة لها فيسري الجميع والمنع فيه من حيث
لا يدري ثم ينقلب هذا الانكشاف خطابا بالاسباب

کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے حلقہ کے تو ہو جاتی ہے تجلی خطاب
والہام اور خاطر و ہاتف حسب اختلاف استعداد قوت
دراکہ اور اسباب حاکمہ فی الوقت کے اور جب ہو اوہ امر اصطلاح
تو سبب عدم وقوع موعود کی دو چیزیں ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک
تو یہ کہ منکشف ہو بندہ پر اقتضا کسی سردار کا سادات ملاء اعلی سے
اس حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اس اقتضا کے فقط
تو ضرور اللہ کی حکمت میں یہ کہ قبول ہو دعا اسکی اور دیا
کیا جائے اسکے واسطے اسکا اقتضا لیکن وہاں ایک اور اقتضا ہے
اسکے مانند یا اس سے بھی مؤکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت میں جب
وہ دونوں اقتضا جمع ہوں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کریں
قوت میں وہ قوت کہ طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے بمنزلہ قوت
ارادہ عزم مقرونین کے عضلات کی تحریک کو تو حکم ہو دوسری
طرح اور پائی جائے مثال میں دوسری صورت تو پس بندہ جیسا اوقات
نہیں پہنچتا اس صمیم قوت عازمہ کو جو طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے
اور بیشک میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مرکز عرش میں ہے اور تحقیق
مرکز واسطے اسکے ہو گیا ہے جیسے کہ عناصر و موالید کا تاکہ حکم ہو اسکی
طرف بلا واسطے اور مواخذہ کرے اس سے طرف اسکے بلکہ پہنچے طرف
خلاصہ سید اور صفا و ہمت کو اور دیکھے اس روزن سے قوت عازمہ کو
تو مختلط ہو جاتی ہے رنگ مرآت اور مرئی کا آنکھ میں اور قاصر ہوا
علم احاطہ اسباب سے اور پہنچنے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانے
وہ بندہ مگر یہ اقتضا اور اس کا حکم اس واسطے کہ ہمت اس
سید کی جامع ہے ان احکام کی اور مانع ہے اسکے احکام
متضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اسمیں اس
حیثیت سے کہ معلوم نہ ہو پھر منقلب ہو جاتا ہے یہ
انکشاف خطاب سے ساتھ ان سببوں کے

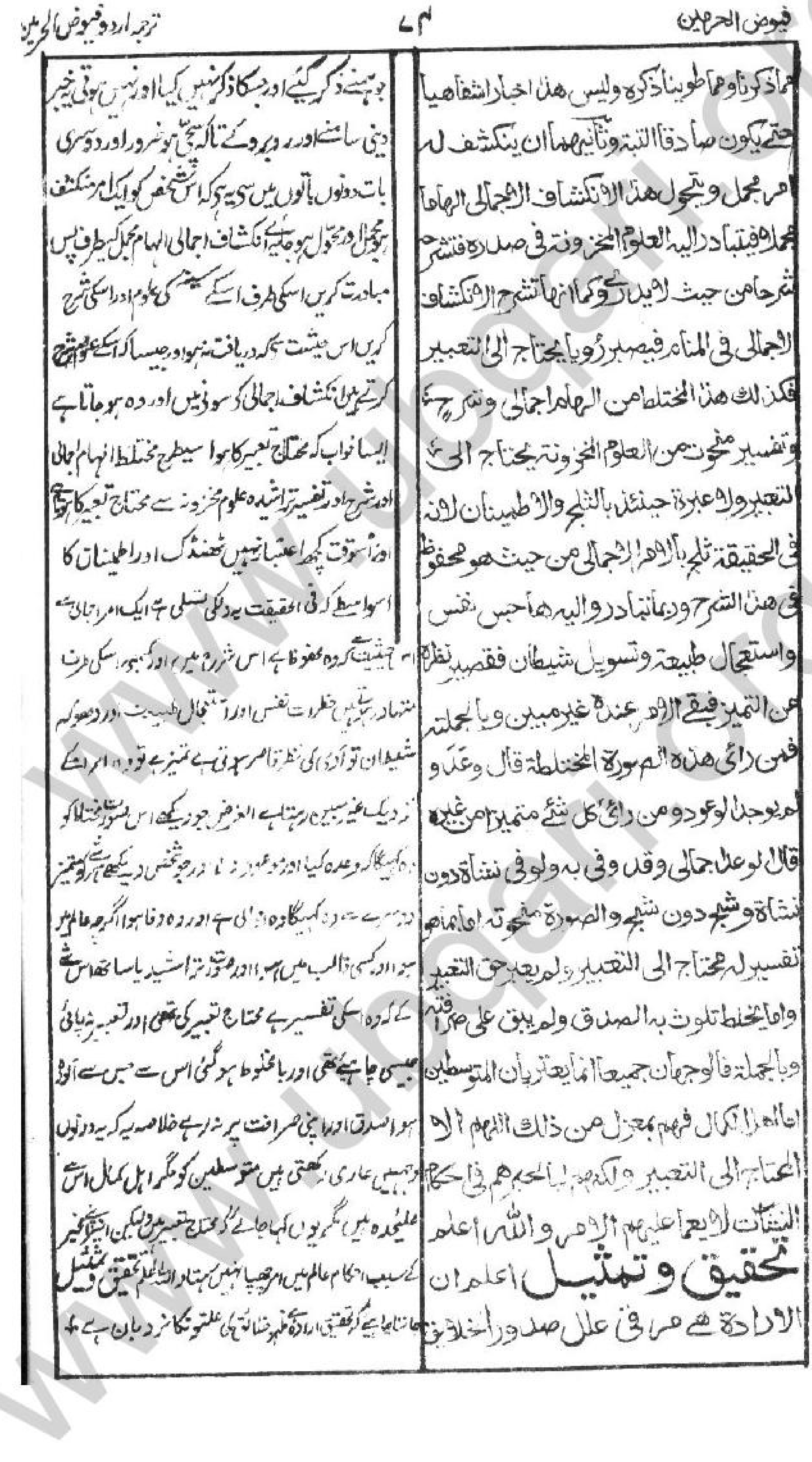

فیوض الحرمین ۴۷ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

مما ذكرنا ومما طوينا ذكره وليس هذا اخبارا شفاهيا
حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف له
امر مجمل ويتحول هذا الانكشاف الاجمالى الهاما
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة فى صدره فتشرح
شرحا من حيث لا يدرى وكما انها تشرح الانكشاف
الاجمالى فى المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالى وشرح
وتفسير منحوت من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
فى الحقيقة ثلج بالامر الاجمالى من حيث هو محفوظ
فى هذا الشرح وربما تبادر واليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصر نظره
عن التميز فبقى الامر عنده غير مبين وبالجملة
فمن رأى هذه الصورة المختلطة قال وعد و
لم يوجد الموعود ومن رأى كل شئ متميزا من غيره
قال وعد اجمالى وقد وفى به ولو فى نشاة دون
نشاة وشبح دون شبح والصورة منحوتة انما هو
تفسير له محتاج الى التعبير ولم يعط حق التعبير
واما المختلط تلوث بالصدق ولم يبق على صرافته
وبالجملة فالوجهان جميعا انما يعتريان المتوسطين
اما اهل الكمال فهم بمعزل من ذلك الوهم الا
الاحتياج الى التعبير ولكنهم لا يحجبهم فى احكام
البشرية لا يعمى عليهم الامر والله اعلم

تحقیق و تمثیل

اعلم ان الارادة هى مرقى على صدور الخلائق

جو ہمنے ذکر کیئے اور جسکا ذکر نہیں کیا اور نہیں ہوتی یہ خبر
دینی سامنے اور رو برو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری
بات دونوں باتوں میں سے یہ ہے کہ اس شخص کو ایک امر منکشف
ہو مجمل اور متحول ہو جائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل کیطرف پس
مبادرت کریں اسکی طرف اسکے سینہ کی علوم اور اسکی شرح
کریں اس حیثیت سے کہ دریافت نہ ہو اور جیسا کہ اسکے علوم شرح
کرتے ہیں انکشاف اجمالی کو سونے میں اور وہ ہو جاتا ہے
ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہوا اسیطرح مختلط الہام اجمالی
اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے
اور اسوقت کچھ اعتبار نہیں ٹھنڈک اور اطمینان کا
اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ دلکی تسلی ہے ایک امر اجمالی سے
اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح میں اور کبھی اسکی طرف
متبادر ہوتے ہیں خطرات نفس اور استعجال طبیعت اور وسوسہ
شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے تمیز سے تو وہ امر اسکے
نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو دیکھے اس صورت مختلط کو
وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ پایا اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز
دوسرے سے وہ کہیگا وعدہ اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ عالم میں
ہو اور کسی قالب میں ہو اور صورت تراشیدہ یا ساختہ اس شے
کے کہ وہ اسکی تفسیر ہے محتاج تعبیر کی تھی اور تعبیر نہ پائی
جیسی چاہیے تھی اور با مخلوط ہو گئی اس سے جس سے آلودہ
ہوا صدق اور نہ باقی صرافت پر رہا ہے خلاصہ یہ کہ یہ دونوں
وجہیں عارض ہوتی ہیں متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے
علیحدہ ہیں مگر یوں کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہیں ولیکن احکام بشریت
کے سبب احکام عالم میں امر چھپا نہیں رہتا واللہ اعلم تحقیق و تمثیل
جاننا چاہیے کہ تحقیق ارادہ ظہور شانوں کی علتوں کا نردبان ہے۔

www.ubqari.org

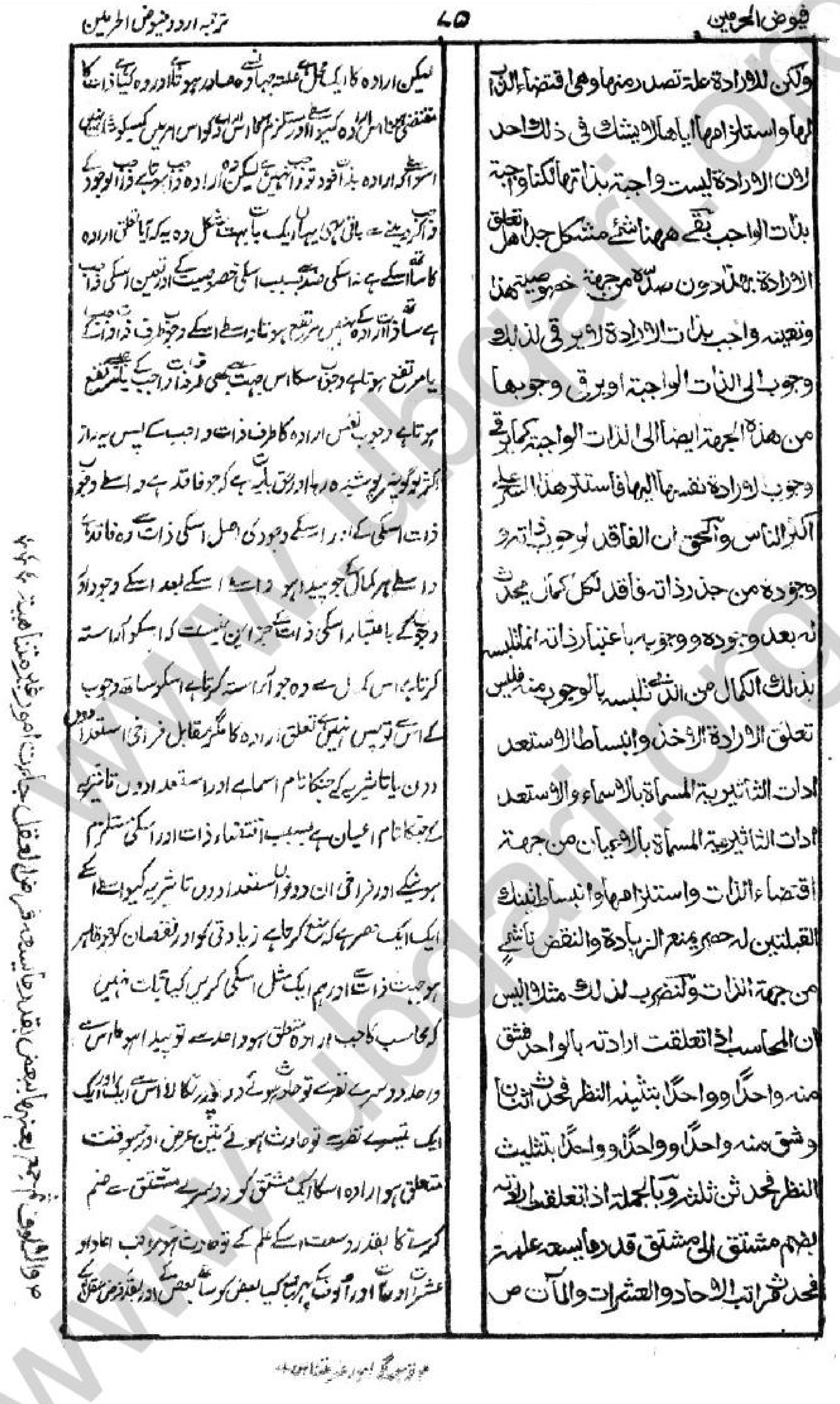

فیوض الحرمین ۷۵ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

ولكن للارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات لها واستلزامها اياها لا يشك في ذلك احد لان الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات الواجب بقي ههنا شئ مشكل جدا هل تعلق الارادة بهذا دون ضده من جهة خصوصيته هذا وتعينه واجب بذات الارادة لا يرقى لذلك وجوب الى الذات الواجبة او يرقى وجوبها من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرقى وجوب الارادة نفسها اليها فاستكبر هذا على اكثر الناس والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده من جهة ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبس بذلك الكمال من الذي تلبس بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الا الاخذ وانبساط الاستعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء والاستعدادات التاثرية المسماة بالاعيان من جهة اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط تلك القبلتين له حكم بمنع الزيادة والنقص ناشئ من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا اليس ان المحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق منه واحدا وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان وشق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر فحدث ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته بضم مشتق الى مشتق قدر ما يسعه علمه فحدث مراتب الاحاد والعشرات والمئات ص

ص والالوف ثم جمع بعضها ببعض بقدر ما يسعه فرض العقل جاءت امور غير متناهية

لیکن ارادہ کا ایک محل ہے علت جہاں سے وہ صادر ہوتا اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اس ارادہ کیلئے اور مستلزم ہونا اس کا اسکے تو اس امر میں کسیکو شک نہیں اسواسطے کہ ارادہ بذاتِ خود تو واجب نہیں ہے لیکن وہ ارادہ واجب ہوتا ہے جب ذات الوجود کے واجب کرنے سے۔ باقی رہی یہاں ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے ہے نہ اسکی ضد کے بسبب اسکی خصوصیت کے اور تعین اسکی ذات کے ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہیں مرتفع ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہے وجوب اسکا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہے وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس یہ امر اکثر لوگوں پر پوشیدہ رہا اور حق بات یہ ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب ذات اسکی کے اور واسطے وجود کے اصل اسکی ذات سے وہ فاقد ہے واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اسکے بعد اسکے وجود او وجوب کے باعتبار اسکی ذات کے جز این نیست کہ اسکو آراستہ کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اسکو ساتھ وجوب کے اس سے تو پس نہیں ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی استعدادوں یا تاثیریہ کے جنکا نام اسماء ہے اور استعدادوں تاثریہ کے جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اسکی مستلزم ہونیکے اور فراخی ان دونوں استعدادوں تاثیریہ کیواسطے ایک ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی کریں کیا بات نہیں کہ محاسب کا جب ارادہ متعلق ہوا واحد سے تو پیدا ہوا اس سے واحد دوسرے نظر سے تو حادث ہوئے دو پھر نکالا اس سے ایک اور ایک ایک تیسرے نظر سے تو حادث ہوئے تین عرض اور جس وقت متعلق ہوا ارادہ اسکا ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم کرنے کا بقدر وسعت اسکے علم کے تو حادث ہوئے مراتب احاد و عشرات اور مات اور الوف پھر جمع کیا بعض کو ساتھ بعض کے اور بقدر فرض عقل کے

[illegible]

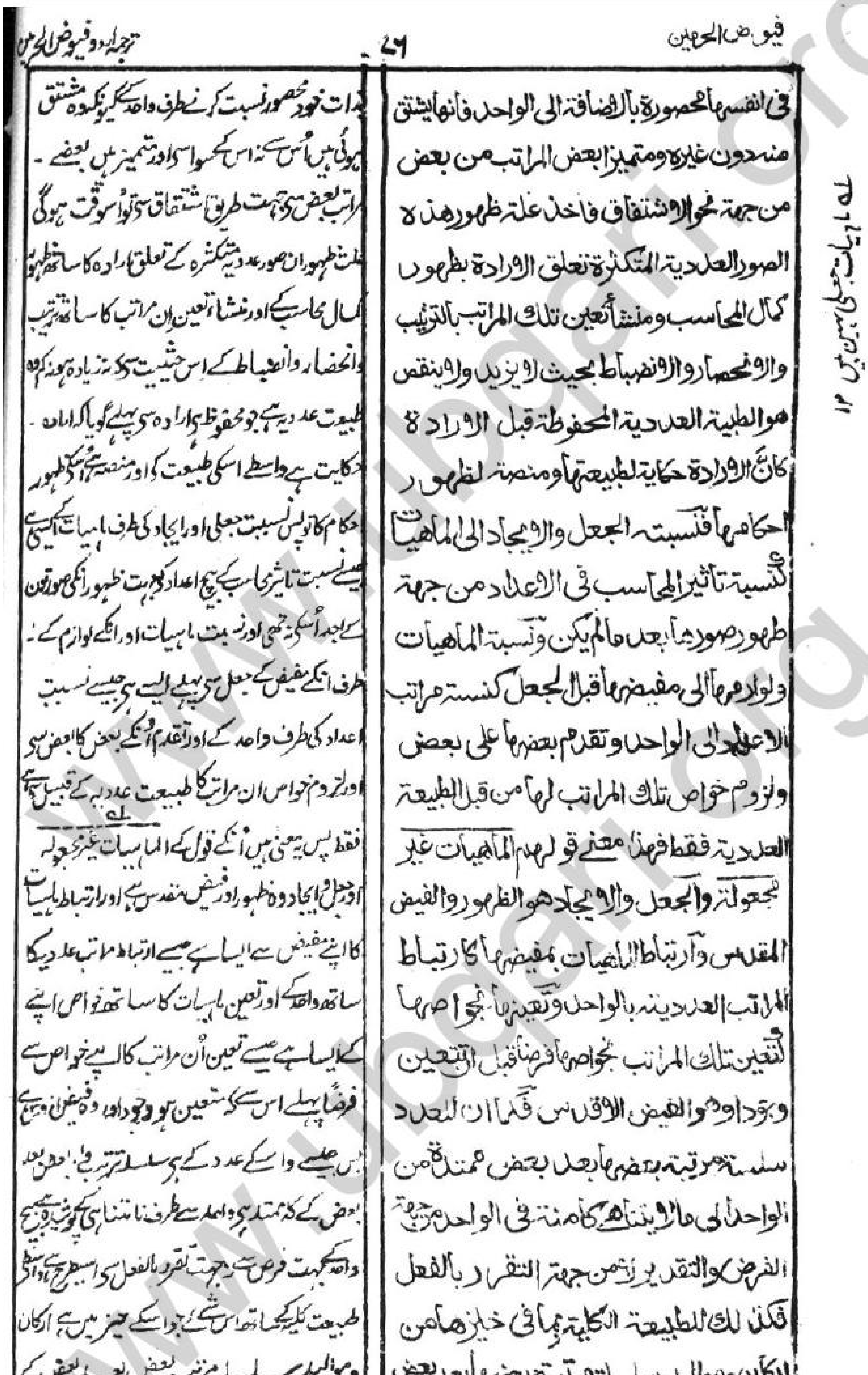

في انفسها محصورة بالاضافة الى الواحد فانها يشتق منه دون غيره ومتميزا بعض المراتب من بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذ علة ظهور هذه الصور العددية المتكثرة تعلق الارادة بظهور كمال المحاسب ومنشأ تعين تلك المراتب بالترتيب والانحصار والانضباط بحيث لا يزيد ولا ينقص هو الطبيعة العددية المحفوظة قبل الارادة كأنّ الارادة حكاية لطبيعتها ومنصة لظهور احكامها فنسبة الجعل والايجاد الى الماهيات كنسبة تأثير المحاسب في الاعداد من جهة ظهور صورها بعد ما لم يكن ونسبة الماهيات ولوازمها الى مفيضها قبل الجعل كنسبة مراتب الاعداد الى الواحد وتقدم بعضها على بعض ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبيعة العددية فقط فهذا معنى قولهم الماهيات غير مجعولة والجعل والايجاد هو الظهور والفيض المقدس وارتباط الماهيات بمفيضها كارتباط المراتب العددية بالواحد وتعينها بخواصها كتعين تلك المراتب بخواصها فرضا قبل التعين وجودا وهو الفيض الاقدس فكما ان العدد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من الواحد الى ما لا يتناهى كامنة في الواحد من جهة الفرض والتقدير لا من جهة التقرر بالفعل فكذلك للطبيعة الكلية بما في حيزها من اركان وسواليد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض

بذات خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ وہ مشتق ہوئی ہیں اُس سے نہ اس کے سوا سے اور متمیز ہیں بعضے مراتب بعض سے بجہت طریق اشتقاق کے تو اس وقت ہوگی علت ظہور ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھ ظہور کمال محاسب کے اور منشا تعین ان مراتب کا ساتھ ترتیب وانحصار وانضباط کے اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے اسکی طبیعت کے اور منصہ ہے اسکی ظہور احکام کا تو پس نسبت جعل اور ایجاد کی طرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر محاسب کے بیچ اعداد کے بجہت ظہور انکی صورتون کے بعد اُسکے کہ نہ تھی اور نسبت ماہیات اور انکے لوازم کے طرف انکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسی ہے جیسے نسبت اعداد کی طرف واحد کے اور تقدم انکے بعض کا بعض سے اور لزوم خواص ان مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے ہے فقط پس یہ معنی ہیں انکے قول کے الماہیات غیر مجعولہ له اور جعل و ایجاد وہ ظہور اور فیض مقدس ہے اور ارتباط ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب عددیہ کا ساتھ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھ خواص اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اُن مراتب کا اپنے خواص سے فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجوداً اور وہ فیض اقدس ہے پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ مرتب بعض بعد بعض کے کہ ممتد ہے واحد سے طرف نا متناہی کے پوشیدہ بیچ واحد کے بجہت فرض کے نہ بجہت تقرر بالفعل کے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھ اس شے کے جو اسکے حیز میں ہے ارکان و موالید سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے

له ماہیات جعلی نہیں ہیں ۱۲

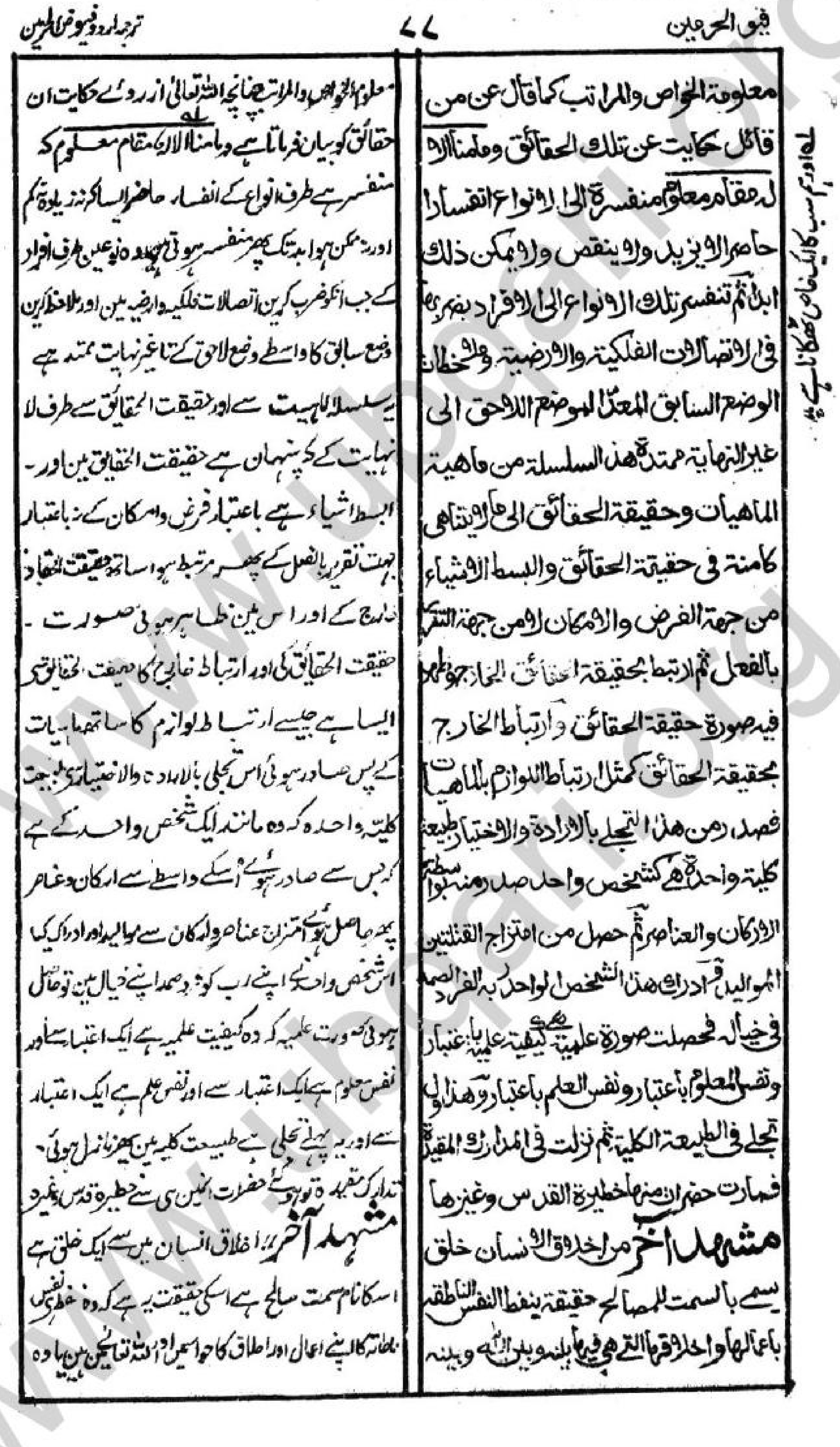

معلومة الخواص والمراتب كما قال عن من قائل حكاية عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منفسرة الى الانواع انفسارا حاصرا لا يزيد ولا ينقص ولا يمكن ذلك ابدا ثم تنفسر تلك الانواع الى الافراد بضروبها في الاتصالات الفلكية والارضية ولاخطات الوضع السابق المعدّ للوضع اللاحق الى غير النهاية ممتدة هذه السلسلة من ماهية الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة في حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه صورة حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا التجلي بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة هي كشخص واحد صدر منه بواسطة الاركان والعناصر ثم حصل من امتزاج القبلتين المواليد فادرك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد في خياله فحصلت صورة علمية هي كيفية علمية باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم باعتبار وهذا اول تجلي في الطبيعة الكلية ثم نزلت في المدارك المقيدة فصارت حضرات منها حظيرة القدس وغيرها

مشهد آخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت الصالح حقيقة ينفط النفس الناطقة باعمالها واخلاقها التي هي فيما بينه وبين الله وبينه

لہ اور ہم سب کا اسکا مقام معلوم ہے ۱۲

معلوم الخواص والمراتب چنانچہ اللہ تعالیٰ از روئے حکایت ان حقائق کو بیان فرماتا ہے وما منا الا له مقام معلوم کہ منفسر ہے طرف انواع کے انفسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ ہو نہ کم اور نہ ممکن ہو ابد تک پھر منفسر ہوتی ہے وہ نوعیں طرف افراد کے جب انکو ضرب کریں اتصالات فلکیہ وارضیہ میں اور ملاحظہ کریں وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ سلسلہ ماہیت سے اور حقیقت الحقائق سے طرف لا نہایت کے کہ پنہاں ہے حقیقت الحقائق میں اور ابسط اشیاء ہے باعتبار فرض وامکان کے نہ باعتبار جہت تقرر بالفعل کے پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقائق خارج کے اور اس میں ظاہر ہوئی صورت حقیقت الحقائق کی اور ارتباط خارج کا حقیقت الحقائق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادت والاختیار سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ جس سے صادر ہوئے اُسکے واسطے سے ارکان وعناصر پھر حاصل ہوئے امتزاج عناصر وارکان سے موالید اور ادراک کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے اور یہ پہلی تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی مدارک مقیدہ تو ہوئے حضرات انہیں میں سے حظیرۃ قدس وغیرہ

مشہد آخر از اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے اسکا نام سمت صالح ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ خلط نفس ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اسمیں اور اللہ تعالیٰ میں ہیں یا وہ

وبين سائر الناس واهتدائها النظام صالح فيها يرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرًا فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهداه النظام صالح فيها تفقيها مفاضا من حضرة الرحمة من غير فكر وروية منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منفوخة في خلق السمت الصالح وهذا هو معنى قوله عز من قائل واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة وهذه الصورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بهاتين الهدايتين لكن كثير من افراد الانسان لا يستوجبون الايجاد الشفاهي من حضرة الرحمة بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة الى كامل من البشر يستحق بجبلته ان ينسلخ من احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق وكيفية ترقيهم من الطبيعة الى ما قدر لهم من القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب من حيز الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ هنالك نفسه بلون الايجادين ويحيط بهما تحققا وتبينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته ضمته اليها وغطته فانطبع فيه السر المراد وتسلم هنالك هذا السر الاجمالي بصورة بقائه باحكام تلك الامة فيستحكم منه ويقدع علما ثم يرد الى حيز الفكر والروية فيتكلم كما وعى وهذه حقيقة

اعمال و اخلاق درمیان انکے اور لوگوں کے ہیں اور انکا ہدایت پانا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے بندے سے تو جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اسکو سمجھ دیتا ہے ان اعمال و اخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اسکو انکے نظام صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بیفکر و رویت کے اسکی اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی بیچ خلق سمت صالح میں اور یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عله واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ ۔ اور یہ صورت ہے ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال و اخلاق اور انکے نظام محبوب کے ساتھ اور اللہ کے بندوں میں سے کوئی کامل نہیں ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتوں کے لیکن بہت سے افراد انسانی کہ مستوجب ایجاد مشافہ کے نہیں درگاہ رحمت سے بغیر واسطے کے تو اسوقت بہتری یوں ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے کسی کامل بشر کیطرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب اس امر کا کہ نکل آئے احکام فرد خاص سے اور رہے ایک گروہ مردم میں انکے امزاج کے موافق اور انکے مزاج کے موافق اعمال و اخلاق ہے اور انکی ترقی کے طبیعت سے لائق جو انکے واسطے تقدیر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قربت سے اور نیز مستوجب ہے اس امر کا اپنی فطرت کے سبب کہ جذب کیا جائے حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہاں منصبغ ہو اسکا نفس ساتھ لون دو ایجادوں کے اور احاطہ کرے ان دو ہدایتوں کا ازروئے تحقیق اور تبیین کی پس جس وقت متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کی جسکی یہ صفت ہو وہ رحمت اس سے ملی ہوئی اور اسکو ڈھانکے تو منصبغ ہو جائے نفس اسکا اور قالب ہو جائے یہ سر اجمالی اسکی بقا کی صورت میں ساتھ احکام ان لوگوں کے پس [illegible] اس سے [illegible] وہ نفس علم ہے پھر واپس ہو حیز فکر میں اور رویت میں پھر ظاہر کرے جیسا کہ اسکو حاصل ہوا ہے اور یہی حقیقت

عله اور وحی بھیجی ہمنے انکی طرف اچھے کاموں کے کرنیکی اور نماز قایم رکھنے کی ۱۲

تزول الشرائع على الانبياء وحيا ونزول اللطائف على الاولياء كشفا والهاما فيسمع منه هذا المحتاج الى الواسطة كلاما دالا على النظام المراد فتبادر اليه فطرته فيأخذ منها اخلق السمت الصالح وخلق الحكمة بتوفيق الله مما يناسب خويصة نفسه ويدع امر العامة فيتمثل بين عينيه النظام المراد ويكون حكما فصلا في جميع اموره فيفوز بالسعادة ويكون ممن هدي الى صراط مستقيم وكان سيدنا عمر رضي الله تعالى عنه ممن استوجب عقله بعد معرفته ما يناسب به خويصة نفسه ان يعرف اشياء عن حالة الامة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال لوكان بعدي نبي لكان عمر رض هذا وقد آتاني ربي من هذا الباب نصيبا ففصلني مشارب الناس في قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان الناس لا يعتد بقربته حتى يعرف نور الطهارة ويعرف نقده ويعرف الحجاب المسدل بينه وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية قهر الطبيعة والالتجاء الى مباشرة امور علاجية وهيآت نفسانية تعيد اليه ما فقد فيجرب كل ذلك من نفسه ويحيا بنفسه من هذه الجهة علما وحتى يعرف لذة المناجات في السجدة ويعرف كيف رقت روحه وصفت في تلك الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب

نزول شرائع کی پیغمبروں پر ازروئے وحی اور نزول لطائف اوپر اولیاء کے ازروئے کشف اور الہام سے تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے اس سے ایسا کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس مبادر ہوتی ہے اس کلام کیطرف اسکی فطرت اسکے اور اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور خلق حکمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جسقدر کہ اسکے خواص نفس کے مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے اسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم منفصل سب امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے انہیں سے جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں سے تھے جنکی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے اس شئے کے جو مناسب تھا انکے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر چیزیں امت کے حال کی پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی آگاہی کیواسطے انکو۔ [1] لقد کان فیمن قبلکم محدثون اور فرمایا [2] لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ وہ یہ ہے اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالیٰ نے اسمیں سے حصہ پس سمجھا دیئے مجھے لوگوں کے مشرب اللہ کے قرب میں انکی تو اس درگاہ سے یہ بات بھی ہے کہ انسان نہیں قابل ہوتا اس قربت کے جبتک نہ پہچانے نور طہارت کو اور اسکے فقدان کو اور جبتک نہ پہچانے طبیعت کے پردہ پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے طبیعت غلبہ کو اور اسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو جو اعادہ کرتی ہے اسکی طرف وہ شے جو گم ہوگئی ہے تجربہ کرے اسکو اپنے نفس سے اور احاطہ کرے اپنے نفس کا اس سے ازروئے علم کے اور یہانتک کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے میں اور پہچانے کہ کیونکر اسکی روح کو رقت ہوئی اور صاف ہوئی اس حالت میں اور اٹھ گیا حجاب جو اس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

---

[1] تم سے پہلے لوگوں میں صاحب الہام تھے۔ [2] اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے ۱۲

www.ubqari.org

فصارت مشافهة بالمناجاة كأنه رائی العين ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف يدفع ذلك بالالتجاء الی كلمات تخشعية وهيآت بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى يعرف اليقين ای انجماع الخاطر الی الله والاعتماد عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح فی الدعاء الخير الدنيا والآخرة ونعوذ من الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه واعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها ليست بيده انما هی بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف ما يهدی اليه هذه الخلة من الاستخارة فی كل ما يرد عليه والفزع الی الدعاء والتعوذ اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعده الله فی الدنيا والآخرة فيما يرجع الی القربة والجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية وحتى يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور من نفسه ولو بقدر خويصة نفسه فهو الذی يعتد بقربته وهو الذی دخل فی قلبه بشاشة الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك ان تاخذ هذه العلوم ظهريا

مشهد آخر

اطلعنی الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هی ما يموت الانسان بانفكاكه عن البدن وما به الحس

تو ہو گیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اسکے قلب پر بعد اسکے اور کیونکر دفع ہو جاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیئت بدنی اور نفسانی پر لاتی ہے اس شے کو جو گم ہو گئی تھی اور یہانتک کہ پہچانے یقین کو یعنی جمع خاطری کو اللہ کی طرف اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلت پر تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ مانگنے فتنوں سے اس امر کی معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اسکے اور اعمال و اخلاق اسکے سوا کے اور مصائب زمانہ کے اسکے ساتھ میں نہیں سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلعت اسکو کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے ہر شے میں جو اسپر وارد ہو اور بیقراری سے طرف دعا کے اور پناہ مانگنی مضطرب ہو کر بجہت معرفت کے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا و آخرت میں اس چیز میں جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے اور یہانتک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور کیونکر اسپر غالب آجاتا ہے اور کیونکر اسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے اور اطمینان کو پھر کیونکر علاج کیا جاوے بتحمل طبیعت کا اور پہچانے حجاب رسم و برے معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص مقرب ہے اور اسکے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوئی پس اپنے لازم سمجھ کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان علوم کو پس پشت پھینکیو

مشہد آخر

اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شئے ہے کہ اسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور اسکی

روح کی حقیقت — مکاشفہ مولانا

والحركة والحيوة ولها طبقات ولطائف اقربها الى البدن جسم هوائي يتكون في القلب ثم ينتشر في البدن ويحمل القوى المدركة والطبيعة ثم حقيقة مثالية وهي التي انعقدت قبل ظهور تكونه في الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية وهي حصة من الصورة الانسانية مكتنفة بعوارض مشخصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية لاحكام خاصة ثم صورة انسانية مع قطع النظر عن المشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن قال ان الروح جسم لطيف حل في البدن كحلول النار في الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو صادق ومن قال انها حادثة فهو صادق لكل وجهة هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور **تحقيق** قال النبي صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة فتعجل كل نبي دعوته واني اختبأت دعوتي شفاعة لامتي ان قلت كل نبي له دعوات مستجابة وكذلك لنبينا صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة كما وقع في الاستسقاء وفي مواضع لا تحصى فالى اي دعوة اشار في هذا الحديث اذ يعلم من السياق انها دعوة واحدة لكل نبي قلت هذه الدعوة ليست دعوة رغبة خاصة في شيء من المطالب كلما بعث الله تعالى مولا لطفا بعباده ورحمة لهم فلا يخلو حال الانبياء عن امرين اما ان يطيعوه فيحصل ذلك

وحرکت وحیات کا اور اسکے طبقے اور لطائف ہیں اقرب بدن میں اسکا جسم ہوائی ہے جسکا مقام قلب میں ہے پھر وہ منتشر ہوتا ہے بدن میں اور اٹھاتا ہے قوت مدرکہ اور طبیعت کو پھر ایک حقیقت مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے عالم ناسوت میں ظاہر ہونے سے پہلے اور اسی سے لیا گیا میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا یعنی صور انسانیہ کہ مکتنف ہے عوارض مشخصہ سے جو قوائے افلاک و عناصر سے مقتضی ہیں واسطے احکام خاص کے پھر صورت انسانیہ ہے قطع نظر مشخصات سے پھر صورت حیوانیہ ہے پھر صورت نامیہ ہے پھر صورت جسمیہ ہے پھر حصہ طبیعت کلیہ کا پھر انبساط حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر ہے تو جو شخص کہے کہ روح جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے ہے بدن میں جیسا حلول آگ کا کوئلے میں تو وہ سچا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے اور جو شخص کہے روح حادث ہے تو وہ بھی صادق ہے لکل وجہۃ ہو مولیہا لیکن یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اقتصار قصور ہے **تحقیق** قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی اگر تم کہو ہر نبی کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں اور اسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہت دعائیں مقبول ہیں جیسا کہ واقع ہوئیں استسقاء میں اور بیشمار موقعوں میں تو کون سی دعا کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں کیونکہ اس کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے ہر نبی کے تو میں بتاؤں تم کو کہ یہ خاص کسی مطلب کے رغبت کی دعا نہیں ہے بلکہ جب بھیجا اللہ تعالے نے کوئی نبی اپنے بندوں پر لطف اور رحمت کیواسطے تو بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں یا اس نبی کے مطیع ہونے

لہ ہر شخص کیواسطے ایک طرف ہے وہ اسطرف منہ پھیر لیتا ہے سو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے واسطے ایک مقبول دعا ہے ہر نبی نے اپنی دعا قبول کو [illegible] اپنی دعا اپنی امت کے واسطے پوشیدہ [illegible] ۱۲

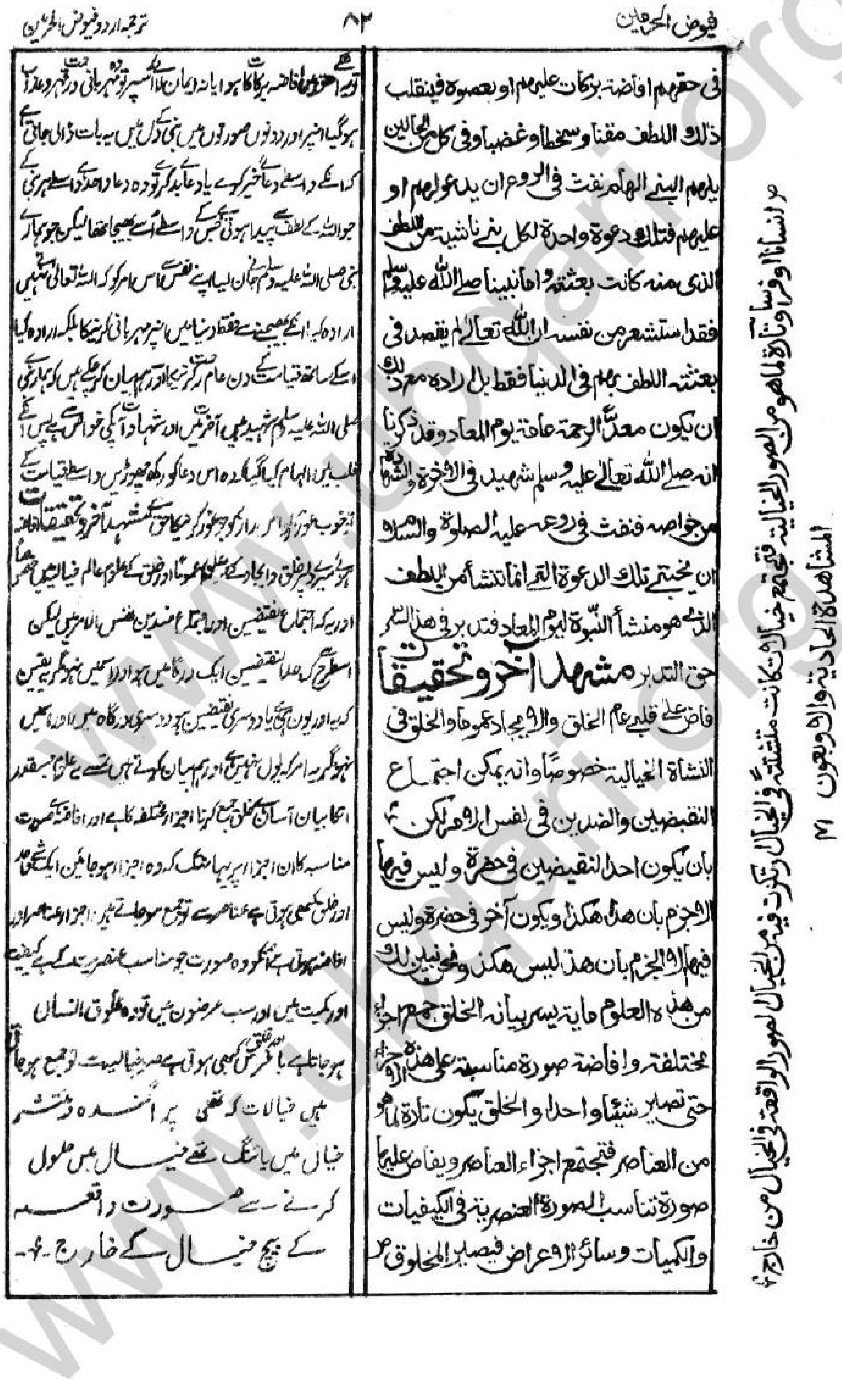

فیوض الحرمین ۸۲ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

في حقهم افاضة بركات عليهم او عقوبة فينقلب
ذلك اللطف مقتا وسخطا وغضبا وفي كل من الحالين
يلهم النبي الهام نفث في الروع ان يدعو لهم او
عليهم فتلك دعوة واحدة لكل نبي ناشية من اللطف
الذي منه كانت بعثته واما نبينا صلى الله عليه وسلم
فقد استشعر من نفسه ان الله تعالى لم يقصد في
بعثته اللطف بهم في الدنيا فقط بل اراد مع ذلك
ان يكون معدا الرحمة عامة يوم المعاد وقد ذكرنا
انه صلى الله تعالى عليه وسلم شهيد في الآخرة والشهادة
من خواصه فنفث في روعه عليه الصلوة والسلام
ان يختبي تلك الدعوة التي انما تنشأ من اللطف
الذي هو منشأ النبوة ليوم المعاد فتدبر في هذا السر
حق التدبر **مشهد آخر وتحقيقات**
فاض على قلبي علم الخلق والايجاد عموما والخلق في
النشاة الخيالية خصوصا وانه يمكن اجتماع
النقيضين والضدين في نفس الامر لكن
بان يكون احد النقيضين في حضرة وليس فيها
الا جزم بان هذا هكذا ويكون آخر في حضرة وليس
فيها الا الجزم بان هذا ليس هكذا ونحن نبين لك
من هذه العلوم ماتيسر بيانه الخلق جمع اجزاء
مختلفة وافاضة صورة مناسبة على هذه الاجزاء
حتى تصير شيئا واحدا والخلق يكون تارة لما هو
من العناصر فتجتمع اجزاء العناصر ويفاض عليها
صورة تناسب الصورة العنصرية في الكيفيات
والكميات وسائر الاعراض فيصير المخلوق
انسانا او فرسا وتارة لما هو من الصور الخيالية فتجتمع خيالات كانت متشتتة في الخيال وتكون فيه من الخيال لصور الواقعة في الخيال من خارج

المشاهدة الحادية والاربعون ۴۱

تو یہ حق میں انکے افاضہ برکات کا ہوا یا نہ دیا ان کا اسپر تو مہربانی در قہر و عذاب
ہو گیا اور دونوں صورتوں میں نبی کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے
کہ انکے واسطے دعائے خیر کرے یا دعائے بد کرے تو وہ دعا واحد ہر نبی کے واسطے
جو اللہ کے لطف سے پیدا ہوتی ہے جس کے واسطے اُسے بھیجا تھا لیکن جو ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں
ارادہ کیا انکے بھیجنے سے فقط دنیا میں انپر مہربانی کرنیکا بلکہ ارادہ کیا
اسکے ساتھ قیامت کے دن عام رحمت کرنیکا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہیں آخرت میں اور شہادت آپکی خواص سے ہے پس انکے
قلب میں الہام کیا گیا کہ وہ اس دعا کو رکھ چھوڑیں واسطے قیامت کے
تو خوب غور کرو اس راز کو جو غور کرنیکا حق ہے مشہد آخر و تحقیقات القا
ہوئے میرے دل پر خلق و ایجاد کے علوم عموماً اور خلق کے علوم عالم خیال میں خصوصاً
اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر میں ممکن ہے لیکن
اسطرح کہ ایک نقیضین ایک درگاہ میں ہو اور اسمیں نہ ہو مگر یہ یقین
کہ یہ اور یوں ہی ہے یا دوسری نقیضین ہو دوسری درگاہ میں اور اسمیں
نہ ہو مگر یہ امر کہ یوں نہیں ہے اور ہم بیان کرتے ہیں تمسے ان علوم سے جسقدر
انکا بیان آسان ہے خلق جمع کرنا اجزاء مختلف کا ہے اور افاضہ کرنا صورت
مناسب کا ان اجزا پر یہانتک کہ وہ اجزاء ہو جائیں ایک شی واحد
اور خلق کبھی ہوتی ہے عناصر سے تو جمع ہو جاتے ہیں اجزاء عناصر اور
افاضہ ہوتی ہے ان پر وہ صورت جو مناسب عنصریت کے ہے کیفیت
اور کمیت میں اور سب عرضوں میں تو وہ مخلوق انسان
ہو جاتا ہے یا گھوڑا اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے تو جمع ہو جاتی
ہیں خیالات کہ تھی پراگندہ و منتشر
خیال میں یا انگ تھے خیال میں حلول
کرنے سے صورت واقعہ
کے بیچ خیال کے خارج سے۔

فیفاض علیہا صورة تناسب الصور الخیالیة فی
التجرد من وجه والتلطخ بالمادة من وجه وکل خلق
فی ای نشأة کان فانہ لا یدخل فی تلک النشأة
شیٔ من خارج تلک النشأة لان ذلک محال لا یقبله
العقل ضرورة نعم نشأة تعد لنشأة اخری وموجود
فی نشأة یعد لموجود فی النشأة الاخری وذلک
لانتظامهما جمیعا فی الطبیعة الکلیة وسریانها
فی النشأت علی السواء فینبغی ان تجرد نظرک الی النشأة
الخیالیة فهنالک بناء وهدم واحیاء واماتة وتقریبات
والله هنالک کل یوم هو فی شان فیما یتعلق الارادة
الالهیة بتکوین شخص خیالی فیبعث له تقریب
ویجمع له اجزاء خیالیة ومن عجیب الاسرار خلو النسب
بعدما لم یکن فیکون الرجل شریفا فی نفس الامر
ویکون لیس بشریف فی نفس الامر فی زمان واحد
وذلک انہ ربما لم یکن الرجل شریفا فی الاصل ولکنہ
ولد فی زمان تقتضی الاتصالات الفلکیة یومئذ
نباهة نسبه واری ان ذلک بنوع امتزاج زحل مع
الشمس والمشتری بحیث یکون الزحل مرآة ونور الشمس
والمشتری منعکسا فیه فحینئذ یکون والله اعلم
فی هذا المولود براعة النسب والنباهة من اجله
ویکون ذلک الاتصال بحیث یحفظ فی صورة
المفاضة حکم هذا الاتصال کما یحفظ فی المولودات
اشکال الوالدین وتخاطیطهما وهذا الرجل
لیس له شرف موروث فیمضی اولا فی الملاء
الاعلی بصیرورته شریفا ثم لا یزال فیهم صر

سے فائض ہوتی ہے اُس پر وہ صورت جو مناسب ہے صور خیالیہ کو بیچ مجرد ہونیکے ایک وجہ سے
اور آلودہ ہونے سے اوپر مادہ کے ساتھ ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو
اس عالم کے خارج سے اس عالم میں داخل نہیں ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے
اسکو عقل قبول نہیں کرتی ضرور ہاں یہ بات ہے کہ ایک عالم مستعد واسطے
دوسرے عالم کے ہو اور یہ امر ہے بسبب اسکے انتظام کے طبیعت کلیہ میں
اور سرایت کرنے طبیعت کلیہ کی سب عالموں میں برابر پس چاہیئے کہ تو مجرد کرے
نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بناتا ہے اور بگاڑتا ہے زندہ کرتا ہے
اور مارتا ہے اور تقریبات ہیں اور اللہ کہ وہاں ایک نرالا دن ہے تو بسا
اوقات ارادہ الہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے پیدا کرنے ایک شخص خیالی
کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اسکے تقریب اور واسطے اسکے اجزا
خیالیہ جمع ہوتے ہیں اور عجائب اسرار سے ایک نسب ہے بعد اسکے کہ
نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد اصل میں شریف اور شریف نہیں
ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں اور یہ امر واسطے ہے کہ اکثر اوقات
ایک مرد اصل میں شریف نہیں ہوتا لیکن وہ پیدا ایسے زمانہ
میں کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہیں اسکی بزرگی نسب کو اور میری
رائے میں یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس سے اور مشتری سے
اس حیثیت سے کہ زحل آئینہ ہو نور شمس و مشتری کا اسمیں منعکس
ہو تو اس وقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود میں بزرگی نسب
و نباہت کے اسکے سبب سے اور ہو وہ اتصالات ایسی حیثیت سے
کہ محفوظ ہوا اسکی صورت مفاضہ میں حکم اس اتصال کا جیسے کہ محفوظ ہوتی ہیں
شکل والدین اور نشان والدین کے اور یہ مرد [illegible] شرف موروثی نہیں رکھتا ہے
تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلی میں اسکے شریف ہونیکا [illegible] ہمیشہ
یہ بات بڑھتی جاتی ہے جیسا کہ ترقی کرتا ہے انسان [illegible]
ہو جاتا ہے ایسا کہ اس سے ترشح ہوتے ہیں الہام [illegible]
کے اور انفس عجائب اسرار سے ہے [illegible] آدم کے سوا

ہ موجود ہے ایک عالم میں کہ مستعد ہو واسطے دوسرے عالم کے [illegible]

شيئا وجاء اتصال يستدل على ظهور نسبه ونباهته الحق
فحينئذ يتنزل هذا السر في الارض فيخرج من حفظ الناس
ومن بين بطون الاوراق وجديد لا على كونه شريفا
وان كان مخالفا لما في نفس الامر ولكن يقع هذا الشبهة
فتنقاد لها خيار بني آدم فيجتمعون على تسميته شريفا
وتعظيمه من جهة الشرافة واذا كان هذا الانسان
من اهل الصلاح فربما يرى في بعض مناماته انه شريف
فتطمئن نفسه بذلك وكل من حفظ او اول وكتب
انه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل حاطه بهم انكار
الملاء السافل فكان كالذي يسب الشريف بانه ليس
شريف وهذا كله في الخارج شبح وتمثال لتلون نفسه
بلون النباهة النسبية ولكل نباهة نسبية في الخارج
نسب تستند اليها الى امام في الدين او ملك في الدنيا
فيتعين هذا الاسناد بحكم الوقت ويصير الامر كانه غير شريف
وقس عليه اماتة الشرف فيبعث الله تقريبا عجيبا يتسببون
شرف هذا الانسان ويفقد من نفسه لون النباهة النسبية
ويجتمع الناس على انه ليس بشريف ويكتب ذلك في الملاء
السافل وكل من قال انه شريف انكر عليه كما ينكر على من نسب غير الشريف
الى الشريف وليس مقصودنا انه اجتمع النقيضان
من قبل انه شريف من وجه ليس بشريف من وجه
اذ ليس هذا من التناقض في شيء بل هنالك حضرتان
حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه
ليس بشريف من كل وجه فالخبرين مطابق
في تلك الحضرات ومن هذا الباب ان خلافة الخليفة الجائر
خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا

حاملین سے تو جس وقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور اسکا تازہ اتصال ہے
جو مستدعی ہے اسکے ظہور نسب اور نجابت و شرافت کا تو نزول کرتا ہے یہ سر زمین
میں تو نکلتی ہے حفاظت سے لوگوں کے یا بطون اوراق سے اور ایسی کوئی وجہ ملتی ہے
کہ اسکے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر میں ہو لیکن واقع ہوتی ہے
وہاں شباہت پس اچھے لوگ بنی آدم کے مطیع ہوتے ہیں اور اس پر جمع ہو جاتے ہیں کہ
اسکو شریف کہیں اور بوجہ شرافت کے اسکی تعظیم کریں اور جس وقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح
میں سے تو اکثر دیکھتا ہے خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اسکو اطمینان ہو جاتا ہے
اس سے اور جسنے حفاظت کی ہے یا دل میں یا درج کیا کہ وہ شریف نہیں ہے اسکے قول
کا اعتبار نہیں ہوتا اور اسکو احاطہ کرتا ہے انکار ملاء سافل کا اور ہو جاتا ہے
ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتیں خارج میں ایک کا تمثیل
اور تمثال ہیں واسطے رنگے جانے کے نفس کے شرافت نسبیہ کے رنگ سے
اور واسطے شرافت نسبیہ کے خارج میں نسبت ہے کہ مستند ہوتا ہے طرف
ایک امام کے دین میں یا بادشاہ کے دنیا میں پس متعین ہوتی ہے
یہ استناد بمقتضائے وقت اور ہو جاتا ہے امر گویا سرے سے تقاضا ہی نہیں اور
قیاس کرو اسپر شرافت کے رہنے کو کہ اللہ موجود کر دیتا ہے ایسے اقربا
عجیب کہ جنکے سبب سے لوگ بھول جاتے ہیں اس انسان کا شرف اور گم ہو جاتا ہے
اسکے نفس سے رنگ شرافت نسبیہ کا اور سب لوگ اس پر مجتمع ہو جاتے ہیں کہ
وہ شریف نہیں اور لکھی جاتی ہے یہ بات ملاء سافل میں اور جو کوئی اسے
شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہیں اس کے گویا اس نے غیر شریف کو شریف کی طرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں کہ اجتماع نقیضین ہے اس
سے کہ ایک وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہیں ہے کیونکہ یہ کسی شے میں تناقض
نہیں بلکہ یہاں دو حضرتیں ہیں کہ ایک حضرت میں تو شریف ہے اور دوسری حضرت میں ہر وجہ سے شریف
نہیں اور دونوں خبریں مطابق ہیں ان حضرتوں کے اور اسی باب سے ہے خلافت
خلیفہ ظالم کی کہ ایک حضرت میں خلافت ہے اور دوسری حضرت میں خلافت نہیں ہے اور اسی
باب سے ہے تقارب زمانہ کا جسکو بتایا ہے قریب ہو گی کہ ہو گا الخ

الباب تقارب الزمان اذا قربت القيامة فيكون السنة
كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك
لانعقاد صورة الفناء والعدم في الملاء الاعلى فيفيض
لون ذلك في الناسوت فيخيل اليهم انه امتداد وانه
ليس هنالك امتداد وبحسب المقاييس فلا يقدر انسان
ان يصنع في يوم ما كان يصنعه من قبل في يوم وذلك
لتاثير هذا السر الفائض من الملاء الاعلى بمنزلة
تاثير وهم الانسان في ذلق رجله من جذع بين جدارين
ولم يكن لتزلق لو كان هذا الجذع موضوعا على الارض
ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها كلامنا
في هذه الساعة والله اعلم **مشهد آخر**
افيض على اسرار من المبدء والمعاد فمن اسرار المعاد
سر اللباس اهل الجهنم سرابيل من قطران ولباس
اهل الجنة السندس والحرير وغيرهما من الملابس
الفاخرة وكذا سر سوء وجوه اهل النار ونضارة
اهل الجنة ومايشاكل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف
على مقدمتين احدهما ان بين النفس اعنى التي
بها الحس والحيوة في الانسان وبخروجها موت
وبين البدن امتزاجا اكيدا لاسيما في اكثر بني آدم
ممن يتبادر الى فهمه ان الروح وصف للبدن وانها
حيوة او انها في البدن كالنار في الفحم ولهذا الامتزاج
الاكيد يتمثل اوصاف النفس بصورة اوصاف البدن
في المنامات وثانيهما ان بعض الحضرات في عالم الناسوت
يتمثل هنالك معنى بصورة شئ كتمثلها في عالم الخيال
المقيد كقصة سيدنا داؤد عليه السلام وما تمثل له صر
ص الملائكة متخاصمين في النعاج ومعاملته مع بعض الناس

ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا اور ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے
اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک روز کے اور یہ امر ہوگا اسلئے منعقد ہے صورت فنا
اور عدم کے ملاء اعلیٰ میں تو افاضہ ہوگا اسکا رنگ عالم ناسوت میں پس آئیگا
خیال میں یہ آئیگا کہ امتداد ہے اور وہاں امتداد نہ ہوگا اور قیاسوں میں قلیل
آجائیگا پس انسان قادر نہیں ہوسکیگا کہ ایکدن میں وہ کام کرے جو پہلے
ایک روز میں کرلیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس راز کے جو افاضہ ہوا
ملاء اعلیٰ سے ہے بمنزلہ تاثیر وہم انسان کے لغزش میں اسکے پاؤں اس تنہ درخت سے جو درمیان
دو دیوار کے ہو اور اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش نہ ہوتی پاؤں کو
اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ احاطہ کلام انکو احاطہ
نہیں کرسکتا اس وقت اللہ اعلم **مشہد آخر** افاضہ ہوئے مجھ پر اسرار معاد اسرار
میں سے پہننا اہل جہنم کو کرتے روغن قطران کے اور اہل جنت کو پہننا سندس
و حریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ
ہونے اور اہل جنت کے تر و تازہ منہ ہونے کا اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو ہمنے بیان کیں
اور اسکا بیان دو مقدمہ پر موقوف ہے ایک ان دو میں یہ ہے کہ نفس کے
درمیان جس سے میری مراد وہ ہے کہ جس سے حس و حیات ہے انسان میں اور
جس کے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے
خصوصاً بنی آدم میں جنکی فہم میں مقبلا ہوتا ہے کہ روح ایک وصف
ہے بدن کا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے
کوئلے میں آگ سو اس امتزاج کیواسطے متمثل ہوتے ہیں
اوصاف نفس کے بصورت اوصاف بدن کے بیچ سونے کے اور دوسرا
ان دونوں مقدموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت
میں متمثل ہوتی ہیں معنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل
انکے عالم خیال مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا
اور متمثل ہونا ملائکہ متخاصمین کا بیچ مقدمہ دنبوں کے مقابلہ
انکے معاملہ کے بعضے آدمیوں سے ہے۔

المشاهدة الثانية واربعون ۴۲

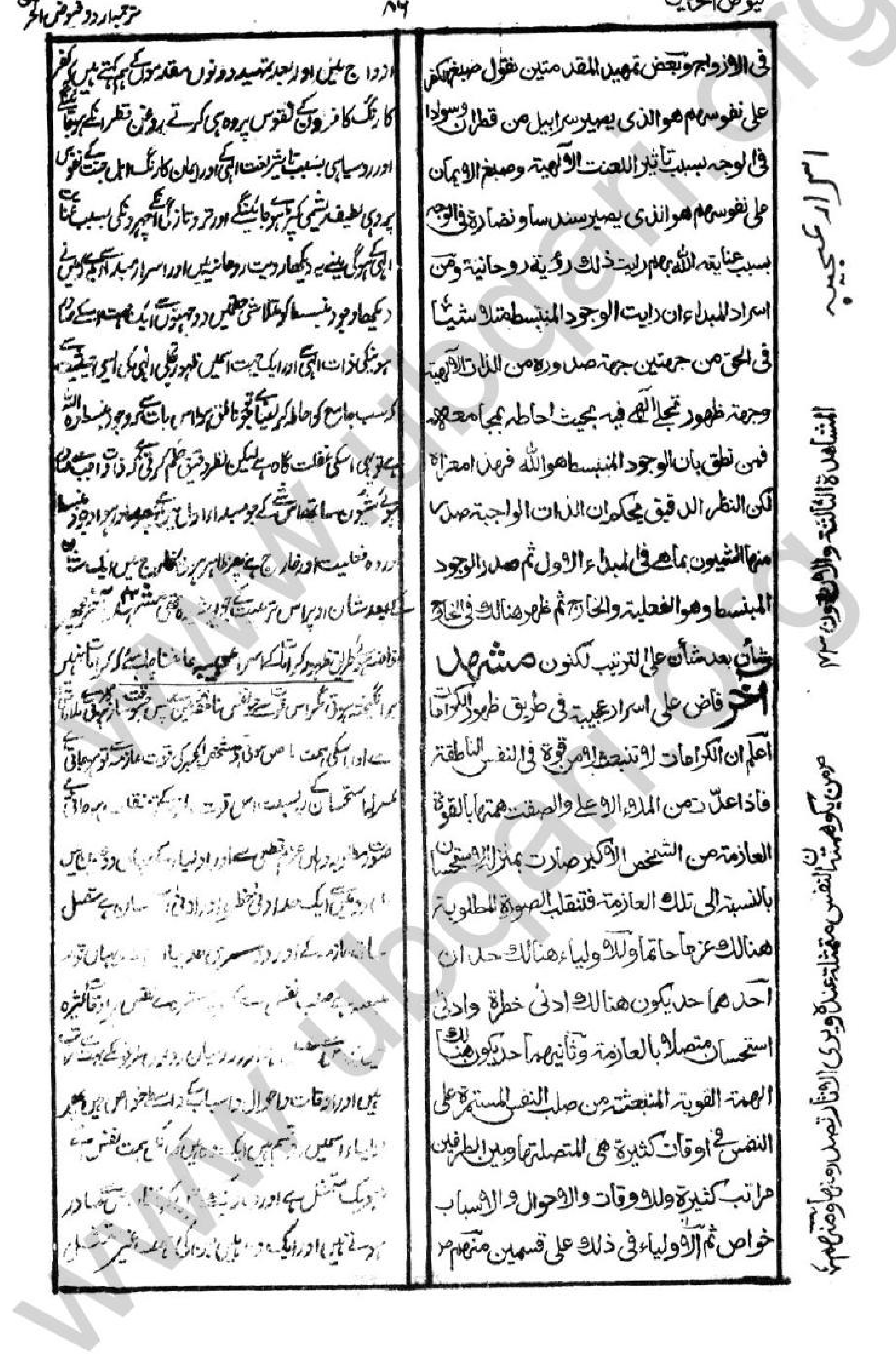

فی الازواج وبعض تمهید المقدمتین فنقول صبغ الکفر
علی نفوسهم هو الذی یصیر سرابیل من قطران وسوادا
فی الوجه بسبب تاثیر اللعنة الالٰهیة وصبغ الایمان
علی نفوسهم هو الذی یصیر سندسا ونضارة فی الوجه
بسبب عنایة الله بهم رایت ذلك رؤیة روحانیة ومن
اسرار المبداء ان رایت الوجود المنبسط ملاحظا شیئا
فی الحق من جهتین جهة صدوره من الذات الالٰهیة
وجهة ظهور تجلی الٰهی فیه بحیث احاط بمجامعه
فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهذا معراه
لکن النظر الدقیق یحکم ان الذات الواجبة صدر
منها الشیون بما هی فی المبداء الاول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلیة والخارج ثم ظهر هنالك فی الخارج
شأن بعد شأن علی الترتیب

مشهد آخر

فاض علی اسرار عجیبة فی طریق ظهور الکرامات
اعلم ان الکرامات لا تنبعث الا من قوة فی النفس الناطقة
فاذا اعدت من الملاء الاعلی والصقت همتها بالقوة
العازمة من الشخص الاکبر صارت بمنزلة الاستحسان
بالنسبة الی تلك العازمة فتنقلب الصورة المطلوبة
هنالك عزما حاتما وللاولیاء هنالك حدان
احدهما حد یکون هنالك ادنی خطرة وادنی
استحسان متصلا بالعازمة وثانیهما حد یکون هنالك
الهمة القویة المنبعثة من صلب النفس المستمرة علی
النفس فی اوقات کثیرة هی المتصلة بها وبین الطرفین
مراتب کثیرة وللاوقات والاحوال والاسباب
خواص ثم الاولیاء فی ذلك علی قسمین منهم من

اسرار عجیبہ

المشاهدة الثالثة والاربعون ۴۳

ومن یکون همته النفس متقاضة عند [illegible] الاثار تصل [illegible]

ازدواج میں اور بعد تمہید دونوں مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر
کا رنگ کافروں کے نفوس پر وہ ہی کرتے ہیں جن نظر انکے ہوجاتے ہیں
اور روسیاہی بسبب تاثیر لعنت الہی اور ایمان کا رنگ اہل جنت کے نفوس
پر وہی لطیفہ ریشمی کپڑے ہوجائینگے اور تروتازگی انکے چہرے رنگی بسبب عنایت
الہی کے ہوگی یعنے یہ دیکھا رویت روحانیہ اور اسرار مبدا سے یہ کہ میں نے
دیکھا وجود منبسط کو ملاحظ حق میں دو جہتوں سے ایک جہت ہونے کی صادر
ہونیکی ذات الہی سے اور ایک جہت اسمیں ظہور تجلی الہی کی ایسی حیثیت سے
کہ سب جامع کو احاطہ کر لیا تجو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ
ہے تو یہی اسکی غفلت گاہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر
ہوئے شیون ساتھ اس شے کے جو مبدا اول میں ہے پھر صادر ہوا وجود منبسط
اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی خارج میں ایک شان
کے بعد شان اور یہ اس ترتیب پر [illegible] مشہد آخر
[illegible] طریق ظہور کرامات کے اسرار عجیبہ مجھ پر فائض کئے گئے [illegible]
[illegible] مگر اس قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے [illegible]
[illegible] اسکی ہمت [illegible] شخص اکبر کی قوت عازمہ [illegible]
[illegible] استحسان [illegible] نسبت [illegible] قوت [illegible]
صورت مطلوبہ [illegible] اور اولیا [illegible]
[illegible] ایک [illegible] متصل
[illegible] عازمہ [illegible] یہاں [illegible]
[illegible] صلب نفس [illegible] نفس [illegible] اوقات کثیرہ
[illegible] بہت [illegible]
ہیں اور اوقات و احوال و اسباب کے [illegible] خواص ہیں پھر
اولیا اسمیں دو قسم ہیں ایک [illegible] ہمت نفس [illegible]
[illegible] متصل ہے اور [illegible]
[illegible] ہیں اور ایک [illegible]

من يكون همته غير متمثلة بل مضمحلة في خاطر أو خيال ولفظ فلا يجد لذلك بالًا ويصادف وقتًا بتدبير الحق ورحمته فيصدر منها الآثار والأول أكثر في الهند وخراسان وما يليها والثاني أكثر في الحجاز واليمن وما يليها ثم الأولياء أوقات منها ما يكون فيها الإرادة المصروفة من غير مزاحمة استبعاد أو مخالفة سنة الله فنجع في المقصود فإذا خطر في قلبه خاطر استبعاد أو مخالفة سنة الله لنكيته كما ترى عند عروض الحياء أو الخجل وهذا سر قوله صلى الله عليه وسلم لأبي رافع لما طلب منه الذراع في المرة الثالثة فقال يا رسول الله إنما للشاة ذراعان أما إنك لو سكت لناولتني ذراعًا فذراعًا ما سكتّ ومنها ما لا تزيد فيه المخالفة والاستبعاد وإنكار القوم إلا شدة في العزيمة كما ترى عند المنافسة ومعاركة الأبطال ومحاربة الأقران ثم الأولياء في انبعاث الداعية على طبقتين منهم من يكون الداعية فيه منبعثة من إلهام الحق تعالى وذلك إن أراد نظام الخير تنفذ في همته دواعي وذلك إما أن يكون داعية حادثة لأسباب مقتضية لها كقصة خضر وإما أن يكون داعية مستمرة كإرادة إقامة الأمة العوجاء العمياء ببعثة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فإنها مستمرة لا تزال تترجح من شراجها متصلة بقلب الملقى فيه إرادة لأفاعيل خاصة وأوضاع جزئية بحسب اقتضاء المقام والوقت ومنهم الطبقة العليا المختصة بالكمال المطلق فيصدر إشراق واستجابة دعاء وتكثير طعام وشراب بحسب المقتضيات

ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو وہ نہیں پاتی اسکے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے اپنی ہمت سے وقت کے ساتھ تدبیر حق کے اور اسکی رحمت کے تو صادر ہوتے ہیں اسسے آثار اور اول قسم کے اولیا اکثر ہند و خراسان اور اسکے قرب میں ہیں اور دوسری قسم کے ہیں حجاز و یمن اور اسکے نواحی میں پھر اولیا کیواسطے وقتیں ایسی ہیں کہ جس میں ارادہ صرف ہوتا ہے اسکو مزاحم نہیں بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا مقصود میں سریع التاثیر ہے کیونکہ جب خطرہ آیا اسکے دل میں استبعاد کا یا مخالفت عادت اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور یہ سر ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا واسطے ابو رافع کے جب اس سے طلب کیا تھا ذراع تیسری مرتبہ اور انھوں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ بکری کے ذراع دو ہی ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع بہت لاکر دیتے جبتک خاموش رہتے اور بعضے وہ کہ جسمیں مخالفت اور استبعاد اور انکار قوم سے قوت عزیمت میں جیسے تم دیکھتے ہو جنگ و جدال اور معرکوں میں دلیروں کے پہلوانوں کے اور لڑائی کو مثل اقران کے پھر اولیا داعیہ کے منبعث ہونے میں دو طبقے ہیں ایک وہ طبقہ کہ جسمیں داعیہ منبعث ہوتا الہام حق سے اور یہ اسلیے کہ ارادہ نظام خیر کا نسخ کرتا ہے اسکی ہمت میں دواعی اور ہوتا ہے یہ یا تو داعیہ حادثہ اسباب کے اقتضا کے جیسا کہ خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا ہے داعیہ مستمرہ جیسے ارادہ [illegible] ٹیڑھی اندھی کے ساتھ بعثت سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] وہ مستمرہ ہے ہمیشہ ہوتی [illegible] متصل انکے قلب سے [illegible] ہوتا ارادہ عملوں خاص اور اوضاع جزئیہ کا بموجب اقتضاء وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ اعلیٰ مختص ساتھ کمال مطلق کے ہیں ہوتا ہے اشراف اور قبول دعا اور زیادتی طعام و آب سے مقتضیات اور معجزات کے اس ساعت میں قیاس کرو ترشح علم کا جاری ہے ناموس کا اور جو منعقد ہے ملاء اعلیٰ میں ۴

م والمعالجات ساعتئذ وقس على ذلك ترشحة العلم منبجسة من الناموس المنعقد ۲۲

فی الملأ الاعلی ارادة الخیر باهل الارض فهی متصلة
بقلبه المقدس دائما الا انه یتصور بصور شتی بحسب
الاوقات والاوضاع وهیات النفس فیخرج بصورة
النفث والروع مرة وتمثل الملك اخری وافاضة
برکة فی الرؤیا تارة ومناما اخری ومنهم من یکون
الداعیة السفلیة هی الباعثة فیه ولیس ذلك من مقامات
الکمل اللهم الا انما ها المعنے الجامعیة والیه الاشارة
فی مقالتهم المشهورة العارف لا همة له ثم ان الولی
اذا بلغ هذا المبلغ من القوة العلامة خلع علیه خلعة
الطیبة فی مشهد سویداء القلب من الشخص الاکبر
فصار ملاذا للناس فیها بالهم وجامعا لشملهم
ولست ادری وجوب تفرد شخص بهذا الامر بل ربما
یصل الیه اثنان وثلثة وفوق ذلك ایضا والحضرة
مع کل واحد کانه المتفرد بها مثل ذلك مثل الانسان کل فرد
من البشر منفرد به من غیر مزاحمة وان کانوا الوفا ومن یعم
انفراد شخص بذلك فانما یشیر الی سر غیر ما اشرت الیه
ویعرج علی هذا الانفراد الذی ذکرته ویحمله علی غیر
محمله والحمد لله الذی شفانی کاسا دهاقا من کل هذه
المقامات التی اشرت الیها **مشهد اخر**
رأیتنی فی المنام قائم الزمان اعنی بذلك ان الله اذا اراد
شیئا من نظام الخیر جعلنی کالجارحة لاتمام مراده
ورأیت ان ملك الکفار قد استولی علی بلاد المسلمین
ونهب اموالهم وسبا ذراریهم واظهر فی بلد اجمیر
شعائر الکفر وابطل شعائر الاسلام والعیاذ بالله
فغضب الله تعالی علی اهل الارض غضبا شدیدا

ورأیت صورة هذا الغضب متمثلا فی الملأ الاعلی واثر شدة الغضب

اہل زمین کے حق میں خیر ارادہ ہے پس وہ متصل ہے انکے قلب مقدس سے ہمیشہ لیکن
اسکی صورتیں متفرق ہیں بسبب اوقات اور اوضاع اور ہیئت نفس کے اور
کبھی خارج ہوتا ہے بصورت الہام قلب کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی
خواب میں افاضہ برکت کا اور کبھی قیام میں اور بعضے ایسے ہیں کہ داعیہ
سفلیہ باعث ہوتا ہے اور یہ مقامات کاملین سے نہیں ہے الٰہی یوں کہا جاوے واسطے
تمام کرنے معنی جامعیت کے اور اسی کیطرف اشارہ ہے انکے اس قول مشہور میں
کہ ان العارف لا ہمۃ لہ پھر جب ولی پہنچتا ہے قوت علامت کی اس جگہ تو پہنایا
جاتا ہے اسکو خلعت قطبیت کا مشہد میں سویدا قلب کے شخص اکبر کیطرف
تب ہو جاتا ہے وہ لوگوں کے واسطے پناہ کی جگہ اور لوگوں کا مرجع اور جامع انکے
تفرقہ کا اور میری رائے میں نہیں ہے واجب ہونا واسطے ایک شخص کے اس
مرتبہ کا بلکہ اکثر اوقات اسکے رتبے کو پہنچتے ہیں دو اور تین اور اسکے سوا
بھی اور حضرت ہر واحد کیساتھ ایسی ہوتی ہے گویا کہ وہ اسمیں منفرد ہے مثل
اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر مستقر ہے انسان ہونے میں بغیر مزاحمت
کے اگرچہ ہیں ہزاروں اور جس شخص نے گمان کیا منفرد ہونا اس رتبہ کا
اشارہ کرتا ہے اس کیطرف جو غیر ہے اسکے جسکی طرف میں نے اشارہ کیا یا وہ
سیدھا چلے اس انفراد میں اور اسکو حمل کیا کرے غیر محل پر وہ الحمد للہ
کہ ان سب مقامونسے جو میں نے بیان کئے ہیں مجکو جام لبریز پلایا گیا۔ مشہد
آخر میں نے دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اس سے میری مراد یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی شئے کا نظام خیر سے تو مجھکو بنا دیا مثل اعضاء کے
واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں نے دیکھا کہ کافروں کا بادشاہ غالب آ گیا
مسلمانوں کے شہروں پر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکی ذریات کو غلام
بنا لیا اور شہر اجمیر میں علامات کفر ظاہر ہو گئے اور علامات اسلام
کھو دئے العیاذ باللہ اور خدا کا غضب ہوا اہل زمین پر اور دیکھی میں نے اس غضب
کی صورت متمثل ملاء اعلیٰ میں پھر منتشر ہوا غضب میری نظر میں
بہت غضبناک ہونیکے سبب جوش میں آجانیکے اس [illegible] نفس میں

www.ubqari.org

الی فرایتنی غضبانا من جهة نقمت من تلك الحضرة
فی نفسی لا من جهة ما یرجع الی هذا العالم وانا
ساعتئذ فی جم غفیر من الناس منهم الروم ومنهم
الاوزبكة ومنهم العرب بعضهم ركبان الابل
وبعضهم فرسان وبعضهم مستاة اعلی
اقدامهم واقرب ما رایت شبها بهولاء الحجاج
یوم عرفة ورایتهم غضبوا لغضبی وسالونی
ما ذا حكم الله فی هذه الساعة قلت فك كل
نظام قالوا الی متی قلت الی ان ترونی قد سكت
غضبی فجعلوا یتقاتلون بینهم ویضربون
وجوه ابلهم فقتل منهم كثیر وانكسر دون
ابلهم وشفاهها ثم انی تقدمت الی بلدة
اخربها واقتل اهلها فتبعونی فی ذلك وبلد
خربنا بلدة بعد بلدة حتی وصلنا الاجمیر
وقتلنا هنالك الكفار واستخلصناها منهم
وسبینا ملك الكفار ثم رایت ملك الكفار یمشی
مع ملك الاسلام فی نفر من المسلمین فامر
ملك الاسلام فی اثناء ذلك بذبحه
فبطش به القوم وصرعوه وذبحوه بسكین
فلما رایت الدم یخرج من اوداجه فقال منه قلت
الآن نزلت الرحمة ورایت الرحمة والسكینة
شملت من باشر القتال من المسلمین وصاروا
مرحومین فقام الی رجل وسالنی عن المسلمین
اقتتلوا فیما بینهم فتوقفت عن الجواب ولم اصرح
رایت ذلك لیلة الجمعة الحادیة والعشرین ص

ص اس وحدت کی حرکت اسکی صرافت وحدت سے آخر مراتب تک تدریجی ہے ۵

میں تھا اس جہت سے کہ وہ رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں
اسوقت لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ انمیں روم اور ازبک اور عرب
سب ہیں بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور بعضے سادہ ہیں
اور قریب اسکے جو میں نے دیکھا مشابہ انکے ہیں حاجی لوگ دن عرفہ کے
اور میں نے دیکھا کہ وہ سب غضبناک ہیں میرے غضبناک ہونیسے اور
مجھسے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا اسوقت میں نے کہا ہر انتظام
کے دور کرنیکا انھوں نے کہا کبتک میں نے کہا کہ جبتک تم دیکھو میرا غضب
ساکت ہو گیا پھر وہ آپسمیں قتال کرنیلگے اور اونٹوں کے منھ پر
مارنے لگے تو قتل ہوا انمیں سے بہت اور بہت اونٹوں کے سر ٹوٹے پھر میں
بڑھا آگے ایک شہر کیطرف تو اسکے ویران کرنے اور اسکے لوگوں کو
قتل کرنیکے لیے اور انھوں نے پیروی کی اور تابعداری کی میری اسی امر
میں اور اسیطرح خراب کیا ہمنے ایک شہر کے بعد ایک شہر یہانتک کہ
ہم پہنچے اجمیر اور وہاں کفار کو قتل کیا اور انسے چھڑا لیا ہمنے
اسکو اور غلام بنایا ہمنے کفار کے بادشاہ کو پھر میں نے دیکھا کہ
بادشاہ کفار جا رہا ہے بادشاہ اسلام کیساتھ مسلمانوں کے گروہ میں پھر
حکم دیا بادشاہ اسلام نے اسی اثناء میں اسکے ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا اسکو
لوگوں نے اور گرا دیا اسکو اور ذبح کر ڈالا چھرے سے پھر جب دیکھا میں نے
کہ خون اچھل رہا ہے اسکی رگوں سے میں نے کہا اب رحمت نازل ہوئی اور میں نے
رحمت سکینہ کو دیکھا کہ شامل ہو گئی ان مسلمانوں سے جنھوں نے جہاد کیا
اور وہ ہو گئے رحمت کیے گئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھسے سوال کیا
ان مسلمانوں کا جنھوں نے آپسمیں قتال کیا تو میں نے توقف کیا جواب سے
اور نہ بیان کیا میں نے دیکھا شب جمعہ کو اکیسویں ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۴ھ کو

مشہد آخر اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ حقیقت الحقائق

وحدت ہے اسمیں کثرت نہیں ہے اور اسکے واسطے تنزلات ضرور ہیں کہ
کثرت ظاہر ہو اور اسکے احکام و خواص کیساتھ مراتب متعین ہوں اور یہ

ص من ذی القعدة سنة ۱۱۴۴ **مشهد آخر** لا شبهة فی ان حقیقة الحقائق وحدة لا كثرة فیها وانه لابد لها من تنزلات لتظهر الكثرات وتتعین المراتب باحكامها وخواصها ص
ص وان حركتها من صرافة وحدتها الی آخر المراتب تدریجیة وان لا غایة لها الا نفس ظهورها ۴۴

المشاهدة الخامسة والاربعون ۴۵

www.ubqari.org

كمال تلك الوحدة وأن لها عند حركتها لنفسها الى
مراتب الكثرات حب مقدس اعلى من الارادة
الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبعي
الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول
امره ثم انه يتسع دائرتها شيأ فشيأ بازاء اتساع الكثرة
اذا لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها
وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات
التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت
وكانت مكمنة فبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك
فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذه مشهد آخر
نشاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة
ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج
في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز
الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشيء بالقوة القريبة
او البعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق بظهور
نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك ذكر
لافراد تلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشأة صاحب ظهور الافراد بتفاصيلها بارزا
ظاهرا ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون
فردا متشخصا في المثال وفردا منتشرا ليس على
كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم
في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا
ثم الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد به
ظهور تدبير الهي متعلق بتلك النشأة اولا وكذلك
اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انقسم ذلك

اور اسکی کچھ نہایت نہیں مگر نفس ظہور کمال اس وحدت کا
اور اُسکی رغبت کیواسطے وقت اسکے حرکت لنفسہا کے طرف مراتب
کثرات کے حب مقدس علی ہے جس ارادہ اختیاریہ کہتی ہے ایک
قوم اور اسی ایجاب طبعی کہتے ہیں اور یہ حب بسیط ہے اپنے ابتدا میں پھر
اسکا دائرہ وسیع ہوتا گیا آہستہ آہستہ مقابلہ وسعت کثرت کے
اسواسطے کہ ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاص ہے حب خاص کا کہ وہ سبب ہے
اسکے بروز ظہور کا اور تحقیق بساطت اولی میں نہیں خالی اُن
جمیع محبات سے جو بعد میں ظاہر ہوئیں لیکن وہ اسمیں مندمج ہیں پھر
ظاہر ہو گئیں اور پوشیدہ تھیں ظاہر ہو گئیں پس ایسے اصول ہیں
کہ اسمیں کچھ شک کرنا نہ چاہیئے جس شخص کو ادنی بھی سمجھ ہو اور ہمارے
واسطے بعد اسکے ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہم نے یہ کہ اندماج
جمیع مراتب کا اس بساطت میں حد واحد پر نہیں ہے بلکہ یہاں حب
خاص ہے مندمج اس حب بسیط میں وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل
کے ہے اور ایک حب دوسری ہے وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور حب
ظاہر اس سے ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشأہ کلیہ کے اولاً اور بالذات
اور یہاں اس نشأہ کے افراد کا کچھ ذکر نہیں پھر جب آیا وقت ظہور افراد
اس نشأہ کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی تفصیلوں سمیت بارز
ظاہر اور اس سے جو علاقہ رکھتی ہے ظہور فرد سے اس نشأہ سے کہ
ہووے فرد متشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق آئی کثیرین
پر علی سبیل البدل عالم ناسوت میں اس طرح کہ ہووے قائم اس مرکز میں
ایک شخص پھر بعد اسکے دوسرا شخص اور اسی طرح اور پھر حب متعلق
ظہور فرد کے ساتھ اس معنی کے یا یہ کہ قصد کیا جاوے اس سے تدبیر
الٰہی کے ظہور کا جو متعلق ہے ساتھ اس نشأہ کے یا نہ ہو اور مانند
اسکے جب متعلق ہو حب ساتھ ظہور نشأہ کلیہ کے پھر منقسم ہوئی
یہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے پھر یا یہ کہ منقسم

ہو ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہ ہو مقصود ۶

۵ الحب عند ظهورها الى افراد واشخاص فاما ان ينقسم ۶

۵ وورثت صورة اهل الغضب متمثلى في الملاء الاعلى

بقصد ظهور تدبير الهي أو لا يكون المقصود إلا نفس وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا أن النشأة الإنسانية ليست تابعة للنشأة الحيوانية فقط بل بإزائها حب خاص ظهر في أول الأمر وكذلك النشأة الحيوانية ليست تابعة لنشأة النامية وشاهدنا أن الحب المتعلق بظهور فرد إذا كان في أول الأمر يكون هذا المراد فردا جامعا لجميع النشآت الإلهية والكونية فإن كان قصد تدبير نشأة فهو الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في عالم المثال وهو النبي بالأصالة وما زال في عالم الناسوت يظهر لها مثال بعد مثال حتى وجد سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فكملت به أحكام تلك المرتبة وإن لم يقصد به تدبير نشأة بل إنما قصد نفس تحقق هذا النوع من الكمال فهو الفرد الذي ليس بنبي وإذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما جاء وقت ظهور أفرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد فإن كان قصد به حينئذ تدبير نشأة فهو نبي من الأنبياء وليس بالفرد الجامع وإن لم يقصد به حينئذ ذلك بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الإلهية على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما لا يتعلق الحب في أول الأمر ولا عند ظهور أفراد النشأة الكلية بظهور فرد بل إنما يتعلق عند ظهور أفراد في الناسوت وحينئذ إن كان قصد به تكميل ملته فهو وارث الأنبياء أو غير ذلك فهو وارث الملأ الأعلى أو لم تقصد إلا كونه راشدا فقط ص

ص فهو وارث الأولياء فهذه معرفة غامضة عض عليها بنواجذك ثم

مگر نفس وجود اس نوع کا کمال ہے ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ نشاء انسانیہ تابع نہیں نشاء حیوانیہ کے فقط بلکہ اسکے... مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشاء حیوانیہ تابع نہیں نشاء نامویہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ جب متعلق ظہور فرد کے اگر ہے اول امر میں تو ہوگی یہ مراد جامع جمیع نشات الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر مراد اس سے قصد تدبیر نشاء کا تو فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے جو متمثل تھی عالم مثال اور وہ نبی تھی بالاصالت ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اسکے مثال ظاہر ہوتی ہے ایک بعد دوسرے کے یہانتک کہ پائے گئے سیدنا..... محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہوگئے ان سے احکام اس مرتبہ کے اور اگر قصد نکی جاوے اس سے تدبیر نشاء کی بلکہ قصد کیا۔ جاوے نفس تحقق اس وجہ کا کمال ہے تو وہ ایسا فرد ہے کہ نبی نہیں اور جسوقت متعلق ہووے حب ظہور نشاء کلیہ کے پھر جب آیا وقت ظہور اسکے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے پس اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاء کا تو وہ ایک نبی ہے انبیا میں سے اور نہیں وہ فرد جامع اور جو یہ قصد نہ کیا جاوے اسوقت بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنمیں غالب ہوں قوائے الٰہیہ قوائے کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور بسا اوقات جب اول امر میں متعلق نہیں ہوتی اور نہ وقت ظہور افراد نشاء کلیہ کیساتھ ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہے وقت ظہور افراد کے بیچ عالم ناسوت کے اور اسوقت اگر اس سے قصد کیا جاوے تدبیر ملت تو وہ وارث الانبیا ہے یا اسکے سوائے وارث ملاء اعلی کا ہے یا نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا رشد ہونا فقط تو وہ وارث اولیا ہے پس یہ معرفت غامض ہے اسکو خوب مضبوط پکڑ دانتوں سے

اعلم ان للفرد احکاما لا توجد لغیره منها انه لیس له
مستقر من اول ما سافرت النقطة الحبیبیة الی ان تعود
للمنه سافرت انما کل نشاءة له مستودع و سیره فیها
اسرع من سیر السهم اذا انفل من القوس حتی یبلغ
الی منتهاه فلا یتعلق بذیله شئ من قذر النشأة
بخلاف غیره اللهم الا ما کان فی حکمة الله ان النشأة
المتأخرة تستمد من النشاءة للتقدم متضررة ومنها
انه یرزق المحبة الذاتیة وحقیقتها النقطة الحبلیة
عائدة الی امنه هذا السیر علما او حالا و نشأة و
اما غیره فلیس له فی هذا القسم نصیب ومنها انه
لا یکون السبب الحقیقی لانتقال الفرد من نشأة الی
نشأة الا المحبة الذاتیة تفصیل ذلك ان الفرد
اذا ورد فی مستودع فلا بد ان یلفت زمانا الی
احکام تلك النشأة فیصل الی ذروة سنامها
ویقتعد غاربها و یظهر منه ما لا یظهر من غیره
ثم بعد ذلك لا بد ان ینفض تلك النشأة عن نفسه
کالجنین یخرج من بطن امه و ینفض عنه النشأة
الجنینیة فاذا حان النفض تذکر النقطة الحبلیة فیه
مقر العز و حین البساطة و تشتاق الیه اشد
الاشتیاق فیهما انها لنفسها هی المحبة الذاتیة و من
خاصیتها ان ینقطع عنه عروق تلك النشأة فیموت
وینفك نسمته عن جسده الکثیف الا وصع واذا
حان انفکال روحه عن نسمته الهوائیة عاد الیه
ذلك الهیمان و النفض و اذا حان انفقاء روحه
عاد الیه ایضا و هلم جرا حتی تصل النقطة ص

پڑھو پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہیں اسکے بغیر
میں نہیں پائے جاتے بعض انمیں سے یہ ہے کہ اسکے واسطے کوئی ٹھکانا
گاہ نہیں اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیبیہ نے جبتک وہ عود کرے
واسطے اس شئے کے جسکے واسطے سفر کیا تھا بیشک کہ نشأة
کیلئے پناہگاہ ہے اور سیر اسکے بیچ تیزتر ہے تیر سے جسوقت وہ نکلا کمان سے
یہانتک کہ پہنچے اپنے منتہا کو پس اسکے دامن میں کوئی شئی نجاسات
و آلودگی نشأت سے نہیں لگتی بخلاف اسکے غیر کے الٰہی مگر یہ بات ہے
کہ اللہ کی حکمت میں ہو کہ نشأة متأخر مدد چاہیے نشأة متقدم سے
اور وہ متضرر ہو ضرورت سے اور بعض انمیں سے یہ ہے کہ اسکو نصیب ہوتی ہے
محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت ہے نقطہ حبیبیہ عود کرنیوالا طرف
اس شئے کے جس سے یہ سیر ہے علماً یا حالاً یا نشأة اور اسکے غیر کو واسطے
اسمیں نصیب نہیں ہے اور بعض انمیں سے یہ ہے کہ نہیں ہوتا سبب حقیقی
واسطے انتقال فرد کے ایک نشأة سے دوسری نشأة کیطرف مگر محبت
ذاتیہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع میں
تو ضرور ہے اسکو التفات کرے ایک زمانہ اس نشأة کے احکام کیطرف پس
واصل ہو اسکے اعلیٰ بلند کیطرف اور ٹھہرے وہاں اور اس سے وہ باتیں ظاہر
ہوں جو اسکے غیر سے نہ ظاہر ہوں پھر بعد اسکے ضرور ہے کہ نشأة اسکو اپنے
میں سے نکال دے جیسے بچہ اپنی ماں کے شکم میں سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتا ہے
اس سے نشأة بچپن کا تو جب وقت ہو دور ہو جانیکا تو یاد دلائے نقطہ جیسے
اسمیں مقر عزت اور حین بساطت کو اور مشتاق ہوا کمال نہایت شوق
پس سکا جوش کہ نفس کے واسطے وہی محبت ذاتیہ ہے اور اسکی ...
خاصیتوں سے ہے کہ اس سے منقطع ہو جائیں عروق اس نشأة کے
پس وہ مر جاوے اور رہا ہو جاوے اسکی روح اسکے جسم کثیف خاکی اور
وقت ہو اسکی روح کا انفکاک نسمۂ ہوائیہ سے عود کرے اسکی
طرف وہ سرگشتگی محبت اور اسکے تعلق اور جب وقت ہو داخل مم

مم ہوئے اسکی روح کا تو بھی اسکی طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائیں جبتک پہنچے نقطہ آخیر کو اور اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن ۶ ص الی حیلنها و موضع بساطتها

ومقر عزها انه اقتعاد غارب النشأة الجسدانیة ففی ۶

الانبياء ظاهرة اما في غيرهم فمناصب وراثة للانبياء
كالمجددية والقطبية وظهور آثارها واحكامها
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين
الصفات كل مقام حصل لكل انسان من خلق
الخلق وظهور رقائق منه وتعين كل رقيقة
بما يناسبها ووفود آثار كل رقيقة بحيث لا يشغله
شان عن شان واما اقتعاد غارب النشاءة
النسمية فمنه ان يكون معدا الوصل علوم النسم
المقيدة باجسادها الى التدلي الاعظم المتلي منه
الطبيعة الكلية وان يكون جارحة في افاضة
الصور الخارجية والوقائع الكونية وان شئت
الحق فليس للفرد حال ولا مقام ولا منصب
انما كل شئ له بلسان رقيقة وعلى حال تدلي
لكنه العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب
انما الاحوال والمناصب فيه فعلى هذا ينبغي
ان يحمل كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه
بالتدليات العالية والمناصب الشامخة
وقد نبهناك على جماع كلامه وملاك لامره
ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق ظاهرة بارزة
ولكل رقيقة حكم واثر خاص لا بد ان يظهر
تلك الآثار منه وليس له ان يكم نفسه عنها
لانها جبلت عليها رقيقة قمرية تحذو حذوها من
العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطريق
المنسوبة الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية
يحذو حذوها من العلوم الكسبية التصانيف

ص ورائى خاص في كل علم يبلغ اليه نظره ايا كان معقولا او منقولا ورقيقة زهرية يحذو حذوها الجمال والمحبة ليحب كل احد ويحبه كل احد من حيث لا يدريان ورقيقة

ظہور نہایت ہیں نشاء جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور
انکے سوا میں پس منصب وراثت انبیاء کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت
اور انکے آثار اور احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کے
اور جمع درمیان صفات ہر مقام کے حاصل شدہ واسطے ہر انسان کے جیسے پیدا
ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقائق کا اور متعین ہونا ہر رقیقہ کے
اس شے کے جو اس کے مناسب ہے اور زیادتی آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے
کہ نہ روکے اسکو ایک حال دوسرے حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی
نشاء نسمیہ کا پس اس سے ہے یہ کہ مستعد ہو واسطے وصول علوم
نسمیہ مقیدہ باجسام کے طرف تدلی اعظم کے جس سے ہے طبیعت کلیہ
اور یہ کہ افاضہ میں جارحہ ہو صور خارجیہ کے اور وقائع کونیہ کے
اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے کوئی حال اور نہ مقام اور
نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اسکے ہے ساتھ زبان رقیقہ کے اور اوپر
حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں ڈھانکتا اسکو حال اور نہ منصب
جز اس کے نہیں ہے کہ احوال اور مناصب بیچ اسکے ہیں پس بنا بریں چاہیے
کہ حمل کیا جاوے ہر کلام فرد کا اس شے سے جو خبر دیوے اسکے قیام تدلیات
عالیہ و مناصب بلند کے اور ہم آگاہ کر چکے ہیں تجھکو جامع کلام اور اصل
سے اسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اس میں دس رقائق ظاہر بارزہ ہیں اور ہر رقیقہ
کا اثر و حکم خاص ہے ضرور ہے کہ وہ آثار اس سے ظاہر ہوں اور نہیں روا اسکو
روکے اپنے نفس کو ان سے اسواسطے کہ وہ جبلت میں سرشتہ ہوئی ہیں اور ایک رقیقہ
قمریہ ہے جو مقابل ہے علوم کسبیہ کے یعنی علم حدیث اور برکات طریقت کے جو منسوب
ہیں مشائخ صوفیہ کیطرف اور ایک رقیقہ عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے
علوم کسبیہ تصانیف وغیرہ کے خاص ہر علم میں کہ اسکی نظیر نہیں ہے اس میں
کوئی علم ہو معقول یا منقول ہو اور ایک رقیقہ زہرہ ہے
وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ وہ ہر ایک دوست رکھتا
رکھتا ہے اور ہر ایک اسکو دوست رکھتا ہے

شمسية يجد وحدها الغلبة والظهور على الكل معنى واستحقاقا وحفظا لجميع خلق الله تحت الحكم الوحداني ورقيقة مريخية يجد وحدها من كل كمال التأصل والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شيء مهلهلا ضعيف النسج ورقيقة مشترية يجد وحدها قطبية وإمامة وهداية وكونه مثابة الناس فيها يتقربون الى ربهم ورقيقة زحلية يجد وحدها من كل رقيقة بقاء وتأصلا وتقود مدى الأزمنة وأيضا تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملاء الأعلى يجد وحدها همة محيطة بجميع ما يلصق به هي شبح لنظر الله وعصمته ورقيقة من الملاء السافل يجد وحدها نورا يدخل في يديه ورجليه وعينيه وجميع أعضائه ورقيقة من التدلي الإلهي المتدلي الى عباد الله ينشعب منه شعبتا نور النبوة وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا قدسية لا يشغلها شأن عن شأن ولا يأتي عليه حال من الأحوال الى التجرد الى النقطة الكلية الا وهو خبير بها الآن وإنما الأولى تفصيل الإجمال أو شرح نقطة بلورة وليس صدور الكرامات من الفرد كصدورها عن غيره فإن غيره يصدر منه الآثار والخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الا هي أما الفرد فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك أنك قد علمت أن فيه رقائق كلية جملية وجاءت من قبل الأسماء الإلهية ورقائق جاءت من قبل نفوس الأفلاك وطبائعها م

اس حیثیت سے کہ دونوں کو معلوم نہیں اور ایک رقیقہ شمسیہ ہے وہ مقابل ہے غلبہ اور ظہور سب پر معناً اور استحقاقاً و حفظاً تمام مخلوق اللہ کے تحت میں حکم وحدانی کی ہیں اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے کہ اسکے مقابل ہے ہر کمال سے تأصل اور سختی و رسوخ اگر وہ نہ ہوتا تو ہر شے ہوتی بودی اور بناوٹ کی کمزور اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ مقابل ہے اسکے قطبیت و امامت اور ہدایت اور ہونا اسکا لوگوں کا مرجع جس میں لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈیں اور ایک رقیقہ ہے زحلیہ اسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا اور تأصل اور باقی ہونا درازی زمانہ تک اور نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ملاء اعلیٰ سے اور اسکے مقابل ہے ہمت جو محیط ہے ان سب چیزوں کو اس سے لگی ہوئی ہیں وہ قالب ہے اللہ کی نظر اور اسکی عصمت کا اسکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل کا مقابلہ ہے اسکے نور جو داخل ہوتا ہے اسکے ہاتھوں اور پاؤں اور آنکھوں میں اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی آلہی کا جو متدلی ہے اللہ کے بندوں کی طرف اس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اسکا نفس بالکل نفس قدسیہ پیدا ہوا ہے کہ نہیں روکتی اسکو کوئی شان کسی شان سے اور اسپر کوئی حال نہیں آتا احوال سے وقت تجرد کے طرف نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اس سے اس ہی اور تحقیق آنے والا تفصیل ہے اجمال کی یا شرح ہے نقطہ کی ساتھ دورہ کا اور خرو ہے ایسی کرامتیں صادر نہیں ہوتیں جیسے اسکے غیر سے کیونکہ اسکے غیر سے آثار اور کرامتیں صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اس حالت کے جو اسمیں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اسکی طبقات وجود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہی ہے لیکن فرد کا ہر جز اپنی روشنی صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اسلیے ہے کہ تم جان

م چکے ہو کہ اسمیں رقائق کلیہ جملیہ ہیں کہ آئے ہیں اسماء اللہ کیطرف سے اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے ۶ م ورقائق جاءت من ۰ ۶

م ورئت صورة هذا الغضب متمثلة في الملاء الأعلى ثم رسخ الغضب ۶

قبل العناصر ورقائق جاءت من قبل تصنف
الكمال الحاصل له اصنافا فلا يتسلط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها ابدا
بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن مقتضاها
ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون تجرد الشيء
من الكمال بحيث يمحق اثر الكمال الآخر بل كل عنده
بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فباحد وجهين
احدهما ان يكون المدبر الحق ارادة لعباده ايصال
نفع دنيوي واخروي او دفع ضر كذلك او اراد
تعذيبهم على افعالهم فيجري على يديه وينسب
الخرق اليه وهو في الحقيقة كالميت في يد الغسال
لا اختيار له في ذلك وثانيهما ان يرجع هذا الفرد
الى عقل حكمة وفراسة فاذا راى شيئا فيه نفع له
ولغيره بسط رقيقة من رقائقه الى ما يناسب
هذا الشيء فظهر خارق عادة في الناس مثلا
اراد ان يخبر الناس بما سياتي من الوقائع
فبسط رقيقة من رقائقه وهي القمرية فتلقت
علما والقاه اليهم او اراد تسخير قوم فبسط
رقيقة من رقائقه وهي الشمسية فسخرت
وهلم جرا ومن خواص الفرد في الحيوة الدنيا
انه يتاتى له ان يعبد بجميع اخلاقه
وجميع طبائعه وذلك ان الانسان في مجرى
العادة يفعل افعال الشجاعة لداعية
ترجع الى جلب نفع او دفع ضر دنيوي فاذا
كان العمل فرد التعقل في الملاء الاعلى حكما
من احكام الحق فترشح منه اثر الى النفس وانبعث الداعية وخدمها خلق من اخلاقه

اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں جانب عناصر سے اور رقائق ہیں کہ آئی
ہیں طرح طرح کے کمالوں سے جو اسکو حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا ایک جز
دوسرے جز پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنے مقتضا سے
ملکیت کے تسلط سے اسپر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول ہوتی
ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اسپر اور کبھی تجرد نہیں ہوتا کسی
کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہوجائے بلکہ ہر
نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہے تو اس سے جو خارق عادت ظاہر ہو
تو دو وجہوں میں ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنے بندوں کو نفع
پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا
آخرت کا یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہے تو اس فرد کے ہاتھ پر جاری
ہوتا ہے اور وہ اسکی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحالیکہ وہ فرد
مانند مردہ کے ہے غسال کے ہاتھ میں اسکو اسمیں کچھ اختیار نہیں اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ وہ فرد رجوع کرے اپنی عقل اور حکمت و فراست کیطرف پس جب
دیکھے کسی شے میں اسکو نفع ہے یا اور دوسرے کو تو اسکی رقائق میں سے
کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگوں میں مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقائع آنیوالے ہیں انکی لوگوں کو خبر کرے
تو بسط کرے اسکا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور لوگوں کو وہ علم
پہنچایا یا ارادہ کرے کہ وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا تو بسط کرے ایک رقیقہ
رقائق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرے اور اسیطرح اور جہانتک
خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ زندگی دنیا میں اپنے رب کی عبادت
کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبائع سے اور یہ امر اسلیئے ہے کہ عادت
میں ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہے واسطے اسی داعیہ کے کہ حصول
نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو جب ہوتا ہے تو ملاء اعلیٰ میں جو حکم
منعقد ہوتا ہے حق کے احکام سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس
کیطرف تو التفات ہوا ہے داعیہ اور اسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے
اخلاق میں سے ◆

فجرت الافعال وهو فی کل ذلك فان عن مراده باق بمراد الحق فهذا معنی عبادته باخلاقه والانسان له طبائع ولكل طبیعة فناء وبقاء وكمال توعزاه من ربه وافعال یجری منها بفناءها فی الحق وتجلیات معنویة حاصلة من تركیب الكمال بالطبیعة البشریة بحسب ذلك الكوكب كما ان الطبیعة الزهریة بحسب التسمیة تقتضی ان یلتذ كل حسن بالجمال الذی خصه الله تعالی به ویری فی كل لذة وبهجة انقیادا الی الله واخبانا له فیكون الحماسن بلذ انها والاشیاء التی یلتذ بها كانها السنة تذكر الله تعالی فیحصل له حالة عجیبة یستغرق فیها ویسكر حینا من الدهر وقس علی ذلك كل طبیعة وان شئت الحق فعبادة لربه فی حقه جریان منه علی مقتضی طبیعه والله حافظه واذا اتاه زجر علی فعل فسببه مخالفته فی ذلك المباس البسه الله تعالی ومن خواصه فی البرزخ انه اذا انتقل عن هذا البدن هام الی الطبیعة العامة التی تعم كل موجود هیمان النفس الناطقة الی بدنها الا ان هیمانها هیمان تدبیر وهیمانه هیمان عشق فحینئذ یسری فی اجزاء العالم بهمته ففی الحجر حجر وفی الشجر شجر وفی الفلك فلك وفی الملك ملك لا یصده طور عن طور كهیئة الطبیعة المطلقة وحینئذ ربما كان من هذا الفرد اثار عجیبة واحكام غریبة فمنها انه یعلم بالعلم الحضوری مع

مع انه القيم بالطبيعة الاولى كما ان النفس يعلم انه قائم وليس بقائم الا الجسد ولا يعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما علم ذلك

تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہوتا ہے مراد اللہ کی مراد میں باقی تو یہ معنی ہیں اسکی عبادت کے بسبب اخلاق کے اور انسان کے واسطے طبائع ہیں اور ہر طبع کیلئے فنا و بقا اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے اور افعال ہیں جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں جب اسکو فنا کرے خدا میں اور تجلیات معنوی ہیں جو کہ ترکیب کمال کے ساتھ طبیعت بشری کے حاصل ہوتی ہیں موافق اس کوکب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب تسمیہ مقتضی ہے کہ لذت اٹھائے حسن سے اس جمال کی جس سے اللہ نے خاص کیا ہے اور دیکھے ہر لذت اور ہر خوشی میں تابعداری اللہ کی اور فروتنی اسکے آگے پس ہو جائیں سب چیزیں ساتھ لذت کے اور ہر شئے جس سے لذت اٹھاتا ہے سب کے سب زبانیں ہوں یاد دلانے والی اللہ تعالیٰ کی تو حاصل ہو اسکو ایک عجیب حالت جس میں مستغرق ہو جاتا ہے اور مست ہو جاتا ہے ایک زمانہ اور اسی پر قیاس کر ہر طبیعت کو اور جو کچھ ہو تو اس کی عبادت اپنے رب کیلئے اسکے مقتضٰی طبیعت کا اسکی جاری ہوتا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور جب کسی فعل پر اسکو زجر آتا ہے تو اسکا سبب اسکی مخالفت اس امر میں بسبب اس لباس کے ہے جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد کے خواص میں سے ہے عالم برزخ میں یہ کہ جب وہ انتقال کرے اس بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہے ہر موجود کو جیسا ہیمان نفس ناطقہ کا بدن سے ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیر کا ہے اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق کا ہے تو اسوقت سرایت کرتا ہے بہمت اجزاء عالم میں تو حجر میں حجر اور شجر میں شجر اور فلک میں فلک ہے اور ملائکہ میں ملک ہے نہیں روکتا اسکو ایک طور دوسرے طور سے جیسے ہیئت طبیعت مطلقہ کے اور اسوقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہیں پس انہیں سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری سے کہ وہ طبیعت اولی کو قائم رکھنے والا ہے جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قائم ہے

بعلم حصولي كما يعلم ان فلانا الاجنبي ابن فلان
ومنها أن هذه الحقيقة ربما صارت معدة لبعض
التدبير الكلي فبرز بروزا في بعض المواطن وكون
سببا لافاضة البركات **شعر** ومن بعد هذا
ما فلق صفاته وما كتمها احظى لدي واجمل

تحقيق في بيان قول السيد عبد السلام بن مشيش قدس سره على مشرب القوم اللهم جعل الحجاب الاعظم حياة روحي وروحه سر حقيقتي وحقيقته جامع عوالمي بتحقيق الحق الاول انتهى المراد بالحجاب الاعظم ذات النبي صلى الله عليه وسلم كما دل عليه قوله قدس سره فيما سبق وحجابك الاعظم القائم لك بين يديك وانما عبر عنه بالحجاب الاعظم لان حقيقته عليه الصلوة والسلام اول المبدعات واعظمها كما ذكره القوم في قوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق الله نوري ومنها انشعبت الحقائق فهي الواسطة بينها وروحه نبي الانبياء فان ارواحهم انما اخذت العلوم والمعارف بواسطة روحه فكما ان النبي ترجمان الحق في قومه والواسطة بينه وبينهم فكذلك روحه صلى الله عليه وسلم ترجمان الحق في الارواح والواسطة بينه وبينها وفي قوله عز من قائل فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا اشارة الى هذا المعنى بناء على ان هؤلاء اشارة الى الشهداء وصورته الظاهرة في الناسوت التي عليها ظهرت المعجزات وبينت على

اور وہ قائم نہیں مگر جسد قائم ہے اور اس علم کو نہیں جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے علم حصولی جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے اور انھیں سے یہ ہے کہ حقیقت ہوتی ہے مستعد واسطے بعض تدبیر کلی کے پس ظہور کرتی ہے بعضے مواطن میں اور ہوتی ہے سبب افاضہ برکات کا شعر ومن بعد ہذا ما تحقق صفاتہ — وما کتمہا احظی لدی واجمل — یعنے اسکے بعد اسکی صفتیں ظاہر نہیں کیجاتیں اور میرے نزدیک اسکا چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے تحقیق بیان میں قول سید عبد السلام ابن مشیش قدس سرہ کے وہ قول یہ ہے اللہم اجعل الحجاب حیاۃ روحی وروحہ سر حقیقتی وحقیقتہ جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتہی حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے شیخ ان قدس سرہ کا یہ قول وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک جسکا پہلے بیان ہوا اور تعبیر ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی اول مخلوقات اور اعظم ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اور اسی سے منشعب ہوئی حقیقتیں پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطہ ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیا ہے کہ بیشک انبیا کی ارواح نے اخذ کئے علوم اور معارف بواسطے اس روح مبارک کے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسیطرح روح مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالی فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا اشارہ ہے طرف اسی معنی کی بنا بریں کہ ہؤلاء اشارہ ہے طرف شہداء کے اور انکی صورت ظاہری ناسوت میں جس سے معجزے ظاہر ہوئے

ے پھر کیا ہوتا ہے جب ہم ہر امت کے گواہ کو بلائینگے (م) لسانها المعارف والاحکام وواسطة بين الحق وخلقه وسببه تقرب الامم منه وظهور) اور اے پیغمبر تم کو بھی ان پر گواہی کیواسطے بلائینگے ۱۲م

مما بينا ان له صلى الله عليه وسلم ثلث نشآت كلية ثلثة اصناف من التوسط بحسب تلك النشآت فاولها مرتبة تسمى عند الطائفة بالحقيقة المحمدية وهي تعين كلي في الخارج لاحكام الاسماء الكلية وثانيها مرتبة عندهم بالروح المحمدي وهي التعين المجاذي للحقيقة المحمدية عند انفسار الانسان الكلي الى مظاهره وتعيناته وثالثها النشاة الناسوتية المنوطة بها الكمالات الظاهرة بعد بعثته الى الخلق على راس اربعين سنة من عمره من اقامة الامة العوجاء وفتح ابصارهم واذان صم وقلوب غلف حتى يشهدوا بالوحدانية ويتهذبوا ويعلموا احكام الله المتعلقة بافعال المكلفين وغير ذلك من المعارف الجليلة واكمل الاولياء من كان قلب خاتم الانبياء صلى الله عليه وسلم في تلك النشآت الثلث لكن الحقائق الجزئية المستعدة لكمالات المحبة والمحبوبية وما يضاهيهما لا يتعين الا بعد انحياز الانسان الكلي بحياله فاول تعينها في الخارج بينا هي ويسامت التعين الروحي من الحقائق الكلية فلا يظهر مدد الحقيقة المحمدية الواصل الى الحقائق الجزئية الا عند تعينها وتكون الجامعية ميراثا منها وانعقاد الاستعدادات منا لكون ميراثا عن الروح المحمدي فيكون مرتبة العطايا واحدة واسرار وجودها متعددة فاذا تمهد هذا فنقول الشيخ قدس سره يتبهل الى ربه تبارك وتعالى بلسان استعداده ان يجعله وارثا وتلميذا لمحمد صلى الله عليه وسلم بحسب النشآت الثلث

وكمالاته المختصة بكل عضو فعضو عن سواه الصادرة منه الى الخلق

اور اس صورت کی زبان سے بیان ہوئے شعائر اور احکام واسطے انکے درمیان حق اور اسکی مخلوق کے اور بسبب مخلوق کے قرب کا حق کے اور ظاہر ہوا اس سے جو بیچ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تین عالم ہیں کلیہ اور تین قسم کے ہیں توسط کے موافق تین نشآت کے تو اول وہ مرتبہ ہے جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتی ہے اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج میں واسطے احکام اسمائے کلیہ کے اور دوسرا انمیں سے مرتبہ جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین مجازی ہے حقیقت محمدیہ کی وقت منقسم ہونے انسان کلی کی طرف اسکے مظاہر اور تعینات کی اور تیسرا انمیں نشاۃ ناسوتیہ ہے جس سے وابستہ ہیں کمالات ظاہری بعد نبی ہونے کے خلقت کی طرف جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ امت کج کو راہ پر لائے اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو بہت بخشے کیونکہ واسطے تاکہ وہ وحدانیت الٰہی پر گواہی دیں اور تہذیب پاویں اور جانیں اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اسکے سوا اور معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینوں عالم میں لیکن حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور جو ان دو کے مانند ہیں نہیں متعین ہوتی مگر بعد جدا اختیار کرنے انسان کلی کے اسکے مقابل ہیں پس ہو تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج میں مشابہ اور ہمسر تعین روحی کے حقائق کلیہ سے پس نہیں ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کی جو واصل ہے طرف حقائق جزئیہ کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت کے میراث حقیقت محمدیہ کے اور منعقد ہونا استعداد کا یہاں باعتبار میراث روح محمدیہ کے ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار اسکے وجود کے متعدد جب یہ بات بیان ہوئی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ تضرع وزاری کرتا ہے رب تبارک وتعالیٰ سے بزبان اپنی استعداد کے کہ اللہ اسکو کرے وارث اور تابع سید ومولینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بحسب نشآت ثلثہ کے اور انکے کمالات مختصہ کے جوہر

من الكمالات الناسوتية وبقوله اللهم اجعل الحجاب الاعظم حيوة روحي اعني بها الروح المنفوخ في البدن المدبرة له المريدة الحس والحركة وهي في الافراد الجزئية المستعدة لكمالات الجزئية التي اشرنا اليها بازاء الصورة الناسوتية في الافراد الكلية المستعدة للكمالات الجمعية ولا يخفى حسن تشبيه المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم الى روح هذا المستفيد بالحيوة التي هي كمال اول للروح وعبر عن سواله ميراثه من الكمالات الروحية بقوله وروح سر حقيقي وذلك لان الحقائق الجزئية انما تنشا من حيث تعين الارواح الكلية ولا يخفى ما في التعبير عن المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم الى حقيقة هذا المستفيد بالسر الذي يفهم منه الخفاء والمصدرية للآثار والكمالات وتعين الاستعدادات مستمرا دائما على نمط واحد من الحسن والبراعة وعبر عن سواله ميراثه بحسب الكمالات التي ورثتها الحقيقة المحمدية وان لم تظهر في الافراد دون تلك المرتبة بقوله وحقيقة جامع عوالمي وذلك لان الاكملية بهذا الوجه تلازم ظهور دقائق كثيرة بازاء النشآت الخارجية كل دقيقة اجمال نشاة ومعرفة احوالها فالمدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم في هذه المرتبة الى حقيقة المستفيد صورة جمع العوالم بهذا المعنى اجعل ذلك كذا التحقيق والتحقيق جعل الشيء متحققا في الخارج والمراد منه الفيض المقدس ولا يخفى ما في وضع المظهر مكان المضمر

ایک نہیں ہیں پس تعبیر کیا اپنے سوال میراث کو اسکے کمالات ناسوتیہ سے اس قول کیساتھ کہ اللھم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد اس سے روح ہے جو بدن میں پھونکی گئی ہے جو مدبر اور مدبر ہے اسکی حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی اور وہی افراد جزئیہ میں مستعد ہے واسطے کمالات جزئیہ کے جسکی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ کمال اول ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا اسنے اپنے سوال میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ کے ساتھ اس قول کے وروحی سر حقیقی اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ بیشک ظہور کرتی ہیں اس جگہ سے کہ جہاں متعین ہوتی ارواح کلیہ اور پوشیدہ نہیں وہ کہ بیچ تعبیر مدد کے ہے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا اور مصدریت واسطے آثار و کمالات اور تعین استعدادات کی ہمیشہ دائم ایک نمط واحد پر حسن و براعت سے اور تعبیر کیا اس نے سوال میراث اسکی کو موافق ان کمالات کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں ظاہر ہوئی مگر بیچ سوائے اس مرتبہ کے جو اسکا قول ہے وحقیقت جامع عوالم ہے اور یہ امر اس لئے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے ظہور دقائق کثیرہ سے کہ بمقابل نشآت خارجیہ کے ہر دقیقہ اجمال ہے ایک نشأۃ کا اور اسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اس کی صورت جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذالک کذا تحقیقک اور تحقیق کرنا شے کا متحقق ہے بخارج میں اور مراد اس سے فیض مقدس ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر سے مکان مضمر میں ۔

من افاضات زبان التحقیق

صادر ونه من جهة كونه حقا اى متحققا بذاته محققا
لغيره واول الاشياء فانه وجود الموجودات وماهية
الماهيات **تحقيق** للعارف وصول الى الذات
ووصول الى الاسماء والتجليات سواء فانما بان الوصول
الى الذات علم بها وادراك لها والاوهام يوهم خلاف
ماذكرنا من كلام المتحققين فى هذه المسئلة ومعناه
نفى العلم والاحاطة لا نفس الوصول وتفصيله
ان السالك اذا وصل الى الحقيقة التى يعبر عنها
بانا وجدتها عماد وجودها ومقر الالتفات الى التحقق
والتقرر والوجود واصل ذلك كله الوجود المطلق
وله تنزلات شتى وملابس كثيرة فيعرف فى ضمن
هذا الالتفات كل تنزل ولبسة بما يستلزم ذلك
التنزل وتلك اللبسة فلا يدرك المثال الا
بالمثال ولا الروح الا بالروح وهكذا بوجه متصعدا
حتى يدرك الحقيقة التى لا حقيقة فوقها متلبسا بالحقيقة
بعينها فهناك وصول وليس هناك علم الا بانا ودونها
الا بانا وما احسن قول الشيخ العارف عفيف الدين
التلمسانى مشيرا الى هذه النكتة بشعر له شعر ومشكوى
فورى بها يتفطر ✽ يحق لها يتك القلوب انفطارها
وماذا على من صار نالة لخلها ✽ اغار ابوها ام تنبه
جارها ✽ فالكمل يتحقق لهم الوصول الى الذات بالفعل
وكذلك باصول الاسماء والتجليات فناء وبقاء وتحقق
ولا يجوز ان يكون لهم حالة منتظرة فى ذلك نعم بعد
ذلك احكام خاصة بكل نشأة من النشأت يعتورها
الانسان مرة بعد مرة وكانه قد احاط بها اجمالا

کر اشعار اس بات کا تحقیق صادر ہے اس سے بسبب اسکے ہونیکے حق
یعنی متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور اول اشیا پس بیشک وہ وجود
الموجودات و ماہیت الماہیات ہے تحقیق عارف کو وصول ذات کا اور اسماء
و تجلیات ہے یکساں برابر اگرچہ اسکے جو کہا ہے کہ وصول طرف الذات علم ذات اور ادراک
اور اسکا ہو یا نہیں اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان فرمانے محققین کے کلام سے
اس مسئلہ میں تو اسکے معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی نہ نفس وصول کی
اور اسکی تفصیل یہ کہ سالک کو جب وصول ہوتا ہے طرف حقیقت کے
وہ حقیقت جس سے تعبیر کرتا ہے اور وہ حقیقت خبر دیدیتی ہے اپنے
ساتھ اور واقع ہوتی ہے واسطے التفات طرف تحقق و تقرر وجود کے اور
اس سب کی اصل وجود مطلق ہے اور واسطے اسکے تنزلات ہیں بہت اور
لباس ہیں کثیر پس پہچانتا ہے اس التفات کے ضمن میں ہر تنزل و ہر لباس
لباس خاص - اس تنزل اور اس لباس کے تو نہیں ادراک ہوتا مثال
مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسیطرح رجوع
کرتا ہے صعود کرتا ہوا یہاں تک کہ دریافت کرتا ہے اس حقیقت کو کہ
اسکے پرے کوئی اور حقیقت نہیں ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا
پس وہاں وصول ہے اور علم نہیں وہاں مگر آنا کا اور کوئی ادراک نہیں
مگر آنا کا اور کیا خوب قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی جو اشارہ
کرتے ہیں اس نکتہ کیطرف شعر ہے عوام شکری فوزی بہا یتفطر وانہ
یحق لہا یتک القلوب انفطارہا وماذا علی من صار نالہ لخلہا
انفطارا ابوہا ام تنبہ جارہا پس کاملوں کے واسطے وصول متحقق ہے
طرف ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ اصول اسماء اور
تجلیات کے فنا و بقاء تحقیقاً نہیں جائز یہ کہ ہو اسکے واسطے حالت
منتظرہ اس امر میں ہاں اسکے بعد احکام خاص ہیں ہر
نشاء کے نشأت میں کہ برتتا ہے انکو انسان ایک
بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کر لیا انکا اجمالاً ان دونوں

في ديلك الوصولين

له چھوڑ دو انکو جھگڑتے رہیں مبہم سے مراد حاصل ہونگی کہ وہ عشق ہو جائیں ثابت کر دیگا اور تو انکو دیکھے تم ہو انکا عشق ہر بار نا کیا جو محبوب کے رخسار کا خال ہوا اس محبوب کا با غیرت تھا ہمسایہ آگاہ ہو گیا

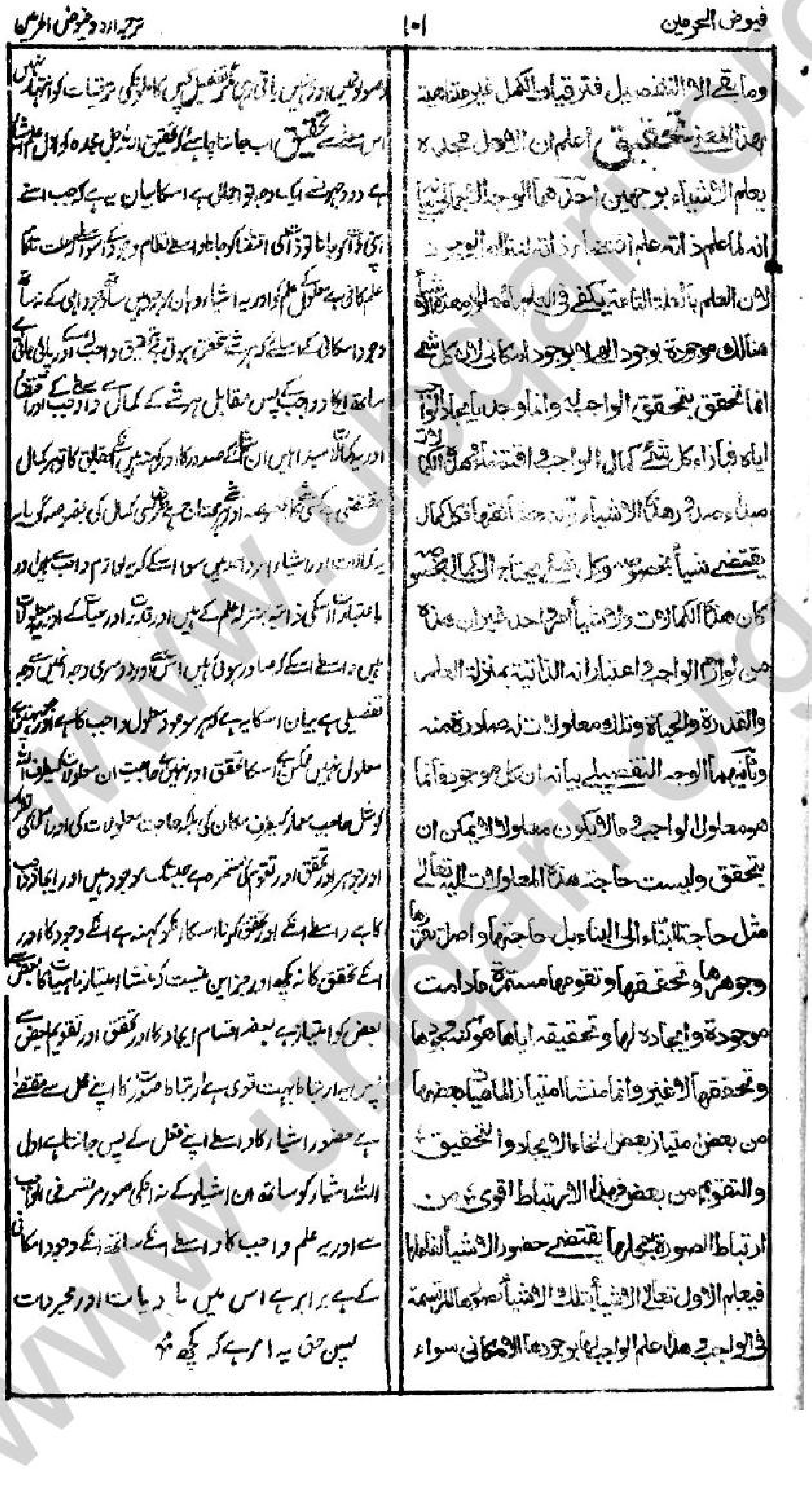

وما بقى الا التفصيل فترقيات الكمل غير متناهية
بهذا المعنى تحقيق اعلم ان الاول تعالى
يعلم الاشياء بوجهين احدهما الوجه الاجمالي
انه لما علم ذاته علم اقتضاءاته لان ذاته الوجوب
لان العلم بالعلة التامة يكفي في العلم بلوازمها والاشياء
هنالك موجودة بوجود الهي لا بوجود امكاني لان كل شيء
انما تحقق بتحقق الواجب وانما وجد بايجاد الواجب
اياه فبازاء كل شيء كمال للواجب اقتضى ذلك الكمال
صدوره وصدر هذه الاشياء [illegible] فكل كمال
يقتضي شيئا بخصوصه وكل شيء يحتاج الى كمال بخصوصه
كان هذه الكمالات وهذه الاشياء امر واحد غير ان هذه
من لوازم الواجب واعتباراته الذاتية بمنزلة العلم
والقدرة والحياة وتلك معلولات له صادرة منه
وثانيهما الوجه التفصيلي بيانه ان كل موجود انما
هو معلول الواجب وما لا يكون معلولا لا يمكن ان
يتحقق وليست حاجة هذه المعلولات اليه تعالى
مثل حاجة البناء الى البناء بل حاجتها في اصل
وجودها وتحققها وتقومها مستمرة مادامت
موجودة وايجاده لها وتحقيقه اياها هو كوجودها
وتحققها لا غير وانما نشأ امتياز الماهيات بعضها
من بعض امتياز بعض انحاء الايجاد والتحقيق
والتقويم من بعض فهذا الارتباط اقوى شيء من
ارتباط الصورة بمحلها يقتضي حضور الاشياء لفاعلها
فيعلم الاول تعالى الاشياء بتلك الاشياء وصورها المرتسمة
في الواجب فهذا علم الواجب بوجودها الامكاني سواء

تصور نہیں ہے اور نہیں باقی رہا مگر تفصیل پس کاملوں کی ترقیات کو انتہا نہیں
اس معنے سے تحقیق اسے جاننا چاہئے کہ تحقیق اللہ عز مجدہ کہ اول جانتا ہے اشیا
کو دو وجہوں سے ایک وجہ تو اجمالی ہے اسکا بیان یہ ہے کہ جب اسنے
اپنی ذات کو جانا تو ذاتی اقتضا کو جانا اسواسطے کہ علم ساتھ علت تامہ کا
علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیا وہاں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ
وجود امکانی کے اسواسطے کہ ہر شے متحقق ہوتی ہے تحقق واجب سے اور پائی جاتی ہے
ساتھ ایجاد واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا
اور یہ کمالات اسی ان شے کے صدور کا اور حقیقت میں ان شے کے تعلق کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شے کا بخصوصہ اور ہر شے محتاج ہے طرف کسی کمال کی بخصوصہ گویا یہ
یہ کمالات اور یہ اشیاء امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم واجب میں سے ہیں اور
باعتبارات اسکی ذاتیہ بمنزلہ علم کے ہیں اور قدرت اور حیات کے اور یہ معلولات
ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوتی ہیں اس سے اور دوسری وجہ انمیں سے وجہ
تفصیلی ہے بیان اسکا یہ ہے کہ ہر موجود معلول واجب کا ہے اور جو چیز
معلول نہیں ممکن نہیں ہے اسکا تحقق اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کے
کو مثل حاجت عمارت کیطرف معمار کی بلکہ حاجت ان معلولات کی اور اصل وجود میں
اور وجود میں اور تحقق اور تقوم میں مستمر ہے جب تک موجود ہیں اور ایجاد کرنا
کا ہے واسطے انکے اور تحقق کرنا اسکا انکو مثل ہے انکے وجود کا اور
انکے تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ ناشی امتیاز ماہیات کا بعض
سے بعض کو امتیاز ہے بعض اقسام ایجاد کا اور تحقق اور تقویم سے بعض
پھر یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت کا اپنے محل سے مقتضی
ہے حضور اشیاء کا واسطے اپنے فاعل کے پس جانتا ہے اول
اللہ اشیاء کو ساتھ ان اشیاء کے نہ انکی صور مرتسمہ فی الواجب
سے اور یہ علم واجب کا واسطے انکے ساتھ انکے وجود امکانی
کے ہے برابر ہے اس میں مادیات اور مجردات
پس حق یہ امر ہے کہ کچھ

www.ubqari.org

فی ذلک المادیات الی ان قال فالحق انہ لا حاجۃ
الی توسیط الجواہر العقلیۃ المرتسمۃ فیہا صور الاشیاء
الا فی المفروضات التی لا تحقق لہا الا فی فرض الفارض
کانیاب الغول فتدبر الکلام حق التدبر مشہد
آخر اعلم ان الملل والمذاہب بالحقیقۃ یقال ملۃ حقۃ
ومذہب حق وینظر الناظر فی وصف احدہما
بذلک الی مطابقۃ الواقع لہ فتأملنا حقیقۃ
ہذا الواقع الذی ان وافقہ الشیء کان حقا
والا کان باطلا فوجدنا معنیین احدہما جلی
والآخر دقیق یدری من بعد التأمل فالجلی ان یکون
کل مسئلۃ من الاعتقادیات مطابقۃ لما علیہ المعتقد
فی الخارج مثلا یحکم بان اللہ یسخط ویغضب
ویکون الامر کذلک وبان الحشر الجسمانی کائن وہو
کذلک وکل مسئلۃ مما یحکم فیہا بوجوب وحرمۃ
مطابقۃ لما علیہ الامر المنعقد فی الملأ الاعلی مثلا
یحکم بان الصلوۃ واجبۃ ویکون فی الملأ الاعلی
مثالی من قضاء مضمونہ تحسین من تلبس بہا
وکونہا مستلزمۃ ترقیۃ تتشبث بذیل نسمتہ
فی الدنیا والآخرۃ وتنفیرہا آفات ظلمانیۃ عن نسمتہ حاصلۃ
من قبل الاستغراق فی الاحکام البہیمیۃ کما یستلزم
اکل الزنجبیل تسخین البدن وازالۃ البرودۃ عنہ
فہذا النازل ہنالک مطابق للحکم بوجوبہا وکل مسئلۃ
فیہا توقیت او تحدید مطابقۃ لقواعد الملۃ
کتوقیت الصلوۃ بالاوقات الخمس وتحدید الزکوۃ
بمائتی درہم وبالحول ویکون بحیث یثبت بین الاصل

وبین ہذہ الاشباح وجود تشبیہی

حاجت نہیں وسط میں لانے جواہر عقلیہ کے جو مرتسم ہیں اشیا کی صورتیں
مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہیں مگر فرض کرنے والے کے فرض میں
جیسے دیو کے دانت پس غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنے کا
مشہد آخر جاننا چاہیے کہ ملتیں اور مذاہب وصف کی جاتی ہیں
ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حقہ اور مذہب حق اور ناظر
نظر کرتا ہے وصف میں ایک ان دونوں کے پس ہم نے تامل کیا حقیقت
کو اس واقع کی اگر موافق ہو اوسکے شے کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل
تو ہم نے دو معنے پائے ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق و باریک
کہ بعد تامل معلوم ہونگے تو ظاہر روشن تو یہ ہیں کہ اگر ہو ہر مسئلہ
اعتقادیات سے مطابق واسطے اس شے کے جس پر اعتقاد کیا گیا خارج میں
مثلاً حکم کیا جاوے کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور ہے امر یونہیں اور
یہ کہا جاوے کہ حشر جسمانی ہونیوالا ہے اور ہے یونہیں اور جو مسئلہ ہووے
کہ اسمیں حکم وجوب و حرمت کا ہو مطابق واسطے اس چیز کے
کہ جس پر منعقد ہے امر ملاء اعلی میں مثلاً کہا جاوے کہ نماز فرض ہے
اور ہو بیچ ملاء اعلی کے نازل مثالی اور مضمون اسکی تحسین
اس شخص کی جو متلبس ہوا اس سے اور اسکا ہونا مستلزم ہو اسکی
ترقی کا چنگل مارنے سے اسکے دامن نسمہ میں بیچ دنیا و آخرت
کے اور تنفیر ہیئت ظلمانیہ کے نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ
حاصل ہوئی ہے استغراق سے احکام بہیمیہ میں جیسا مستلزم ہے
زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت
کو انسان سے تو یہ نازل وہاں مطابق ہے واسطے حکم کے
فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اسمیں توقیت ہو یا تحدید مطابق
واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کہ پانچ وقت اور زکوۃ
کہ دو سو درہم اور برس پھر گذرنا اور ہو اس حیثیت
کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی

في مدارك الملأ الاعلى فيكون هذا ذاك وذاك هذا
بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قيل انها حقة
وكذلك معنى حقية المذهب ان يكون الحكاية مطابقة
لما قاله رسول الله صلى الله عليه وسلم في نفس الامر
ولما كان عليه القرون المشهود لها بالخير وان
كانت المسئلة لا نص فيها ولا رواية فحقيتها
ان تكون محفوفة بقرائن تورث غالب الظن
بان النبي صلى الله عليه وسلم لو تكلم في المسئلة
لما نطق بغير هذا القول وان يكون وجه الاستخراج
والاستنباط ظاهرا لا ريب فيه للمحيط باساليب الكلام
ومقاصد الشارع في شرع الاحكام فهذا معنى
حقيقة المذهب واما الدقيق الذي يختص به بعض
فان يكون الحق علم جمع شمل اهواء الامم بان يلهم
مصطفى من عباده باقامة ملة من الملل فيصير
خادما لارادة الحق منصبا لظهور تدبيره وكنا
لفيض مدده الغيبي فيقال فيمن اطاعه من العبد
فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله فصار
الرضى مقصورا في موافقة هذا التدبير والسخط
في مخالفته ومنافاته واذا كان كذلك فاحكام
الملة جميعا حقة والمنظور في صحتها بالحقية
حينئذ ظهور التدبير الالهي في هذا الشخص الخير
وكذلك المذهب ربما يكون العناية المتوجهة
الى حفظ ملة حقة متوجهة بحسب معدات
الى حفظ مذهب خاص بان يكون حفظة الملة
يومئذ هم القائمين بالذب عن الملة او يكون
شعارهم في قطر من الاقطار هو الفارق

مدارک ملاء اعلیٰ میں تو یہ وہی اور وہ یہی ہے اس اعتبار سے پس جب ہو ملت
ایسی تو کہا جائیگا کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی حقیقت مذہب کے ہیں
کہ ہو حکایت مطابق واسطے اس چیز کے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نفس الامر میں اور مطابق ہووے واسطے اس چیز کے کہ اس پر تھے وہ قرون کہ جنکے
واسطے شہادت ہے بہتری کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا کہ جس میں نہ نص ہو اور نہ روایت
تو اسکی حقیقت محتاج قرائن کی ہے جو محفوف ہوں غالب ظن کے ساتھ
اسطرح کی کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے بیچ اس مسئلہ میں تو یونہی فرماتے
اور یہ کہ وجہ اسکے استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نہ کرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا بیچ شرع احکام
کے پس یہ معنی ہیں حقیقت مذہب کے اور وہ جو دقیق ہے تو وہ باریک معنی ہیں کہ جو
بعض علوم سے سمجھے ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ امتوں کی جمعیت بکھری ہوئی کو ملانا
اور جمع کرنا اسطرح سے کرے کہ الہام کرے کسی برگزیدہ کو اپنے بندوں میں سے واسطے
اقامت کسی ملت کے پس ہو برگزیدہ خادم ارادہ حق کا اور منصب ہو اسکے
ظہور تدبیر کا اور آشیان ہو واسطے فیض مدد غیبی کا جسکو کہا جاوے
جسنے اسکی اطاعت کی اسنے اللہ کی اطاعت کی اور جسنے اسکی نافرمانی کی اسنے اللہ کی
نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی موافقت پر اور غضب اسکی مخالفت
اور منافات پر اور جب امر اسطرح ہو تو ہونگے احکام ملت کے سب کے سب
حق اور اسوقت اسکے حق کہنے میں منظور ظہور تدبیر الٰہی ہے بیچ
اس جسم و قالب کے نہ سوا اس کے اور
اسی طرح مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایات الٰہی
متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت حقہ کی متوجہ بحسب
مقدرات کے طرف حفظ مذہب خاص کے اسطرح
سے کہ نگہبان مذہب کے اس دن ہوتی ہیں
قائم واسطے برائی دور کرنے کے
ملت یا ان کا شعار ہوتا ہے

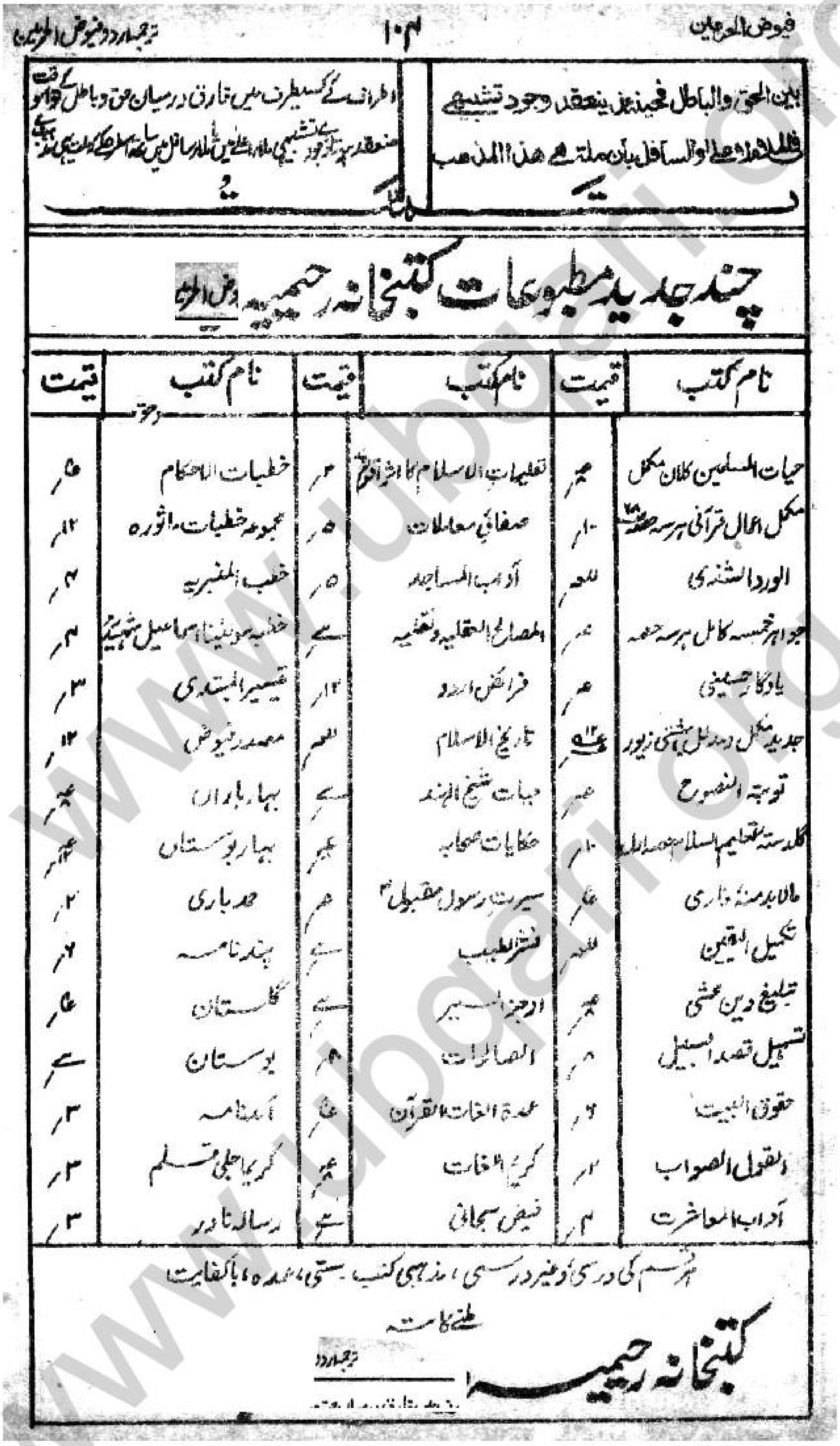

فیوض الحرمین ۱۰۴ ترجمہ اردو فیوض الحرمین

بین الحق والباطل فحینئذ ینعقد وجود تشبیہی فی الملاء الاعلیٰ والسافل بان ملتہ ھی ھذا المذھب

تمت

اطراف کے کسی طرف میں تارق درمیان حق و باطل کے واقع ہو اس وقت منعقد ہوتا ہے وجود تشبیہی ملاء اعلیٰ میں اور سافل میں بایں طور کہ ملت یہی مذہب ہے

تمت

چند جدید مطبوعات کتبخانہ رحیمیہ [illegible]

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
حیات المسلمین کلاں مکمل	عمر	تعلیمات الاسلام کا اثر اقوام	۳ر	خطبات الاحکام	۵ر
مکمل اعمال قرآنی ہر سہ حصہ	۱۰ر	صفائی معاملات	۵ر	مجموعہ خطبات ماثورہ	۱۲ر
الورد الشذی	للعہ	آداب المساجد	۵ر	خطب المنبریہ	۴ر
جواہر خمسہ کامل ہر سہ حصہ	عہ	المصالح العقلیہ و نقلیہ	سے	خطبہ مولانا اسماعیل شہیدؒ	۴ر
یادگار حسینی	عہ	فرائض اردو	۱۲ر	تیسیر المبتدی	۳ر
جدید مکمل و مدلل بہشتی زیور	[illegible]	تاریخ الاسلام	للعہ	[illegible]	۱۲ر
توبۃ النصوح	عہ	حیات شیخ الہند	سے	بہار ابرار	[illegible]
گلدستہ تعلیم الاسلام ہر پنج حصہ	۱۰ر	حکایات صحابہ	عہ	بہار بوستان	[illegible]
مالابد منہ فارسی	[illegible]	سیرت رسول مقبولؐ	عہ	حمد باری	۲ر
تکمیل الیقین	للعہ	نشر الطیب	سہ	پند نامہ	۲ر
تبلیغ دین عشی	[illegible]	[illegible]	سہ	گلستان	۶ر
تسہیل قصد السبیل	۸ر	الصالحات	۴ر	بوستان	سے
حقوق البیت	۲ر	عمدة اللغات القرآن	۶ر	آمدنامہ	۳ر
القول الصواب	۲ر	کریم اللغات	[illegible]	کریما جلی قلم	۳ر
آداب المعاشرت	۴ر	فیض سبحانی	سے	رسالہ نادر	۳ر

ہر قسم کی درسی و غیر درسی، مذہبی کتب، سستی، عمدہ، باکفایت

ملنے کا پتہ

ترجمہ اردو

کتبخانہ رحیمیہ

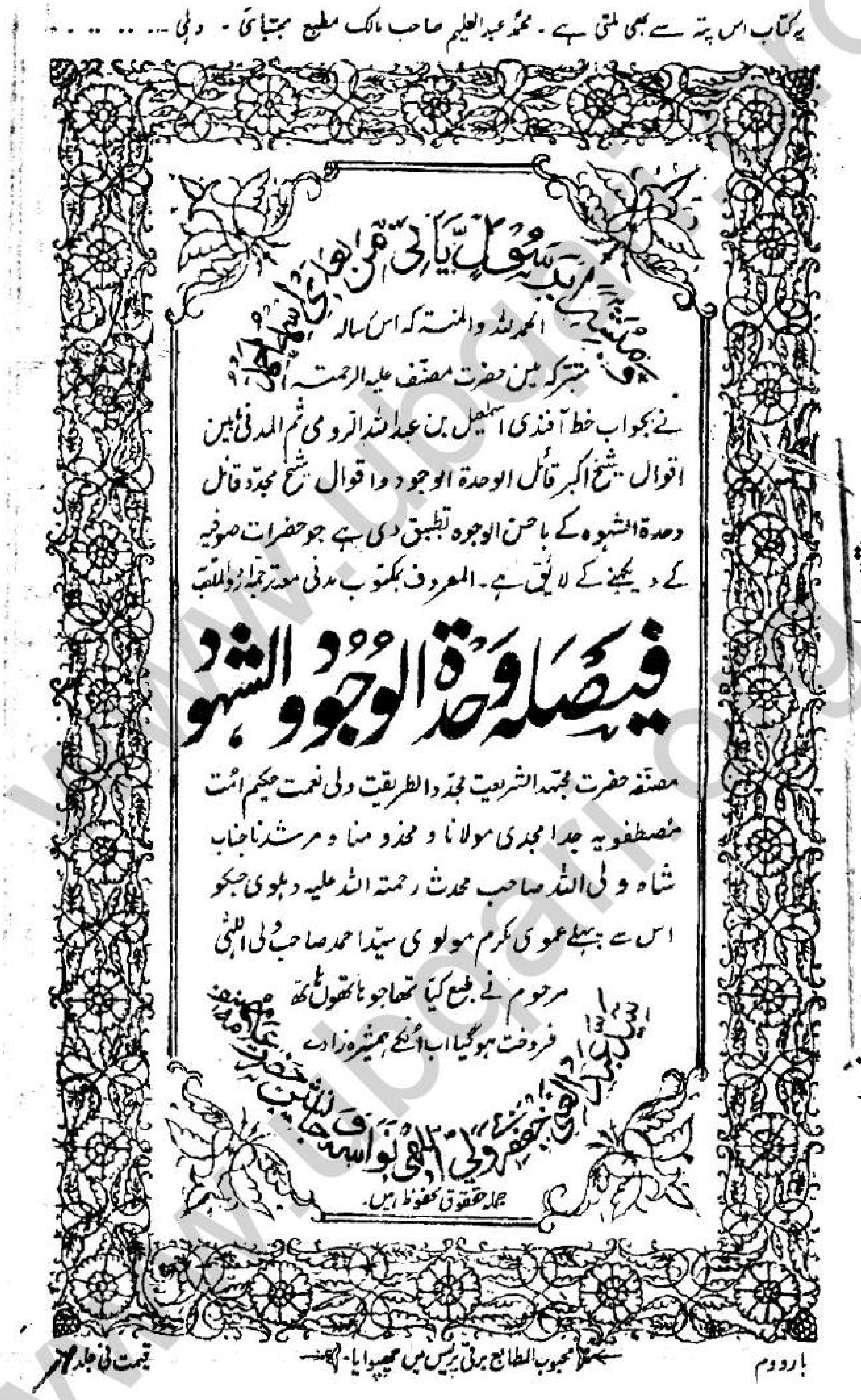

یہ کتاب اس پتہ سے بھی ملتی ہے۔ محمد عبدالعلیم صاحب مالک مطبع مجتبائی۔ دہلی ......

رب سہل یا الٰہی من [illegible]

الحمد للہ والمنۃ کہ اس رسالہ
متبرکہ میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ
نے بجواب خط آفندی اسمٰعیل بن عبداللہ الرومی ثم المدنی بین
اقوال شیخ اکبر قائل الوحدۃ الوجود و اقوال شیخ مجدد قائل
وحدۃ الشہود کے باحسن الوجوہ تطبیق دی ہے جو حضرات صوفیہ
کے دیکھنے کے لائق ہے۔ المعروف بمکتوب مدنی مع ترجمۂ اردو ملقب

فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود

مصنفہ حضرت مجتہد الشریعت مجدد الطریقت ولی نعمت حکیم امت
مصطفویہ جد امجدی مولانا و مخدومنا و مرشدنا جناب
شاہ ولی اللہ صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ دہلوی جسکو
اس سے پہلے عموی مکرم مولوی سید احمد صاحب ولی اللّٰہی
مرحوم نے طبع کیا تھا جو ہاتھوں ہاتھ
فروخت ہوگیا اب انکے ہمشیرہ زادے

[illegible] تحفۂ ولی اللّٰہی نواسۂ جناب [illegible]

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

بار دوم — محبوب المطابع برقی پریس میں چھپوایا۔ — قیمت فی جلد

وحدت الوجود کے سلسلے میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی و علمی مقالہ جو آپ کے رسوخ فی التصوف کی واضح دلیل ہے۔

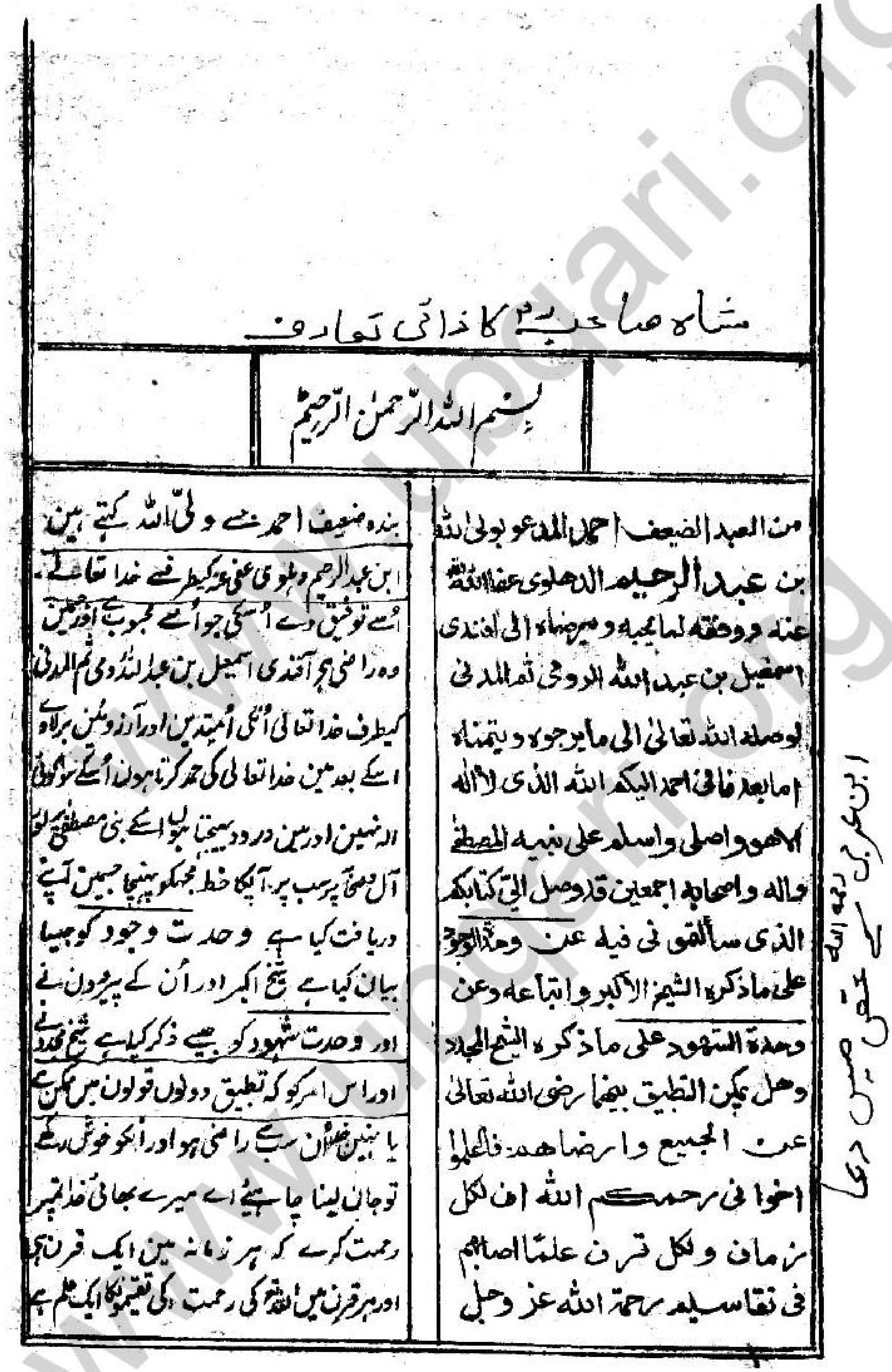

شاہ صاحب رح کا ذاتی تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من العبد الضعیف احمد المدعو بولی الله
بن عبد الرحیم الدهلوی عفا الله
عنه ووفقه لما یحبه ویرضاه الی افندی
اسمعیل بن عبد الله الرومی ثم المدنی
اوصله الله تعالی الی ما یرجوه ویتمناه
اما بعد فانی احمد الیکم الله الذی لا اله
الا هو واصلی واسلم علی نبیه المصطفی
وآله واصحابه اجمعین قد وصل الی کتابکم
الذی سألتمونی فیه عن وحدة الوجود
علی ما ذکره الشیخ الاکبر واتباعه وعن
وحدة الشهود علی ما ذکره الشیخ المجدد
وهل یمکن التطبیق بینهما رضی الله تعالی
عن الجمیع وارضاهم. فاعلموا
اخوانی رحمکم الله ان لکل
زمان ولکل قرن علما اصحابهم
فی تقاسیم رحمة الله عز وجل

بندہ ضعیف احمد جسے ولی اللہ کہتے ہیں
ابن عبد الرحیم دہلوی عفی عنہ کیطرف سے خدا تعالے
اُسے توفیق دے اُسکی جو اُسے محبوب ہے اور جس
وہ راضی ہو آفندی اسمعیل بن عبد اللہ رومی ثم المدنی
کیطرف خدا تعالی اُنکی اُمیدیں اور آرزوئیں برلاوے
اسکے بعد میں خدا تعالی کی حمد کرتا ہوں اُسکے سوا کوئی
الہ نہیں اور میں درود بھیجتا ہوں اسکے نبی مصطفیٰ پر اور
آل وصحابہ پر سب پر۔ آپکا خط مجھکو پہنچا جسمیں آپنے
دریافت کیا ہے وحدت وجود کو جیسا
بیان کیا ہے شیخ اکبر اور اُن کے پیرووں نے
اور وحدت شہود کو جیسے ذکر کیا ہے شیخ مجدد نے
اور اس امر کو کہ تطبیق دونوں قولوں میں ممکن ہے
یا نہیں خدا اُن سب سے راضی ہو اور اُنکو خوش رکھے
تو جان لینا چاہیئے اے میرے بھائی خدا تم پر
رحمت کرے کہ ہر زمانہ میں ایک قرن ہے
اور ہر قرن میں اللہ کی رحمت کی تقسیم کا ایک علم ہے

ابن عربی رحمہ اللہ کے محقق حسن [illegible]

وان تأملتم حال اوائل هذه الامة المرحومة حين لم تدون علوم الشرع ولا فنون الادب ولا وقع عنها كثير وانه لم يزل الهام الحق يبرز في صدورهم علمًا بعد علم على حسب حكمته في كل دورة لم يخف عليكم هذه المعنى وان نصيبنا في هذه الدورة من تقاسيم رحمة الله ان يجتمع في صدورنا علوم علماء هذه الامة معقولها ومنقولها ومكشوفها وينطبق بعضها على بعض ويضمحل الخلاف بينهما، ويستقر كل قول في مقره فهذا الاصل منسحب على فنون العلم من الفقه والكلام والتصوف وغيرها بحمد الله وتوفيقه واعلموا ان معرفة الحق على ما قاله الخضر كبحر لجي لا مبدأ ولا منتهى له وان المتكلمين بها كالابرة المغموسة فيه لم ينقص من البحر شيئًا او كالعصافير تشرب منه حاجتها ثم تصدر فكل واحد لا يخبر الا عن كمال دون كمال ولا يصف الا جمالا دون جمال، وعلى تفنن واصفيه بوصفه

جو اہل قرن کو پہونچتا ہے اور جو تم غور کرو اس اُمت مرحومہ کا حال اوائل جب شرع جمع و تصنیف نہیں ہوئی تھی اور نہ فنون ادب اور نہ اُن کی بہت ، بحث تھی۔ اور بیشک اللہ کا الہام اُن کے سینوں میں ظاہر کرتا ہے ایک علم بعد ایک کے اپنی حکمت کے موافق ہر دورے میں یہ امر کچھ تم پر مخفی نہیں۔ اور ہمارے حصہ میں اس دورے میں اللہ کی رحمتوں کی تقسیموں میں یہ ہے کہ جمع ہوں ہمارے سینوں میں علوم اس اُمت مرحومہ کے علماء کے علم معقول و علم منقول اور علم مکشوف اور مطابق ہوں بعض علم بعضے علموں سے۔ اور خلاف درمیانے مٹجائے اور ہر قول اپنے مقام پر قرار پائے تو یہ اصل و قاعدہ مقرر ہوا ہے۔ فنون علم فقہ اور کلام اور تصوف وغیرہ میں اللہ کا شکر ہے اور اُسکی توفیق ہے اور یہ جانئے کہ اللہ کی معرفت بموجب قول خضر علیہ السلام کے مانند ایک دریا بے پایان کے ہے جسکی نہ ابتدا نہ انتہا اور اس دریا میں متکلمین ایسے ہیں جیسے ایک سوئی کو غوطہ دیکر دریا میں سے نکال لیتو دریا کا کچھ کم نہیں ہوجاتا۔ یا چڑیا پانی پی جاوے تو دریا کچھ کم نہیں ہوتا پس ہر شخص ایک کمال کی خبر دیتا ہے نہ دوسرے کی اور ہر کوئی ایک جمال کا وصف کرتا ہے سوا اور جمالوں کے بموجب اس شعر کے جسکا مضمون یہ ہے کہ وصف کرنیوالوں کے

قول خضر علیہ السلام

ونفنى الزمان ولم يوصف وفى مثل هذه المواضع يتفرق السمعو فرق فمن عرف مسقط اشارة كلواحد والمواضع الذى اخبر عنه، جعل كل قول قيل فى محله صدق الجميع ومن حاله اختلاف العبارات تنوع الاشارات ولم يقدر على الخلوص منها الى حيز الاختلاف لكن هذا بقى فى حيرته مثل ذلك كمثل اناس عميان التقوا الشجرة يلتمسونها ويذوقونها فوجد بعضهم اوراقها وبعضهم اغصانها وبعضهم ازهارها وبعضهم اثمارها ثم قعدوا يتحدثون فقال بعضهم ان الشجرة اجسام ملس، وقال الاخر انما هى اعواد وقال بعضهم انما هى فى غاية اللين والنعومة وقال الاخر فى غاية الخشونة والصلابة وقال الاخر فى غاية الحلاوة قال الاخر فى غاية المرارة والعفوصة وقال الاخر انها لا طعم لها اصلا وقال بعضهم لها رائحة طيبة وقال، الاخر لا رائحة لها فلما اختلفوا وبلغهم جعل بعضهم يكذب بعضا وجعل بعضهم يسب بعضا فجاء رجل اخر مميزا منهم بالابصار وان كان دونهم فى كثير من الاصناف التى يمدح الناس بها

تفنن میں زمانہ گذر جاتا ہے اور اُسکا وصف نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے موقعوں میں سننے والونکے فرقے ہو جاتے ہیں۔ اسمیں جسنے ہر ایک کے اشارہ کے مقام کو پہچان لیا۔ اور اس جائے کو جسکی خبر دی ہے وہ ہر قول کو اسکی جای مقرر کرتا ہے اور سبکے قول متفرق کی تصدیق کرتا ہے اور جو پڑگیا اختلاف میں عبارتوں کے اور طرح طرح کی اشارونکے اور وہ اسمیں سے نکل نہ سکا اور پہنچ سکا اوس مقام اختلاف تک وہ حیران ہوگیا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کچھ اندھے درخت ڈھونڈتے تھے اسکو گھیر لیا انہوں نے بعضون نے تو اس درخت کے پتے معلوم کیئے اور بعضون نے اسکی ٹہنیاں اور بعضون نے اسکے پھول اور بعضونے پھل پھر بیٹھکر باتیں کرنے لگے بعضون نے تو کہا کہ درخت جسم نرم ہے اور بعضون نے کہا کہ درخت لکڑیاں ہیں اور بعضون نے کہا وہ نہایت، نرم و نازک ہے اور بعضون نے کہا نہایت کھردرا اور سخت ہے اور بعضونے نہایت میٹھا ہے اور بعضون نے کہا بہت کڑوا اور کسیلا ہے۔ اور بعضون نے کہا کچھ مزہ اسمیں نہیں اور بعضونے کہا نہایت خوشبو ہے اور بعضون نے کہا اسمیں کچھ بو ہی نہیں سب کے قول مختلف ہوئے۔ ایکدوسرے کو جھٹلانے لگے بعضے گالیاں دینے لگے ایکدوسرے کو آخر ایک شخص اور آیا جو ان سے ممتاز تھا آنکھوں کے سبب۔ اگرچہ کم تھا ان وصفوں میں جنکی

بعضهم بعضا كحسن الصوت، وقوة البطش وكمال السمع و الذوق واللمس فقال كلامكم جميعكم صحيح فى الاصل خطأ باعتبار الحصر ثم انه ارجع كل قول الى مرجعه و بين لكل اشارة مسقط يسقط عليه ثم ان العارفين الجامعين بين علم الظاهر والباطن قد يكون كشفهم صحيحا ويلحقهم بعض الخطاء فى توجيه كلام القدماء وتعيين مرامهم وهذ الخطاء لايقدح فى معرفتهم بالله ولا يضر كمالهم فان توجيه الكلام وتعيين محله خارج عن الكشف شعبة من الاجتهاد والتحرى الذين يشاركهم فيها علماء الظاهر بل العوام ايضا واعلموا ان وحدة الوجود ووحدة الشهود لفظان تطلقان فى موضعين فتارة تستعملان فى مباحث السير الى الله عزوجل فيقال هذا السالك مقامه وحدة الوجود وذلك مقامه وحدة الشهود ومعنى وحدة الوجود ههنا الاستغراق فى معرفة الحقيقة الجامعة التى يفنى العالم فيها بحيث يسقط عنه احكام التفرقة والتمائز التى معرفة الخير والشر مبنية عليها والشرع والعقل مخبران عنها منبأن لها التميان

بہت لوگ تعریف کرتے ہیں ایک دوسرے کی جیسے خوش آوازی۔ اور قوت وتوانائی کمال سماعت۔ اور ذوق اور لمس میں او سنے کہا تم سبکا کلام اصل میں صحیح ہے اور حصر کے اعتبار سے خطا ہے پھر اُنے ہر ایک قول کو اُسکے مرجع کیطرف رجوع کیا۔ اور بیان ہر اشارہ کا مقام پھر جو عارف صاحب ظاہر و باطن ہیں دونوں کے جامع ہیں کبھی اُنکا کشف صحیح ہوتا ہے۔ اور اسکو کبھی خطا لاحق ہو جاتی ہے۔ پہلے لوگوں کی وجہ بیان کرنے میں اور اُن کے مطلب کے متعین کرنے میں اور یہ خطا کچھ اونپر اعتراض نہیں اللہ کی معرفت میں اور اُنکے کمال کو نقصان نہیں پہچاتی، کیونکہ توجیہ کلام اور اسکے محل کا متعین کرنا کشف سے خارج ہے یہ تحری واجتہاد کا شعبہ ہے جسمیں علمائے ظاہر شریک ہیں بلکہ عوام بھی یہ جانو کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود دو لفظ ہیں کہ دو جای بولے جاتے کبھی تو مستعمل ہوتے ہیں بحث میں سیر الی اللہ کے۔ تو کہا جاتا ہے کہ اس سالک کا مقام وحدت الوجود ہے اور اس سالک کا مقام وحدۃ الشہود ہے۔ اور معنی وحدت الوجود کے یہاں استغراق ہے معرفت میں ایسی حقیقت جامعہ کے جو عالم کو فانی کرتی ہے اس حیثیت سے کہ ساقط ہو جائیں۔ اس سے احکام تفرقہ اور تمیز کی جنپر معرفت خیر و شر کی ہے۔ اور شرع اور عقل اون سے خبر دیتی ہے اور بہت بیان اور

وحدت الوجود اور شہود کی تعریف و استعمال

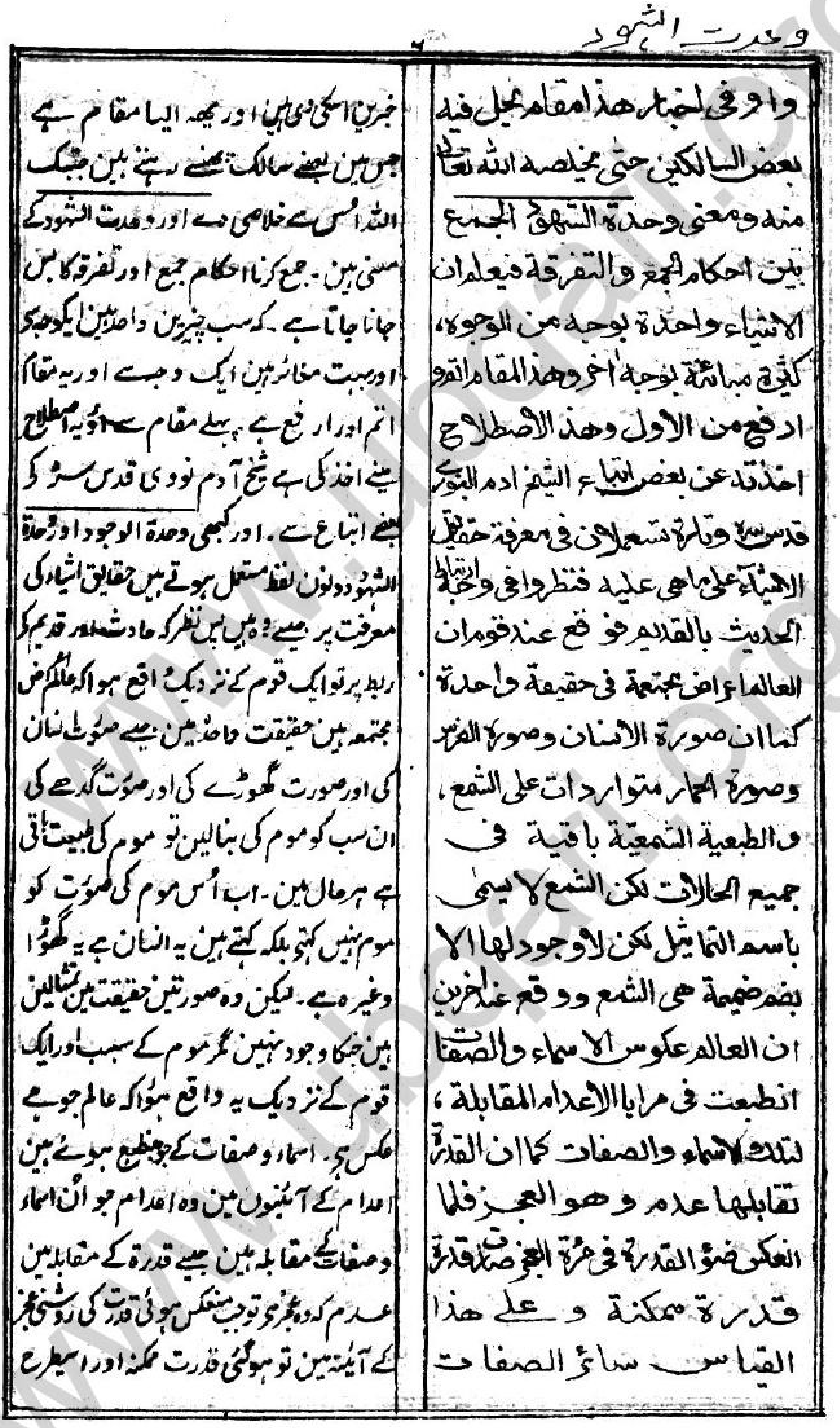

وحدت الشہود

وا و فی لحبار هذا مقام محل فیه
بعض السالکین حتی مخلصه الله تعالیٰ
منه ومعنی وحدة الشهود الجمع
بین احکام الجمع والتفرقة فیعلم ان
الاشیاء واحدة بوجه من الوجوه،
کثیرة متباینة بوجه اٰخر وهذا المقام اتم و
ارفع من الاول وهذ الاصطلاح
اخذته عن بعض اتباع الشیخ ادم البنوری
قدس سره وتارة تستعملان فی معرفة حقائق
الاشیاء علی ما هی علیه فنظروا فی وجهة ارتباط
الحدیث بالقدیم فوقع عند قوم ان
العالم اعراض مجتمعة فی حقیقة واحدة
کما ان صورة الانسان وصورة الفرس
وصورة الحمار متواردات علی الشمع،
والطبعیة الشمعیة باقیة فی
جمیع الحالات لکن الشمع لا یسمی
باسم التماثیل لکن لا وجود لها الا
بضمیمة هی الشمع ووقع عند اٰخرین
ان العالم عکوس الاسماء والصفات
انطبعت فی مرایا الاعدام المقابلة،
لتلک الاسماء والصفات کما ان القدرة
تقابلها عدم وهو العجز فلما
انعکس ضوء القدرة فی مرٰاة العجز صارت قدرة
قدرة ممکنة وعلی هذا
القیاس سائر الصفات

خبریں اسکی وہی ہیں اور یہ ایسا مقام ہے
جس میں بعضے سالک پھنسے رہتے ہیں جبتک
اللہ اُس سے خلاصی دے اور وحدت الشہود کے
معنی ہیں ۔ جمع کرنا احکام جمع اور تفرقہ کا یعنی
جانا جاتا ہے ۔ کہ سب چیزیں واحد ہیں ایک وجہ کر
اور بہت مغائر ہیں ایک وجہ سے اور یہ مقام
اتم اور ارفع ہے پہلے مقام سے اور یہ اصطلاح
مینے اخذ کی ہے شیخ آدم نوری قدس سرہٗ کے
بعضے اتباع سے ۔ اور کبھی وحدۃ الوجود اور وحدۃ
الشہود دونوں لفظ مستعمل ہوتے ہیں حقائق اشیاء کی
معرفت پر جیسے وہ ہیں پس نظر کہ حادث اور قدیم کی
ربط پر تو ایک قوم کے نزدیک واقع ہوا کہ عالم اعراض
مجتمع ہیں حقیقت واحد میں جیسے صورت انسان
کی اور صورت گھوڑے کی اور صورت گدھے کی
ان سب کو موم کی بنالیں تو موم کی طبیعت باقی
ہے ہر حال میں ۔ اب اُس موم کی صورت کو
موم نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں یہ انسان ہے یہ گھوڑا
وغیرہ ہے ۔ لیکن وہ صورتیں حقیقت میں تماثیل
ہیں جنکا وجود نہیں مگر موم کے سبب اور ایک
قوم کے نزدیک یہ واقع ہوا کہ عالم جو ہے
عکس ہے ۔ اسماء و صفات کے جو منطبع ہوئے ہیں
اعدام کے آئینوں میں وہ اعدام جو اُن اسماء
و صفات کے مقابل ہیں جیسے قدرۃ کے مقابلہ میں
عدم کہ وہ عجز ہے تو جب منعکس ہوئی قدرت کی روشنی عجز
کے آئینہ میں تو ہوگئی قدرت ممکنہ اور اسیطرح

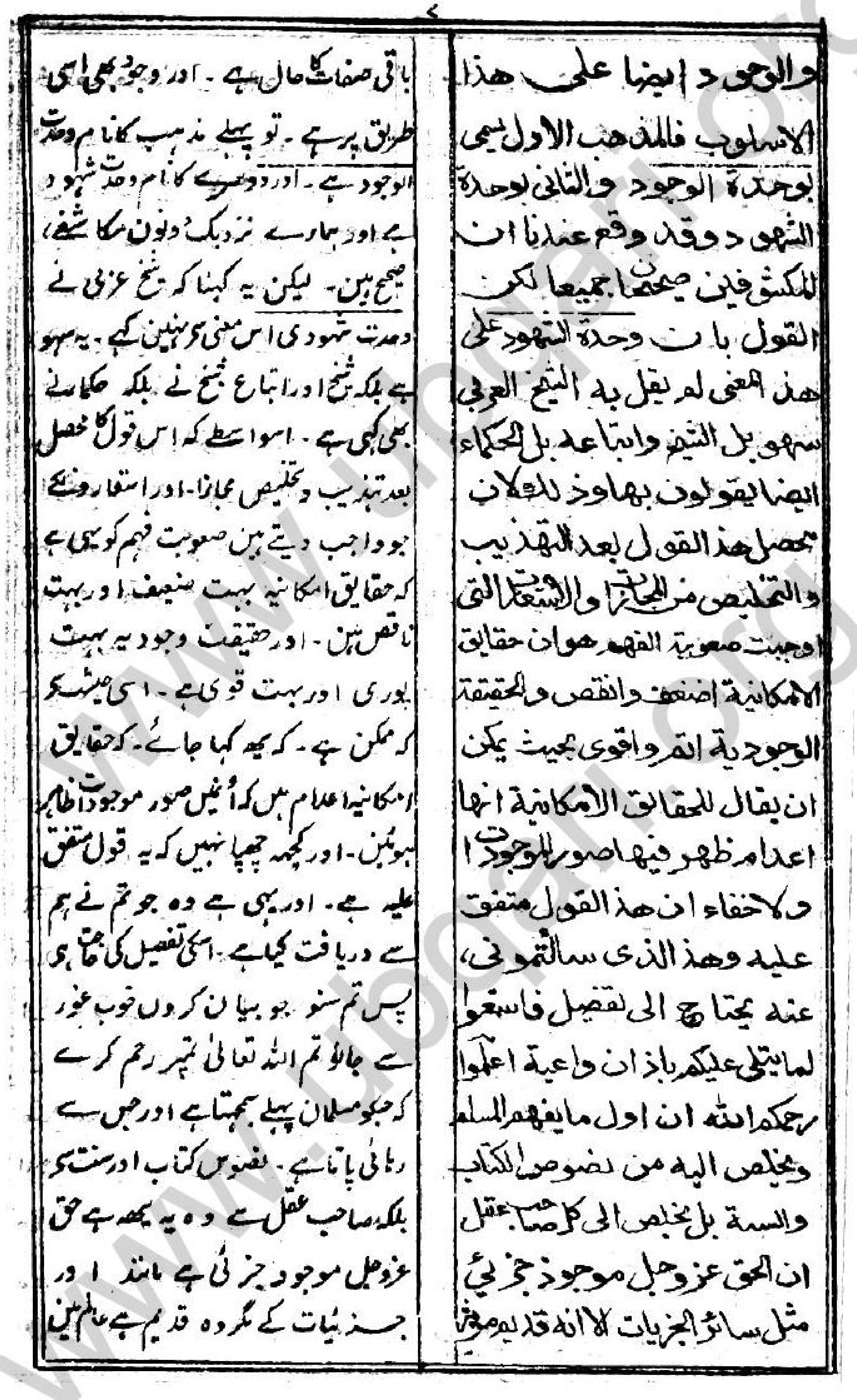

والوجود ايضا على هذا
الاسلوب فالمذهب الاول يسمى
بوحدة الوجود والثاني بوحدة
الشهود وقد وقع عندنا ان
للكشوفين صحيحان جميعا لكن
القول بان وحدة الشهود على
هذا المعنى لم يقل به الشيخ العربي
سهو بل الشيخ واتباعه بل الحكماء
ايضا يقولون بها وذلك لان
محصل هذا القول بعد التهذيب
والتخليص من المجازات والاستعارات التي
اوجبت صعوبة الفهم هو ان حقائق
الامكانية اضعف وانقص والحقيقة
الوجودية اتم واقوى بحيث يمكن
ان يقال للحقائق الامكانية انها
اعدام ظهر فيها صور الموجودات
ولا خفاء ان هذا القول متفق
عليه وهذا الذي سألتموني
عنه يحتاج الى تفصيل فاسمعوا
لما يتلى عليكم باذان واعية اعلموا
رحمكم الله ان اول ما يفهم المسلم
ويخلص اليه من نصوص الكتاب
والسنة بل يخلص الى كل صاحب عقل
ان الحق عز وجل موجود جزئي
مثل سائر الجزئيات الا انه قديم مو

باقی صفات کا حال ہے۔ اور وجود بھی اسی
طریق پر ہے۔ تو پہلے مذہب کا نام وحدت
الوجود ہے۔ اور دوسرے کا نام وحدت شہود
ہے اور ہمارے نزدیک دونوں مکاشفے
صحیح ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ شیخ عربی نے
وحدت شہودی اس معنی پر نہیں کہے۔ یہ سہو
ہے بلکہ شیخ اور اتباع شیخ نے بلکہ حکما نے
بھی کہی ہے۔ اسواسطے کہ اس قول کا محصل
بعد تہذیب و تخلیص مجازا۔ اور استعاروں کے
جو واجب دیتے ہیں صعوبت فہم کو یہی ہے
کہ حقایق امکانیہ بہت ضعیف اور بہت
ناقص ہیں۔ اور حقیقت وجودیہ بہت
پوری اور بہت قوی ہے۔ اسی حیثیت
کہ ممکن ہے۔ کہ یہ کہا جائے۔ کہ حقایق
امکانیہ اعدام ہیں کہ انمیں صور موجودات ظاہر
ہوئیں۔ اور کچھ چھپا نہیں کہ یہ قول متفق
علیہ ہے۔ اور یہی ہے وہ جو تم نے ہم
سے دریافت کیا ہے۔ اسکی تفصیل کی حاجت ہے
پس تم سنو جو بیان کروں خوب غور
سے جانو تم اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے
کہ جو مسلمان پہلے سمجھتا ہے اور جس سے
رہائی پاتا ہے۔ نصوص کتاب اور سنت کو
بلکہ صاحب عقل سے وہ یہ سمجھے ہے حق
عزوجل موجود جزئی ہے مانند اور
جزئیات کے مگر وہ قدیم ہے عالم میں

في العالم خالق لهم رازق
اياهم وهذا العلم هو الذي يجده
في صدره كل عاقل قبل ان يمارس
رياضة نفسانية او يمعن في المعقول
وهو كلف به الشرع الناس والشرع
الالهي لم يكلف الناس الا بما اودعه
الله عز وجل في فطرتهم تحت الصور النوعية
سواء كان ذلك الشئ تكلفه علما او عملا
ولم يحتج الشرع عليهم الا بما يهتدي اليه
فطرتهم وهو متمكن فيهم قال الله
تبارك وتعالى فطرة الله التي فطر الناس
عليها لا تبديل لخلق الله وقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم كل مولود يولد
على الفطرة الحديث وهذا معرفة
صحيحة واشارة صادقة مرجعها التجلي
من التجليات الحق عز وجل قديم برز
في النفس الرحماني قبل ان يتحقق الزمان ويجي
حديث الحدوث وذلك لان النفوس
البشرية لها انجذاب اليه كما انجذب
الحديد الى مقناطيس وميلا اليه
مثل ميل النار الى جهة الفوق وميل
الارض الى جهة التحت وما صدق
ما قال بعضهم ؎ لقد صرت
مقناطيسها فقلوبنا * بجذبك اياها
اليك تميل * فسمي الحق

موثر ہے اور خالق اور رازق سکا ہے اور
یہ وہ علم ہے۔ جو ہر صاحب عقل اپنے سینہ مین پاتا
ہے۔ پہلے اس سے کہ ریاضت نفس کی مشق کرے
یا غور کرے معقول مین اور وہ یہ ہے جسکے
سبب شرع نے لوگون کو مکلف کیا ہے اور شرع
الہی اُسی کی تکلیف دیتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ
نے انکی فطرت میں امانت رکھا ہے۔ موافق
صورت نوعیہ کے برابر ہے خود وہ شے کہ جسکے سبب
تکلیف دیجاتی ہے ازروئے علم وعمل کے ہو اور
شرع شریف کے لوگون پر بجز اسکے خدا تعالیٰ نے انکی
فطرت میں مسکن یعنی رکھ چھوڑا ہے حجت قائم نکرے چنانچہ
خدا تبارک تعالیٰ فرمایا ہے فطر اللہ التی فطر الناس علیہا لا
تبدیل لخلق اللہ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کل مولو
یولد علی الفطرۃ الحدیث اور یہ معرفت صحیح
اور اشارہ صادق ہے۔ کہ اس کا
مرجع اللہ تعالیٰ کی تجلیون مین ایک تجلی
قدیم ہے ظاہر ہوا۔ نفس رحمانی میں اس سے
پہلے کہ زمانہ متحقق ہوا اور حدوث کی حدیث
ہو اور یہ اسلئے کہ نفوس بشریہ کو اسکی طرف
کشش ہے جیسے لوہے کو کشش ہے مقناطیس
کیطرف اور آگ کو میل ہے فوق کیطرف اور
خاک کو میل ہے تحت کی طرف کیا خو
اور تج کسی نے یہ شعر کہا ہے ؎
لَقَدْ صِرْتُ مِقْنَاطِیسَہَا فَقُلُوبُنَا * بِجَذْبِکَ اِیَّا
اِلَیْکَ تَمِیْلُ * پس نام رکھا گیا حق کا

www.ubqari.org

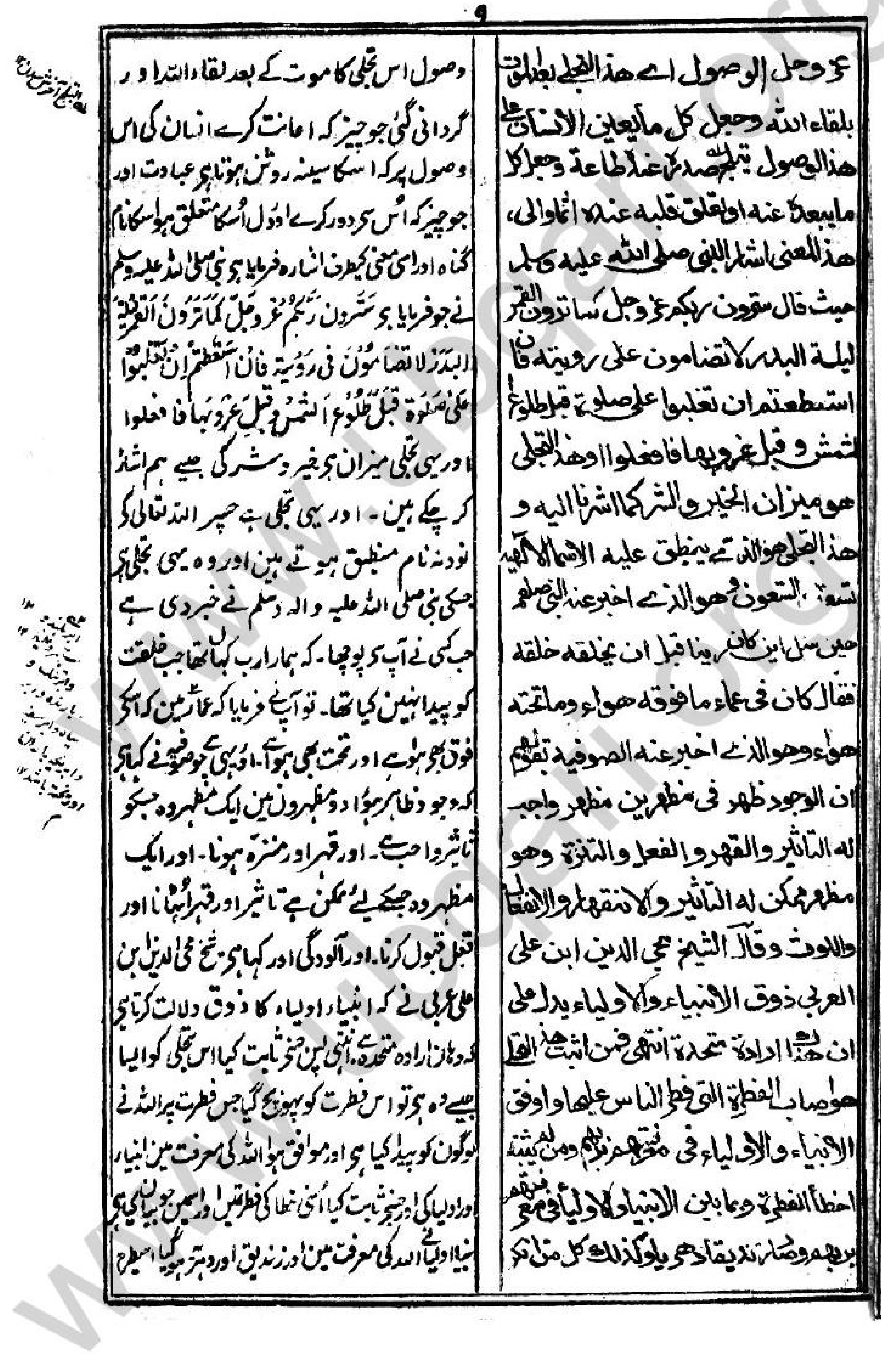

و

عز وجل الوصول اے ھذا التجلی یتعلق
بلقاء اللہ وجعل کل ما یعین الانسان علی
ھذا الوصول یتجلی اللہ صدرہ عند طاعۃ وجعل کل
ما یبعدہ عنہ او یعلق قلبہ عنہ اثما والی
ھذا المعنی اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حیث قال سترون ربکم عز وجل کما ترون القمر
لیلۃ البدر لا تضامون علی رویتہ فان
استطعتم ان تغلبوا علی صلوۃ قبل طلوع
الشمس و قبل غروبہا فافعلوا و ھذا التجلی
ھو میزان الخیر و الشر کما اشرنا الیہ و
ھذا التجلی ھو الذی ینطبق علیہ الاسماء الالٰہیہ
تسعۃ التسعون و ھو الذی اخبر عنہ النبی صلعم
حین سئل این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ
فقال کان فی عماء ما فوقہ ھواء و ما تحتہ
ھواء و ھو الذی اخبر عنہ الصوفیہ بقولہم
ان الوجود ظھر فی مظہرین مظہر واجب
لہ التاثیر و القہر و الفعل و التنزہ و ھو
مظہر ممکن لہ التاثیر و الانقہار و الانفعال
و التلوث و قال الشیخ محی الدین ابن علی
العربی ذوق الانبیاء و الاولیاء یدل علی
ان ھذا الشی ارادۃ متحدۃ انتہی فمن اثبت ھذا التجلی
ھو اصاب الفطرۃ التی فطر الناس علیہا و اوفق
الانبیاء و الاولیاء فی معرفتہم بربہم و من لم یثبتہ
اخطأ الفطرۃ و مابین الانبیاء و الاولیاء فی معرفتہم
بربہم و صار زندیقا دھریا و کذلک کل من انکر

وصول اس تجلی کا موت کے بعد لقاء اللہ اور
گردانی گئی جو چیز کہ اعانت کرے انسان کی اس
وصول پر کہ اسکا سینہ روشن ہوتا ہے عبادت اور
جو چیز کہ اُس سے دور کرے اور دل اُسکا متعلق ہو اسکا نام
گناہ اور اسی معنی کیطرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو فرمایا ہے سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَۃَ
الْبَدْرِ لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَغْلِبُوْا
عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِہَا فَافْعَلُوْا
اور یہی تجلی میزان ہے خیر و شر کی جیسے ہم اشارہ
کر چکے ہیں۔ اور یہی تجلی ہے جسپر اللہ تعالیٰ کے
نودنہ نام منطبق ہوتے ہیں اور وہ یہی تجلی ہے
جسکی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی ہے
جب کسی نے آپ سے پوچھا۔ کہ ہمارا رب کہاں تھا جب خلقت
کو پیدا نہیں کیا تھا۔ تو آپنے فرمایا کہ عماء میں کہ اسکے
فوق بھی ہوا ہے اور تحت بھی ہوا۔ اور یہی جو صوفیوں نے کہا ہے
کہ وجود ظاہر ہوا دو مظہروں میں ایک مظہر وہ جسکو
تاثیر واجب ہے۔ اور قہر اور منزہ ہونا۔ اور ایک
مظہر وہ جسکے لیے ممکن ہے تاثیر اور قہر اٹھانا اور
فعل قبول کرنا۔ اور آلودگی اور کہا ہے شیخ محی الدین ابن
علی عربی نے کہ انبیاء اولیاء کا ذوق دلالت کرتا ہے
کہ وہاں ارادہ متحدہ ہے انتہی پس جسنے ثابت کیا اس تجلی کو ایسا
جیسے وہ ہے تو اس فطرت کو پہونچ گیا جس فطرت پر اللہ نے
لوگوں کو پیدا کیا ہے اور موافق ہوا اللہ کی معرفت میں انبیاء
اور اولیاء کی اور جسنے ثابت کیا اُسنے خطا کی فطرت میں اور اسمیں جو بیان کیا ہے
انبیاء اولیاء نے اللہ کی معرفت میں اور زندیق اور دہریہ ہو گیا اسیطرح

[illegible]

[illegible]

علما اودعه الحق في جذر فطرة الانسان و ادار عليه التكليف فهو الزنديق وكذا من العلوم ان الفطرة التي يكون منكرها زنديقا ان حقائق الاشياء ثابتة وان للاشياء وجودات خاصة يدور عليها خواصها كالنار محرق والماء مطفي والزنجبيل حار والكافور بارد والصدق خير والزنا شر فمن لم يقل بذلك قامت عليه الحجة من نفسه على نفسه وكذبته الدلائل من نفسه على نفسه ووقع في هوة من تهافت الاقوال والاراء وقد عرفنا من سنة الشارع عليه الصلوة والسلام انه يمنع التعمق من طور الفطرة ونهى عن الخوض فيما سوى ذلك الا ان الصوفية عرفوا ان النهي انما جرى على العقل وعلى صورة الانسانية فلو ان انسانا استعمل فيه عقله وخاض في ذلك لانه انسان كان منهيا عنه لكنهم يخوضون بطور وراء طور العقل وبناهم من البشر بالجملة فقد خاض الناس بعد احكام هذا الاصل الذي جبلوا عليه في علم آخر وهو ان الاشياء المعقولة والمحسوسة مشتركة في الوجود وهو المعنى الذي به تفارق هذه الاشياء المعدوم فانا قد نتصور المثلث مثلا ونعقل انه ليس بموجود وقد نتصوره ونعقل انه موجود ولا بد ان المثلث الثاني يفارق المتصور الاول

جسنے انکار کیا اُس علم کا جو اللہ نے فطرت انسان کی اصل میں امانت رکھا ہے اور اُسپر احکام شرع کا مدار ہے وہ بھی زندیق ہے اور اسطرح علوم سے ہے ایسی فطرت جسکا منکر زندیق ہے یہ حقائق اشیا ثابت ہیں۔ اور یہ کہ اشیا کیواسطے وجود خاص ہیں جنپر انکے خواص کے حکم کا مدار ہے جیسے آگ اسکا خواص جلا دینا ہے۔ اور پانی کا خواص بجھا دینا اور سونٹھ گرم ہے۔ اور کافور سرد ہے اور سچ خیر ہے اور زنا شر ہے جو اسکا قائل ہو تو خود اسکے نفس سے حجت قائم ہوگی اور جھٹلائیگی خود اسکی نفس کی اور پڑ جائیگا گڑھے میں تناقض یعنی پستی اقوال و آرا کیطرف اور ہمنے جان لیا ہے سنت شارع علیہ السلام سے کہ انہوں نے منع کیا ہے طور فطرت سے تجاوز کرجانیکو۔ اور منع کی خوض کرنے میں اسکے سوائے لیکن صوفیوں نے یہ پہچان لیا ہے کہ نہی بیشک جاری ہوئی ہے عقل پر۔ اور صورت انسانیہ پر تو انسان اگر اسمیں عقل صرف کرے اور خوض کرے اسمیں اس سبب سے کہ وہ انسان ہے تو اس سے منہی ہے۔ لیکن وہ خوض کرتے ہیں ایسے طور سے جو عقل کیطرف سے آگے ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ بشر ہیں الحاصل بیشک لوگوں نے خوض کی بعد احکام اس ایسی اصل کے جسپر سرشت اور جبلت کیگئے ہیں ایک اور علم میں اور وہ علم یہ ہے کہ اشیاء معقولہ و محسوسہ مشترک ہیں وجود میں اور وہ ہی معنی ہیں جس سے جدا ہوئے یہ اشیاء معدوم کیونکہ کبھی تصور کرتے ہیں مثلث کا مثلا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ وہ موجود نہیں اور کبھی ہم تصور کرتے اور جانتے ہیں کہ وہ موجود ہیں اور ضرور پہلے مثلث سے جو دوسرا مثلث متصور ہے وہ علیحدہ اور جدا ہے اور

[illegible] ۱۲

جدا جدا ہوئی ۱۲

والذی هو یفارقه هو الموجود وهو لم یکون مبدأ
للقابلية والفاعلية فی هذه الاشياء ثم ان فی الماهيات
وهی الخصوصيات الزائدة علی الوجود والامور التی بها
يسمی الفرس والانسان والحمار والبعير بهذه الاسماء
والتی بها يقدر فی انفسها لكل منها من الاحكام
والآثار ثم اختلفوا فی حقيقة هذا الوجود و
كيفية انضمامها فقيل الوجود امر انتزاعی يتصف
به الماهيات والجاعل لم يجعل الماهية ماهية
موجودة اقول هذا القول صادق فی نفسه،
خطأ باعتبار حصر معرفة الوجود وجود لكن ذكر
فی بحث الوجود الحقيقی فانا ندرك لا محالة
امر انتزاعيا نسميه بالوجود ونصف به الماهيات
والاتصاف به اثر من آثار جعل الجاعل سبب له
وقيل الجاعل جعل الماهية واصدرها من نفسه
وبعد اصدارها نظر الناظرون الی بعض
احوالها من ظهور الفاعلية و
القابلية ونحو ذلك فارتسم فی
صدورهم عند ذلك صورة تسمی بالوجود
اقول هذا ايضا قول صادق فی نفسه
خطاء باعتبار حصر معرفة الوجود فيه
فانا ندرك قطعا امورا متمائزة فی الخارج
نسميها بالاسماء المختلفة ولا جرم انها اثر الجاعل
والحق ان هنالك وجودات خاصة نسميها بالماهيات
محفوفة بين وجودين آخرين احدهما الوجود
الواحدة فی المنبسط علی هياكل الموجودات وهو

جس سے دونوں میں جدائی ہے وہ موجود ہے، اور وہی مبدء قابلیت
اور فاعلیہ ان اشیاء میں اور متمایز یعنی امتیاز دینے والی ماہیات کا
کہ وہ خصوصیات زائدہ ہیں۔ وجود کے اور وہی ایسے امور جنسے نام
رکھا گیا ہے۔ گھوڑا اور انسان اور گدھا۔ اور اونٹ ان
ناموں سے اور وہ ہی جنسے مقدر کئے گئے ہیں احکام اور آثار
پھر اُن لوگوں نے اختلاف کیا اس وجود کی حقیقت میں
اور اسکے انضمام کی کیفیت میں تو بعضوں نے کہا کہ الوجود امر
انتزاعی یتصف به الماہیات۔ یعنی وجود ایک امر انتزاعی ہے
جس سے ماہیتیں متصف ہوتی ہیں۔ اور جاعل نے ماہیتوں کو
ماہیت کیا نہ وجود کو وجود لیکن ماہیتوں کو موجود کر دیا ہے
میں کہتا ہوں یہ امر سچا ہے فی نفسہ خطا ہے باعتبار حصر معرفت وجود کے
لیکن اسکا ذکر بحث حقیقی کا ہے کیونکہ ہم ادراک کرتے ہیں ضرور
ایک امر انتزاعی جسکا ہم نام رکھتے ہیں وجود اور اس سے وصف کرتے ہیں
ماہیات کا۔ اور اُس سے وصف کرنا ایک اثر ہے اثروں سے جعل جاعل کی
اور سبب ہے اور بعضوں نے کہا کہ جاعل نے بنایا ماہیتوں کو اور
صادر کیا اپنے نفس سے اور بعد ان ماہیتوں کے صادر ہونیکے دیکھنے
والوں نے دیکھا۔ اور ماہیتوں کا بعض حال ظہور فاعلیت اور
اور قابلیت وغیرہ کا تو اُنکے دلمیں منتقش ہوئی ایک صورت
کہ اُسکا نام وجود ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بھی قول صادق ہے
فی نفسہ اور خطا ہے باعتبار حصر معرفت وجود کے بیچ اسکے
کیونکہ ہم ادراک کرتے ہیں قطعی ایسے امور متمائزہ فی الخارج
جنکے ہم مختلف نام رکھتے ہیں اور ضرور وہ اثر جاعل کا ہے
سچ بات یہ ہے کہ وہاں وجودات خاصہ ہیں جنکا ہم نام ماہیات
رکھتے ہیں۔ کہ وہ محفوف ہیں درمیان دو اور وجودوں کے
کہ ایک اُنمیں کا وجود واحد منبسط علی ہیاکل الموجودات کہ وہ

[illegible] محفوفات کے [illegible]

على الوجودات الخاصة والوجودات الخاصة تنزلات
وتعينات لبعض عمومه حاصلة من ارتباط
معلومة الالهية مجهول الكيفية بينه وبين الماهيات
التي هي شيون هذا الوجود المنبسط وصورة
العلمية وثانيهما الوجود المنتزع من ملاحظة
الوجودات خاصة اجمالا فكل واحدة من
هذين القائلين اصاب الحق واخطأ في لاكتفائهما
لايشفي عليلا ولا يطفي غليلا وقالت الصوفية
القائلة بوحدة الوجود الشيء الذي يكون في الخارج
ويترتب عليه الآثار الخارجية لايخلو من
ان يكون في حاصله في الخارج وفي
ترتيب الآثار الخارجية عليه محتاجا الى
ضم ضميمة فالاول هو الممكن والثاني هو
الواجب وقد ادركنا بذوقنا
ان هذه الضميمة هو الوجود
المنبسط على هيا كل الموجودات،
وهو شيء قائم بذاته مقوم
لغيره وليس لغيره وليس متعين
في نفسه مختصا بنوع من الآثار المعلومة
عند الناس لكن له تنزلات علما وعينا
فتلك التنزلات صار متعينا مختصا بآثار
خاصة واول مراتب تنزله تجليه بنفسه
بشان كلي لايخرج عنه شان البتة ثم
تنزله الى تفاصيل تلك الشان الكلي في
في العلم دون العين ثم تنزله في تلك ا

متقدم ہو وجودات خاصہ پر اور وجودات خاصہ تنزل اور تعینات
ہیں اسکے بعض عموم کی ارتباط کی ارتباط علوم الٰہیہ مجہول الکیفیہ
سے۔ درمیان اسکے اور ماہیات کے ایسی ماہیات
جو شیون ہو۔ اس وجود منبسط کے اور صورت علمیہ کے
اور دوسرا وجود منتزع ہے ملاحظہ وجودات خاصہ
سے اجمالاً تو ہر ایک ان دونوں قولوں میں سے
حق کو پہنچ گیا۔ اور خطا کی۔ اس سے جس سے بیمار نہ
شفا پائے۔ اور پیاسے کی پیاس نہ بجھے اور صوفیہ
قایل وحدۃ وجود کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شی خارج
میں ہو اور اس پر آثار خارجیہ مرتب ہوتی ہیں
وہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو اسکے حصول میں
خارج میں اور جو آثار اسپر مترتب ہوتے ہیں خارج
میں حاجت ضم ضمیمہ کی ہے یا حاجت ضم ضمیمہ کی نہیں
تو جسمیں حاجت ہو وہ ممکن ہے اور جسکو حاجت
نہیں وہ واجب ہے۔ اور تحقیق ہم نے ادراک کیا
ہے اپنے ذوق سے کہ وہ ضمیمہ وہی وجود منبسط
علی ہیا کل الموجودات ہے اور وہ ایک شی قائم
بذاتہ اور مقوم لغیرہ ہے۔ اور نہیں ہے متعین
بنفسہ خاص کسی نوع سے اُن آثار سے، جو لوگوں
کو معلوم ہے مگر اسکے تنزلات ہیں علمی اور عینی تو وہ تنزلات
ہوگئے ہیں متعین خاص آثار خاصہ سے اور پہلا
مرتبہ اسکے تنزل کا تجلی بنفسہ ہے ایسی ایک کلی،
شان ہے جس سے کوئی شے خارج نہیں پھر اس کا
تنزل ہے۔ اس شان کلی کے تفاصیل کیطرف علم میں
عین میں نہیں پھر اسکا تنزل تفاصیل میں ہے عین میں

ملہ بعض عموم کی جو، حاصل ہوتے ہیں،

ملہ او لا یکون غنیا الی ضم ضمیمۃ

تفاصیل فی العین کما کان فی العلم وحقایق الممکنات عندهم هی صور تلك الذات المتکثرة بتلبیس الشیون والاعتبارات فاذا علم بنفسه متلبسا بهذا الشان کان ذلك بنفسه الممکن واذا علم نفسه متلبسا بذلك الشان کان حقیقة ممکن اخر وحقایق الممکنات هی ظهور الوجود فی تلك الحقایق اذا اجتمعت شروط وجود ممکن وارتفعت موانع وجوده حدثت له نسبة ما مجهولة الکیفیه معلومة الانیة بذلك الوجود فصدر من الوجود آثار مختصة بتلك الکیفیة واقتضی الوجود ایاها بواسطة تلك النسبة الخاصة فیقال عند ذلك تنزل الوجود وتعین وظهر فی مظهر خاص فمعنی الظهور تمیزه وتعینه واقتضاء نوع من الآثار دون غیرها ومظهر الشی وصورتها محتملة التی تعین بها وتلبس احکامها وآثارها اقول هذا القول صحیح عقلا وکشفا فانك اذا قلت ان المحقق فی معرکة القتال لیس الا الجسم فهو القاتل و المقتول وهو آلة القتل وهو الراکب وهو المرکوب وهو السرج وهو السیف وهو الرمح وهو القوس وهو السهم وهو الرامی وهو الهازم وهو المهزوم وهو الصائل وهو الصئول علیه غیر ان الجسم لم یستحق اسما من هذه الاسماء الا بکیفیة خاصة ومعنی خاص

جیسا تھا علم میں اور حقائق ممکنات انکے نزدیک یعنی صوفیوں کی صور تو نہیں ہیں اس ذات متکثرہ سے ساتھ تلبیس شیون واعتبارات کے پس جس وقت وہ جانا جائے متلبس اس شان سے تو ہوگا وہ حقیقت ممکن کی اور جب وہ جانا جائے متلبس اس شان سے تو ہوگا وہ حقیقت اور ممکن کی اور وجود ممکنات کیا ہیں وہ ظہور وجود کا ہے اُن حقائق میں تو جس وقت شرطیں جمع ہوگئیں وجود ممکن کی اور اسکے وجود کے موانع مرتفع ہوگئے تو اسکے واسطے حادث ہوئی ایک نسبت خاص جو مجہول الکیفیہ اور معلوم تو اس وجود کے تو صادر ہوئی وجود سے آثار مختصہ اس حقیقت کے اور وجود ان آثار کا مقتضی ہوا بواسطہ اس نسبت خاصہ کے تو کہا جاتا ہے اسوقت تنزل وجود کا اور تعین اور ظاہر ہوا خاص مظہر میں پس معنی ظہور کے کیا ہیں اسکی تمیز اور تعین اور اقتضا ایک نوع کا آثار سے ایسا جو اسکے غیر میں نہو اور مظہر شی کا اور صورت محتملہ ایسی جس سے تعین ہوا اور تلبس ہوا اسکے احکام اور آثار کا میں کہتا ہوں یہ قول صحیح ہے عقل اور کشف کی راہ سے کیونکہ جب تم کہو کہ متحقق لڑائی کے معرکہ میں فقط جسم ہے کہ وہی قاتل ہے اور وہی مقتول اور وہی اسباب قتل کا اور وہی سواری اور وہی سوار اور وہی زین اور وہی نیزہ اور وہی تلوار اور وہی کمان اور وہی تیر اور وہی تیر انداز اور وہی شکست دینے والا۔ اور وہی شکست پانے والا اور وہی حملہ کرنیوالا اور اسی پر حملہ کیا گیا سوا اسکے نہیں کہ جسم متحق کسی کام کا نہیں ہوا۔ مگر ایک کیفیت خاص اور معنی خاص

۱۳

فاذا نظرنا الی تلک الکیفیات مع قطع النظر عن اقترانها بالجسم کما کانت معدومة ولم یصدر منها منضا اثارها واذا انضم الیها الجسم مثلا موجودة وصدر منها اثارها والجسم محل والحامل لها استعد لتلک المعانی فی العقل والتقدیر قبل الوجود الخارجی ثم تکون تلک الاشیاء عند الوجود الخارجی وتلک الصور المتکثرة اعدام محضة ان لوحظ الیها مع قطع النظر عن الجسم لم یکن لها تحقیق وکانت موهومة وان لوحظ بضم ضمیمة و هی الجسم کانت موجودة فاذا صار الجسم سیفا تارة ورمحا اخری فقد اقتضی به الاسباب اعنی النجار والحداد والخشب والحدید والنار والکیر والمقمع والقدوم والمنشار وغیرها الی ان حدثت بین المعدوم الموهوم الذی هو السیف والرمح وبین الموجود الذی هو الجسم نسبة معلومة الانیة مجهولة الکیفیة بها اتصف ذلک المعدوم بالوجود و معنی وجود السیف والرمح حینئذ ارتباط المعدوم بالوجود بحیث یصح له اشتقاق الاسم من الوجود کان الجسم عاما محتملا بصور کثیرة فاذا صار سیفا وتلبس باحکام السیفیة من القطع وغیره فقد تعین بتعین خاص برز فی بعض صورة المحتملة فیقال عند ذلک ظهر فی مظهر خاص هو السیف کان ذلک کله کلاما

اور جب ہم نظر کریں تو ہونگی ان کیفیتوں کو اور جسم کے اقتران سے اور قطع نظر کریں تو ہونگے جیسے معدوم تھیں اور ان سے آثار صادر نہیں ہوئے تھے اور جب ضم ہو گیا انسے جسم تو موجود ہو گئیں اور اُنسے انکو آثار صادر ہوئے اور جسم محل ہے اُن کیفیات کا۔ اور انکا حامل مستعد ہے ان معانی کا عقل و تقدیر میں۔ پہلے وجود خارجی کے پھر ہو گئیں وہ چیزیں وقت وجود خارجی کے اور وہ صور متکثرہ اعدام محض ہیں اگر لحاظ کیا جاوے انکو جسم سے قطع نظر کرکے تو نہیں واسطے اُن کے تحقق اور ہونگے موہوم اور جو لحاظ کیا جاوے انکے ضمیمہ کا۔ کہ وہ جسم ہے تو ہونگی موجود تو جس وقت جسم سیف ہو گیا۔ کبھی اور کبھی نیزہ تو مقتضی ہوئے اس سے اسباب یعنی بڑھی لوہار اور لکڑی اور لوہا اور آگ اور دھونکنی اور بسولا اور آری وغیرہ یہانتک کہ حادث ہوئی درمیان موہوم کے کہ وہ تلوار اور نیزہ ہے اور درمیان موجود کے کہ وہ جسم ہے ایک ایسی نسبت کہ جو معلومۃ الانیہ مجہولۃ الکیفیہ ہے جس سے وہ معدوم وجود ہوا اور معنی وجود تلوار و نیزہ کے اس وقت ارتباط معدوم کا ہے ساتھ وجود کے ایسی حیثیت کہ صحیح ہے اشتقاق اسم کا وجود سے تو ہوگا جسم عام محتمل بہت صورتوں کا کیونکہ جب ہو گیا سیف اور متلبس ہوا احکام سیف کے یعنی قتل وغیرہ سے تو متعین ہوا ایک خاص تعین کے اور ظاہر ہوا ایک بعضی صورت محتملہ کے تو اسوقت کہا جاویگا کہ ظاہر ہوا مظہر خاص میں کہ وہ سیف ہے تو یہ کہنا سب صحیح ہے کوئی قائل انکا

معنی ۱۲

ہ کیر دم آہنگران کہ آنرا منفخ گویند ۱۲

ہ مقمع گرز آہنی ۱۲

ہ قدوم تیشہ

ہ منشار یعنی آرہ ۱۲

جمیعا لا یتمکن من انکارہ عاقل اللهم الا مناقشات لفظية ترجع لفظية الى الوضع والعرف لا عبرة بها عندنا فاذا فهمت هذا القدر فی الجسم فالموجود اولی بهذا ثم الوجود معناه ما اتصف بالوجود والوجود لاشک انه صفة انتزاعية فلیبحث عن هذه الصفة الانتزاعية هل لنا منشاء انتزاع فی الخارج او هی منزلة انیاب الاغوال لاشبهة ان بدیهة العقل یحکم بالاول ویمنع احتمال الثانی فاذا کان هذا حکم الموجود کان هو حکم الوجود الحقیقی الذی هو منشاء الانتزاع بالاولی واعلم ان الثبوت قبل الوجود فکم من معدوم هو ثابت متمیز مخصوص باحکامه وآثاره فان الحاسب لما تعقل مراتب الاعداد فانه یمشی فی ذلک علی قانون طبعیة ثابتة فی نفسها یعلم ذلک بدیهة فلو اراد ان یجعل الزوج فردا او الفرد زوجا لم یکن ذلک ولو اراد ان یقدم شیئا من مرتبته او یوخر لم یستطع وهذا هو الثبوت الذی نقول انه قبل الوجود هو غیر الوجود الخارجی لا محالة وغیر الوجود الذهنی ان ارید به التحقق الذی یحصل له تحقق عاقل وان ارید به غیر ذلک فیجوز ان یکون هو هو کما ذکرنا فی مراتب الاعداد فکذلک فی احکام کل نوع و جنس فانا نعلم لا محالة

نہیں کرسکتا ہاں مگر مناقشے لفظی جنکا مرجع وضع اور عرف ہے سو اسکا اعتبار نہیں ہمارے نزدیک جب تمنے اسقدر جسم مین سمجھ لیا تو موجود اولی ہے اس سے پھر وجود کے معنے کیا ہین یہ ہین۔ کہ جو شی ہو ساتھ وجود کے اور اسمین شک نہیں کہ یہ صفت انتزاعیہ ہے اب ہمین چاہیے۔ کہ اس صفت انتزاعیہ کی بحث کریں کہ اسکے واسطے منشا انتزاع کا خارج مین بھی ہے یا وہ بمنزلہ انیاب اغوال یعنی غولون کے دانتون کے ہے تو اسمین کچھ شک و شبہ نہیں بداہتہ عقل حکم کرتی ہے ساتھ اول کے یعنی اسکے واسطے منشا انتزاع کا خارج مین ہے اور احتمال ثانی کو عقل منع کرتی ہے پس جسوقت یہ حکم ہوا موجود کا تو ہوگا وہی حکم وجود حقیقی کا کہ جو منشا انتزاع ہے اولی اور جاننا چاہیے کہ ثبوت قبل الوجود تو بہت سے معدوم ہیں کہ ثابت متمیز ہیں مخصوص اپنے احکام و آثار کیساتھ کیونکہ محاسب جب عقل کرتا ہے مراتب اعداد میں تو وہ چلتا ہے اسمیں اوپر اس قانون طبعیہ کے جو فی نفسہ ثابت ہے جانتا ہے کہ وہ بداہتہ ہے پس اگر وہ چاہے کہ زوج کو فرد کردے اور فرد کو زوج تو اسکے واسطے یہ نہیں ہو سکتا اور اگر چاہے کہ کسیکو مقدم کردے مرتبہ سے یا موخر کردے تو یہی ہے وہ ثبوت جسکو ہم کہتے ہین کہ وہ قبل الوجود ہے اور غیر ہے وجود خارجی کا ضرور اور غیر ہے وجود ذہنی کا اگر ارادہ کیا جاوے اس سے ایسا تحقق کہ اسکو حاصل ہو کسی عاقل کے عقل میں اور جو اس سے ارادہ کیا جاوے۔ اسکے سوا تو احتمال رکھتا ہے کہ ہو ہو جیسے ہمنے ذکر کیا مراتب اعداد میں پس تو اسیطرح ہے ہر نوع و جنس کے احکام میں کیونکہ ہم ضرور جانتے ہین

ان النخلة ان وجدت فان خواصها كذا
وكذا وان ليفها كذا وكذا والسدرة ان
وجدت فان ورقها كذا وكذا ونبقها
كذا وكذا فقد اثبتنا لكل نوع احكاما خاصة
به لازمة وجد فى الخارج اولا كما ان
الملازمة فى قولنا لو لم يشاء الله لم
يخلق الخلق صحيحة وان لم يحقق هذه
الصورت فظاهر فهذه الاهباط وهذا
الاهباط وهذه الملازمة واقع فى نفس
الامر قبل الوجود الخارجى وكل ما موجود
فى الخارج فهو ثابتة البتة والممتنع ليس ثابتا وكذا
لا مخترعات الذهن مما ينقطع بانقطاع
الاختراع وليس له امام يقتدى به العقل
فى تصوره ذلك ليس لها ثبوت وبالجملة
فالوجود الخارجى انما يلحق الامر الثابت
فيجعله موجودا و للبحث عن الثبوت
وعن هذ الوجود اى شئ
منبعها فالذى وقع عندنا
ان الوجود منبعه ومصدره
الوجود المبسط على هيا كله الموجودات
النفس الرحمانى او النفس الكليه ايا ما شئت
فقل ع عباراتنا شتى وحسنك واحد وكل
الى ذلك الجمال يشير وهو صادر عن الذات الالهية
وان الثبوت منبعه اقتضاء ذات الالهية للعالم فى
عالم العقل قبل الوجود الخارجى وهو الذى يسميه الصوفية

کہ اگر کھجور پائی جائے تو اسکے خواص ایسے ایسے ہیں
اور اسکا پوست ایسا ایسا ہے۔ اور بیری اگر پائی جائے
تو اسکے پتی ایسے ایسے ہیں اور بیر ایسے ایسے ہیں تو
ثابت کئے ہم نے ہر نوع سے احکام خاص لازم
اوسکو اب وہ خارج میں پائی جاوے یا نہ پائی جائے
جیسے ملازمت ہے صحیح ہماری اس قول میں کہ اگر
خدا نہ چاہتا تو خلقت کو پیدا نکرتا اگرچہ یہ صورت متحقق
نہو یہ ظاہر ہے تو یہ اہباط یعنی تنزل اور یہ
ملازمت واقع ہے نفس الامر میں وجود خارجی
سے پہلے۔ اور جو شئی کہ وہ خارج میں موجود ہے
وہ ثابت ہے ضرور اور ممتنع ثابت نہیں اور ایسیطرح
ذہن کے اختراعات جو منقطع ہو جائیں اختراع
کے انقطاع سے اور کوئی اسکا امام نہیں جسکی
عقل مقتدی ہو اسکے تصور میں جسکا ثبوت نہو
اور حاصل کلام یہ ہے کہ وجود خارجی کو بیشک امر ثابت
لاحق ہوتا ہے تو اسکو موجود کر دیتا ہے اور چاہئے
کہ ہم بحث کریں اس ثبوت اور اس وجود کی یعنی
اس شے کی جو دونوں کا منبع ہے تو جو ہمارے
نزدیک ہے اور یہ ہے کہ وجود کا منبع اور مصدر
وجود منبسط علی ہیاکل الموجودات ہے یا نفس رحمانی
ہے یا نفس کلیہ ہے جو تمہارا جی چاہے وہ کہہ
عباراتنا شتی وحسنک واحد وکل الی ذلک الجمال یشیر
اور وہ صادر ذات الہیہ سے اور تحقیق ثبوت کا منبع اقتضا ہے
ذات الہیہ کا عالم کیواسطے عالم عقل میں پہلے وجود
خارجی کے اور وہ وہ ہے جسے صوفیہ تنزل علمی کہتے ہیں

ے بفتح الکاف پوست درخت ۱۲

ے بفتح با و فتح ثا بار درخت کنار ۱۲

ے اہباط فروتر شدن ۱۲

بالتنزل العلمي لا يريدون بالعلم ارتسام صور الاشياء ولكنهم يريدون صدور الاشياء منه مرة واحدة في المرتبة العقلية قائمة بالحق لا بنفسها ولنبين ذلك بمثال اذا وضعت الخاتم على الشمعة انتقش فيها الحروف المكتوبة في الخاتم والحروف الظاهرة في الشمعة انما كانت بعلة فاعلة، قابلة وهي الشمعة وانما وجدت عند اجتماعهما وانطباق احدهما على الآخر لكن للخاتم استعداد قام به منذ كان الخاتم انه لو انطبق عليه شيء سوء كان شمعا او طينا فاض عليه على ذلك الشيء صورة الحروف فكل ما وجد عند الانطباق كان ثابتا قبله في نفس الامر قائما بالخاتم فكذلك كل ما وجد حينا من الزمان فانه كان قائما بالذات الالهية من حيث الثبوت ومن حيث انه كمال للواجب، تتقاضاه هذا هو الذي تسميه الصوفية بالفيض الاقدس والحكماء بالعقل الاول والحق ان العقل مستوعب لجميع الموجودات الخاصة الا ان الحكماء لم يتفطنوا الا بعقول الافلاك وليس هنا الا اربع ماهيات الذات الالهية والعقل الصادر منه والنفس الكلية، صادرة منه ايضا بشرط العقل وبتوسطه والهيولي الصادرة منه بشرط النفس الكلية كما قال مولانا عبد الرحمن الجامي في بعض كلامه ذات مع الصادر الاول علة تامة - آن موجودیست کہ در مرتبہ ثانیہ ظاہر شود وہمچنین ذات مع صادر اول و ثانی علت تامہ امری ثالث است انتہی وكلما يشاهد بالحس يدرك بالعقل فانه

انکی غرض علم سے منقش ہونا صور اشیاء کا نہیں ہے انکی مراد اس سے صدور اشیاء ہے یکبارگی مرتبہ عقلیہ میں جو قائم ہے ساتھ واجب کے نہ بذات خود اب چاہئے کہ ہم اسکی مثال بیان کریں کہ جسوقت مہر کو موم پر رکھو تو اس موم میں وہ حرف آجائینگے جو مہر میں ہے تو حروف جو موم میں آگئے ہیں وہ اسکے سوا نہیں کہ علت فاعلہ سے کہ وہ مہر ہے اور علت قابلہ سے آئی کہ وہ موم ہے اور وہ حروف پائے گئے دونوں کے اجتماع سے اور منطبق ہونے ایک کے دوسرے پر لیکن مہر میں استعداد ہے جو اس سے قائم ہے۔ اسوقت کہ خاتم تھی کہ اگر اسپر کوئی شی منطبق ہو خواہ موم ہو خواہ مٹی ہو اسمیں وہ حروف آجائینگے تو جو شی پائی جاوے وقت انطباق کے وہ پہلے ثابت تھی حقیقت میں قائم ساتھ خاتم کے تو ہیں اسیطرح جو شے پائی گئی کسیوقت زمانہ میں وہ قائم ہے ذات الہیہ ساتھ حیثیت ثبوت کے اور اس حیثیت کہ وہ کمال ہے واسطے واجب کے اور اسکا مقتضا ہے اور وہی ہے جسے صوفیہ فیض اقدس کہتے ہیں اور حکما عقل اول کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ عقل مستوعب ہے تمام وجودات خاصہ کے مگر حکما نہیں سمجھے اسکو مگر عقول افلاک سے اور یہاں اور کچھ نہیں سوا چار اصلوں کے ذات الہیہ اور عقل جو اس سے صادر ہے اور نفس کلیہ بھی اس سے صادر ہے بشرط عقل و واسطہ اور ہیولی صادر اس سے ہے بشرط نفس کلیہ کے جیسا کہا ہے مولانا عبد الرحمان جامی نے اپنے بعضے کلام میں ذات مع الصادر الاول علۃ تامۃ وہ ایسا موجود ہے کہ دوسرے مرتبہ میں ظاہر ہوتا ہے اور اسیطرح مع صادر الاول و ثانی علت تامہ ہے امر ثالث کی، انتہی کلامہ جو چیز حس سے مشاہدہ ہو وہ عقل سے ادراک ہو

ذات مع صادر [illegible]
اول کہ [illegible]
١٣

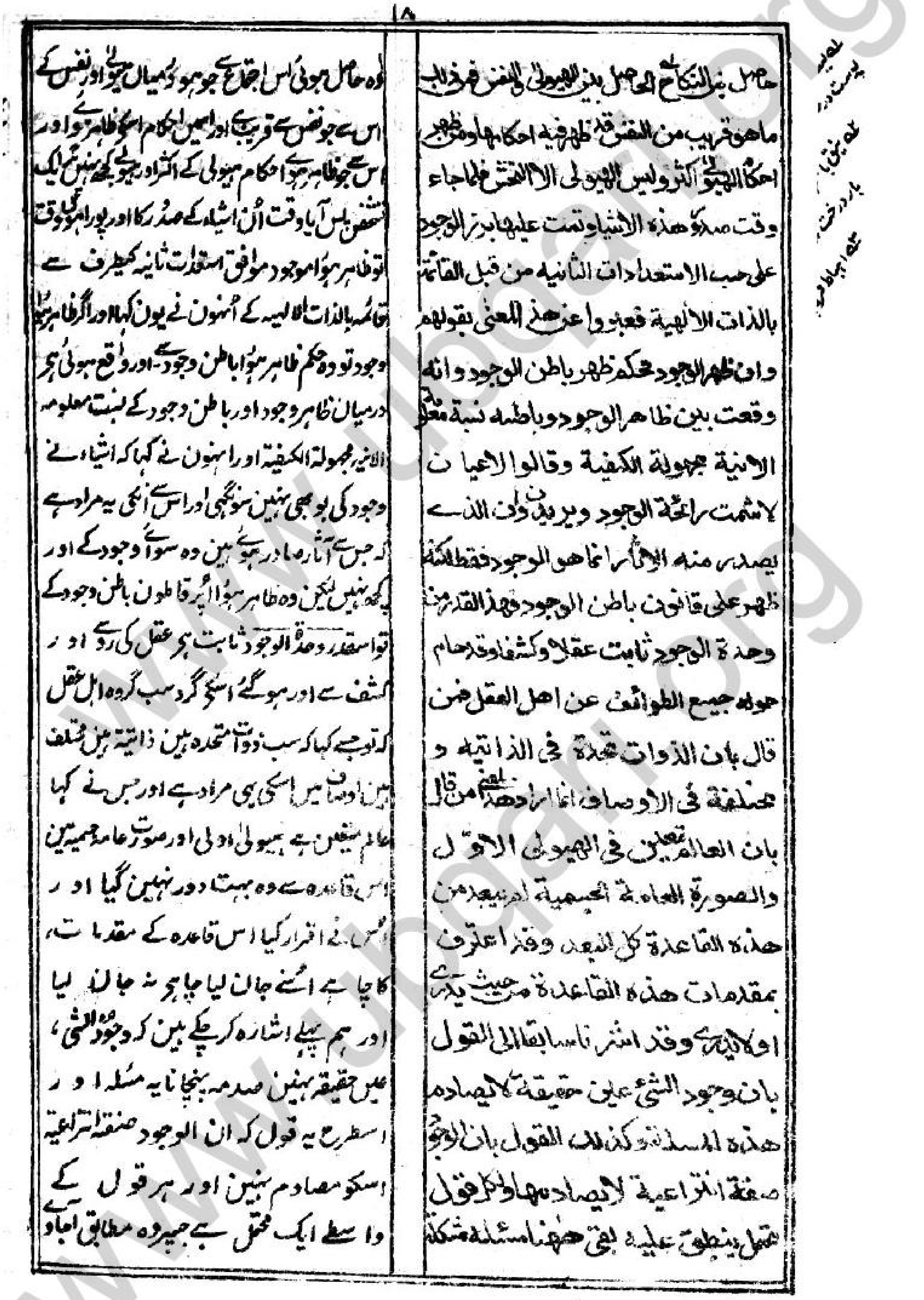

۱۸

حاصل من النکاح الحاصل بین الهیولی والنفس فهذا لب
ماهو قریب من النفس ظهر فیه احکامها ومن ظهر
احکام الهیولی اکثر ولیس الهیولی الا النفس فلما جاء
وقت صدور هذه الاشیاء وتمت علیها بزر الوجود
علی حسب الاستعدادات الثانیة من قبل القائمة
بالذات الالهیة فعبروا عن هذا المعنی بقولهم
وان ظهر الوجود فحکم ظهر باطن الوجود وانه
وقعت بین ظاهر الوجود وباطنه نسبة معلومة
الانیة مجهولة الکیفیة وقالوا الاعیان
لا شمت رائحة الوجود ویریدون ان الذی
یصدر منه الآثار انما هو الوجود فقط لکنه
ظهر علی قانون باطن الوجود فهذا القدر من
وحدة الوجود ثابت عقلا وکشفا وقد حام
حوله جمیع الطوائف عن اهل العقل فمن
قال بان الذوات متحدة فی الذاتیة و
مختلفة فی الاوصاف انما اراد هذا المعنی ومن قال
بان العالم متعین فی الهیولی الاول
والصورة العامة الجسمیة لم یبعد من
هذه القاعدة کل البعد وقد اعترف
بمقدمات هذه القاعدة من حیث یدری
او لا یدری وقد اشرنا سابقا الی القول
بان وجود الشیء عین حقیقته لا یصادم
هذه المسئلة وکذلک القول بان الوجود
صفة انتزاعیة لا یصادمها ولکل قول
محمل ینطبق علیه بقی ههنا مسئلة مشکلة

وہ حاصل ہوئی اس اجتماع سے جو ہوا درمیان ہیولیٰ اور نفس کے
اس سے جو نفس سے قریب ہے اور اسمیں احکام اسکے ظاہر ہوئے اور
اس سے جو ظاہر ہوئے احکام ہیولی کے اکثر اور ہیولیٰ کچھ نہیں مگر ایک
نفس بس آیا وقت اُن اشیاء کے صدور کا اور پورا ہوا وقت
تو ظاہر ہوا موجود موافق استعدادات ثانیہ کی طرف سے
قائمہ بالذات الالہیہ کے اُنہوں نے یوں کہا اور اگر ظاہر ہوا
وجود تو وہ حکم ظاہر ہوا باطن وجود سے اور واقع ہوئی ہے
درمیان ظاہر وجود اور باطن وجود کے نسبت معلومہ
الانیہ مجہولۃ الکیفیۃ اور انہوں نے کہا کہ اشیاء نے
وجود کی بو بھی نہیں سونگھی اور اس سے انکی یہ مراد ہے
کہ جس سے آثار صادر ہوئے ہیں وہ سوائے وجود کے اور
کچھ نہیں لیکن وہ ظاہر ہوا اوپر قانون باطن وجود کے
تو اسقدر وحدۃ الوجود ثابت ہے عقل کی رو سے اور
کشف سے اور ہو گئے اسکے گرد سب گروہ اہل عقل
کے تو جسے کہا کہ سب ذوات متحدہ ہیں ذاتیہ میں مختلف
ہیں اوصاف میں اسکی یہی مراد ہے اور جس نے کہا
عالم متعین ہے ہیولیٰ اولیٰ اور صورت عامہ جسمیہ میں
اس قاعدہ سے وہ بہت دور نہیں گیا اور
جس نے اقرار کیا اس قاعدہ کے مقدمات،
کا چاہے اسنے جان لیا چاہے نہ جان لیا
اور ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ وجود الشئی،
عین حقیقہ ہے نہیں صدمہ پہنچاتا یہ مسئلہ اور
اسطرح یہ قول کہ ان الوجود صفۃ انتزاعیہ
اسکو مصادم نہیں اور ہر قول کے
واسطے ایک محمل ہے جس پر وہ مطابق آجاوے

لہ یعنی پیوست در
لہ یعنی بار درخت
لہ ابعاد ثلاثہ

قد تشعبت على الفرقة القائلة بوحدة الوجود وهي
ان هذا الوجود عين الذات الواجبة او صادر منها
بطريق الابداع ولا بد من تحرير محل النزاع لان كلام
القوم من الطرفين لا يخلو من التسامح والتجوز
فيختلط القولان فاقول لا شبهة ان حال
الانسان بالنسبة الى اعتباراته من الانسان
بشرط لا وبشرط الشئ ولا بشرط الشئ
غير حاله بالنسبة الى افراده فان لا شك
ان الحال الاولى فيها الوحدة الحقيقية و
الكثرة الاعتبارية وفي الحال الثانية
الكثرة الاعتباريه والحدة الاعتبارية
والحال الاولى يخرج عن كونه كليا والحال
الثانية يخرج عن ذلك فاذا استقرانا
مراتب ظهور الشئ في مظاهره وتعينه
في بعض مجلاته وجدناها على منزلتين
احدهما المنزلة التي يعبر عنها بالصدور والابداع
والثانية المنزلة التي يعبر عنها بالتعين الاعتبار
وبعد هذا القول اختلف اقوالهم في الوجود
المنبسط على هيا كل الموجودات فقال الشيخ
صدر الدين القونوي في اول كتاب مفتاح الغيب انه
صادر من الذات الالهية وقال مولانا عبد الرحمن الجامي
بان الفرق بين الذات الالهية والصادر الاول
اعتباري في شرحه للمعات بعد ايراد سوال وجواب في
هذا المعنى تحقيق آنست كه فيض ثاني ذات مفيض است
اما باعتبار نسبت عموم وانبساط بر حقايق ممكنات

باقی رہا یہ ایک مشکل مسئلہ کہ وہ بحث ہے فرقہ وحدت وجود
قائل پر وہ یہ ہے کہ یہ وجود عین ذات واجبہ ہے یا اوس
سے صادر ہے بطریق ابداع کے اور ضرور ہے تو تحریر کرنا
محل نزاع کا اسواسطے کہ اُن لوگوں کا کلام دونوں طرف سے
تسامح اور تجوز سے خالی نہیں دونوں کے قول مختلط
ہو جاتے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ بیشک انسان کا حال
انسان کے اعتبارات کی نسبت کیطرف بشرط لا اور
بشرط شے اور لا بشرط شے غیر ہے اوسکے حال کی نسبت
کرنے اسے اوسکے افراد کیطرف سے ہم اسمیں کچھ شک
نہیں کہ پہلے حال میں وحدت حقیقیہ ہے اور کثرت اعتباریہ اور
دوسرے حال میں کثرت حقیقیہ اور وحدت اعتباریہ ہے
اور پہلا حال خارج نہیں کلی ہونے سے اور دوسرا حال
خالی ہے تو جب ہم نے جستجو اور استقرا کیا مراتب ظہور شے
کو اسکے مظہروں میں اور اسکے تعین کو اسکے بعضے محلات
میں تو ہمنے اُسکے مراتب کو پایا دو منزلوں میں
ایک تو اُس منزلت میں جسکو صدور ابداع کہتے ہیں اور دوسرے
اُس منزلت میں جسکو تعین اعتباری کہتے ہیں اور بعد اس
قول کے مختلف ہوئے انکے قول وجود منبسط علی ہیاکل
الموجودات میں تو شیخ صدر الدین قونوی نے اپنی کتاب
مفتاح الغیب کے اول میں کہا ہے انہ صادر من
الذات الالہیۃ اور کہا مولانا عبد الرحمن جامی نے
کہ فرق درمیان ذات الہیہ کے اور صادر اول کے
اعتباری ہے وہ شرح میں لمعات کی بعد ایراد سوال
وجواب کے اس معنی میں یوں کہا ہے "کہ تحقیق یہی ہے کہ وہ
فیض ہے ذات مفیض کا ہے مگر بسبب اعتبار نسبت عموم

وہ کی ہے
ذات سے
صادر
ہونے والا
۱۲ ۱۲

واین نسبت از امور اعتبار ست پس ذات با خود باین
نسبت از امور اعتباریہ باشد فی نفسہا از امور حقیقی
انتہی والحق عندی ہو المذہب الاول کیف وتمائز
الوجودات الخاصۃ فی الاحکام وثبوتہا فی انفسہا
من اجل البدیہیات فالتنزل الذی بہ تحصل الاشیاء ہی
المنزلۃ الثانیہ لامحالۃ وان کان
اسم التنزل والتعین یشملہ والا لم یکن
بین الافراد وبین نوعہا الا الفرق الاعتباری
المنقطع بالانقطاع الاعتباری وکذلک بین
کل خاص وعام الی ان یرتقی الامر الی
الذات الالہیۃ لا یقال الصوفیۃ
یلتزمون ان الحقائق الامکانیۃ اعتبارات
واضافات لاحقۃ بالوجود لانا نقول
الصوفیۃ یقولون بان النار غیر الماء
وہما غیر الہواء وان الانسان غیر الفرس
وان کان الوجود یشملہا کلہا فلاجرم انہم
ارادوا بالاعتبارات والاضافات معنی لا
یزاحمہم ہذا التغائر الذی یکون منشا
لاختلاف الاحکام وہذا المعنی ہو الذی
الکثرۃ حقیقۃ والوحدۃ اعتباریۃ اذ لا
معنی لحقیقۃ الکثرۃ الا تمائز الاحکام
واختلاف الآثار وتغائر الحقائق التی ہی
الوجودات الخاصۃ لاختلافہا فی الاصل
الوجود وعدم رجوعہا کلہا الی الوجود الواحد
المنبسط علی ہیاکل الموجودات کلا فقولہم

اور انبساط برحقائق ممکنات اور یہ نسبت امور اعتباریہ
سے ہے پس ذات ماخوذ ساتھ اس نسبت کا امور اعتباریہ
سے ہوتی ہے فی نفسہا امور حقیقی سے انتہی اور میرے نزدیک
حق یہی پہلا مذہب ہے۔ اور کیونکر نہو کہ وجودات خاصہ فی
الاحکام کے تمائز اور انکا ثبوت اجلی البدیہیات سے ہیں تو
ویسا تنزل جس سے یہ اشیاء حاصل ہوئیں دوسرے منزلہ
سے ہے ضرور اگرچہ نام تنزل کا اور تعین کا اسکو شامل
ہے اور نہیں تو درمیان افراد اور انکی نوع کے فرق اعتباری
ہو جو منقطع ہو جاتا ہے انقطاع اعتباری سے اور اسیطرح
درمیان ہر خاص وعام کے وہاں تک کہ وہ امر ترقی کرے
ذات الٰہیہ تک یوں نہ کہا جائے صوفیہ التزام
کرتے ہیں کہ حقائق امکانیہ اعتبارات اور
اضافات ہیں لاحق ہوئے وجود سے اسواسطے کہ ہم
کہینگے کہ صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ آگ غیر ہے پانی سے،
اور آگ و پانی غیر ہے ہوا کے اور انسان غیر ہے فرس کے
اگرچہ وجود سبکو شامل ہے۔ تو بس ضرور انکی مراد اعتبارات
اور اضافات کے وہ معنی ہیں کہ مزاحم نہیں ایسے
تغائر کے جو منشا ہے اختلاف احکام کا اور یہی
معنے ہیں اسکے کہ کثرت حقیقیہ اور وحدت اعتباریہ
ہے کہ کچھ معنی نہیں حقیقت کثرت کے مگر تمائز
احکام اور اختلاف آثار اور تغائر اُن حقائق کا
جو وجودات خاصہ ہیں اُن کے اختلاف کے
سبب سے اصل وجود میں اور عدم رجوع سب
کیطرف وجود واحد منبسط علی ہیاکل الموجودات
کہ ازروئے کل کے پس اُنکا قول یہ اثبات ہے

www.ubqari.org

هذا اثبات للتنزل والظهور لا اثبات بمنزلة دون منزلة من منزلة التنزل فالصوفية حيث قالوا العالم عين الحق ما ارادوا نفى الوجودات الخاصة الحاصلة من تنزل الوجود الى مراتب شتى بل المرا افادة معنى التنزل والظهور فكما ان للعقولى يقول زيد وعمرو واحد يعنى به التماثل فى النوع لا الاتحاد من كل وجه و يقول الانسان والفرس واحد يعنى الاشتراك فى الحيوانه ويقول الشجاع والاسد واحد يعنى المشابهة فى الشجاعة فكذلك الصوفية يقولون العالم عين الحق تعينه كله فى الوجود المنبسط وقيام الوجود بالحق الاول لا بعداه لا نفى التمائز بالكلية قال قائلهم ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ؎ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی وحيث قالوا بالتنزل ارادوا معنى يعم المنزلين لا يقال هب انك اثبت الحق الاول و الصادر منه فلابد ان الوجود والظهو يشملهما اذ لا يصح ان يقال انه لهتا انه ليس بموجود واذا كان الوجود يشملها ولا كذلك انه غير موجود فالكلام جار فى هذا الوجود ولابد انه الاول وانه فى مرتبتين جميعا لانا نقول هذا الوجود مفروض قد قدره العقل ولا ثبوت له فى نفس الامر بمنزلة انياب الاغوال وان فتشت حق التفتيش

واسطے تنزل کے اور ظہور کے نہ اثبات کے ایک منزلہ کا سوا دوسرے منزلہ کے دونوں منزلتوں تنزل میں سے اور صوفیہ نے جو کہا ہے العالم عین الحق تو انکی مراد نفی وجودات خاصہ کی نہیں جو حاصل ہوئے ہے تنزل سے وجود کے طرف مراتب شتے کی بلکہ انکی مراد افادہ ہی یعنی تنزل اور ظہور کا تو جیسا معقولی کہتا ہی زید و عمرو واحد ہیں تو اسکی مراد تماثل ہی نوع میں نہ کل وجہ سے اور جیسے کہتا ہے انسان اور گھوڑا ایک ہے تو اسکی مراد اشتراک ہے حیوانیہ میں اور کہتا ہے کہ بہادر اور شیر ایک ہے یعنی شجاعت میں اسطرح صوفیہ کہتے ہیں العالم عین الحق انکی مراد کل کا تعین ہے وجود منبسط میں اور قیام وجود بس ساتھ حق کے اول ہی نہ بعد اسکے وہ نہیں کرتے نفی تمائز کی بالکل ہی۔ کہا ہے ان میں سے کسی نے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ؎ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی اور جہاں انہوں نے تنزل کہا ہی وہاں انکی مراد عام ہیں جو شامل ہیں دونوں منزلتوں کو یوں نہ کہا جائے کہ ہاں ہم نے ثابت کیا حق اول کو اور صادر کو اس سے تو پس ضرور وجود اور تحقق شامل ہوا دونوں کو کیونکہ صحیح نہیں ہے یہ کہنا کہ یہ نہیں موجود اور یہ کہنا کہ وہ غیر موجود ہے اور جب وجود ہوا دونوں کو شامل تو کلام جاری ہوئی اس وجود میں اور ضرور ہوا کہ وہ اول ہے اور وہ دونوں مرتبوں میں جمعا اسواسطے کہ ہم کہیں گے کہ یہ وجود مفروض ہے کہ عقل نے اسکو فرض کرلیا ہے اور اسکو

وبعد هذه المسئلة القائلة بالاثنينية الحادث والقد
يم لا للمنزلة الثانية المسماة بالتعين الاعتبارى
هى التى ترده الفطرة السليمة المجبول له،
على التصديق بتحقيق تمائز مافيهما بجعلو
لا ترد الفطرة مطلق التنزيل الصادق
بالصدور والابداع وبغير ذلك بل
يفطر اليه غير ان هذه الاصول اعنى
العقل والنفس والهيولى كل واحد منها
عين الاخر من وجه فالعقل عين النفس
من وجه كما صورنا فى استعداد نقوش
الخاتم القائم بالخاتم والنقوش المنطبعة
فى الشمعة القائمة بها وكذلك النفس،
عين الهيولى من وجه ولنصور لذلك
مثلا ايضا اذا تصورت فى نفسك كليا
اكتنفه الكليات حتى حكم العقل بان
مثله لا يوجد الا فى فرد واحد ثم
وجد فى الخارج ذلك الجزئى فالفرق بين
النفس والهيولى كالفرق بين الكلى الذى
يحكم العقل بانه منحصر فى فرد واحد
وبين الفرد الجزئى وليس للهيولى عندنا
حقيقة الا بروز النفس الكلية فى صورة
التشخص والتعين فهى مع هذا البروز
هيولى فالعارف اذا اراد بيان هذه العينية
لابد ان يستعمل ما يوهم الفرق الاعتبارى
وبالجملة فتلك كلمة حق اريد بها الباطل

واسطے کوئی ثبوت حقیقت میں نہیں ہے جیسے اثبات غیریت کو
اور جو تم تفتیش ایسی کرو جو حق تفتیش کا ہو تو پاؤ گے تم اس مسئلہ
کو قابل اس بات کے کہ ارتباط درمیان حادث اور قدیم کے
نہیں ہے مگر مرتبت دوسری جسکا نام تعین اعتباری ہے، ایسی کہ اسکو
رد کرتی ہو فطرت سلیمہ جسکی سرشت ہو اوپر تصدیق کے تحقیق تمائز
مافیہما کے اور نہیں رد کرتی فطرت مطلق تنزل کو
ایسا تنزل کہ صادق ہو صدور ابداع کا بلکہ بیقرار ہو اسکی
طرف سوا اس بات کے کہ یہ اصول یعنی عقل و نفس و ہیولیٰ
یہ ہر ایک یکدوسرے کا عین ہی من وجہ پس عقل عین نفس ہے
من وجہ جیسے ہم نے اسکی صورت بتائی ہی استعداد
نقوش خاتم کی جو قائم ہو خاتم کیساتھ اور ان نقوش کی
جو موم پر آئے اور قائم ہیں موم کیساتھ اور اسطرح نفس
ہیولیٰ کا عین ہے من وجہ اور چاہیے ہم بیان
کریں ایک مثال بھی کہ جب تم تصور کرو اپنے نفس
میں ایسی کلی جو جامع ہو کلیات کو یہاں تک کہ عقل
حکم کرے کہ اوس کے مثل نہیں پائی جانے کی
مگر فرد واحد میں پھر پائی جاوے وہ خارج میں جزئی
تو فرق درمیان نفس اور ہیولیٰ کے ایسا ہے جیسے اوس
کلی میں جسکا حکم کیا ہے عقل نے کہ وہ فرد واحد میں
ہے منحصر اور درمیان اس جزئی کے اور نہیں ہے
ہمارے نزدیک ہیولیٰ کی حقیقت مگر ظاہر ہونا
نفس کلیہ کا بیچ صورت تشخص اور تعین کے پس
وہ نفس کلیہ ساتھ اس ظہور کے ہیولیٰ ہے
تو عارف جب ارادہ کرے اس عینیت کے بیان کا
ضرور ہو کہ استعمال کرے اسکا جس سے وہم ہوتا ہے

www.ubqari.org

ثم ان الشيخ المجدد قال في المكتوبات الصفات الثمانية موجودة في الخارج فلابد انها متميزة من الذات الواجبة في الخارج ولكل صفة عدم يقابلها فالعلم عدم يقابله وهو الجهل وللقدرة عدم يقابله وهو العجز وتلك العدمات لها تميز في علم الحق فصادفت بذلك التميز مرايا الاسماء والصفات ومجالي انوارها فحقائق الممكنات هي عكوس الاسماء والصفات المنطبعة في الاعدام المقابلة لها فاعدام بمنزلة المادة وتلك الماهيات وعكوس الاسماء والصفات بمنزلة الصورة الحالة في المادة فحقائق الممكنات عند الشيخ ابن العربي تلك الاسماء والصفات متميزة في العلم وعند الشيخ المجدد انما هي عدمات انعكست فيها انوار الاسماء والصفات وتلك العدمات وذلك الانعكاس انما كانت في العلم لكن الفاعل المختار جل مجده اذا شاء ان يوجد ماهية من الماهيات في الخارج جعلها متصفة بالوجود الظلي فيصير موجود في الخارج بالوجود الظلي واختلفت اقواله في العالم فقال مرة هو موجود في الخارج وجودا ظليا وقال اخرى هو موجود في الوجود الا ان الله تعالى اتقنه في تلك المرتبة فصار هو موجوداً

فرق اعتباری ہے۔ اور حاصل کلام وہ کلمہ تحقیق ہے ارادہ کیا گیا ہے اس سے باطل کا پھر شیخ مجددؒ نے مکتوبات میں کہا ہے کہ صفات ثمانیہ موجود ہیں خارج میں تو ضرور وہ متمیزہ ہوئیں ذات واجب سے خارج میں اور ہر صفت کے ایک عدم ہے اسکے مقابل تو علم کیلئے جو عدم مقابل ہے وہ جہل ہے اور قدرت کے مقابل جو عدم ہے وہ عجز ہے اور اُن عدموں کیواسطے تمیز ہے علم حق میں پس ہوگئے ساتھ اُس تمیز کے آئینے اسماء وصفات کے اور انکے انوار کے روشن ہونیکی جائے پس حقائق ممکنات وہ ہے عکوس اسماء وصفات کے ہیں جو منعکس ہوئے ہیں عدموں میں جو انکے مقابل ہیں اور اعدام بمنزلہ مادہ کے ہیں اور وہ ماہیات اور عکوس اسماء صفات بمنزلہ صور حلول کنندہ کے ہیں مادہ میں تو حقائق ممکنات شیخ ابن عربی کے نزدیک وہ اسماء وصفات متمیزہ فی العلم ہے اور شیخ مجددؒ کے نزدیک تحقیق وہ عدمات ہیں جن میں منعکس ہوئے ہیں انوار اسماء وصفات کے اور وہ عدمات اور وہ انعکاس بیشک تھے بیچ علم کے لیکن فاعل مختار جل مجدہ نے جب چاہا کہ کوئی ماہیت ماہیتوں سے پائی جائے خارج میں اسکو وجود ظلی سے متصف کر دیا پس وہ ہو جاتی ہے موجود خارج میں وجود ظلی کے ساتھ اور مختلف ہیں شیخ مجددؒ کے اقوال بیان عالم میں کبھی کہا وہ موجود ہے خارج میں ازروئے وجود ظلی کے اور کبھی کہا وہ موجود ہے وہم میں مگر اللہ تعالی نے استوار کر دیا ہے اس مرتبہ میں تو وہ

www.ubqari.org

متفقا اقول ان اعلم لفظة حقائق الممکنات تطلق علی معان احدها الوجودات الخاصة فللانسان حقيقة وللفرس حقيقة وللحمار حقيقة وتلك الحقائق امور محققة فی الخارج وعلی هذا فحقائق الممکنات ما يتعقله العاقل فی نفسه عند اطلاق هذه الاسماء لا غير وعلی هذا الاصل يخرج قولهم وحقائق الاشيا ثابتة وثانيها الامور الثابتة التی ليست بموجودة فی حد ذاتها ولا معدومة فاذا انضمت بضميمة هی الوجود صارت موجودة والا کانت معدومة والحقائق بهذا المعنی هی التی يسميها المعقولی بالماهيات الا ان المعقولی عقل انها امور ليس بموجودة ولا معدومة ولزمه القول بثبوتها من يدری او لا يدری ولم يعقل ارتباطها باوائل الاوائل وثبوتها بالفيض الاقدس قبل وجودها بالفيض المقدس وکوشف الصوفی القائل بوحدة الوجود عن تلك الحقائق الثابتة وارتباط بعضها ببعض وتقدم بعضها علی بعض فی المرتبة العقلية قبل وجود الخارجی فعرف ان الذات المقدسة تجلت اولا علی نفسها بان علم بنفسها وما هو مقتضا نفسها وبکمالها القائمة بها وامکان تصور مظاهرها باطوار شتی وعلمها ولذ هو عين

موہوم استوار ہیں کہتا ہوں کہ لفظ حقایق الممکنات کا بولا جاتا ہے کئی معنوں پر انمیں سے ایک وجودات خاصہ ہیں انسان کیواسطے ایک حقیقت ہے اور گدہے کیواسطے ایک حقیقت ہے اور یہ حقایق امور محققہ ہیں خارج ہیں اور علی ہذا القیاس پس حقایق ممکنات وہ ہے جسے عاقل جان لے فی نفسہ اُن ناموں کے بولنے کیوقت اسکے سوا نہیں۔ اور اس اصل پر خارج ہوتا ہے ان کا قول کہ حقایق الاشیا ثابتہ اور اسکے دوسرے معنی امور ثابتہ ایسے ہیں جو فی حد ذاتہا موجود نہیں اور نہ معدوم ہیں کہ جب ملجائیں ضمیمہ سے کہ وہ موجود ہے تو موجود ہو جائیں اور نہیں تو معدوم ہوں اور حقایق اس معنی سے وہی ہیں جنہیں معقولی ماہیات کہتے ہیں مگر معقولی کی یہ عقل میں آیا کہ وہ امور موجود ہیں نہ معدوم اور اسکو معدوم لازم ہو گیا قول ان کے ثبوت کا وہ معلوم کرے یا نہ کرے اور نہیں سمجھا ارتباط انکا اول الاوائل سے اور ان کا ثبوت فیض اقدس سے پہلے انکے وجود سے فیض مقدس سے اور اُس صوفی کو کشف ہوا جو وحدت الوجود کا قائل ہے وہ حقایق ثابتہ اور انکا ارتباط بعض کا بعض کیساتھ اور تقدم بعض کا بعض سے مرتبہ عقلیہ میں وجود خارجی سے پہلے تو اسے پہچان لیا کہ ذات مقدسہ نے پہلے تجلی اپنے نفس پر کی کہ علم ہو اپنے نفس کا اور... جو نفس کے مقتضا ہیں انکا اور جو کمال انکے ساتھ ہیں انکا اور اسکے مظہروں کی طور

www.ubqari.org

الاقتضاء عند التحقیق ولیس المراد بالعلم ، ارتسام صور الاشیاء فی نفسها ثم کان استعداد المظاهر الکلیة الفاعلة الظاهرة المقدسة یسمی بالاسماء وما کان استعداد المظاهر الجزئیة المنفعلة المتقهرة المطلقة یسمی بعین الممکنات فحقایق الممکنات علی هذا الاصطلاح صور معلومة عند الحق الاول المعنی الثالث یحتاج الی تمهید مقدمة وهی ان احدی القبیلتین منطبقة علی الاخری فکل ما فی الاسماء ظهر فی حقایق الممکنات فحقایق الممکنات وحقایق الاسماء عندهم متقابلات احدی القبیلتین فی غایة القوة والتمام والاخری فی غایة الضعف والنقصان والضعف هو عدم بعض ما فی القوی من قوة والنقصان هو عدم ما فی التام من التمام مع الاشتراک فی الاصل بوجه من الوجوه فلا جرم هنا اصل الامر ثابت فی احد الطرفین علی الوجه الاتم متمزج فی طرف الاخر ، بالعدم ثم نقول من اراد التعبیر عن التاصل الاسماء وفرعیة الممکنات فی هذه المرتبة فله عبارتان کلتاهما صحیحة احدهما ان حقایق الممکنات هی الاسماء والصفات متمیزة فی مرتبة العلم والثانیة ان حقایق الممکنات هی عکوس الاسماء والصفات المنطبعة فی الاعدام المقابلة لها ولا فرق بین العبارتین الاخر قا

بہت طور نے کیا تھا اور علم اُس ذات مقدس کا عین اقتضا ہے عند التحقیق اور علم سے مراد یہ نہیں کہ ارتسام صور الاشیاء بنفسہا پھر استعداد مظاہر کلیہ فعالہ ظاہرہ مقدسہ کے نام رکھے گئے اسماء اور جو ہے استعداد مظاہر جزئیہ منفعلہ منقہرہ مطلقہ کے اسکا نام ہے اعیان الممکنات تو حقایق ممکنات بموجب اس اصطلاح کے ہے صور معلومہ عند الحق الاول اور تیسرے معنی حقائق الممکنات کے محتاج ہیں ایک مقدمہ کی تمہید کے وہ یہ ہے کہ پہلا فرقہ منطبق دوسرے فرقہ پر ہے تو کچھ بیچ اسماء کے ہے۔ ظاہر ہوا حقائق الممکنات میں تو حقائق ممکنات اور حقایق اسماؤں کی ضدادوں کے متقابل ہیں۔ ایک فرقہ نہایت قوی اور پورا ہے اور دوسرا نہایت ضعیف اور ناقص ہے اور ضعف کیا ہے وہ عدم بعض ما فی القوی کا ہے قوت کی اور نقصان ما فی التام کا ہے تمام کے باوجود اشتراک فی الاصل کے بوجہ من الوجوہ تو یہاں اصل الامر ثابت ہے کہ ایک طرفین دونوں طرف سے علی وجہ الاتم جو متمزج ہے دوسری سے ساتھ عدم کے پھر ہم کہتے ہیں جو چاہے کہ بیان کرے تاصل اسماء اور فرعیت ممکنات کا اس مرتبہ میں تو اُس کے واسطے دو عبارتیں ہیں دونوں صحیح ہیں۔ ایک تو یہ کہ حقائق ممکنات وہی اسماء ہیں اور صفات متمیزہ علم کے مرتبہ میں اور دوسری عبارت یہ ہے کہ حقائق ممکنات عکوس اسماء اور صفات منطبعہ ہیں انکے اعدام کے جو اُن کے مقابل ہیں ہیں تو دونوں

ضعیفا لاعبابه عند المتفتشین من حقائق الاشیاء علی ما هی علیه الرابع ایضا محتاج الی مقدمة هی ان الصوفیة یسمون الاولی معشوقا والثانیة عاشقا والمرتبة العلیا الظاهرة فی الجمیع عشقا وهذا الاصطلاح من اللمعات ثم ان المعشوق یتدلی الی عاشقه و یجذبه الیه فیقال للسالک الذی غلب حاله هذا مجذوبا ومرادا ومحبوبا کما کان فی قصة ابراهیم جذبته العنایة الیه المراتب الوجودیة من حیث لا یدری فاصنع الذی فطره وتذکر من حال الافلاک ان ربه الذی فطره منزه عن هذه الذمائم وقد یتوجه العاشق الی معشوقه ویسیر الیه بالریاضات البدنیة وتجرید وجه الروح فیقال للسالک الذی غالبا له هذا سالکا ومریدا ومحبا وقد وقد یتدلی العشق والمعشوق ویترقی العاشق فیجتمعان فی الوسط فیسمی السالک الذی توارد الطرفین فیقال السالک المجذوب والمحب المحبوب والمرید المراد ومعنی هذا الکلام ان لله تجلیا فی قلب الشخص الاکبر وان لهذا التجلی انبساطا وانشراحا فی حظیرة القدس وان له عکوسا وظلالا فی الملأ الاعلی

له [illegible]

عبارتوں میں کچھ فرق نہیں ہے مگر ضعیف سا جسکو تفتیش کرنیوالے خاطر میں نہیں لاتے جو حقائق اشیا علی ما ہی علیہ کی تحقیق کرتے ہیں اور چوتھے معنی بھی ایک مقدمہ کے محتاج ہیں وہ یہ ہے کہ صوفیہ اول کے کو معشوق کہتے ہیں اور دوسرے کو عاشق اور مرتبہ علیا ظاہر فی الجمیع کو عشق اور یہ اصطلاح صاحب لمعات کی ہے۔ پھر معشوق نے تعلق کیا عاشق کیطرف اور کھینچا اپنی طرف اسکو تو بولتے ہیں ایسے شخص کو اکثر یہی حال ہے مجذوب اور مراد اور محبوب جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ کشش کی عنایت نے انکی طرف مراتب وجودیہ ایسی حیثیت سے کہ معلوم بھی نہیں پس بدل ڈالی اسکی طرف جسنے پیدا کیا اور یاد کیا حال افلاک کو کہ وہ منزہ ہیں اور کبھی عاشق ترقی کرتا اپنے معشوق کیطرف اور سیر کرتا ہے اسکی طرف بدن اور نفس کی ریاضتوں اور روح کے تجرید میں تب ایسے سالک پر یہ حال اکثر ہو تو سالک اور مرید اور محب کہلاتا ہے اور کبھی تعلق رکھتا ہے معشوق اور ترقی کرتا ہے عاشق تو دونوں بیچ میں جمع ہو جاتے ہیں اور اس سالک کو پیش آتی ہیں دونوں طرف کی برکتیں تو اسے کہتے ہیں سالک مجذوب اور محب محبوب اور مرید مراد اور اس کلام کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالی کی تجلیات ہیں شخص اکبر کے قلب میں اور تجلیوں کی انشراح اور انبساط حظیرہ القدس میں اور اسکے عکس اور ٹکڑے جا بجا ہے ملأ اعلیٰ میں تو منطبق ہوتے ہیں اس تجلی پر

فلينطبق على هذا البحث الاسماء التسعة و
التسعون وان لله تعالى ارادة حينا بعد
حين وعلما متجددا ورضا متجددا على حسب هذا
التجلي معمما في حيزه وهو الذي يسمونه بالعقل
لان النفوس البشرية منجذبة اليه انجذاب
الحديد الى المقناطيس وقد ذكرنا ذلك في صدر
هذه المقالة واليه السير والسلوك فيه الا انما
لا يقصد الصوفية وقد يقتضي العناية الالهية ان
يريد الحق اصطفاء عبد وهو ساهٍ في غلواء الشباب
الغي عما يريد به منه فهو مراد او قد
يقصده بالرياضات البدنية و تجريد
وجه الروح حتى يظهر الا
تصال الموعود في اصل جبلته
فهو مريد او قد يجري ذلك
باجتباء من الحق وسعي من نفسه و
يكون له تارات يتقدم سعيه في بعضها و
تغلبه جذبة من الغيب في البعض الاخر ويحس ذلك
في حالة واحدة من جهتين فيكون جامعا
للمرتبتين اما ما في المشربين فيقول قد
يكون الغالب عليه بعض وجوه هذا التجلي
ويكون مجذوبا من ذلك الوجه فيقال
تحقق باسم كذا وكذا او يقال ربه من
بين الاسماء اسم كذا وكذا او بالجملة
قد يفهم العارف اصل استعداده في
الاعيان الثابتة والاسم الذي يحذوه

تو وہ نام اور واسطے اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے حینا بعد
حینا یعنی ایک وقت بعد ایک وقت کے اور علم ہے
متجدد اور رضا ہے متجدد موافق اس تجلی کے یہ
تجلی یا وجود اپنے ٹھکانے میں ہوتی ہے وہی ہے جسکا نام عقل
ہے۔ اسواسطے کہ نفوس بشریہ اسکی طرف اسطرح کھنچتی
ہیں جیسے لوہا مقناطیس کیطرف اور ہم ذکر کر چکے ہیں اس
مقالہ کے شروع میں اور اسکی طرف سیر سلوک ہے
اور یہی اتصال ہے جسکا صوفیہ قصد کرتے ہیں اور کبھی
مقتضی ہوتی ہے عنایت الٰہیہ کہ حق ارادہ کرتا ہے کسی بندے کے
برگزیدہ کرنیکا۔ اور وہ ساہی جوانی کی ہو اسکو نہایت غفلت نفس میں ہو
اور اسکو خبر نہیں کہ کیا ارادہ کیا ہے ساتھ اس سالک کے
مراد کہتے ہیں اور کبھی وہ اسکا قصد کرتا ہے ریاضت بدنی اور روح
روح کے تجرد سے یہانتک کہ ظاہر ہو وہ اتصال جو امانت
ہے اسکی سرشت میں تو اس سالک کو مرید کہتے ہیں اور کبھی وہ
معلوم کرتا ہے اللہ کیطرف سے برگزیدگی اور کوشش کرتا ہے اپنے
نفس سے اور اسکو واسطے کبھی اسکی کوشش تقدم کرتی
ہے بعضے میں اور کبھی اسپر غالب ہوتی ہے کشش غیب سے
بعضے میں اور وہ محسوس کرتا ہے اسکو حالت واحد میں
دونوں جہتوں سے تو وہ دونوں مرتبوں کا جامع ہوتا ہے
اور جیسا ہوتا ہے دونوں مشربوں کا بس غالب ہے اسپر کبھی
بعض وجوہ اس تجلی کی اور ہوتا ہے مجذوب اس وجہ سے تو کہا
جاتا ہے کہ یہ اس اسم سے متحقق ہوا اور کہا جاتا ہے اللہ کے
اسماء سے وہ اسم اسکی تربیت کرتا ہے اور کبھی سمجھتا ہے عارف
اپنی اصل استعداد اعیان ثابتہ میں اور اس اسم
کو جو اسکے مقابل ہے اسماء میں سے تو نسبت کیا

من بين الاسماء فيثب اليه فيقال حقيقة
تعين اسم الرحمن واسم الله الى غير ذلك
والشيخ المجدد متعرض بهذا القول في كثير من مكاتيبه
وبالجملة فالقول بان حقائق الممكنات عكوس
الاسماء المنطبعة في الاعدام المقابلة لها ليس مخالفا
لكلام الشيخ ابن العربي واتباعه وكم لهم من
تصريح اوتلويح بهذا المعنى وقد اومانا الى
وجه المسئلة فلاحاجت الى نقل كلامهم لطنب
سرد تصريحاتهم وتلويحاتهم والقول بان حقائق
الممكنات وهي الاسماء بمعنى ان الاسماء المتصلة
في الوجود لها ظل في الطرف المقابل
يسمى باعيان الممكنات او بمعنى ان المعاف
له من السماء وهو حقيقة التي يرجع
اليها ليس مخالفا لكلام الشيخ المجدد ولو
شئنا لاقمنا براهين كثيرة من كلامه
فمحل كلام الشيخ المجدد انه وجد بعضا
من مقالات الشيخ ابن العربي واتباعه
فحمله على ما يخالف وجدانه وتلك فلتة
علميه لا دلة كشفية والفلتات لا يخلوا
منها العلماء ولا يضر علو مقامهم ان يوجد
في بعض كلامهم قليلا فلتة ما وقوله تمايز
الصفات الثمانيه لا يسلمه الصوفيه بل هي
عين الذات عندهم بمعنى ان الذات يكفي كفايتها وليس عند
المتكلمين دليل يدل على الزيادة لا نقلي ولا عقلي اما الاول
فلان غاية ما في الباب ان هنا حقيقة يصح اطلاق

جاتا ہے اسکی طرف تو کہا جاتا ہے کہ اسکی حقیقت میں
تعین اسم رحمٰن ہے یا اسم اللہ وغیرہ ہے اور شیخ مجدد کو اقرار
ہے اس قول سے اُن کے اکثر مکتوبوں میں الغرض یہ
قول کہ حقائق ممکنات عکس ہیں اُن اسماء کے جو منطبع ہیں
اُن اعدام میں جو انکے مقابل ہیں یہ قول مخالف نہیں
شیخ ابن العربی اور انکے اتباع کے کلام کے اور کتنی
ہیں تصریحیں یا اشارے اس معنی میں اور ہم اشارہ کر
چکے ہیں وجہ مسئلہ کیطرف یہاں کچھ حاجت نہیں انکے
نقل کلام اور طول دینا انکے تصریحات اور اشارات کی بیان کرنے
اور یہ قول کہ حقائق ممکنات وہی اسماء ہیں ساتھ اس معنی
کے ہے کہ اسماء متصلہ فی الوجود کا ظل ہے اسکے مقابل
کیطرف اسکا نام اعیان ممکنات ہے یا ساتھ اس معنی کے ہے
کہ عارف کا تربیت کرنیوالا اسمائیں سے ہے اور وہی ایسی
حقیقت ہے جسکی طرف رجوع ہے یہ نہیں مخالف ہے
شیخ مجدد کے کلام کے اور جو ہم چاہیں تو بہت دلیلیں قائم
کردیں اُنہیں کے کلام سے انکی کلام پر پس شیخ مجدد کے کلام کا
محصل یہ ہے کہ شیخ مجدد نے شیخ ابن العربی اور انکے اتباع کے بعضے
مقالات کو پایا اپنے وجدان کے مخالف اور یہ ایک فلتہ علمیہ ہے
کہ لغزش گاہ کشفیہ اور ایسے فلتوں سے علماء خالی نہیں اور انکی بلندی
مقام کو انکی [illegible] ضرر دہ نہیں جو انکے بعضے کلام میں کوئی بہت کم
فلتہ پایا جاوے اور انکا قول ہے کہ تمایز صفات ثمانیہ نہیں تسلیم کرتے
صوفیہ بلکہ انکے نزدیک عین ذات ہے وہ صفات ساتھ اس معنی کے
کے ہے کہ ذات انکی کفایت کو کافی ہے اور متکلمین کے پاس کوئی ایسی
دلیل نہیں نہ نقلی نہ عقلی اول تو یوں کہ غایت ما فی الباب
یہ ہے کہ وہاں ایسی حقیقت ہے کہ صحیح ہے اطلاق سمیع و علیم

[illegible]

السميع والعليم ونحوها عندنا ولغة اما هذه الصفات منها اثرة فكلا ومن انصف من نفسه عقل ان الناس اذا استعملوا افعال الصفات واسمائها لا يلتفتون الى تمائز الصفات وكونها زائدة على الذات اصلا لكنهم يلتفتون الى صدور الآثار لا غير فان من رأى شيئا يتحرك ويمشي ويحس يسميه حيا بسبب هذه الآثار ولا يلتفت على ان الحيوة صفة زائدة او هو ذاتي للحيوان الى غير ذلك من التدقيقات الفلسفية واما الثاني فلان العقل ما يشهد الا بكونه بحيث يصدر منه هذه الآثار واما ان ذلك منحصر في زيادة الصفات فكلا بل من انصف من نفسه عقل ان كون الصفات بمنزلة الاعراض في محلها القائمة بموصوفاتها هو اعظم التشبيه فان قال قائل هذا مذهب اهل السنة فيجب قبوله قلنا اهل السنة عندنا اهل القرون المشهود لها بالخير وما روى عن احد منهم انه تكلم في الصفات هل هي زائدة او لا وعلى تقدير زيادتها هل هي امور انتزاعية او خارجية واما هذه الفرقة من المتاخرين التي تدعي لنفسها انها اهل السنة فعلى تقدير ان لا يكون قولهم هذا بدعة في الدين واختراعا لم ينقله احد من السلف

وغیرہ کا عرفاً ولغتاً مگر یہ کہ وہ ان صفات متمائزہ ہیں تو ہرگز نہیں اور جو انصاف کرے اپنی دل میں تو جان لے کہ لوگ افعال صفات واسماء کو مستعمل کرتے ہیں تو وہ تمائز صفات کیطرف نہیں التفات کرتے اور نہ صفات کے زائد ہونے کی ذات سے ہرگز لیکن لوگ التفات کرتے ہیں صدور آثار کیطرف اور اسکے سوا نہیں کیونکہ جب کوئی دیکھے کسی شی کو کہ حرکت کرتی ہے اور چلتی ہے۔ اور حس کرتی ہے تو اسے کہتا ہے زندہ بسبب ان آثار کے اور نہیں التفات کرتا کہ زندگی صفت اور زائد ہے ذات سے یا وہ ذاتی ہے واسطے جیلوں کے اسطرف اسکے سوا جو تدقیقات فلسفیہ ہیں انکی طرف التفات نہیں کرتے اور دوسرے یوں ہے کہ بیشک عقل گواہی نہیں دیتی مگر اسکے ہونے کی ایسی حیثیت سے کہ یہ آثار اس سے صادر ہوتے ہیں اور یہ کہ یہ منحصر ہیں صفات کے زائد ہونے میں تو ہرگز نہیں بلکہ جو منصف ہو جان لے اپنی دل میں کہ ہونا صفات کا بمنزلہ اعراض کے ہے اپنے محل میں جو قائم ہیں موصوفات سے وہ بڑی تشبیہ ہے اور جو کوئی یوں کہے کہ یہ مذہب اہل سنت ہے اسکا قبول کرنا واجب ہے تو ہم کہتے ہیں اہل سنت ہمارے نزدیک وہ اہل قرون مشہود لہا بالخیر ہیں اور انمیں سے کسی نے نہیں روایت کیا کہ صفات زائدہ ہیں یا نہیں اور تقدیر صفات کی زائد ہونیکے کیا وہ امور انتزاعیہ ہیں یا خارجیہ ہیں اور یہ فرقہ متاخرین جو دعوی اہلسنت ہونیکا کرتے ہیں بر تقدیر نہ ہونے انکے اس قول کے بدعت فی الدین ہے اور اختراع ہے اسکا جسکو کسی سلف نے کہا ھم رجال ہم رجال یعنی یہ بھی آدمی وہ بھی

www.ubqari.org

فنحن رجال وهم رجال كذلك اختلاف اقواله
في ان العالم موجود خارجي بوجود ظلي او موهوم
متشفين اختلاف قليل الجدوى اذ المقصود
ان الوجودات الخاصة متحققة بحيث تصدر
منه آثارها سواء سمي هذا التحقق وجودا
خارجيا او وجودا وهميا ضيقا وان سألتني
عن الحق الصراح قلت ان الذات الالهية من حيث
هي هي اجل من ان تكون في الخارج او في الاعيان
اذ الخارج اسم للنفس الرحماني وفي الاعيان كناية عن
تعلم الحق تجلى عظيم هو في الخارج ويوصف الحق
بانه في الخارج او في العماء بشرط هذا التجلي
وان سألتني عن هذه الاقوال كلها ما انكرت
عليها الا من جهة التعبير او من جهة ذكر
شي في غير محله والافقل يشير صاحب كشف
الى ما ليس له حقيقة اصلا فالقول بالصفات
الثمانية له وجه وجيه وهو ان اول النفس
الرحماني المتمثل فيه الذكر والتجلي الاعظم
يسمى عند الاشاعرة بالصفات ولذلك قالوا
بصدورها بالايجاب وقدمها زمانا غير
انهم سموا شيئا واحدا باسماء شتى باختلاف
الجهات والاعتبارات وكم من اختلاف في
الجهات يلتوي في صدر الناس حتى يظنونه
من باب اختلاف الحقائق كالبياض والابيض
هما واحد في الحقيقة الا ان البياض
اسم له من حيث انه ماخوذ بشرط لا او

وہ بھی آدمی ہیں اور اسیطرح انکا اختلاف اقوال میں شیخ
مجدد کے کہ عالم موجود خارجی ہے وجود ظلی ہے یا موہوم
متوہم ہے اختلاف قلیل النفع ہے کیونکہ مقصود یہ ہے کہ وجودات
خاصہ متحققہ ہیں اس حیثیت سے کہ صادر ہوں انسے آثار انکے
برابر ہے کہ نام رکھا جائے اس تحقق کا وجود خارجی یا وجود وہمی
استوار اور جو تم مجھ کو پوچھو صریح حق تو میں کہتا ہوں،
ذات الٰہیہ میں حیثیت ہی ہی اس سے بہت بزرگ و برتر
ہے کہ خارج میں ہو یا اعیان میں ہو اسلیئے کہ خارج
نام ہے نفس رحمانی کا۔ اور اعیان میں کنایہ ہے اس سے
ہاں کہ حق کی ایک تجلی عظیم ہے وہ خارج میں ہے اور وصف
کیا جاتا ہے اس سے یہ کہ حق خارج میں ہے یا عما میں ہے بشرط
اس تجلی کے اور جو تم مجھ سے پوچھو ان کل اقوال سے تو
مجھے انکار نہیں انکا مگر بجہت عبارت کے یا اس جہت سے کہ ذکر
شی کا اسکو محل میں نہیں اور نہیں تو جو صاحب کشف اشارہ
کرے اس چیز کیطرف جسکی کچھ حقیقت ہی نہیں تو قول،
صفات ثمانیہ کیواسطے ایک اچھی وجہ ہے وہ یہ ہے کہ اول
نفس رحمانی جسمیں متمثل ہے ذکر اور تجلی اعظم اسکا نام اشاعرہ
کی نزدیک صفات ہے اور اسیواسطے انہوں نے اسکا
صدور واجب کہا ہے اور قدیم کہا ہے زمانہ کی رو سے
سوا اسکے نہیں کہ انہوں نے ایک شے کے بہت نام
رکھدیئے بسبب اختلاف جہتوں اور اعتبارات کے اور کتنے
ہی اختلاف جہات کے ملتوی ہوتے ہیں لوگوں کے سینہ
میں یہاں تک کہ وہ گمان کرتے ہیں اس اختلاف کو
حقائق کا اختلاف جیسے بیاض اور ابیض کہ حقیقت میں
ایک ہیں مگر اتنا ہے کہ بیاض ایک اسم ہے اسکا اس حیثیت

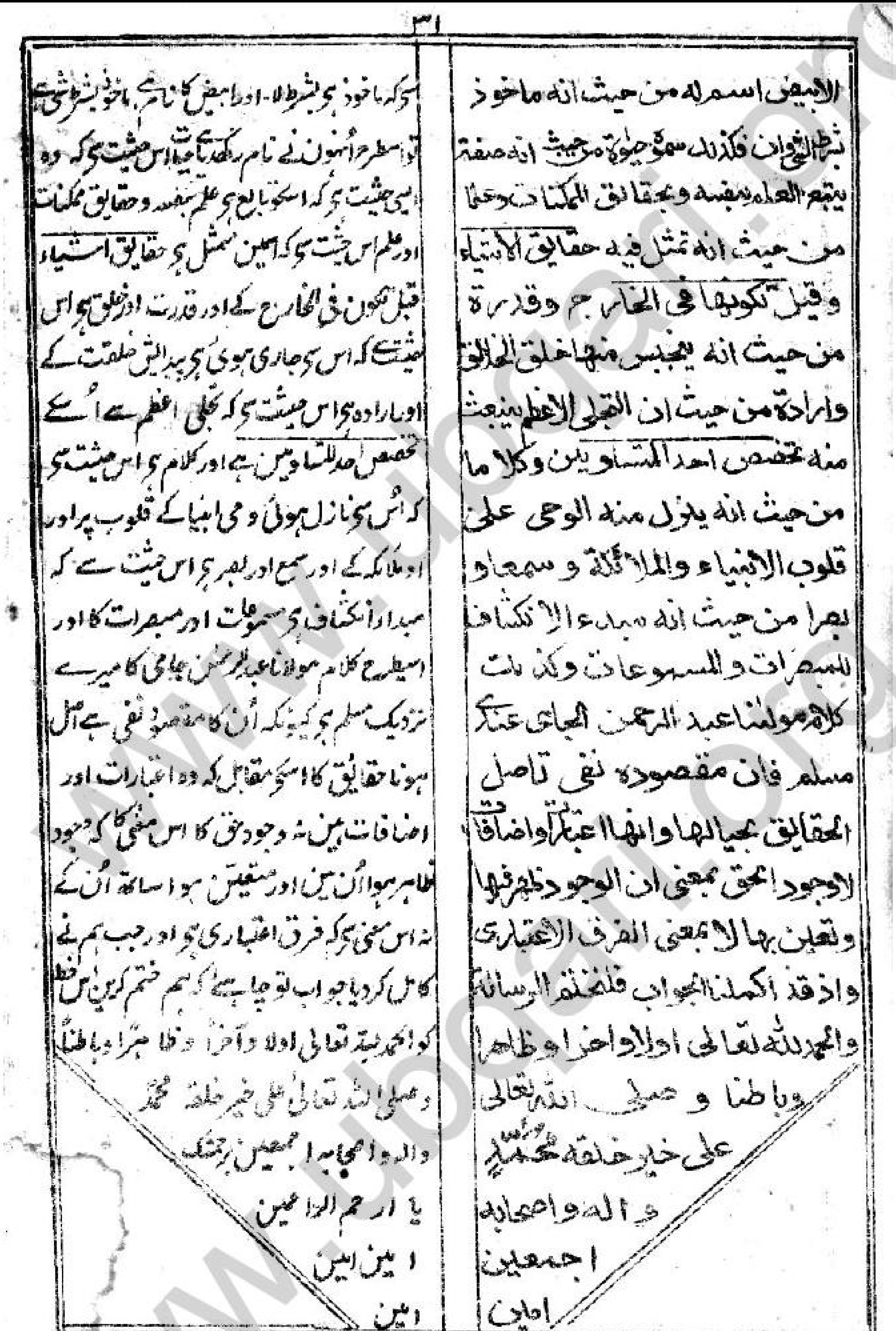

۳۱

الابيض اسم له من حيث انه ماخوذ بشرط الخوان فكذلك سموه حيوة من حيث انه صفة يتبع العلم بنفسه وحقائق الممكنات وعلما من حيث انه تمثل فيه حقائق الاشياء وقبل تكونها في الخارج وقدرة من حيث انه ينبجس منها خلق الخلائق وارادة من حيث ان التجلي الاعظم ينبعث منه تخصص احد المتساويين وكلاما من حيث انه ينزل منه الوحي على قلوب الانبياء والملائكة وسمعا وبصرا من حيث انه مبدء الانكشاف للمبصرات والمسموعات وكذلك كلام مولانا عبد الرحمن الجامي عندي مسلم فان مقصوده نفي تاصل الحقائق بحيالها وانها اعتبارات واضافات لا وجود الحق بمعنى ان الوجود ظهر فيها وتعين بها لا بمعنى الفرق الاعتباري واذ قد اكملنا الجواب فلنختم الرسالة والحمد لله تعالى اولا واخرا وظاهرا وباطنا وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وسلم وآله واصحابه اجمعين

امين

سو کہ ماخوذ ہے بشرط لا۔ اور ابیض کا نام ہے ماخوذ بشرط شی تو اسطرح انہوں نے نام رکھدیا حیات اس حیثیت سے کہ وہ ایسی حیثیت ہے کہ اسکو تابع ہے علم بنفسہ وحقایق ممکنات اور علم اس حیثیت سے کہ اسمیں متمثل ہے حقایق اشیاء قبل تکون فی الخارج کے اور قدرت اور خلق ہے اس حیثیت کہ اس سے جاری ہوئی ہے پیدائش خلقت کے اور ارادہ ہے اس حیثیت سے کہ تجلی اعظم سے اسکے تخصص احد المتساوین ہے اور کلام ہے اس حیثیت سے کہ اس سے نازل ہوئی وحی انبیا کے قلوب پر اور ملائکہ کے اور سمع اور بصر ہے اس حیثیت سے کہ مبدا انکشاف ہے مسموعات اور مبصرات کا اور اسیطرح کلام مولانا عبد الرحمن جامی کا میرے نزدیک مسلم ہے کیونکہ ان کا مقصود نفی ہے اصل ہونا حقایق کا اسکے مقابل کہ وہ اعتبارات اور اضافات ہیں نہ وجود حق کا اس معنی کہ وجود ظاہر ہوا ان میں اور متعین ہوا ساتھ ان کے نہ اس معنی سے کہ فرق اعتباری ہے اور جب ہم نے کامل کر دیا جواب تو چاہیے کہ ہم ختم کریں اس خط کو الحمد للہ تعالی اولا و آخرا ظاہرا و باطنا وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

امین امین

امین

(کتبہ فقیر عطا محمد حصاروی فی الحال دہلی مدرسہ مولوی عبد الوہاب المرحوم)

سواء السبیل کلیمی عربی مع ترجمہ اردو

جد امجد ولی نعمت حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف وسلوک میں معرکۃ الآرا تصنیف جو دو سو برس سے پردہ اخفا میں تھی جس میں اللہ جل شانہٗ کی ذات وصفات پر مکمل اور مدلل مع بحث متقدمین علمائے کرام مثلاً حجۃ الاسلام امام غزالی وحضرت مولانا فخر الدین رازی اور دیگر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اقوال اور پھر اپنی رائے معترضین کے فرضی اعتراضات قائم کرکے اس کے معقول اور کافی جواب۔ اور اسی بحث پر حنفیہ صوفیہ اشاعرہ اور معتزلہ کے عقائد اور اختلافات غرض حضرت کا نام ہی اس کتاب کے بے نظیر ہونے کی کافی ضمانت ہے کتاب کے مرحلات کی مفصل فہرست ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر ارسال ہوگی۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس پایہ کی کتاب ہے عموماً ہر مسلمان اور خصوصاً متوسلین سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے لیئے۔ اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ ساتھ ہی یہ خوبی کہ سونے پر سہاگہ ہے کہ عربی زبان سے تھوڑی بھی دلچسپی رکھنے والے شوقین بالمقابل اردو ترجمے سے اپنی لیاقت بڑھانا چاہیں تو اُن کے لیے گھر کا مرشد ہونے کے علاوہ گھر کا اتالیق بھی ہے۔ کیونکہ عربی آسان ہے۔ باوجود اسقدر خوبیوں کے ہدیہ ایک روپیہ جلدی منگائیے ممکن ہے کہ پہلا اڈیشن ختم ہو جائے اور دوسرے اڈیشن کے لیئے ناگوار انتظار کرنا پڑے +

فیوض الحرمین

معہ ترجمہ اردو سعادت کونین۔ جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیش بہا تصنیف جس میں شاہ صاحب ممدوح نے بموقع حج مبارک علاوہ واقعات حرمین محترمین کے مسئلہ وحدۃ الوجود وتقلید اہل فقہ واہلحدیث وتصوف ومیلاد شریف اور دیگر اختلافی مسائل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس ومطہر سے حل فرما کر تفصیل کیا تھا اس رسالہ میں درج کیا ہے ہدیہ اس گوہر بے بہا کا بارہ آنہ جلدی طلب کیجئے کہ قریب الختم ہے +

تفہیمات الٰہیہ

جلد اول انہی شاہ صاحب کی معرکۃ الآرا تصنیف جو جمیع علوم پر حاوی ہے۔ اکثر بڑے مصنفین نے اپنی تصانیف میں اس کتاب کا حوالہ دیا ہے کتاب کیا ہے گویا تصوف الٰہیات حقائق ومعارف کا دریا لہریں لے رہا ہے نماز وروزہ اور جمیع احکام اسلام کا فلسفیانہ توجیہ اس شان سے کی ہے جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کتاب کا زیادہ حصہ عربی اور کچھ فارسی ہے قیمت چھ آنہ +

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

معہ ترجمہ اردو حضرت شاہ صاحب ممدوح کی علم سلوک میں لاجواب تصنیف چودہ خانوادوں کے اذکار واشتغال توجہ ومراقبہ اور معمولات کے تفصیلی حالات ہر ایک گروہ کے علیحدہ علیحدہ درج جو فرقہ جہاں مشہور ہے اسکی تشریح اور صحت الفاظ اور اپنے سلسلوں کا ارتباط جتنے طریقوں سے ایکو پہنچے ہیں بیان کیا ہے غرض قابل قدر اور لائق دید کتاب ہے قیمت ایک روپیہ +

المشتہر

سید عبد الغنی جعفری سجادہ نشین کلیمی درمیان جامع مسجد ولال قلعہ دہلی